دو راہی انجانے

رافعہ عزیز

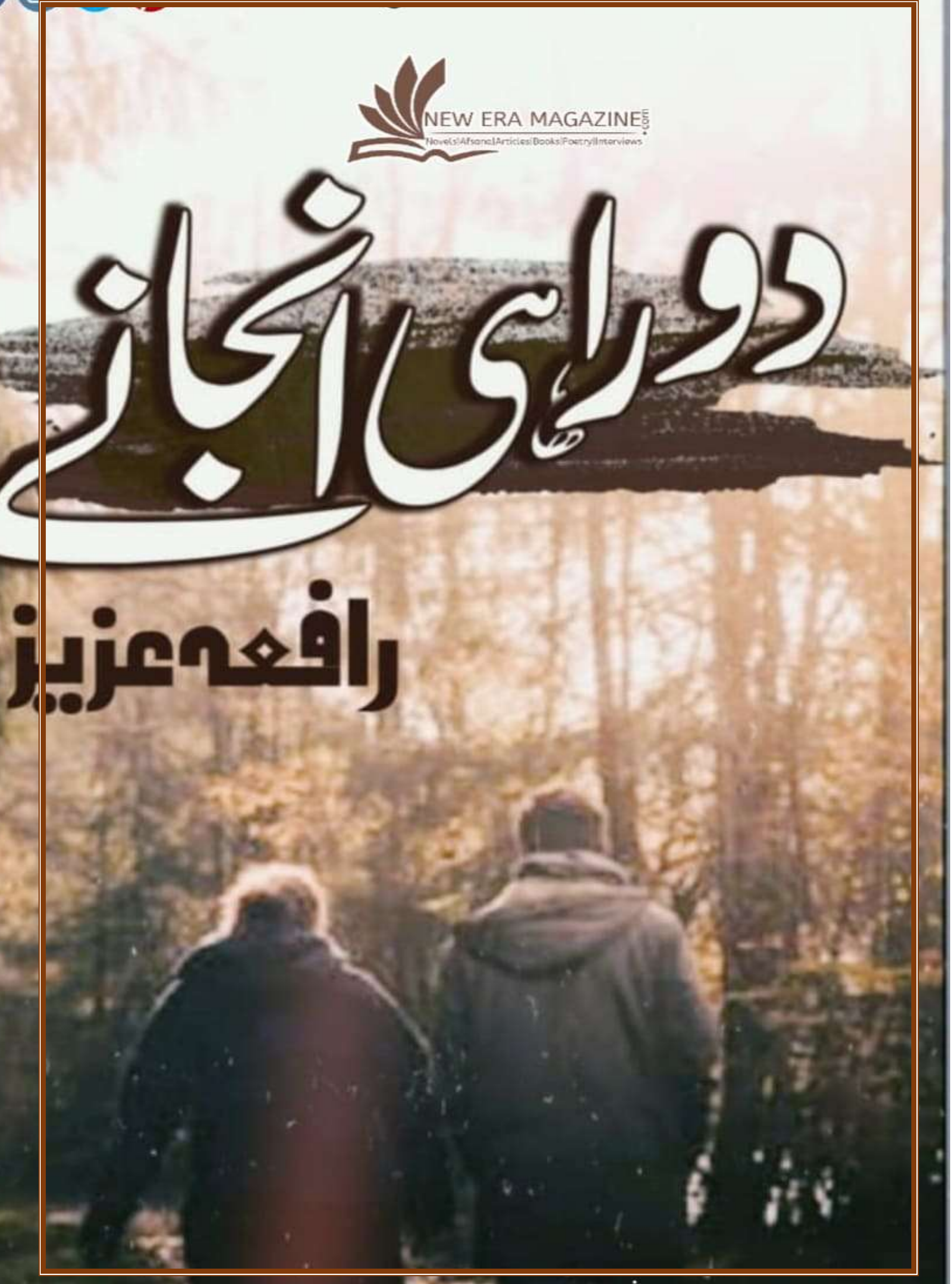

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

دوراہی انجانے

ازرافعہ عزیز

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

انتساب :

ہر قدم پہ میرے ساتھ رہنے

اور میرا ساتھ دینے والی دوستوں کے نام

جو احساس بن کر سدا میرے ساتھ رہتی ہیں۔

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہمیں علم وشعور عطا کیا۔ شکر گزار ہوں میں اپنے رب کی جس نے میرے قلم کو چلنے کی قوت بخشی۔

میں آپ سب کی محبتوں کی مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے میرے ناول کو سراہا اور پسند کیا۔

زندگی۔۔۔ ایک سفر ہے۔۔۔ انجانہ سفر۔۔۔ کب کیا ہو جائے کسے خبر!

زندگی کے اس انجانے سفر کو سہانا بناتے ہیں اس سفر میں ملنے والے راہی۔۔۔ ابتداء میں انجان، اجنبی پر اختتام تک وہ لازم و ملزوم زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں۔

یہ کہانی بھی ایسے ہی دو انجان مسافروں کے انوکھے ملن کی ہے۔

یہ کہانی محبت کی راہ میں آنے والی آزمائشوں سے نہ ہارنے والوں کی, وفا کی اور صبر پر اجر کی ہے۔

ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے امید کرتی ہوں میرا لکھا آپ کے چہروں پر مسکراہٹ لانے کا باعث بنے۔

اب میں ذکر کرنا چاہوں گی ان لوگوں کا جن کی محبت نے مجھے ہمیشہ ہمت دی۔ میرے

والدین کی دعائیں اور خاص کر میری خالہ کی محبت ان کا ہر قدم میرا ہاتھ تھامے رکھنا مجھے ہمیشہ حوصلہ دینا۔ اس کے بعد میرے قارئین کا شکریہ جنہوں نے میرے ناول کو پسند کیا اور اپنی قیمتی رائے سے آگاہ کیا۔

میری بہت خاص دوستیں جن میں عنزہ مصطفیٰ، شازمہ عامر، نمرہ عباس، لائف ٹائم لائف لائنز اور خاص کر مریم شیخ جنہوں نے میرا ناول پروف ریڈ کیا اس کے علاوہ بھی بہت سے لوگ ہیں۔ میں ان سب کی محبت اور احترام کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

آپ کے خلوص اور دعاؤں کی طالب۔

رافعہ عزیز

زندگی کے ایک انجانے سفر پر، میں چلی ہوں

کچھ نئے لوگوں سے ملنے اور یادیں بنانے چلی ہوں

ایک خاص سا احساس اس بار میرے ساتھ ہے

کسی کی نظروں کے حصار میں ہونے کا خیال ہے

لگتا ہے سفر میں کوئی ملنے والا ہے

دوراہی انجانوں کا ساتھ جڑنے والا ہے

Novels|Poetry|Interviews

موسم انتہائی خوشگوار تھا. ابر رحمت نے خوب برس کر دھرتی کو سیراب کیا تھا. جس سے روئے زمین کی ہر شے نکھر چکی تھی. سیاہ تارکول سڑک پر بس اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔

درد جگر، سخت سزاواں عشق دیاں

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو اللہ

ہائے پھلاں ور گی جندڑی عشق رُلا چھڈدا

سرِ بازار چاہوے عشق نچا چھڈدا

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو اللہ ہو

بس ڈرائیور نے بلند آواز میں قوالی لگا رکھی تھی جس کے ہر بول کے ساتھ وہ مسرور ہوتا گلوکار کے بول دوہرا رہا تھا۔

بولنے والے کی آواز کا سوز تھا جس نے مسافروں کو بھی اپنے حصار میں لیا ہوا تھا لیکن ان میں سے تیسرے نمبر والی سیٹ پر بیٹھی ایک مسافر جو پرینٹڈ کُرتے اور بلیو جینز میں ملبوس تھی. سر پر سٹائل سے لیا گیا حجاب, گورا رنگ گھنی پلکوں کے سائے میں چمکتی

بھوری آنکھیں جو اس وقت کتاب پڑھنے میں مصروف تھیں. وہ دنیا جہان سے بے خبر دیکھائی دے رہی تھی۔ اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی نے دائیں جانب جھک کر کتاب کا نام پڑھا "راہِ یار تیری بارشیں" نام پڑھتے ہی وہ برا سا منہ بنا کر سیدھی ہوئی تبھی ڈرائیور نے زور سے بریک لگائی بس کے ٹائیر بری طرح چرچرائے مسافر اچھل کر آگے ہوئے بل کھاتے پہاڑوں میں خوفناک آواز گونجی۔ درخت پر بیٹھے پرندے پھڑ پھڑا کر اڑ گئے جیسے بس کی اچانک بریک نے ان کے آرام میں خلل ڈال دیا ہو، بلکل ویسے ہی جیسے بھوری آنکھوں والی کو اس کی دنیا سے بے آرام کیا گیا تھا۔ بھوری آنکھیں بیزاری سے ڈرائیور کی طرف اُٹھیں جو بس سے اتر رہا تھا۔ 'ٹائیر پنکچر ہو گیا ہے' کنڈیکٹر نے اندر آ کر سب کو اطلاع دی. اس نے گہرا سانس لے کر ناول بند کیا اور شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔ گہری ہوتی شام، آسمان پر چھائے بادل اس نے کھڑکی کھول کر چہرہ تھوڑا سا باہر نکال کر تازی ہوا کو محسوس کیا ایک طرف پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے تھے تو دوسری طرف کھائی اور گھنے جنگل بھی برف کی لپیٹ میں تھے ٹھنڈی اور تازہ ہوا کو محسوس کرتے ہی وہ کھل اٹھی ایسے مناظر اسے ہمیشہ قوت بخشتے تھے۔ دو دن سے وہ مسلسل سفر میں تھی ابھی وہ حسین نظاروں سے لطف اندوز ہو رہی تھی تبھی ساتھ بیٹھی لڑکی نے اس کا بازو ہلایا وہ اس کی جانب مڑی "آپ اکیلی ہیں؟" لڑکی نے سوال

کیا۔

"اتنے مسافروں کے ہوتے ہوئے میں اکیلی کیسے ہو سکتی ہوں۔" ہنستے ہوئے جواب دیا اس کی بات پر لڑکی کے لبوں کو بھی ہلکی سی مسکان نے چھوا۔

"میرا مطلب تھا آپ کے ساتھ اور کوئی نہیں ہے"

"نہیں اور کوئی نہیں ہے۔"

اور پھر باتونی لڑکی جسے سوال جواب کرنے کا شاید بہت شوق تھا اس نے مزید پوچھا کہ "آپ کو تنہا سفر کرتے ہوئے خوف نہیں آتا؟" اس کے معصومانہ انداز پر وہ کھلکھلائی۔

"آپ بھی تو تنہا سفر کر رہی ہو، کیا آپ کو خوف آ رہا ہے؟"

"نہیں میں اکیلی نہیں ہوں میرے امی اور ابو بھی ساتھ ہیں وہ پیچھے بیٹھے ہیں۔"

"اچھا" اس نے سر ہلایا

سوالوں کا رخ بدل کر کتاب کی طرف گیا جو اس کی گود میں پڑی تھی۔

"لگتا ہے آپ کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے، سارا راستہ آپ ارد گرد سے بیگانہ بس

اس کتاب میں ہی کھوئی ہوئی تھیں۔"

"نہیں مجھے کورس کی کتابیں بلکل نہیں پسند لیکن ہاں ناولز بہت پسند ہیں۔" اس کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی

"اوہ اچھا۔۔۔ آپ کا نام کیا ہے؟" اس چھوٹی لڑکی کو وہ اچھی لگی تھی

"وشمہ خان۔ اور آپ کا؟"

"عائشہ" وہ مسکرائی۔ ابھی وہ باتیں کر رہی تھیں تبھی کنڈیکٹر نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا "آپ سب یہاں سے پیدل بس سٹاپ تک چلے جائیں۔ ٹائیر بدلنے میں وقت لگے گا کچھ ہی دیر میں اندھیرا چھا جائے گا تو راستے بند ہو جائیں گے اس لیے جلدی جلدی سٹاپ تک پہنچ جائیں۔" وہ کہہ کر اتر گیا وشمہ نے عائشہ کو دیکھا تبھی ایک خاتون ان کی طرف آئی

"چلو عائشہ"!

"اوکے آپی اللہ حافظ ہم جا رہے ہیں بہت اچھا لگا آپ سے مل کر آپ بہت پیاری ہیں." وہ چاہت بھرے انداز میں بولی

"مجھے بھی بہت اچھا لگا۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

آہستہ آہستہ سب بس سے اترنے لگے وہ بھی اپنا بیگ اٹھا کر بس سے اتر آئی مسافر بہت کم تھے بس سے اترتے ہی اسے محسوس ہوا کہ سارے یہی کے رہائشی ہیں تبھی وہ پیدل ہی آگے بڑھ رہے تھے اس نے عائشہ کو اپنے پاس بلایا

"عائشہ آپ کا گھر ادھر ہی ہے؟"

"جی، ادھر پاس میں ہی ہے، ابو کہہ رہے ہیں پیدل ہی جائیں گے، آپ کا گھر کہاں ہے؟"

"میرا آگے ہے کافی۔"

"آگے تو رات کو برف باری کی وجہ سے راستے بند کر دیتے ہیں۔ آپ اپنے گھر والوں کو بلوالیں وہ آپ کو لے جائیں گے بس سٹاپ سے، اچھا آپی اللہ حافظ ابو بلا رہے ہیں۔

"عائشہ اس کو مشورے سے نوازتی اپنے والدین کی طرف بھاگ گئی.

وشمہ کے چہرے کا رنگ اُڑنے لگا اس نے تو یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ برف باری کے بعد زیارت سے آگے راستے بند ہو جاتے ہیں اس نے بیگ ایک بڑے سے پتھر پر رکھا بیگ

زیادہ بڑا نہیں تھا اور نہ ہی بھاری۔ ٹھنڈی ہوائیں اس کے جسم کو سن کر رہی تھیں۔ سردی کی شدت سے وہ کپکپانے لگی

جہاں بس خراب ہوئی تھی وہ جگہ قدرے سنسان تھی. ہر طرف اونچے پہاڑ، گھنے اور بلند و بالا درخت ہی درخت تھے. دور دور تک کسی دکان، ہوٹل وغیرہ کا نام و نشان تک نہیں تھا، جہاں جا کر وہ بیٹھ سکتی. فضا میں سرد ہوا کے چلنے سے سردی کی شدت بڑھنے لگی تھی۔ اس نے بیگ سے لانگ کوٹ نکال کر پہن لیا۔ کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے وہ ارد گرد پہاڑوں اور لمبے درختوں کو دیکھنے لگی اب اسے فکر ہو رہی تھی سرپرائز کے چکر میں حویلی میں کسی کو اپنے آنے کی خبر نہیں دی تھی اور اب آگے راستوں کا بھی اسے کچھ علم نہیں تھا۔

"لالہ کو فون کرتی ہوں۔" اس نے کال ملا کر فون کان سے لگایا لیکن بیل نہیں جا رہی تھی اس نے کان سے فون ہٹا کر دیکھا سگنلز نہیں تھے۔

"اوہ! ڈیم اِٹ اب کیا کروں گی۔" وہ لندن میں اکیلی رہی تھی، اسے کبھی اکیلے رہنے سے ڈر نہیں لگا تھا لیکن اس وقت اس سنسنان، ویران جگہ پر اندر ہی اندر اسے خوف محسوس ہو رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ خود پر غصہ بھی آ رہا تھا۔ آخر کار تنگ آ کر وشمہ ٹائر

کے ساتھ نبرد آزما ڈرائیور سے مخاطب ہوئی

"بھائی بات سنیں اور کتنا وقت لگے گا؟" ڈرائیور نے ہاتھ روک کر بے چینی سے ہاتھوں کو مسلتی لڑکی کو دیکھا

"ابھی تو وقت لگے گا، آپ پیدل چلی جائیں، سٹاپ آدھا گھنٹہ ہی دور ہے یہاں سے، رات ہو جائے گی تو مسئلہ ہو جائے گا کیونکہ آگے راستے بند ہو جائیں گے۔ بس یہی سے واپس پلٹ جائے گی۔" اس کا جواب سن کر وشمہ کی پریشانی مزید بڑھ گئی۔ طرح طرح کے واہموں اور اندیشوں کے ساتھ وہ واپس مڑ گئی. عالم پریشانی میں وہ ایک دفعہ پھر موبائل پر نمبر ملانے لگی، مگر سگنلز آڑے آرہے تھے۔

اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا اسے چلتے قریباً آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا لیکن اب تک بس سٹاپ کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا۔۔۔ اب کے اسے رکنا پڑا کہ سامنے دوراہیں تھیں۔۔۔ اس نے رک کر اِدھر اُدھر کسی سائن بورڈ کی تلاش میں دیکھا... "اب کہاں جاؤں؟؟ رائٹ یا لیفٹ؟؟" اس نے خود سے سوال کیا پھر ایک سیکنڈ کچھ سوچ کر وہ بائیں جانب بڑھ گئی۔ ساتھ ہی ایک بورڈ گرا ہوا تھا جس پر لکھا تھا کہ آگے خطرناک راستہ ہے جو جنگل کی طرف جاتا ہے لہذا اس جانب نا آئیں۔۔۔۔

دس منٹ بعد اس کی ہمت جواب دے گئی گہرا ہوتا اندھیرا، سردی کی شدت، اس کا دل بھاری ہونے لگا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتی تھی۔

"ڈرائیور نے تو کہا تھا تھوڑا سا آگے ہی بس سٹینڈ ہے مجھے تو یہاں کوئی انسان بھی نظر نہیں آ رہا۔" جھنجھلاتی ہوئی وہ دوبارہ چلنے لگی کافی آگے جا کر وہ ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئی اور پھولی ہوئی سانس بحال کرنے لگی۔۔۔

ایک دم کسی پرندے کی خوف ناک آواز پر وہ ڈر کر اچھلی بے بسی سے آنسو گال پر بہہ نکلے

"اللہ میں ایسے نہیں مرنا چاہتی کسی کو میرے مرنے کی خبر نہیں ملے گی آغا جان، لالہ سب یہی سمجھے گے میں لندن میں ہوں، لندن والے سمجھے گے میں پاکستان میں ہوں اور میں، میں اس خوفناک جگہ پر سَڑ رہی ہوں گی اللہ پلیز مجھے بچا لیں میں اب کسی کے شوہر پر نظر نہیں رکھوں گی سالار، جہان، فارس (ناولز کے ہیرو) کسی پر نہیں بس مجھے یہاں سے نکال دیں۔" وہ سست قدموں سے چلنے لگی جب تھک جاتی تو کسی پتھر پر بیٹھ جاتی چار سو گہرا سناٹا تھا، لمبے لمبے درخت خوفناک منظر پیش کر رہے تھے۔ کتنے ہی آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں پر بہنے لگے۔ اس نے پتھر پر بیٹھتے ہی موبائل کی ٹارچ سامنے

کی طرف کی کچا سارا راستہ تھا اتنی دیر سے چلنے کی وجہ سے اس کے پاؤں اب دکھ رہے تھے۔ موبائل پر لو بیٹری کا سائن آیا تو بے اختیار اس کا دل زور سے دھڑکا ایک اس کا ہی تو آسرا تھا، وہ فلیش لائٹ سے آگے کا راستہ دیکھنے لگی تبھی موبائل بند ہو گیا وشمہ کا پورا وجود خوف سے کانپنے لگا اسے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا آنسوؤں میں تیزی آ گئ

"اللہ !۔۔۔اللہ پلیز میری مدد کریں۔" اس نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا، کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اسے قدموں کی آواز آئی وشمہ نے سر اٹھایا ہلکی سی روشنی اسے نظر آئی جو آہستہ آہستہ اس کے قریب آ رہی تھی اس کے آنسوؤں میں تیزی آ گئی۔ وہ نم آنکھیں لیے کھڑی ہوئی اللہ نے اس کی سن لی تھی اور اس کے لیے فرشتہ بھیج دیا تھا ہاں وہ اسے فرشتہ ہی لگا چھ فٹ لمبا قد، شاید وہ جینز اور جیکٹ میں ملبوس تھا وشمہ کو صحیح سے نظر نہیں آیا اب وہ اس کے بلکل قریب آ گیا تھا۔

★★★★★★★★★

وہ ایک سہانی شام تھی وہ بیڈ پر لیٹا،

آنکھوں میں محبت کا جہاں سموے اپنی عزیز جان ہستی کی تصویر دیکھ رہا تھا۔ اس چہرے کو دیکھ کر ہی اس کی صبح اور شام ہوتی تھی اس کی دھڑکن اسی کے نام پر دھڑکتی تھی وہ کوئی اور نہیں بلکہ اس کی بچپن کی منگیتر اس کا عشق عالیہ تھی وہ اپنی عالی کو کچھ اور وقت دیکھنا چاہتا تھا لیکن کوئی کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا تو اس نے فوراً تصویر تکیے کے نیچے رکھ دی۔

"کیا کر رہے ہو شاہ؟ عمر نے اندر آتے ہی اسے دیکھ کر پوچھا، پھر چلتا ہوا اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا

"کچھ نہیں بس ابھی آ کر لیٹا تھا تو بتا کیسے آنا ہوا؟" وہ اٹھ کر بیٹھا

"بس ایسے ہی۔ آغا جان آ رہے تھے تو میں بھی ان کے ساتھ آ گیا۔"

"ہاں تجھے تو بہانا چاہیے تھا پلوشہ سے ملنے کا۔" شاہ کی بات پر عمر خان نے سر جھٹکا

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"چل آ باہر چلتے ہیں۔" وہ دونوں باہر جانے کے لیے اٹھ گئے

"شاہ لالہ" وہ سیڑھیاں اتر رہا تھا جب پلوشہ نے اسے روکا دونوں پلٹے پلوشہ عمر کو دیکھ کر ایک دم سپٹا گئی اور اپنی چادر ٹھیک کی "لالہ یہ مورے کی دوائی لیتے آنا۔" شاہ نے اپنی پیاری سی بہن سے دوائی کا نسخہ پکڑا اور سیڑھیاں اتر گیا عمر نے دوسری نظر بھی پلوشہ پر نہیں ڈالی تھی وہ تب تک انہیں دیکھتی رہی جب تک وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو گئے

"مجھے ایسا کیوں لگتا ہے جیسے عمر کو میں پسند نہیں ہوں، شاہ لالہ تو عالیہ بھابھی سے بہت محبت کرتے ہیں۔" وہ بجھے دل کے ساتھ واپس اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

★★★★★★★★★

پوری حویلی روشنی سے نہائی ہوئی تھی مغرب کے بعد ہی حویلی کو روشن کر دیا جاتا تھا گارڈن ایریا کو خاص روشن کیا جاتا تھا کیونکہ مغرب کے بعد سب عورتیں تازی ہوا کے لیے باہر آجاتی تھیں بی بی جان سر کو اچھی طرح ڈوپٹے سے ڈھانپے ہوئے شام کے اذکار پڑھنے میں مصروف تھیں۔ ان کے سامنے امل منہ لٹکائے بیٹھی تھی بی بی جان نے پانی میں دم کیا پھر اس کی طرف بڑھایا جس کو اس نے بغیر چوں چراں کیے پی لیا اور آدھا بچا کر گلاس سامنے رکھی میز پر رکھ دیا

"یہ لیں گرما گرم پکوڑوں کے ساتھ چائے۔ "نوال نے ٹرے میز پر رکھی امل کی آنکھیں چمک اٹھیں اس نے نظریں اٹھا کر اپنی بہن کو دیکھا آسمانی رنگ کے سوٹ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"جیتی رہو خوش رہو میری بچی۔ "بی بی جان نے اس کے سر پر پیار کیا وہ مسکرا کر امل کے ساتھ بیٹھ گئی

"کتنی اچھی ہو آپی آپ قسم سے میرا بڑا دل کر رہا تھا پکوڑے کھانے کا۔ "اس نے جھٹ سے ایک پکوڑا اٹھا کر منہ میں ڈالا

"مورے بھی آ گئیں۔۔۔ "اس نے پیچھے دیکھ کر کہا امل نے بھی فوراً گردن موڑی

"مورے جلدی آئیں آپی نے بہت مزے کے پکوڑے بنائیں ہیں۔ "

"واہ میری بیٹی خوش ہو گئی" زنیرا بی بی بیٹھتے ہوئے بولیں

"اس کو خوش کرنے کے لیے ہی تو پکوڑے بنائیں ہیں۔ "

"لالہ بھی ہوتے تو کتنا مزا آتا۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے انکے لیے چائے بناتی۔ "امل کی آواز میں پھر سے اداسی چھا گئی

"آجائے گا وہ، اداس نا ہو دعا کرو خیریت سے ہو۔۔۔۔ میرا دل بڑا بے چین ہے۔" بی بی جان نے آسمان کی طرف دیکھا جہاں بادلوں کا بسیرا تھا

"ایک سال ہو گیا ہے بی بی جان لالہ کو دیکھے ہوئے۔" وہ اداسی سے بولی

"بس اب تو وہ واپس آنے والا ہے۔"

"ہمم"

"اچھا تم منہ مت لٹکاؤ چائے پیو۔ صبح لالہ کو فون کر لینا۔" نوال نے چائے کا کپ اسے پکڑایا جسے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ امل نے تھام لیا۔

★★★★★★★★★

اس نے موبائل کی ٹارچ وشمہ کی طرف موڑی روشنی سے وشمہ کی آنکھیں چندھیائی

"افف اسے پیچھے کرو۔" لڑکے نے موبائل دوسری طرف کیا پھر بولا

"چڑیل میرے سامنے سے ہٹو دیکھو میرے پاس کچھ نہیں ہے اور میرا خون بھی آپ نہیں پی سکتی کیونکہ وہ کڑوا ہے اس لیے ہٹو۔" وہ وشمہ کو حیرت میں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا ابھی دو قدم ہی چلا تھا کہ دوبارہ پلٹا

"ایک احسان کر دو چڑیل مجھے یہاں سے نکلنے کا راستہ بتا دو۔" اس نے دوبارہ موبائل کی روشنی اس کے چہرے پر ڈالی تو وشمہ جیسے ہوش میں آئی

"شٹ اپ تم ہو گے جن کہاں سے میں تمہیں چڑیل نظر آ رہی ہوں۔" وہ تو تپ ہی گئی

"واؤ بولتی بھی ہو"

"اگر اب تم نے مجھے چڑیل بولا تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔"

"پاؤں دیکھاؤ اپنے" اس نے موبائل وشمہ کے پاوؤں کی طرف موڑا

"پاؤں تو ہیں۔ اچھا چھا مان لیا کہ چڑیل نہیں ہو اب گھورو نہیں۔ تو محترمہ آپ اس وقت یہاں گھنے جنگل میں کیا کر رہی ہیں؟"

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس نے الٹا سوال کر دیا

"میں ایڈوینچر کر رہا ہوں۔"

"اس وقت۔۔۔"

"مذاق تھا یہ۔۔۔ میں گم ہو گیا ہوں."

"میں بھی" وہ اداسی سے بولی

"اب کیا کریں؟ "

"وہی جو پہلے کر رہے تھے یہاں سے باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈتے ہیں۔" اس نے وشمہ کو آگے چلنے کا اشارہ کیا

"کیا میں آجاؤ ساتھ؟ "

"جی محترمہ آجائیں ڈرے نہیں میں جن نہیں ہوں شاید آپ کی مدد کر کے مجھے ثواب ہی مل جائے۔" وشمہ نے اسے گھورا

"لاؤ اپنا بیگ مجھے دے دو۔" اس نے وشمہ کے ہاتھ سے بیگ لے لیا

"تھینک یو "

★★★★★★★★★

رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ سردی کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ سب اپنے اپنے گھروں میں بند ہو گئے تھے۔ ایسے میں وہ شال کندھوں کے گرد لپیٹے گارڈن میں رکھے جھولے پر بیٹھی تھی کالے گھنے بال کیچر میں قید تھے نظریں چاند پر مرکوز کیے وہ

گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی کوئی بھی اسے دیکھتا تو نازک پری ہی سمجھتا تھا وہ تھی ہی ایسی نازک سی گورا رنگ، کالی آنکھیں آغا خان حویلی کی بڑی بہو میرب ارحم۔ سب اس کی قسمت پے عش عش کرتے تھے کیونکہ ایک شہزادی کو ایک شہزادے کی قسمت میں لکھا گیا تھا۔ آغا خان کا بڑا پوتا ارحم خان پورا گاؤں جس کو دعائیں دیتے نہیں تھکتا تھا بقول اس کے میرب اس کے لیے خدا کی طرف سے عطا کردہ انعام تھی میرب اس کا عشق تھی اس کا جنون تھی۔

"کیا میں ارحم کے بغیر رہ پاؤں گی۔۔۔ جب ان کو سچ پتا چلے گا تب کیا ہوگا۔" اس کی آنکھیں نم ہو گئیں ہوا سے چہرے پر آتی لٹوں کو اس نے کان کے پیچھے کیا۔

"بھابھی!" آواز پر اس نے فوراً لمبا سانس لے کر گردن بائیں جانب موڑی۔ "جی"

"ٹھنڈ میں کیوں بیٹھی ہیں کیا لالہ ابھی نہیں آئے؟" وہ چلتا ہوا اس کے پاس آگیا

"کمرے میں بیٹھی بور ہو رہی تھی اس لیے باہر آگئی۔۔۔ نہیں ابھی تک تو نہیں آئے۔"

"رمشا سو گئی کیا؟"

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Column|Poetry|Interviews

"جی"

"اچھا چلیں میں لالہ کو فون کرتا ہوں۔" اس نے فون جیب سے نکالا ہی تھا تبھی دروازہ کھلا اور ایک سفید گاڑی اندر آئی

"لو آگئے." سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ گاڑی سے اتر کر ان کی طرف ہی آگیا

"لالہ آج اتنا وقت لگا دیا آنے میں، میری بھابھی کا ہی خیال کر لیا کریں ٹھنڈ میں بیٹھ کر آپ کا انتظار کر رہیں تھی۔"

"یار آج آفس کے بعد زمینوں کی طرف چلا گیا تھا آغا جان نے وہاں کے مسئلوں کو دیکھنے کے لیے کہا تھا."

"اچھا چلیں آرام کریں۔ میں چلا سونے۔" وہ اندر چلا گیا تو ارحم میرب کی طرف پلٹا۔ آہستہ سے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے جو ٹھنڈے ہو رہے تھے.

"پاگل لڑکی ٹھنڈ میں کیوں بیٹھی تھی بیمار پڑ گئی تو۔"

"نہیں ہوتی بیمار۔ چلیں اندر میں چائے بناتی ہوں۔ کھانا صبح سے کھایا نا آپ نے؟" وہ اس کا ہاتھ تھامے اندر کی جانب بڑھ گئی

پندرہ منٹ بعد وہ کمرے میں آئی تو ارحم کپڑے بدل کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے لیٹا تھا اس نے آہستہ سے کپ سائڈ میز پر رکھا اور خود اس کے پاوٴں کی طرف بیٹھ کر اسکی ٹانگیں دبانے لگی نرم لمس کو محسوس کرتے ہی ارحم نے آنکھیں کھولیں اور فوراً سیدھا ہوا.

"یہ کیا کر رہی۔۔۔" میرب نے اس کی بات کاٹ دی

"چپ کر کے لیٹے رہیں جب پتا ہے آپکی ایک نہیں چلے گی تو ضد بھی نہیں کرنی."

میرب کے غصے سے کہنے پر وہ مسکرایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بیٹھایا

"آپ تھک گئے ہیں نا آج؟" اس نے ارحم کی آنکھوں میں دیکھا

"تھکا ہوا تھا لیکن اپنی میرب کو دیکھتے ہی ساری تھکن اتر گئی۔ اب یہ مزے دار چائے پیوں گا تو ایک دم فریش ہو جاؤ گا۔" اس نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا

"اچھا آپ چائے پیے میں ٹانگیں دبا دیتی ہوں۔"

"نہیں"

"پلیز تھوڑی دیر دباؤں گی پلیز میری بات نہیں مانے گے اپنی میرب کی بات نہیں

مانے گے۔۔۔۔ پلیززز۔" اور بسس یہیں ارحم خان ہار جاتا تھا۔

★★★★★★★★★

آغا خان اور وقاص علی خان جگری یار تھے اپنے رشتے کو مضبوط کرنے کے لیے انہوں نے بچپن میں ہی اپنے بچوں کا رشتہ آپس میں طے کر دیا تھا اور اب وہ دن بھی طے پا گیا تھا جب ان کے گھروں میں بہت جلد شادی کی رونقیں لگنے والی تھی۔

سب کھانے کے میز پر بیٹھے تھے تبھی آغا جان نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا

"میں نے اور وقاص نے شادی کی تاریخ پکی کر دی ہے اس لیے عالیہ بچے اپنی بی جان کے ساتھ مل کر تیاری شروع کرو اور عمر تم بھی بہو کی خریداری کے لیے ساتھ جاؤ گے میں باہر کے کام دیکھ لوں گا۔"

"جی ٹھیک ہے آغا جان۔" عالیہ نے مسکرا کر سر جھکا یا دیا

"آغا جان مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" عمر خان ہمت کر کے بولے سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے

"ہاں بولو'

"آپ ابھی صرف عالیہ کی شادی کروادیں مجھے ابھی نہیں کرنی۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو عمر۔"

"آغا جان میں کچھ عرصے کے لیے باہر جانا چاہتا ہوں آپ یہ بات جانتے ہیں اس لیے میں ابھی شادی نہیں کر سکتا۔"

"عمر میں وقاص کو کیا بولوں گا تم پلوشہ کا بھی تو سوچو۔"

"میں اسی کا سوچ رہا ہوں اس کے لیے یہی بہتر ہے آغا جان آپ میری بات کو سمجھیں مجھے برنس کے لیے ابھی باہر جانا ہے۔"

"میں وقاص سے بات کروں گا۔" آغا جان کچھ سوچتے ہوئے بولے

★★★★★★★★★

وہ دونوں تقریباً آدھے گھنٹے سے چل رہے تھے "اُف کتنا گھنا اور ڈراؤنا جنگل ہے." وشمہ نے جھرجھری لی

"ہاں لیکن گھنا تک ٹھیک ہے ڈراؤنا آپ سے تو کم ہی لگ رہا ہے۔"

"دیکھو مجھ سے الجھو مت۔"

"اچھا اگر الجھوں تو کیا کر لو گی اپنے اس بھیانک چہرے کو اور بھیانک کر لو گی اپنی اصلی شکل مطلب چڑیل کی شکل میں آجاؤ گی اپنے پیر الٹے کر لو گی کیا کر کیا لو گی؟" وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بولا کیونکہ وہ وشمہ کے آنسو دیکھ چکا تھا اور اس کی آواز سے بھی پتا چل رہا تھا کہ وہ ڈری ہوئی ہے اس لیے وہ اسے تنگ کر رہا تھا

"دیکھو مسٹر اکیلی سمجھ کر مجھ سے بدتمیزی نہ کرو ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

"اوہہہ میں تو بھول ہی گیا ویسے آپ کا نام کیا ہے"

"میں اور تمہیں اپنا نام کیوں بتاؤں"۔

"دیکھو لڑکی کم چڑیل۔" وشمہ نے ایک دم مڑ کر اسے غصے سے دیکھا

"اچھا نا آرام سے اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ اگر کہیں پیچھے رہ جاؤ تو آواز تو لگا سکوں۔" وشمہ نے کچھ دیر سوچا پھر اپنا نام بتایا

"وشمہ نام ہے میرا۔"

" صحیح ہی ہے۔"

"افففف تم اتنے عجیب کیوں ہو۔"

اچھا سوال ہے لیکن ایک بات کا دکھ ہے بس۔"

"دکھ فار واٹ۔"

"مطلب اب مجھ سے عجوبوں کی سردار عجیب ہونے کا پوچھ رہی ہے اب میں کیا جواب دوں بتاؤ۔ "

"تم سے بات کرنا ہی فضول ہے۔" وہ پیر پٹختی آگے چلنے لگی

"او ہیلو میڈم ایک دنیا مجھ سے بات کرنے کو ترستی ہے میرا وقت بہت قیمتی ہے کیپ دیٹ اِن یور مائنڈ اوکے۔"

"ہاہاہاں صحیح کہا تمہارا وقت قیمتی تو ہوگا۔"

"آپ کو کیسے پتہ۔"

"اب دیکھو نا سونے کے بعد اور اٹھنے سے پہلے کا تمہارا ٹائم قیمتی ہی ہوتا ہے نا۔ اور اسی میں لوگ تم سے ملنے کو ترستے ہوں گے۔" وہ اسکی بات پر من ہی من میں مسکرایا

"ویسے بات سنو۔۔۔" وہ درخت کا سہارا لے کر آگے بڑھا کیونکہ راستہ بہت خراب تھا

"کہو۔" وشمہ بھی اس کے پیچھے ہی تھی

"بچپن سے ایسی ہی ہو یا جنگل میں آ کر ایسی ہوئی ہو؟"

"کیا مطلب۔"

"مطلب بچپن میں اگر مضبوط کر لیا ہوتا نا تو گرتا نہیں۔"

"کیا مضبوط اور کیا نہیں گرتا۔" وہ الجھی

"وہی دماغ کا پیچ لوگوں کا ڈھیلا ہوتا ہے آپ کا ڈھیلا تو تھا یہاں آ کر لگتا ہے گر ہی گیا ہے۔"

"وِل یو پلیز شٹ اپ ایک تو خوفناک جنگل اوپر سے اس کی بک بک اوہ گاڈ ہیلپ می۔"

"ہاہا گاڈ ڈونٹ ہیلپ انکائنڈ (unkind) پیپل"۔

"آہہہ اللہ پلیز اسکا منہ بند کروائیں۔"

"کیوں میرے پیچھے پڑی ہو لڑکی یہ مانا میں نے کہ ہینڈسم ہوں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں اکیلا دیکھ کر ایڈوانٹیج لو۔" آج تو اس کے انداز ہی نرالے تھے زندگی میں پہلی بار وہ ایسے کسی سے فرینک ہوا تھا

"اوہ جسٹ شٹ اپ۔ نام کیا بتایا تھا تم نے؟"

"ہاہاہا میں نے تو بتایا ہی نہیں۔ میری نقل اتارے بغیر بھی کہہ سکتی تھی کہ اپنا نام بتایئے خیر ناچیز کو دیان خان کہتے ہیں۔"

"ہنہہہ ساؤنڈز لائک ڈائن۔"

"ارے اتنا اچھا نام تو ہے مجھے بھی آپ کا نام عجیب لگا لیکن میں نے تو ایسا نہیں کہا۔ اوہ اچھا سمجھا آپ نے جل کر یہ کہا۔"

"میں کیوں جلوں گی تمہارے نام سے۔" وشمہ نے سر جھٹکا

"بس بس اب میں اپنے نام کی کیا تعریف کروں۔" وہ اسکو چھیڑ کر محفوظ ہو رہا تھا ورنہ اسے اس طرح باتیں کرتے کوئی دیکھ لیتا تو غش کھا کر گر جاتا کہ دیان خان اور اتنی باتیں۔

فضول بات کرنا اسے پسند نا تھا لیکن آج وہ اس لڑکی کو زچ کرنے کے لئے بولتا ہی جا رہا تھا

"آپ نے وہ مووی دیکھی ہے۔" اس نے بیگ اوپر کیا

"اس سچویشن میں تمہیں مووی یاد آرہی ہے میرا تو چلو گر گیا ہو گا تمہارا تو تھا ہی نہیں۔" وہ مسکرایا اور دانتوں تلے اپنا نچلا ہونٹ دبا کر اسکو دیکھا جو جھنجھلا کر اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔

"ویسے اگر برا نا مانو تو ایک بات کہوں۔"

"اتنی دیر سے جو یہ نان اسٹاپ بولے جا رہے ہو مجھ سے اجازت لیکر ہی تو بول رہے ہو۔" وشمہ نے چِڑ کر کہا

"آپ کو ہنسی نہیں آتی کیا۔"

(اب وہ اسکو کیا بتاتی وہ اس سے زیادہ باتونی اور ہنس مکھ ہے۔ لیکن اس وقت وہ ٹینس ہے جسکی وجہ سے اسے کچھ اچھا نہیں لگ رہا)" فضول ہنسنے کی عادت نہیں ہے مجھے۔"

"جوکس پر بھی ہنسی نہیں آتی کیا؟"

"انسان ہوں اور جوکس ہنسنے کے لئے ہوتے ہیں۔" وہ بولتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی دیان نے یک دم اس کا بازو پکڑا کیونکہ پتھر سے وشمہ کا پاؤں پھسل گیا تھا اس کی

چیخ نکلتے نکلتے رکی

"دھیان سے چلو۔ "

"یہاں سے تو میلوں دور بھی مجھے کسی انسان کی رہائش نہیں لگتی ہم کہاں جائیں گے۔"

وہ روہانسی ہوگئی

" صحیح کہہ رہی ہو۔ جنگل آگے زیادہ گھنا لگ رہا ہے ہمیں ابھی یہی رک جانا چاہیے۔" دیان سنجیدگی سے بولا

دیان نے موبائل کی روشنی سے ارد گرد دیکھا چاروطرف لمبے گھنے درخت تھے ابھی وہ دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کا موبائل بند ہو گیا وشمہ ایک دم گھبرا گئی

"دیان!" اس نے کانپتی آواز میں اسے پکارا

"ڈرو نہیں ادھر ہی ہوں موبائل ہے کیا؟" وہ اس کے پاس آیا

"بیٹری لو ہے۔"

"بس اب ادھر ہی رکنا ہوگا۔"

"تمہارے پاس کوئی ٹارچ وغیرہ نہیں ہے کیا؟" وشمہ نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا

"نہیں۔"

"کسی کام کے انسان نہیں ہو تم۔"

"ایک منٹ یہ الزام مجھ پر کیوں۔"

"کیوں کا کیا مطلب ہے تمہارے پاس ٹارچ لائٹ تک نہیں ہے۔"

"واہ میڈم وشمہ۔۔۔۔۔۔ کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے میں یہاں پوری تیاری سے آیا تھا یا یوں کہو کہ مجھے الہام ہوا تھا کہ جنگل میں پھنس جاؤں گا۔"

"اففف پھر بھی بندہ ٹارچ تو رکھتا ہے نا ساتھ۔"

"اچھا تو آپ نے کیوں نہیں رکھی اب میں کہوں کہ آپ کسی کام کی نہیں ہیں۔"

"دیکھو۔۔۔۔۔ابھی لڑنا فضول ہے مل کر کوئی حل نکل سکتا ہے کیا؟"

"تو میں بھی یہی کہہ رہا تھا کہ مل کر کچھ سوچتے ہیں۔"

"لیکن کیا؟؟؟؟"

"ابھی تو کچھ نہیں ہو سکتا صبح ہی کچھ کریں گے۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی چپ ہو گئی

کیوں کہ اس جنگل میں ان دونوں کو ہی ایک دوسرے کا آسرا تھا۔ دیان نے دونوں بیگ نیچے رکھے پھر اپنے بیگ سے ایک شال نکالی اور نیچے بچھا کر درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا وشمہ منہ کھولے اسے دیکھے گئی چاند اپنی چاندنی بکھیر رہا تھا۔

"پوری رات کیا اب کھڑی رہو گی بیٹھ جاؤ۔" وہ تھوڑا سا دوسری طرف ہو گیا

"آگ جلالو."

"کہہ تو ایسی رہی ہو جیسے میں جنگل کا رہائشی ہوں فوراً سے پتھر گھس کر آگ جلالوں گا۔" دیان جل کر بولا

"ارے ہاں پتھر کو گھسنے سے آگ جلائی جا سکتی ہے۔" وہ چہک کر بولی

"تو جلاؤنا منع کس نے کیا ہے۔ "

"تم جلاؤ میں لڑکی ہوں میں کیسے جلا سکتی ہوں۔"

"اچھا اب لڑکی ہو۔"

'دیکھو پلیز بات کو سمجھو موبائل آف ہو چکے ہیں کچھ کرو۔"

"اچھا صبر کرو کچھ کرتا ہوں۔" وہ وشمہ کی روہانسی آواز سن کر کھڑا ہوا۔ آس پاس سے

لکڑیاں اور پتے جمع کیے پھر جیب سے لائٹر نکال کر آگ جلا دی۔ وہ وشمہ کی طرف مڑا دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اب وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے دیان وشمہ کو دیکھتے ہی ٹھٹکا اس کی شکل اسے جانی پہچانی لگی

"تم جھوٹے انسان پہلے کہہ نہیں سکتے تھے کہ لائٹر ہے تمہارے پاس۔"

"آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں کہ آپ نے پتھروں کو گھس گھس کے آگ جلانے کی کوشش کر لی۔" وہ غصے سے سامنے جا کر بیٹھ گئی اور آگ کو دیکھنے لگی دیان بھی اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا دونوں کے درمیان خاموشی تھی سرد ہوتی رات میں آگ ان کے لیے کارآمد ثابت ہو رہی تھی۔ سردی کی شدت میں کچھ کمی محسوس ہوئی تو دیان نے اپنے بیگ کی سائڈ جیب میں ہاتھ ڈالا

"کچھ کھاؤ گی؟" وشمہ نے اس کی طرف گردن موڑی وہ بسکٹ نکال رہا تھا بسکٹ دیکھ کر وشمہ کی بھوک چمک اٹھی لیکن اس سے لیتے ہوئے وہ ہچکچائی دیان اس کی جھجک سمجھ گیا۔ تین بسکٹ نکال کر باقی پیکٹ اس کو دے دیا

"تھینک یو۔" وشمہ نے آہستہ سے پیکٹ پکڑ لیا

"ایک بات پوچھوں وشمہ ؟" کچھ دیر بعد وہ دوبارہ اس سے ہم کلام ہوا اب کی بار وہ سنجیدہ تھا وشمہ نے اسے دیکھا صاف رنگت، رعب دار شخصیت، دیکھنے میں تو وہ سنجیدہ ہی لگتا تھا۔ دل ہی دل میں وشمہ اس کی تعریف کر رہی تھی بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھا۔

"وشمہ" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تو وہ چونکی "جی"

"یہاں کیسے آئی۔ وہ بھی اکیلی"

"میں تو اپنے گھر جا رہی تھی دراصل میں لندن میں تھی آٹھ مہینے پہلے ہی گئی تھی سمسٹر مکمل ہو گیا تھا تو واپس گھر جا رہی تھی راستے میں بس خراب ہو گئی، ڈرائیور نے کہا پیدل سٹاپ تک چلی جائیں اور میں یہاں پہنچ گئی۔ "

"گھر کہاں ہے؟"

"نیل جھیل کے پاس اور تم یہاں کیسے آئے"

"میں بزنس کے لیے باہر گیا ہوا تھا کل ہی واپس آیا ہوں. اسلام آباد سے دوست کی گاڑی لے کر حویلی جا رہا تھا ایک سال میں یہاں کے تو راستے ہی بدل گئے

ہیں۔ باریک پتھروں کی وجہ سے گاڑی کا ٹائیر پینکچر ہو گیا اور میں گھومتے گھومتے آپ کے سامنے ہوں۔“

"گھر کتنا دور ہے؟" وشمہ نے پوچھا

"آپ کے گھر سے زیادہ دور نہیں ہے وادیِ جھیل میں ہی ہے۔“

"اچھا" دیان اسے دیکھتا رہا اس کے دل میں سوال اٹھ رہے تھے جو وہ وشمہ سے پوچھنا چاہ رہا تھا

"کیا ہوا کچھ پوچھنا ہے؟" اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے وہ بولی

"ہاں آپ کے والد کا کیا نام ہے؟" وشمہ چونکی اس کے چہرے کا رنگ اڑا

"کیوں کیا ہوا؟" وہ بمشکل بولی

"نہیں کچھ نہیں سو جائیں۔" وہ اپنا بیگ سر کے نیچے رکھ کر لیٹ گیا

"نہیں مجھے نیند نہیں آ رہی۔"

"اچھا چلو پھر نگرانی کرو میں تو سو رہا ہوں۔" اور وشمہ اس کو دل ہی دل میں گالیاں دیتی کب سوئی اسے پتہ بھی نہیں چلا

★★★★★★★★★

رات کا نا جانے کون سا پہر تھا جب دیان کی آنکھ کھلی چاند کی مدھم روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی اس نے وشمہ کو دیکھنے کے لیے گردن موڑی اس کو دیکھتے ہی دیان کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا وہ سمٹ کر سر بیگ پر رکھے سو رہی تھی۔

"چڑیل سوتے ہوئے کتنی معصوم لگ رہی ہے۔" پھر سر جھٹک کر دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔

★★★★★★★★★

فجر کی اذان رات کی خاموشی کو چیرتی ہوئی ہر سو بکھری۔۔۔۔۔۔۔ اذان سننے کے بعد میرب نے آہستہ سے اپنا ہاتھ ارحم کے ہاتھ کے نیچے سے نکالا اور وضو کرنے کے لیے اٹھ گئی

وہ وضو کر کے باہر آئی تو ارحم بھی مسجد جانے کے لیے اٹھ گیا تھا وہ رمشا کے کمرے کی طرف بڑھ گئی کیونکہ اسے اٹھانے کی ڈیوٹی اس نے خود ہی میرب پر لگائی تھی کیونکہ الارم سے تو وہ ہرگز نہیں اٹھتی تھی

"رمشا اٹھ جاؤ۔" میرب نے آہستہ سے اس کا بازو ہلایا تو اس نے آنکھیں کھول دیں

"اسلام علیکم بھابھی"

"وعلیکم اسلام اٹھ جاؤ جلدی سے۔۔۔"اسے اٹھا کر وہ دوبارہ کمرے میں آئی پھر نماز پڑھ کر کچن کی جانب بڑھ گئی کیونکہ حویلی میں سب ہی نماز کے بعد کام پر جانے کے لیے تیار ہونے لگتے تھے۔

"اسلام علیکم"

"وعلیکم اسلام۔ نازو آغا جان اور بی جی اٹھ گئے ؟"اس نے فریج سے دودھ نکالتے ہوئے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی اٹھ گئے ہیں."

"چلو ٹھیک ہے تم ناشتہ بناؤ میں سلام کر کے آتی ہوں۔"وہ چائے چولہے پر چڑھا کر آغا جان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی

اسلام علیکم"وہ آہستہ سے دروازہ کھٹکا کر اندر چلی آئی۔

"وعلیکم اسلام آؤ میری بچی کیسی ہو."

"میں بلکل ٹھیک آپ دونوں کیسے ہیں"اماں سے پیار لینے کے بعد اس نے اپنا سر آغا

جان کے سامنے کیا تو انہوں نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی "خوش رہو آباد رہو۔ "

میں ناشتہ بنوا رہی ہوں۔ آ جائیں۔ "یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل کر دوسری جانب عالیہ بیگم کے کمرے کی جانب بڑھ گئ

"اسلام علیکم پھپھو جان "

"وعلیکم اسلام کیسی ہے میری چندا"

"میں ٹھیک آپ بتائیں؟ رات سے دیکھ رہی ہوں اداس ہیں کیا ہوا ہے؟ "

"دل بہت بےچین سا ہو رہا ہے۔ "انہوں نے قرآن بند کیا

"وشمہ سے بات کی آپ نے؟"

"نہیں فون نہیں اٹھا رہی شاید امتحان چل رہے ہیں اس لیے مصروف ہے۔ "

" چلیں میں شام کو اس کو کال کروں گی آپ اداس نا ہوں۔ جلدی سے ناشتے کے لیے آ جائیں۔ "وہ اٹھ کر جانے لگی تبھی وہ بولی۔

"میرب بچے تم بھی پریشان نا ہوا کرو کچھ بھی نہیں ہو گا۔ "میرب ان کی جانب پلٹی

"پھپھو ڈر لگتا ہے جب سچائی سب کو پتا چلے گی تو کیا ہو گا۔"

"کچھ نہیں ہو گا پوری حویلی جانتی ہے ارحم تم سے کتنی محبت کرتا ہے ڈرو نہیں۔"

"محبت تو آپ بھی کرتی تھی نا۔" عالیہ کی آنکھوں میں درد واضح ہوا

"اللہ سب ٹھیک کریں گے بچے۔" اس نے مسکرا کر سر ہلایا اور باہر آ گئی نازو ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھی وہ ایک نظر اسے دیکھ کر سست قدموں سے چلتی اپنے کمرے میں آ گئی اور الماری سے ارحم کے لیے کپڑے نکالنے لگی تبھی وہ کمرے میں داخل ہوا اور سلام کیا

"وعلیکم اسلام یہ لیں جلدی سے تیار ہو جائیں ناشتہ تیار ہے" ارحم نے اس کے ہاتھ سے کپڑے لے کر ایک طرف رکھے اور اس کا ہاتھ تھامے بیڈ کی طرف بڑھ گیا

"ہو جاؤں گا تیار۔ دو گھڑی میرے ساتھ تو بیٹھ جاؤ ۔"

"میں تو ہر وقت آپ کے پاس بیٹھنے کے لیے تیار ہوں آپ کو ہی کام پر جانے کی جلدی ہوتی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے اپنے دونوں بازو ارحم کے گلے کے گرد پھیلائے ارحم نے اس کا حجاب کی طرح لپیٹا ڈوپٹہ کھول کر کندھے پر ڈالا اور اس کا

کیچر اتارا بس پھر کیا تھا میرب کے لمبے بال کسی ابشار کی طرح کمر پر گرے

"افف ارحم آپ کو پتا تو ہے مجھ سے نہیں سنبھلتے اتنے لمبے بال ایک تو آپ کٹوانے بھی نہیں دیتے اب آپ ہی انکو باندھیں گے۔ "

"ایسے ہی کھلے رکھا کرو مجھے اچھے لگتے ہیں۔"اس نے میرب کے چہرے پر آتی لٹیں کان کے پیچھے کی وہ ہلکا سا مسکرائی پھر کہنے لگی

"اچھا ارحم آج چھٹی کر لیں ایک ہفتے سے مسلسل خود کو مصروف کیا ہوا ہے۔"

"نہیں آج نہیں پھر کسی دن کر لوں گا ابھی بہت کام ہے۔"میرب نے منہ بسورا

"ایسا نا کرو پتا ہے نا پھر میرا دن اچھا نہیں گزرے گا۔"اس نے تھوڑی کے نیچے انگلی رکھ کر میرب کا چہرہ اوپر کیا

"اچھا لیکن وعدہ کریں کل مجھے جھیل پر لے کر جائیں گے اور میرے ساتھ دن گزاریں گے۔"

"اوکے ڈن اور کوئی حکم"ارحم نے اس کے سر پر پیار کیا۔

"نہیں"وہ اس کے سینے سے لگ گئی

"زماژوند" (میری زندگی)۔

آغا خان حویلی جس کا رعب پورے شہر میں مشہور تھا ان کا ایک بیٹا عمر خان اور ایک بیٹی عالیہ خان تھی عمر خان کی بیگم آمنہ تھی اور ان کے دو بیٹے ارحم خان اور اسفند خان اور ایک بیٹی رمشا تھی جب کہ عالیہ بیگم کی ایک ہی بیٹی تھی وشمہ خان جو کہ اپنے آغا جان کی لاڈلی تھی۔

★★★★★★★★★

آغا خان حویلی سے کچھ ہی فاصلے پر موجود وقاص علی خان کی حویلی کا منظر بھی کچھ ویسا ہی تھا... فجر کی نماز کے بعد سب اپنے معمول کے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے ناشتے کی میز پر سربراہی کرسی پر بیٹھے وقاص علی خان زلفقار صاحب سے زمین کے سلسلے میں باتیں کر رہے تھے تبھی شاہ زین خان جو کے وقاص خان کے چھوٹے بیٹے تھے اپنی جگہ پر آ کر بیٹھے

"شاہ زین خان تم دن بادن اپنی تہذیب بھولتے جا رہے ہو۔" وقاص علی خان کی رعب دار آواز گونجی امل اور نوال نے ڈر کر بی بی جان کو دیکھا جو دائیں جانب بیٹھی تھیں

"اسلام علیکم" شاہ زین خان نے بنا کسی کو دیکھے سلام کر کے چائے کا کپ اٹھایا اور ایک ہی گھونٹ میں پی کر باہر چلے گئے نوال فوراً ان کے پیچھے باہر بھاگی

"چچا جان" وہ پلٹے اور مسکرا کر اس کے پاس آئے

"اپنا خیال رکھیئے گا چچا جان اور جلدی آیئے گا۔ یہ لیں دوائی وقت پر کھایئے گا۔" اس نے دوائی ان کی طرف بڑھائی

"جیتی رہو میری شہزادی۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر چلے گئے تو وہ واپس اندر آگئی جہاں وقاص خان بول رہے تھے

"اس کو عشق نے نکما کر دیا ہے اتنے سال گزر گئے اس کا دماغ ٹھکانے پر نہیں آیا۔"

"بس کر دیں۔ میرے بچے کو جینے دیں کیوں اس کے پیچھے پڑے رہتے ہیں سب کچھ تو چھین لیا آپ نے اس سے اب بچا ہی کیا ہے اس کے پاس۔" وہ رونے لگیں وقاص علی غصے سے اٹھ کر چلے گئے زلفقار خان ان کے پیچھے گئے، زنیرہ بیگم بی بی جان کے پاس آئی

"بی بی جان مت روئیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"کیا ٹھیک ہو جائے گا زنیرہ کچھ بھی نہیں ہو گا ساری زندگی اس نے ایسے ہی گزار دی۔ "

"بی بی جان صحیح کہہ رہی ہیں مورے۔ "نوال بھیگے لہجے میں بولی۔ "میں پہلے کی طرح چاچو کو ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتی ہوں کیوں بڑوں کی لڑائیوں کا خامیازہ بچے بھگتے ہیں۔ "اس کی آنکھیں اپنے چاچوں کے بارے میں سوچ کر نم ہو گئیں

"اللہ سب بہتر کریں گے میری جان۔ "بی بی جان نے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ ان کے گلے لگ گئی

"لالہ کو اس دفعہ میں سب بتا دوں گی مجھے یقین ہے وہ سب ٹھیک کر دیں گے۔ "وہ روتے ہوئے بولی

"ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ "زنیرہ بیگم نے نوال کے سر پر ہاتھ رکھا

وقاص علی خان کے دو بیٹے زلفقار علی خان اور شاہ زین خان تھے اور ان کی ایک بیٹی پلوشہ جو کے آج سے سات سال پہلے خالقِ حقیقی سے جا ملی تھی زلفقار علی خان کی بیگم زنیرہ تھی اور ان کے تین بچے تھے نوال، امل اور دیان جب کے پلوشہ کی ایک ہی بیٹی

تھی جس کو باپ نے ہی پال کر بیاہ دیا

تھا وقاص خان کی حویلی کا گاؤں بھر میں نام تھا زمینی مسئلہ ہو یا کاروباری مسئلہ سارے کھاتے وقاص خان کے ہاتھوں میں تھے اور ان کے بعد حویلی کا چھوٹا خان دیان خان علاقے کی شان تھا.

★★★★★★★★★

وہ شیشے کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی تبھی ملازمہ اس کے کمرے میں آئی

"عالیہ بی بی"

"جی"

"آپ میرے ساتھ جھیل تک چلیں گی؟"

"ہیں کیا بول رہی ہو عائشہ۔ ایک ہفتے بعد میری شادی ہے۔ بی جی نے مجھے منع کیا ہے باہر جانے سے۔"

"چلیں نا عالیہ بی بی آپ چلی جائیں گی پھر میں اکیلی ہو جاؤں گی۔"

"اچھا اچھا چلو۔" وہ دونوں جھیل پے آ گئیں۔ موسم بہت خوشگوار تھا مغرب کی اذان

میں ابھی وقت تھا جھیل چاروں طرف سے سبزے میں گھری ہوئی تھی سامنے ایک پہاڑ تھا جس میں سے چشمے کا پانی ابشار کی طرح گر رہا تھا

"عائشہ" عالیہ جو نہی کچھ کہنے کے لیے پلٹی تو عائشہ وہاں تھی ہی نہیں

"یہ کہاں گئی" اس نے ارد گرد دیکھا

"مجھے بی جی سے مروائے گی۔" وہ چادر ٹھیک کرتی واپس جانے لگی تبھی درخت کے پیچھے سے کوئی سامنے آیا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں

"شاہ"

"جی شاہ کی جان آپ کا شاہ۔" وہ اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا بلیک جینز پر بلیو شرٹ اور اس پر کالی لیدر کی جیکٹ پہنے وہ بہت پیارا لگ رہا تھا

"شاہ پاگل ہو کوئی دیکھ لے گا۔" اس نے پریشانی سے ارد گرد دیکھا

"کوئی نہیں دیکھے گا۔"

"عائشہ کو تم نے بھیجا تھا؟" عالیہ نے گھور کر پوچھا

"ہاں نا۔"

"مجھے پھنساؤ گے شاہ۔" وہ جانے لگی لیکن شاہ نے فوراً اُس کا ہاتھ پکڑ لیا

"افففف شاہ چھوڑو میرا ہاتھ، تمہیں کوئی شرم ہے دو ہفتوں بعد ہماری شادی ہے اور تم میرے سامنے کھڑے ہو۔"

"لڑکی شادی سے پہلے چھپ چھپ کر ملنے کا الگ ہی مزا ہے۔" وہ ایک انداز سے بولا

"زیادہ اوور نہیں ہو شاہ ابھی آغا جان نے دیکھ لیا نا تو تمہیں چھوڑیں گے نہیں ساری عاشقی نکل جائے گی۔"

"کچھ نہیں کہیں گے میرے ہوتے ہوئے ڈرتی کیوں ہو۔" اس نے اس کی ناک کو کھینچا تو عالیہ نے ہلکا سا تھپڑ اس کے ہاتھ پر لگایا

"پیچھے رہو شرم کرو آج تو آ گئے اب مت آنا ایسے اچھا نہیں لگتا شادی سے پہلے ملنا۔"

"ٹھیک ہے میری جان آپ کا حکم سر آنکھوں پر، دلِ نادان کو سمجھانا ہی پڑے گا نہیں آؤں گا اب۔"

"اچھا اب میں جا رہی ہوں اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ۔" وہ فوراً جانے کے لیے بھاگی

"عالی" آواز پر اس نے گردن موڑی

”شدت سے تمہارے ساتھ کا انتظار ہے جب تم میرے نام سے پہچانی جاؤ گی۔ جانِ شاہ آئی لو یو۔" وہ اونچی آواز میں کہہ رہا تھا عالیہ نے سر پر ہاتھ مارا

"اللہ۔۔ شاہ مجھے مرواؤ گے اور ساتھ میں خود بھی مار کھاؤ گے جاؤ اب۔" وہ حویلی کی طرف بھاگ گئی۔۔

★★★★★★★★★

چڑیوں کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی کچھ دیر تو اس کو سمجھ ہی نہیں آیا وہ کہاں ہے لیکن جونہی ذہن بیدار ہوا وہ جھٹکے سے گڑبڑا کر اٹھی۔ ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی اور ساتھ ہی ٹھنڈ میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ اس نے دائیں جانب دیکھا جہاں رات کو دیان سویا تھا اب وہ جگہ خالی تھی وہ گھبرا کر کھڑی ہوئی۔

"یہ کہاں گیا کہی مجھے چھوڑ تو نہیں گیا نہیں بیگ ادھر ہی ہے مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔" اس نے لمبا سانس لے کر حجاب کھولا تاکہ صحیح سے لے سکے کیونکہ سارے بال باہر آ رہے تھے حجاب صحیح سے لینے کے بعد اس نے دیان کی ہی شال پر نماز پڑھی "اللہ ہماری مدد کریں ہمیں خیریت سے گھر پہنچا دیں۔" دعا مانگ کر وہ اپنے بیگ کی طرف مڑی اور دوسرا حجاب نکالا کیونکہ وشمہ کو اس میں الجھن ہو رہی تھی اس نے بالوں میں

برش پھیرنے لگی دیان جو بائیں جانب سے آرہا تھا وشمہ کو دیکھتے ہی پیچھے رک گیا وہ اپنے کام میں مگن تھی اور رونے کا کام بھی ساتھ ساتھ جاری تھا ڈارک براؤن بال جو کمر تک تھے اس نے پونی میں قید کیے اور جلدی سے حجاب لیا قدموں کی آواز پر اس نے بائیں جانب دیکھا پھر فوراً آنسوں صاف کیے اور کھڑی ہو گئی لیکن دیان اس کے آنسوں دیکھ چکا تھا۔

"یہ لو پانی پی لو چشمے سے لایا ہوں۔" اس نے پانی کی بوتل وشمہ کے سامنے کی جو اس نے تھام لی لیکن پانی نہیں پیا اس کے رونے کا کام پھر شروع ہو چکا تھا۔ رونے اور سردی کی شدت کی وجہ سے اس کی ناک اور رخسار لال ہو رہے تھے۔ دیان اس کو دیکھتے ہی مسکرایا وہ کوئی چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔ اس نے شال بیگ میں ڈالی اور بیگ کندھے پر اٹھا کر وشمہ کا بیگ ہاتھ میں پکڑا وشمہ رونے میں مگن تھی کچھ دیر تو وہ نظر انداز کرتا رہا لیکن پھر جھنجھلا کر اس کی طرف پلٹا

"چپ کرو پاگل ہو۔۔۔۔ فضول میں روئے جا رہی ہو۔" وہ جھنجھلا کر بولا

"تم ہو گے پاگل بھلا کوئی فضول میں روتا ہے۔" اس نے ٹشو سے ناک صاف کیا تو دیان نے منہ بنایا

"اچھا تو وجہ بتاؤ کیوں رو رہی ہو؟ "

"کوئی ایک وجہ ہو تو بتاؤں نا۔ "

"ساری وجوہات بتادو میں سن رہا ہوں۔ "وہ اس کے سامنے درخت کے ساتھ کمر ٹکا کر کھڑا ہو گیا

"پہلی وجہ میں جنگل میں اکیلی ہوں۔ "

"جی نہیں میں ہوں تمہارے ساتھ ۔ "

"تو تم بھی تو اکیلے ہو۔ "اس نے گھورا

"جی نہیں دو لوگ کبھی اکیلے نہیں ہوتے۔۔۔ اب دوسری وجہ بتاؤ۔ "

"دوسرا میرا موبائل بند ہو گیا ہے مجھے ناول پڑھنا تھا کہانی بیچ میں رہ گئی ہے پتا نہیں کیا ہوا ہو گا۔ "ایک نیا دکھ سوچ کر وہ دوبارہ رونے لگی

"ناول۔۔۔ "دیان نے حیرت سے اسے دیکھا "افففف تیسرا بتاؤ؟ "اس نے اپنا سر پکڑا

"تیسرا وہ۔۔۔۔ "

"بول بھی دو۔"

"مجھے بھوک لگی ہے میں اتنی دیر بھوکی نہیں رہ سکتی۔" دیان اسے دیکھتا رہا پھر کپڑے جھارتے ہوئے سیدھا ہوا

"اور کوئی وجہ ہے؟" ابرو اٹھا کر پوچھا

"نہیں بس یہی ہیں ۔"

"ٹھیک ہے میں نے سب سن لیا اب رونا بند کرو اور چلو۔۔۔۔۔، کھانا تو یہاں نہیں مل سکتا ہاں البتہ آپ کسی کی خوراک ضرور بن سکتی ہیں۔"

"میں نہیں آؤں گی۔" وشمہ نے منہ پھلا کر کہا

"ٹھیک ہے بیٹھی رہو میں جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ اچھا ہے آج جنگل میں جانوروں کی پارٹی ہوگی واؤ۔۔۔" وہ اسے چڑھاتا آگے بڑھ گیا۔ وشمہ کو جونہی اس کی بات سمجھ آئی وہ فوراً اس کے پیچھے بھاگی

"اوئے کھڑوس۔۔۔ تمہیں شرم نہیں آتی ایک اکیلی لڑکی کو اکیلا چھوڑ کر جا رہے ہو۔" وشمہ اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی اور دیان مسکراہٹ دبائے آگے چل رہا تھا۔

★★★★★★★★★

باقی دنوں کی نسبت آج موسم صاف تھا دھوپ چمک رہی تھی جس کی وجہ سے سردی کی شدت میں کمی آئی تھی۔

"میرب بچے آکر بیٹھ جاؤ۔" آمنہ بیگم نے کچن میں کھڑی میرب کو کہا

"بس مورے آگئی۔" وہ دوپٹہ سر پر رکھتی لاؤنج میں آئی

"پورا دن اپنے آپ کو ہلکان کر کے رکھتی ہو کچھ دیر سکون سے بیٹھ بھی جایا کرو۔" بی جان اسے ڈانٹتے ہوئے بولی

"بس کھانا دیکھ رہی تھی ابھی رمشا اور اسفند لالہ آجائیں گے۔" وہ عالیہ بیگم کے ساتھ بیٹھ گئی

"یہ کتنی پیاری شالز ہیں۔" اس نے اپنے سامنے پڑی ایک شال اٹھائی وہاں ایسے ہی عورتیں شہر سے کپڑے وغیرہ لے جاتی تھی اور پھر گھر گھر جا کر بیچتی تھیں بی جی اور باقی سب وہی دیکھ رہے تھے

"تمہیں اچھی لگی؟"

"جی مورے بہت پیاری ہے۔ "

"تو ٹھیک ہے یہ لو سائمہ یہ میرب کے لیے اور یہ بی جی اور یہ رمشا کی۔۔۔عالیہ تم بھی کوئی پسند کرو۔" انہوں نے عالیہ بیگم کو کہا

"یہ وشمہ کے لیے کیسی رہے گی۔" انہوں نے ایک کالی شال اٹھائی اس کے پلو پر بہت ہی نفاست سے ہلکی سی کڑھائی تھی

"بہت پیاری ہے۔ وشمہ پر بہت جچے گی۔" میرب نے مسکرا کر کہا

"اسلام علیکم" اسفند اور رمشا نے بلند آواز میں سلام کیا

"وعلیکم اسلام "

"آج میں پارٹی کروں گی۔" رمشا چہک کر بولی

"ہمیں پتا ہے کیسی ہو گی پارٹی کھانے کے بعد سو گی اور عشاء کے وقت اٹھو گی یہ ہو گی پارٹی۔" اسفند بی جی کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولا

"لالہ پوری چھ راتیں جاگ کر پڑھائی کی ہے اب سونا تو بنتا ہے نا اور آپ سب بور ہو وشمہ آپی کے ساتھ اتنا مزہ آتا ہے ۔"

وشمہ کے نام پر عالیہ اداس ہو گئی چار دن ہو گئے تھے وشمہ سے بات کیے ہوئے وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی باقی سب پہلے ہی اس کے باہر جانے کے خلاف تھے

"باقی سب بعد میں جاؤ جا کر کپڑے بدلو اور منہ ہاتھ دھو کر آؤ کھانا تیار ہے۔"

"اچھا" وہ فوراً سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی آمنہ بیگم نے گھور کر اسے دیکھا

"کب یہ لڑکی طریقہ سیکھے گی شادی کی عمر ہو رہی ہے۔"

"ابھی تو بچی ہے ابھی تو اس شہزادے کی عمر ہے۔" بی جی نے اسفند کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ سر جھکا گیا

"اوہو و اسفند شرما رہا ہے۔" میرب نے شرارت سے کہا تو وہ مسکراتا ہوا اٹھ گیا

"میں آتا ہوں۔ "

"اسلام علیکم" ارحم کی آواز پر سب نے دروازے کی جانب دیکھا

"وعلیکم اسلام آ گیا میرا بچہ کیسا گزرا دن۔" وہ بی جی کے سامنے جھکا تو انہوں نے اس کے سر پر پیار کرتے ہوئے پوچھا آمنہ بیگم اور عالیہ سے ملنے کے بعد وہ بی جی کے ساتھ بیٹھ گیا

"الحمد اللہ دن بہت اچھا گزرا آج جلدی فارغ ہو گیا تھا آغا جان اور بابا ز مینوں میں چلے گئے تو میں نے سوچا گھر چلا آؤ۔" میرب نے پانی کا گلاس اس کے سامنے کیا

"اچھا کیا آ گئے اب آرام کرو خود کو اتنا مصروف کیا ہوا ہے جاؤ جلدی سے منہ ہاتھ دھو آؤ کھانا تیار ہے۔" وہ جی کہتا کمرے کی جانب بڑھ گیا میرب بھی نازو کو کھانے کا کہہ کر اس کے پیچھے کمرے میں آ گئی

کھانے کے آدھے گھنٹے بعد وہ سب کو چائے دے کر ارحم کا کپ لے کر کمرے میں آئی وہ بیڈ پر لیٹا ٹی وی دیکھ رہا تھا

"ارحم!" وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما

"جی" ارحم نے نظریں ٹی وی پر جمائے ہی جواب دیا

"مجھے کیا گفٹ دیں گے شادی کی سالگرہ آنے والی ہے۔" ارحم نے مسکراتے ہوئے رخ اس کی جانب کیا اور اس کا ہاتھ لبوں سے لگایا

"کیا چاہیے؟"

"ممم (اس نے چھت کو دیکھتے ہوئے سوچا پھر بولی) مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ اب آپ

بتائیں؟" ارحم اس کی اس ادا پر دل و جان سے نہال ہوا

"مجھے اس چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ چاہیے۔" میرب اس کے سینے سے لگ گئی "اور مجھے مرتے دم تک آپ کا ساتھ چاہیے۔"

"عصر کے بعد جھیل پر چلیں گے تیار ہو جانا۔"

"سچ میں" وہ چہک کر پیچھے ہوئی تبھی اس کا سر چکرایا میرب نے اپنا سر پکڑا

"کیا ہوا؟" ارحم سیدھا

"میرب کیا ہوا ہے۔"

"کچھ نہیں بس ایک دم چکر آ گیا تھا۔"

"چکر۔۔۔ کیوں اٹھو میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جاتا ہوں۔" وہ گاڑی کی چابی اٹھا کر کھڑا ہوا لیکن میرب منہ پر ہاتھ رکھتی واش روم کی طرف بھاگی دو منٹ بعد وہ باہر آئی تو ارحم اس کی طرف بڑھا

"میرب تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟ مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا چلو ڈاکٹر کے پاس"

ارحم اسے کندھوں سے تھام کر بیڈ تک لایا اور پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا دو

گھونٹ لے کر اس نے گلاس رکھ دیا

"میں ٹھیک ہوں کچھ بھی نہیں ہوا۔"

"کوئی ٹھیک نہیں ہوا ٹھو دیکھو رنگ بھی اتنا پیلا ہو رہا ہے میں کچھ نہیں سنو گا اٹھو۔ "

"پکا نا میں ٹھیک ہوں کل چلے جائیں گے ابھی جھیل پر چلتے ہیں میرا بہت دل ہے وہاں جانے کا۔ باہر جاؤں گی نا تو فریش ہو جاؤ گی پہلے دل بو جھل ہو رہا تھا اب ٹھیک ہوں. "

"اچھا اٹھو چلتے ہیں۔" میرب نے اٹھ کر چادر لی پھر دونوں ایک ساتھ نیچے آ گئے

"تم رکو میں مورے کو بتا کر آتا ہوں۔" ارحم آمنہ بیگم کے کمرے کی جانب بڑھ گیا اور وہ باہر آ گئی

"بی بی جی گاڑی نکالنی ہے دروازہ کھولوں۔" چوکی دار نے پوچھا

"نہیں نہیں پیدل ہی۔۔۔۔۔ بس جھیل تک جانا ہے۔"

"چلو۔" ارحم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دونوں باہر نکل آئے حویلی کے پیچھے ہی نیلی جھیل تھی ہرے بھرے پودوں اور لمبے درختوں کے سائے میں یہ جھیل خوبصورتی کا ایک دلکش نمونہ تھی وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے جھیل کے پاس آ گئے

"پتاہے ارحم مجھے آپ کے ساتھ یہاں آنا بہت اچھا لگتا ہے۔" اس نے ارحم کے کندھے پر سر رکھا

"میرب مجھے تمہاری طبیعت صحیح نہیں لگ رہی رنگ دیکھو کیسے پھیکا پڑ رہا ہے." وہ پریشانی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا

"ارحم میں ٹھیک ہوں چلیں یہاں بیٹھ جاتے ہیں." وہ دونوں گھاس پر بیٹھ گئے اس نے اپنا سر ارحم کے کندھے پر رکھ دیا

"ارحم"

"ہمم"

"زہ ستا سرہ مینہ لرم."

(میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں") ارحم کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی

"زہ ھم در سرہ مینہ لرم." ("میں بھی تم سے بہت پیار کرتا ہوں") وہ اب آہستہ آہستہ اس کے ہاتھوں کی لکیروں پر انگلیاں پھیر رہی تھی پھر آہستہ سے ہاتھ پہلو میں رکھ لیا سر ابھی بھی ارحم کے کندھے پر تھا

"پھو پھو جان کی وشمہ سے بات ہوئی ہے؟ اس کی پڑھائی مکمل ہو جانی تھی نا اس ماہ؟ چار دن ہو گئے ہیں فون نہیں کیا ورنہ تو ہر دو دن بعد فون کرتی ہے لالہ اس دفعہ آؤں گی تو یہ کریں گے وہ کریں گے تمہاری بات ہوئی اس سے؟" بولتے بولتے اس نے میرب کا ہاتھ پکڑا لیکن میرب نے کوئی جواب نہیں دیا اس کا ہاتھ بھی ٹھنڈا ہو رہا تھا ارحم نے اس کی گال پر ہاتھ رکھا وہ بھی ٹھنڈی ہو رہی تھی

"میرب" اس نے آہستہ سے اس کا سر اٹھایا لیکن وہ دوبارہ ڈھلک گیا

"میرب" اس نے پریشانی سے اس کا چہرہ تھپکا وہ بے ہوش ہو گئی تھی

"میرب اٹھو کیا ہوا ہے۔۔۔ میرب میری جان دیکھو میرا دل بند ہو جائے گا ایسے نہیں کرو." ارحم کے ہاتھ پاؤں پھول گئے وہ مسلسل اس کا چہرا تھپکتے ہوئے بول رہا تھا پھر ایک دم اسے اٹھا کر حویلی کی طرف بھاگا عقیل بابا دروازہ کھولیں وہ دور سے ہی چیخا

لاؤنج میں ارحم کی زوردار آواز سن کر سب باہر آئے

"کیا ہوا میرب کو" عالیہ بیگم بھاگ کر اس کے پاس آئی ارحم میرب کو صوفے پر لٹا چکا تھا

"پتا نہیں پھوپھو کیا ہو گیا ہے. "ارحم رو دینے کو تھا آغا جان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا "حوصلہ کرو بچے کچھ نہیں ہوا۔ "

"عقیل آگے کلینک سے ڈاکٹرنی کو لے کر آؤ۔" آغا جان عقیل کو حکم دیتے لاؤنج میں آئے "ارحم میرب کو کمرے میں لے جاؤ"

"جی" وہ اسے کمرے میں لے آیا اور مسلسل اس کے ہاتھ ملتا رہا تبھی آمنہ بیگم ڈاکٹر کے ساتھ کمرے میں آئیں تو وہ باہر نکل گیا ڈاکٹر نے چیک اپ کر کے کچھ دوائیاں لکھ کر دی اور ایک انجیکشن لگا کر وہ آمنہ بیگم کی طرف پلٹی

"آپ کو بہت بہت مبارک ہو آپ دادی بنے والی ہیں۔" ڈاکٹر کی بات سنتے ہی آمنہ بیگم کے ساتھ ساتھ کمرے میں آتی بی جی نے خوشی سے ڈاکٹر کو دیکھا جب کے ارحم نے فکر مندی سے میرب کو

"بہت بہت شکریہ جیتی رہو۔" بی جی نے ڈاکٹر کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی اور میرب کے ساتھ بیٹھ گئی

"آپ سب نے اب میرب کا بہت خیال رکھنا ہے اور آپ میرے ساتھ آئیں۔"

جاتے ہوئے انہوں نے ارحم کو اشارہ کیا

"دیکھیں ارحم میرب کے شوہر ہونے کے ناطے آپ کو یہ باتیں پتا ہونی چاہیے۔"

"کیا بات ہے آپ بتائیں مجھے"

"میرب بہت کمزور ہے آپ نے اس کا بہت خیال رکھنا ہے اس کے کھانے پینے کا، والک، نیند ہر چیز کا، کسی چیز کی ٹینشن نہیں لینے دینی اسے۔"

"میرب کو ہوش کب آئے گا۔" اس کے چہرے پر فکر تھی

"میں نے انجیکشن لگا دیا ہے دو گھنٹے تک آ جائے گا پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ چلی گئی تو وہ بھاگ کر کمرے میں آیا جہاں بی جی آمنہ بیگم اور عالیہ موجود تھیں۔

"آؤ ارحم بیٹا تم خیال رکھو میں اسفند کو مدرسوں میں ختم کی دیگ بٹوانے کا کہتی ہوں اور آمنہ تم سب کو کل قرآن خانی کا کہہ دو اور میرب کا صدقہ بھی دو۔" وہ بولتی ہوئی باہر چلی گئیں ارحم نے سب کے جاتے ہی دروازہ بند کیا اور میرب کے سرہانے بیٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑا

"تمہارے معاملے میں، میں بہت کمزور ہوں میرب تمہیں ایسے نہیں دیکھ سکتا۔" اس

نے اس کا ہاتھ آنکھوں سے لگایا۔

★★★★★★★★★

"اسلام علکیم بھابھی"

"وعلکیم اسلام کیسی ہو عالیہ یاد آگئی میری"

"نہیں بھابھی ایسی بات نہیں ہے میں معذرت چاہتی ہوں فون نہیں کر سکی۔ آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ کیسا ہے میرا شہزادہ؟“

"خیر مبارک۔ بلکل اپنے چچا جان پر گیا ہے۔" وہ شاہ زین کو دیکھتے ہوئے بولی جو سیڑھیاں اتر کر ان کے پاس ہی آ رہا تھا اس نے سپیکر اون کرنے کا کہا تو زنیرہ بیگم نے فون کا سپیکر کھول دیا شاہ اب بچے کو اٹھا کر اس کے ساتھ کھیل رہا تھا

"پھر اس کا مطلب ہے بہت پیارا ہے۔" عالیہ کی بات پر شاہ مسکرایا

"ہاں بہت پیارا ہے۔" وہ فون کی جانب جھک کر بولا شاہ کی آواز سنتے ہی عالیہ نے زبان دانتوں میں دبائی

"بھابھی" شرم سے عالیہ سے آگے کچھ کہا ہی نہیں گیا

"شاہ جاؤ یہاں سے مجھے بات کرنے دو۔"

"اور بتاؤ شادی کی تیاری کہاں تک پہنچی؟"

"ابھی تو رہتی ہے روز ہی بازار کا چکر لگتا ہے۔ آپ بتائیں نوال کیسی ہے؟ کیا نام رکھا ہے شہزادے کا؟"

"نوال بالکل ٹھیک ہے اور نام اس کے چاچو نے ہی رکھا ہے دیان خان۔"

"لڑکی کا نام بھی میں نے سوچ رکھا ہے۔" شاہ جاتے ہوئے اونچی آواز میں بولا عالیہ نے مسکرا کر سر جھکایا وہ جانتی تھی شاہ کو بیٹیاں بہت پسند ہیں

"بھابی مجھے کچھ پوچھنا تھا۔"

"ہاں پوچھو سب خیریت ہے؟"

"بھابی پلوشہ ٹھیک ہے۔"

"ہاں ٹھیک ہے بابا نے بات کی تھی وہ خود بھی اکھٹی شادی نہیں کرنا چاہتی اس نے بابا کو یہی بولا ہے کہ وہ شاہ کی شادی میں خوب ہلا گلا کرنا چاہتی ہے اس لیے ابھی اس کے بارے میں نہ سوچیں۔"

"شکر ہے ورنہ مجھے ان کی بہت فکر ہو رہی تھی۔"

"تم بے فکر ہو کر اپنی شادی کی تیاری کرو۔"

"چلیں ٹھیک ہے بھابھی پھر بات ہو گی اللہ حافظ۔"

★★★★★★★★★

وہ مسلسل بڑبڑاتے ہوئے اس کے پیچھے چل رہی تھی

"دیان بس اب رک جاؤ میں تھک گئی ہوں۔" وہ دونوں ہاتھ گھٹنوں میں رکھ کر جھکی اور سانس بحال کرنے لگی دیان نے رک کر اسے دیکھا

"وشمہ شام ہونے والی ہے۔" اس نے بیگ نیچے رکھے اور درخت کے ساتھ کمر ٹکا کر کھڑا ہو گیا وہ بھی تھک گیا تھا۔

"ہم نہیں نکل سکتے یہاں سے دیان ہم یہی گل سڑ جائیں گے اور ہمارے گھر والو کو پتا بھی نہیں چلے گا۔ ہماری روحیں اسی جنگل میں بھٹکتی رہیں گی پھر ہم سب کو ڈرائیں گے ٹھیک ہے اف کتنا مزا آئے گا۔۔۔" آخری بات بولتے ہی وہ ہنسنے لگی دیان نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا

"پاگل لڑکی۔ "

"میرے میں اور ہمت نہیں ہے دیان۔" وہ روہانسی ہو گئی پھر اپنے بیگ کے پاس آئی اور جھک کر سائڈ جیب میں کچھ دیکھنے لگی

"کیا ہوا؟" دیان نے پوچھا

"دیکھ رہی ہوں شاید کچھ مل جائے۔" اس نے زِپ کھولی دیان کی نظر اس کے سامان پر گئی ایک طرف ناولز تھے، کپڑے تو بس نام کے ہی تھے اس کے اوپر ایک شیلڈ پڑی تھی اور کچھ فائلز

"یہ کتابیں بھی ساتھ لے کر آئی ہو۔"

"ناولز ہیں ان کے بغیر میرا گزارا نہیں ہوتا۔" وہ اب پاؤچ دیکھ رہی تھی۔

"یہ موبائل اون کر کے دیکھو شاید چل جائے۔" اسے موبائل پکڑا کر وہ بیگ بند کر کے سیدھی ہوئی

"چلا؟؟"

"ایک سیل ہے بیٹری کا لیکن سگنل نہیں ہیں۔" وشمہ نے فون دوبارہ بند کر کے بیگ میں رکھا دیان کی نظر موبائل کور پر گئی ایک لڑکے کی تصویر تھی جس کا چہرہ ہڈ میں چھپا ہوا تھا اور اسکے اوپر لکھا تھا جہان سکندر دیان نے وشمہ کی طرف دیکھا وہ سر تھام کر درخت کے ساتھ نیچے بیٹھی ہوئی تھی دیان کے دماغ کو مختلف سوچوں نے گھیر لیا "کیا جہان وشمہ کا۔۔۔" اس سے آگے اس سے سوچا ہی نہیں گیا اسنے اپنا سر جھٹکا

"چلیں اب؟ "

"کوئی فائدہ نہیں ہے مجھے تو لگتا ہے ہم باہر جانے کے بجائے اس گھنے جنگل میں گھستے جا رہے ہیں اس لیے یہی بیٹھ جاؤ مجھ میں اور ہمت نہیں ہے چلنے کی۔۔۔ اللہ ہم کب نکلیں گے اس خوفناک جنگل سے۔۔۔۔ مدد کریں ہماری" وہ چیخی۔ "جہان کو ہی بھیج دیں پلیززز۔" دیان نے اس کی طرف دیکھا اسے وشمہ کے منہ سے کسی دوسرے لڑکے کا نام سن کر کچھ ہوا تھا لیکن جو ہوا تھا وہ اچھا نہیں تھا اس نے سنجیدگی سے رخ موڑ لیا

"بیٹھ جاؤ دیان۔" اس کے کہنے پر دیان نے بیگ سے شال نکال کر نیچے بچھائی

"وشمہ ادھر آ کر بیٹھ جاؤ۔" اس کے بلانے پر وہ اٹھ کر اس کے پاس بیٹھ گئی آسمان پر اندھیرا چھا رہا تھا دیان نے اٹھ کر ٹہنیاں اکھٹی کی اور پھر آگ لگائی

"تم سگریٹ پیتے ہو نا؟ "

"ہاں لیکن اتنی نہیں پیتا بس کبھی کبھی۔"

"کتنی بری حرکت ہے یہ۔ تمہیں اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیے اپنے لیے نا صحیح ان

لوگو کے لیے جو تم سے محبت کرتے ہیں۔" وہ اسے دیکھے گیا

"سمجھ آ رہی ہے یا نہیں اب تم سگریٹ نہیں پیو گے سمجھے۔" وہ روب سے بولی

"اچھا اچھا اب چیخو نہیں تمہاری چیخ کی وجہ سے اگر کوئی جانور ادھر آ گیا نا تو پھر چیخنا کیا بولنا بھی بھول جاؤ گی۔" وہ اسے تنگ کرتا اس کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر بیٹھا وشمہ اس کی بات سنتے ہی ایک دم سے سمٹ کر بیٹھی۔

★★★★★★★★★

میرب نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم روشنی تھی میرب نے بائیں جانب دیکھا ارحم وہاں نہیں تھا باہر ٹیرس سے ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی وہ سمجھ گئی کے ارحم باہر ہے وہ اٹھ کر بیٹھی اور سائڈ لیمپ اون کیا

"ارحم!" اس نے آہستہ سے آواز دی دونوں پاؤں ٹیبل پر ٹکائے گود میں لیپ ٹاپ رکھے وہ کام میں مصروف تھا میرب کی آواز پر فوراً لیپ ٹاپ ایک طرف رکھا اور کمرے میں آیا "کیا ہوا کچھ چاہیے۔۔۔۔ اب کیسا محسوس کر رہی ہو طبیعت ٹھیک ہے؟" اس نے میرب کا ہاتھ تھام کر کئی سوال کر ڈالے

"میں ٹھیک ہوں۔" اس سے پہلے وہ کچھ بولتا دروازہ کھٹکا ارحم نے اٹھ کر دروازہ کھولا سامنے آمنہ بیگم تھی

"مورے"

"میرب جاگ گئی ہے؟" انہوں نے پوچھا

"جی۔۔۔ آئیں۔" اس نے ایک طرف ہو کر انہیں اندر آنے کی جگہ دی میرب نے فوراً اپنا ڈوپٹہ ٹھیک کیا آمنہ بیگم نے سوپ کا پیالہ سائڈ پر رکھا اور اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئیں

"اب کیسی طبیعت ہے؟"

"ٹھیک ہوں پتا نہیں کیوں چکر آ گئے۔"

"جب ارحم کہہ رہا تھا ڈاکٹر پر جانے کا تو کیوں نہیں گئی وہ اب تھوڑے غصے سے بولی تو میرب نے نظریں جھکا دیں

"میں کہتی بھی ہوں اتنا کام نا کیا کرو لیکن کسی کی سنتی ہی نہیں ہے یہ۔" بی جی کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا عالیہ بیگم بی جی کا ہاتھ تھامے سامنے کھڑی تھیں

"نہیں بی جی کام کی وجہ سے نہیں ہوا پتا نہیں کیا ہوا ہے کچھ دنوں سے طبیعت بوجھل تھی میں نے سوچا ٹھیک ہو جاؤں گی لیکن۔" وہ گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی

"میرب اب تم بچی نہیں ہو۔ طبیعت خراب تھی تو ہم میں سے کسی کو بتانا چاہیے تھا اور اب جب ارحم ڈاکٹر پر جانے کا کہہ رہا تھا تو کیوں نہیں گئی؟ "

"مورے" ارحم نے آہستہ سے انہیں رکنا چاہا لیکن انہوں نے اس کو چپ رہنے کا اشارہ کر دیا۔ میرب کی نظریں جھکی ہوئی تھیں رمشا ہاتھ میں ایک تازہ گلاب کا پھول لیے کمرے میں داخل ہوئی

"چلیں بس کریں کتنا ڈانٹے گے میری بھابی کو کوئی کچھ نہیں کہے گا اب۔" اس نے میرب کو جا کر گلے لگایا

"یہ لیں بھابی آپ کے لیے۔" اس نے گلاب کا پھول میرب کے بالوں میں لگایا تو وہ مسکرائی "آپ کو بہت بہت مبارک ہو بھابی مجھ سے تو خوشی کنٹرول ہی نہیں ہو رہی کہ میں پھپھو بننے والی ہوں۔" رمشا کی بات پر اس نے چونک کر آمنہ بیگم کو دیکھا جنہوں نے پیار سے اس کا ماتھا چوما "خوش رہو آباد رہو میری بچی۔" پھر بی جی مسکرا کر

اس کے پاس آئی اور پیسے اس کے سر سے وار کر ملازم کو بھجوائے اور اس کو خوب دعائیں دی اس کو آرام کا کہہ کر سب کمرے سے باہر نکل گئے عالیہ اس کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ ارحم کو آغا جان نے اپنے پاس بلاوایا تو وہ ان کی بات سننے چلا گیا

"میرب چندا اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھیں، آباد رکھیں۔ آمین" انہوں نے اس کا ماتھا چوما تو میرب کی آنکھوں میں آنسو آگے وہ روتے ہوئے ان کے گلے لگ گئی

"بس چندا رونے کی کیا بات ہے۔" انہوں نے اس کے آنسو صاف کیے

"پھوپھو جان ماما بابا مجھے کیوں چھوڑ کر چلے گئے۔"

"اللہ کی مرضی کے آگے ہم انسان کچھ نہیں کر سکتے انسان کو اپنے مقررہ وقت پر جانا ہے اور میں ہوں نا میرے لیے تم وشمہ کی طرح ہی ہو۔ "

"جانتی ہوں۔ آپ نے تو مجھے ماں سے بڑھ کر پیار دیا ہے لیکن پھوپھو اب اس موڑ پر آ کر میں کسی کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔" اس نے ان کے ہاتھ زور سے تھامے

"کیسی باتیں کر رہی ہو اللہ نا کرے تم اور ارحم کبھی جدا ہو اللہ تم دونوں کو خوشیاں دیکھائے۔ دیکھو میرب تمہاری اور ارحم کی شادی آغا جان نے خود

کروائی ہے۔"

"لیکن پھوپھو آغا جان کو نہیں پتا میں وقاص علی خان کی نواسی ہوں اب جب انہیں پتا چلے گا تو کیا وہ مجھے اس گھر میں برداشت کریں گے۔"

"آغا جان اپنے بچو سے بہت محبت کرتے ہیں وہ کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہیں کریں گے جس سے ان کے بچوں کو تکلیف ہو۔" انہوں نے پیار سے اسے سمجھایا

"پھوپھو میں ارحم کو سب بتا دیتی ہوں۔"

"حویلی کی بچے کچھ نہیں جانتے۔ ارحم تمہاری بات نہیں سمجھے گا۔"

"پھر کیا کروں میں ارحم سے نہیں چھپا سکتی۔ ایک مہینے سے میں یہ بات اپنے دل میں لیے بیٹھی ہوں کاش میں آپ کی الماری میں موجود تصویریں نا دیکھتی کاش۔" وہ دوبارہ رونے لگی

"میرب چندا تم فکر مت کرو کچھ نہیں ہو گا اب تمہیں اپنا زیادہ خیال رکھنا ہے پریشان مت ہو میں کچھ کرتی ہوں۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی

"آپ کیا کریں گی؟" میرب نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے وشمہ کو اس دفعہ میں سب بتا دوں گی اس کے دل میں اپنے باپ کو لے کر جتنی بھی بدگمانی ہے وہ دور کر دوں گی اور ارحم سے بھی میں خود بات کروں گی۔"

"میری وجہ سے آپ کسی مشکل میں نا پڑ جائیں۔"

"جدائی ہی میرا مقدر تھی لیکن میں نہیں چاہتی کہ میری بیٹی پریشانی میں اپنی زندگی گزارے تم بلکل فکر مت کرو میں سب دیکھ لوں گی۔" وہ اس کا گال تھپک کر کھڑی ہو گئی

"اب تم آرام کرو میں یہ لے جاتی ہوں گرم کر کے بھیجتی ہوں۔" وہ سوپ کی ٹرے اٹھا کر کمرے سے نکل گئی تو میرب نے آنکھیں بند کر کے سر بیڈ کراؤن سے ٹکا دیا اور اپنی زندگی میں آنے والے نئے وجود کے بارے میں سوچنے لگی اس کے لبوں کو بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ نے چھوا۔ دس منٹ بعد کمرے میں آتا ارحم میرب کو مسکراتا دیکھ کر خود بھی مسکرا دیا دروازہ بند ہونے کی آواز پر میرب نے آنکھیں کھولیں ارحم کے ہاتھ میں ٹرے تھی وہ میرب کے سامنے بیٹھ گیا میرب سیدھی ہوئی "آپ کیوں لے کر آئے نازو لے آتی۔"

"وہی لے کر آ رہی تھی میں نے ابھی باہر سے اس سے لیا ہے" ارحم نے چمچ اس کی طرف بڑھائی

"میں پی لوں گی ارحم۔"

"میں پلا رہا ہوں نا" اس کے بولنے پر وہ چپ ہو گئی

"بس اور نہیں پیا جا رہا۔" تیسری چمچ لیتے ہی وہ پیچھے ہو گئی

"تھوڑا سا اور پی لو۔"

"بس ارحم ابھی میرا دل نہیں کر رہا۔"

"میرب ڈاکٹر نے کہا ہے تمہیں اپنا بہت خیال رکھنا ہے اس لیے پیو یہ۔"

"بعد میں پی لوں گی پکا ابھی کے لیے بس۔ پہلے ہی اتنی بے چینی ہو رہی ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے لیکن تھوڑی دیر بعد پینا پڑے گا۔۔۔۔ آؤ ٹیرس پر چلتے ہی تازی ہوا سے اچھا محسوس کرو گی۔" ٹرے ٹیبل پر رکھ کر وہ اس کے پاس آیا اور آہستہ سے اسے کھڑا کیا پھر جھک کر بیڈ پر پڑی اس کی شال اس کے گرد پھیلائی میرب مسکرانے لگی

"میں ٹھیک ہوں ارحم۔" ارحم کوئی جواب دیے بغیر اسے کندھوں سے تھام کر ٹیرس

پرلے آیا تازی اور ٹھنڈی ہوا نے ان کا استقبال کیا تو اس نے آہستہ سے اپنا سر ارحم کے سینے پر رکھ دیا "تم نے مجھے آج ڈرا دیا تھا میرب۔" ارحم نے اس کے گرد بازو پھیلائے "سوری" وہ آہستہ سے بولی پھر اس سے الگ ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا

"کیا آپ خوش ہیں؟ "

"خوش۔۔۔۔ خوش تو بہت چھوٹا لفظ ہے میرب میں اپنے اللہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ اس نے تمہیں میری زندگی میں شامل کر کے مجھے مکمل کر دیا ہے۔ تھینک یو سو مچ میرب۔ میری زندگی میں آنے کے لیے بہت شکریہ" ارحم کے اتنے پیارے اظہار پر وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی پھر اس کے سینے سے لگ گئی

"میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں ارحم بہت زیادہ۔"

★★★★★★★★★

چاروطرف اندھیرا تھا ایسے میں لمبے گھنے درخت خوفناک منظر پیش کر رہے تھے۔ آسمان پر بھی گھنے بادلوں کا بسیرا تھا۔

"دیان" وشمہ نے دیان کو بلایا جو آسمان کو گھور رہا تھا

"ہمم"

"تم نے کوئی انڈین ہارر مووی دیکھی ہے"

"نہیں"

"اچھا میں تمہیں ایک آواز نکال کر بتاتی ہوں میں نے ایک مووی دیکھی تھی اس میں تھی یہ آواز۔" دیان ابھی بھی آسمان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا

"گمنام ہے کوئی۔۔۔ گمنام ہے کوئی۔۔۔ اووووو۔۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔" عجیب آواز میں بولتے بولتے آخر میں اسے ہنسی کا دورہ پڑ چکا تھا دیان کا بھی حال اس سے مختلف نہیں تھا اس سے بھی ہنسی کنٹرول نہیں ہو رہی تھی۔

"افف اللہ" وشمہ نے پیٹ پر ہاتھ رکھا

"میرے تو پیٹ میں درد شروع ہو گیا ہے۔" وہ ہنستے ہوئے بولی

"تم پاگل ہو وشمہ میں نے صحیح کہا تھا تم چڑیل ہو۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا

"میں نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا میں جنگل میں گم جاؤں گی کاش میں سب ریکارڈ کر سکتی اور بعد میں سب کو کہتی دیکھو دیکھو وشمہ چیتی کو دیکھو۔" وہ بیگ پر کہنی ٹکا کر

بیٹھی ایک بار پھر قہقہ لگا چکی تھی پھر دیان کو دیکھا وہ آسمان کو دیکھ رہا تھا نا جانے کیا تلاش کر رہا تھا

"افف دیان کیا دیکھ رہے ہو باتیں کرو نا۔"

"کیا بات کروں "اس نے رخ وشمہ کی طرف کیا

"اچھا رکو ایک کام کرتے ہیں ہم ایک دوسرے سے سوالات کرتے ہیں۔ اچھا بتاؤ کہ اگر تمہیں کسی سے محبت ہو گئی تو تم اظہار کر دو گے؟"

"ابھی تک تو کسی سے نہیں ہوئی۔"

" کبھی کسی سے نہیں ہوئی؟"وشمہ چیختی ہوئی سیدھی ہو کر بیٹھی

"خدا کا خوف کرو لڑکی کیوں اپنے ساتھ مجھے بھی مروانا ہے۔"

"اچھا نا اب نہیں چیختی تم بتاؤ کر دو گے اظہار اگر ہو گی تو۔"

"پتا نہیں لیکن میں سب سے پہلے اسے محبت کا احساس دلاؤں گا کیونکہ صرف لفظوں سے محبت ثابت نہیں ہوتی عمل سے بھی احساس دلانا پڑتا ہے۔ میں اس کی پرواہ کروں گا لیکن اس سے بھی پہلے اسے عزت دوں گا، مان دوں گا۔ عورت کو عزت دو نا تو وہ

مرتے دم تک آپ سے عشق کرتی ہے ہاں پھر میں اس سے اظہار کر دوں گا۔" بات مکمل کر کے اس نے وشمہ کو دیکھا وہ مبہوت سی اسے دیکھ رہی تھی۔ "تم تو میری سوچ سے بھی زیادہ اچھے نکلے۔" وشمہ کی بات پر اس نے مسکرا کر اسے دیکھا

"چلو اب تمہاری باری۔۔۔۔، یہی سوال۔"

"مجھے ایسا لگتا ہے میں نہیں کر سکتی اب یہ تو اللہ کو پتا کہ آگے کیا ہوتا ہے لیکن جہاں تک میں اپنے آپ کو جانتی ہوں میں محبت کا اظہار نہیں کر سکتی لیکن ہاں اگر میں نے کبھی کسی سے اظہار کیا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو گا کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں بلکہ یہ ہو گا کہ میں اس سے عشق کرتی ہوں اس کا مطلب یہ ہو گا کہ میں اس کے بنا نہیں رہ سکتی۔۔۔۔ پتا ہے ماما کہتی ہیں میری آنکھوں سے سب پتا چل جاتا ہے تو بس جو مجھ سے محبت کرے گا میری یہ شرط ہے اس کو میری آنکھوں کو ہر حال میں سمجھنا ہو گا ماما کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا مجھے پتا ہے۔" اس نے بولتے ہی منہ بنا کر درخت سے ٹیک لگا لی دیان اس کو دیکھے گیا

"تمہاری ماما صحیح کہتی ہیں تمہاری آنکھوں سے تمہارے دل کا حال پتا چل جاتا ہے۔" وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولا

وشمہ نے صرف ایک لمحے کیلئے ٹھٹھک کر دیان کو دیکھا

"اب تم اس لیے مجھ سے باتیں کر رہی ہو کیونکہ تم نہیں چاہتی کہ میں سو جاؤں۔

"دیان کے بولتے ہی وشمہ نے اسے دیکھا پھر اپنی نظریں موڑ لیں

"مجھے ڈر لگ رہا ہے دیان۔" اس کی آنکھیں نم ہو گئیں

"میں ہوں نا ساتھ پھر ڈر کیوں رہی ہو۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا ایک دم آسمان پر بادل گرجے تو وشمہ نے آنکھیں خوف سے بند کیں آنسو گال پر بہہ نکلے

"مجھے یہی لگ رہا تھا کہ بارش ہو گی۔ تم ڈرو نہیں." وہ اس کے آنسو دیکھ کر پریشان ہو گیا کچھ ہی دیر میں بارش شروع ہو گئی وہ دونوں جلدی سے اٹھے دیان نے فوراً شال جھاڑ کر اٹھائی آگ بجھ چکی تھی۔

"دیان" اس کی روتی آواز دیان کے کانوں سے ٹکرائی "ڈونٹ وری وشمہ رو مت چلو کوئی ایسی جگہ دیکھتے ہیں جہاں بارش سے بچ سکیں۔" وہ آگے بڑھا وشمہ بھی اس کے پیچھے تھی بارش آہستہ آہستہ تیز ہونے لگی وہ نیچے دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی کیونکہ راستہ بہت خراب تھا دیان نے اپنا ہاتھ اس کے آگے کیا وشمہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

"میرا ہاتھ پکڑو وشمہ بارش سے پھسلن ہو رہی ہے گر جاؤ گی۔ "اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ دیان کے ہاتھ پر رکھ دیا "اب میرے پیچھے چلو جہاں جہاں میں قدم رکھ رہا ہوں وہی اپنا قدم رکھو۔ "وہ اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے آگے بڑھنے لگا انکے ایسے ساتھ چلنے سے بادلوں نے بارش کی بوندوں سے شرارت بھری سرگوشی کی اور بوندیں ہنستی ہوئی اور زور و شور سے برسنے لگی۔

وہ دونوں پورے بھیگ گئے تھے لیکن کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں رک کر وہ اپنے آپ کو بارش سے بچا سکتے ابھی وہ آگے بڑھ رہے تھے تبھی خوفناک آواز نے ان کے قدم روک دیے

وشمہ اچھل کر چیختی ہوئی دیان کے ساتھ لگ گئی دیان نے گردن گھما کر دیکھا شاید کسی جانور کی آواز تھی پھر اس نے وشمہ کو دیکھا جو اس کے سینے سے لگی کانپ رہی تھی وہ مسکرایا اور اس کے کان کے پاس جھک کر بولا "ایک چڑیل دوسری چڑیل سے کیسے ڈر سکتی ہے۔ "

"پلیز دیان ایسی باتیں مت کرو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پلیز مجھے گھر لے جاؤ پلیز ز۔ "وہ آنکھیں بند کیے اس کے سینے سے لگی ہوئی مسلسل بول رہی تھی دیان نے اسے

کندھوں سے تھام کر پیچھے کیا وہ دونوں بارش میں بھیگ رہے تھے

"ایسے کھڑی رہو گی تو کیسے جائیں گے۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر دائیں طرف چلنے لگا تھوڑا سا آگے جا کر ہی ایک غار نما جگہ تھی وہاں پہنچ کر دونوں نے سکون کا سانس لیا وشمہ آنکھیں بند کر کے دیوار کے ساتھ بیٹھ گئی کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں دیان جیکٹ بدل رہا تھا اندھیرے میں اسے عکس ہی نظر آیا اس نے آنکھیں دوبارہ بند کر لیں

"وشمہ اپنا کوٹ اور حجاب بدل لو ایسے بیمار ہو جاؤ گی۔" وہ جیکٹ پہنتا اس کے پاس آیا یہ تو شکر تھا دونوں کے پاس کپڑے تھے وشمہ سر ہلا کر کھڑی ہو گئی اور بیگ سے دوسرا براؤن کوٹ اور اسٹر الر نکالا دوسرا کوٹ پہن کر اس نے حجاب کھولا بال گیلے تھے اس لیے اس نے بال کھلے چھوڑ دیے اور اسٹر ولر گلے میں لپیٹ لیا

"وشمہ" دیان کی آواز پر وہ اس کی طرف پلٹی

"چلو گیم کھیلتے ہیں"۔

"میرا دل نہیں کر رہا۔"

"ٹھیک ہے گڈ نائٹ۔" وہ سر بیگ پر رکھ کر لیٹ گیا وشمہ فوراً اس کے پاس آئی

"نہیں دیان پلیز اٹھو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اچھا ٹھیک ہے ہم گیم کھیلتے ہیں۔" وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی دیان مسکراتا ہوا اٹھ کر بیٹھا

"دیان اگر جنوں نے ہمیں پکڑ لیا تو۔"

"اوہو وشمہ کیسی باتیں کر رہی ہو واقع میں تم پاگل ہو۔"

"دیان تم نے بھی آواز سنی تھی نا پھر مجھے پاگل کیوں بول رہے ہو۔"

"ہاں سنی تھی دیکھو وشمہ یہ جنگل ہے یہاں ایسی چیزیں ہوں گی میں اس بات سے انکاری نہیں ہوں کہ جنات نہیں ہوتے بلکل ہوتے ہیں پریاں، جنات یہ سب بھی اللہ کی تخلیق کردہ مخلوق ہیں شاید وہ کسی جانور کی آواز تھی خیر جس کی بھی آواز تھی اس نے ہمیں کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا نا اس لیے آیت الکرسی پڑھو اور ریلکس ہو جاؤ۔" وہ اسے تسلی دینے لگا

"کہہ تو تم صحیح رہے ہو ماما نے بھی بتایا تھا۔" وہ بولتے بولتے رک گئی

"کیا" دیان نے پوچھا

"نہیں کچھ نہیں چلو گیم بتاؤ۔

"مجھے نہیں آتی کوئی گیمز وہ تو میں تمہارا دھیان ہٹانے کے لیے بولا تھا۔" وشمہ اسے گھور کر رہ گئی پھر بولی

"چڑیا اُڑی، کوّا اُڑا کھیلیں۔"

"کیا" دیان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہاں تو گیم ہی ہے اس میں اتنے ڈیلے پھیلانے کی کیا ضرورت ہے۔" اس نے منہ بنایا

"چلو کھیلتے ہیں نا وقت ہی گزارنا ہے۔"

"وشمہ تم پاگل ہو گئی ہو۔" وہ دوبارہ لیٹ گیا

"ایک گیم کھیل لیتے ہیں کیا مسئلہ ہے۔۔۔ دیان چلو نا اٹھو ڈائن اٹھو۔۔۔"

"میرا نام مت بگاڑو"

"وہ جو مجھے چڑیل اور پاگل کہتے ہو اس کا کیا۔ خیر چھوڑو اٹھو نا بس ایک دفعہ کھیلیں گے۔" ناچار وہ اٹھ کر بیٹھ گیا دونوں نے ہاتھ آگے کیے

"اندھیرے میں کس نے انگلی اٹھائی کس نے نہیں پتا نہیں چلے گا اس لیے ہاتھ اٹھانا

ہو گا اوکے۔" دونوں نے ہاتھ سامنے کر کے نیچے رکھے

"بولے گا کون" دیان نے پوچھا

"میں بولوں گی۔"

"ٹھیک ہے شروع کرو. "

"چادر اڑی۔۔۔۔ کوّا اڑا۔۔۔۔ طوطا اڑا۔۔۔۔۔ کبوتر اڑا۔۔۔۔۔۔ فاختہ اُڑی (وشمہ تیز تیز بول رہی تھی ابھی تک دونوں میں سے کوئی نہیں ہارا تھا) بلبل اڑی۔۔۔۔ بھینس اُڑی۔۔۔۔ بندر اُڑا۔۔۔۔۔ چیل اڑی۔۔۔۔۔۔۔ کچھوا اُڑا۔۔۔۔ ہاتھی اُڑا ہار گئے ہار گئے دیان تم ہار گئے تم نے ہاتھی کو اُڑا دیا ہاہاہاہاہا" وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی دیان نے نوٹ کیا اسے ہنسی کا دورہ پڑتا تھا اس نے مسکرا کر سر جھٹکا

"یہ نہایت ہی گندا گیم تھا."

"اب تو یہی بولو گے ہارے جو ہو۔" اس نے دونوں ہاتھ آپس میں رگڑے

"تمہیں ٹھنڈ لگ رہی ہے؟ "

"ہاں"

بارش کم ہونے کے بجائے تیز ہوتی جارہی تھی اور سردی کی شدت میں بھی اضافہ ہوتا جارہا تھا دیان نے اپنے بیگ سے ایک کالی شال نکال کر اسے دی کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا وشمہ کے پاس اور کپڑے نہیں تھے بیگ سارا ناولز سے بھر رکھا تھا

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

"لے لو بیمار پڑ جاؤ گی ایسے۔ "

"تھینک یو "اس نے چادر اپنے گرد لپیٹی

"ویسے دیان تم امریکہ سے آئے ہو وہاں تو ایسے کپڑے نہیں چلتے۔"اس نے چادر کی جانب اشارہ کیا

"ہاں لیکن مورے نے اتنے پیار سے مجھے دی تھی اس لیے اپنے سامان میں رکھ لی دیکھو اب کام آ رہی ہے نا"۔

"ہاں یہ تو ہے اچھا تم بتاؤ اپنے گھر والوں کے بارے میں کون کون ہے؟"

"گھر میں مورے، بابا، دادا جان، بی بی جان، میری دو بہنیں اور میرے بیسٹ فرینڈ

میرے چاچو۔"

"واؤ "

"اب تم بتاؤ؟"

"آغا جان، بی جی، ماما، ممانی جان، ماموں، ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی اور ارحم لالہ کی بیوی میرب بھابھی۔"

"تمہارے بابا" وشمہ کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی وشمہ کا بدلتا موڈ دیان سے چھپا نہیں تھا

"وہ نہیں ہیں۔ "

"اوہ سوری"

"وہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں ۔ "

"اچھا"

"وہ ایک مطلبی اور خود غرض انسان ہیں۔" وہ پھٹ پڑی آج سے پہلے کبھی اس نے اپنے بابا کا ذکر نہیں کیا تھا وہ اس متعلق کسی سے بات نہیں کرتی تھی

"وہ کہاں ہوتے ہیں؟" دیان نے پوچھا

"مجھے نہیں پتا میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا میری پیدائش سے پہلے ہی وہ ماما کو چھوڑ چکے تھے اور میں ان کی کوئی تصویر بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔" دیان مزید الجھتا جارہا تھا پہلے ہی وہ وشمہ کو دیکھ کر الجھا ہوا تھا

"دیان کیا میرا خوشیوں پر کوئی حق نہیں تھا۔ پتا ہے ماما نے کتنی باتیں سنی ہیں بابا کی وجہ سے میں باپ کے پیار کے لیے ترسی ہوں۔ میں بھی چاہتی تھی جب وہ شام کو گھر آئیں تو ماما سے پوچھیں کہ میری بیٹی کہاں ہے وہ میرے ساتھ کھیلیں، مجھے آئس کریم کھلانے لے کر جائیں مجھے گڑیا لا کر دیں یہ سب تو دور انہوں نے تو ایک دفعہ بھی مڑ کر نہیں دیکھا انہیں ایک بار بھی خیال کیوں نہیں آیا؟ بابا آپ ایک بار تو مڑ کر دیکھ سکتے تھے نا زندگی کے ہر موڑ پر مجھے آپکی ضرورت تھی۔" وہ چہرا ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگی اتنے سالوں میں پہلی بار وشمہ نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا اس نے آج تک کسی کو پتا نہیں چلنے دیا تھا کہ وہ کیا کیا باتیں محسوس کرتی ہے اس نے ہر کڑوی بات مسکرا کر سنی تھی لیکن آگے سے کبھی کسی کو جواب نہیں دیا تھا لیکن آج وہ اپنا دل کھول بیٹھی تھی اسے نہیں پتا تھا وہ کیوں دیان سے سب کچھ بول گئی ہے لیکن جب وہ کہنے پر آئی تو وہ خود

بھی نا سمجھ سکی کے کیسے اتنا سب کہہ گئی

"پندرہ منٹ بعد جب اس نے اپنے ہاتھ ہٹائے تو دیان نے اس کا پاؤچ اس کے سامنے کیا وہ مسکرائی دیان کو اس کا رونا تکلیف دے رہا تھا وشمہ کا چہرا بھیگا ہوا تھا اس نے ٹشو نکال کر آنسو صاف کیے

"تو یہ باتیں تھی جن کو تم نے اپنے دل میں قید کیا ہوا تھا۔" وشمہ نے چونک کر سر اٹھایا

"یار واقع میں تم چڑیل ہی ہو اور یقیناً اس وقت اور زیادہ خوف ناک لگ رہی ہو گی شکر ہے میں تمہارا چہرہ نہیں دیکھ سکتا" وہ اس کو تنگ کرتے ہوئے بولا وشمہ نے اس کے بازو پر مکا مارا

"اب تم مجھے چڑیل نہیں کہو گے۔"

"چڑیل کو چڑیل نا کہوں تو کیا کہوں۔" وہ معصومیت سے پوچھنے لگا

"میرا سر کہو۔" وہ جل کر کہتی اٹھ کر دائیں جانب اس کے ساتھ بیٹھ گئی بارش اب تھم چکی تھی دیان نے مسکرا کر اسے دیکھا وہ اب گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی

"کہو تو سو جاؤں اب؟" اس نے ہلکا سا جھک کر پوچھا

"سو جاؤں۔" کچھ ہی دیر میں دیان سو گیا تھا لیکن وشمہ سمجھنے سے قاصر تھی ایسی کیا بات ہے جو دیان اس کو اپنا اپنا لگ رہا ہے مجبوری اپنی جگہ لیکن دل نے چھپ کے سے سرگوشی کر دی تھی جسکو ابھی وہ سمجھنے سے قاصر تھی

اس نے سر اٹھا کر سوتے ہوئے دیان کو دیکھا پھر باہر دیکھنے لگی بارش تھم چکی تھی لیکن سردی کی شدت میں اضافہ ہو رہا تھا وہ ایسے ہی باہر دیکھتے رہی تبھی اسے محسوس ہوا سامنے سے کوئی گزرا ہے وہ ایک دم الرٹ ہو کر بیٹھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی اسے ایک روشنی نظر آنے لگی وہ غور سے اس روشنی کو دیکھنے لگی۔

"وشمہ" کسی نے اسے آواز دی اس نے ڈر کر آنکھیں بند کی

"ریلیکس وشمہ کچھ نہیں ہے یہ تمہارا وہم ہے اس لیے اپنا منہ بند کر کے سو جاؤ۔" وہ آنکھیں بند کیے لمبا لمبا سانس لینے لگی

"وشمہ آنکھیں کھولو اور میرے پاس آؤ مجھے تم سے دوستی کرنی ہے ڈرو نہیں" دوبارہ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں سامنے درخت کے پاس ایک لڑکی کھڑی تھی جو روشنی میں نہائی ہوئی تھی۔ وشمہ کو وہ کوئی پری لگی لمبے بال صاف شفاف رنگت گھنی پلکیں وشمہ اسے دیکھتے ہی کھو گئی وہ آہستہ سے اٹھی

اوراس کی جانب بڑھنے لگی، اب وہ بلکل اس کے سامنے کھڑی تھی. جیسے ہی وشمہ اسکے قریب پہنچی ایک دم تیز روشنی پھوٹی جس سے وشمہ کی آنکھیں چندیا گئیں اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ جب آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا تو آنکھیں خیرہ کرنے والا منظر سامنے تھا۔

بہت خوبصورت جگہ تھی ہر طرف سبزہ ہی سبزہ تھا اونچے پہاڑ جن پر دھند ایسی لگ رہی تھی جیسے دھواں پھیلا ہوا ہو۔ ہر چیز قدرت کے کرشمے سے بھرپور تھی وہ ہر چیز کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ایسا خوبصورت منظر اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ دور کہیں سے جھرنے کی آواز آرہی تھی وہ بھاگتی ہوئی اس آواز کی سمت بڑھنے لگی دور سے اسے تالاب نظر آیا وہ اس طرف جاتے ہوئے ٹھٹک کر رک گئی کوئی تالاب کے قریب سفید شلوار قمیض پہنے سکن شال کندھوں پر ڈالے کھڑا تھا اس نے اپنے کپڑے دیکھے وہ بھی اس وقت سفید خوبصورت لباس میں ملبوس تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اسکی طرف بڑھنے لگی اس کے قریب پہنچ کر اس نے لڑکے کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک کر پلٹا اور وشمہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ دیان اس کا کندھا ہلا رہا تھا وشمہ کا سر دیان کے کندھے پر تھا کچھ دیر تو اس کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ وہ کہاں ہے کس کے ساتھ ہے پھر

اس نے گردن موڑی دیان اس کے بلکل قریب تھا وہ ایک جھٹکے سے دور ہوئی۔ آسمان بادلوں کی لپیٹ میں تھا لیکن بارش کے امکانات نہیں تھے لیکن پہاڑی علاقوں میں خاص کر سرد علاقوں میں موسم تبدیل ہوتے زیادہ وقت نہیں لگتا تھا۔

"افففف میرا کندھا۔" دیان نے اپنے کندھے پر ہاتھ رکھا وشمہ سے تو مارے شرمندگی کے سر ہی نہیں اٹھایا گیا اسے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی وہ کیسے دیان کے پاس چلی گئی کیا وہ سب خواب تھا خواب۔۔۔ میں سوئی کیسے اس نے نظریں اٹھا کر دیان کو دیکھا

"سوری دیان مجھے پتا نہیں چلا۔۔ میں پتا نہیں کیسے۔۔۔ شاید رات کو ڈر رہی تھی اس لیے وہاں آ گئی۔۔۔" وہ اٹک اٹک کر بول رہی تھی چہرہ لال دھواں ہو رہا تھا

"جلدی سے اٹھ جاؤں وشمہ آج ہمیں ہر حال میں کوئی راستہ ڈھونڈنا ہے اگر آج برف باری ہو گئی تو بہت مشکل ہو جائے گی۔ روشنی روشنی میں ہمیں سڑک تلاش کرنی ہے۔" وہ بولتے بولتے بیگ اٹھا رہا تھا

"مجھ میں اور ہمت نہیں ہے چلنے کی۔" بھوک سے وہ نڈھال ہو گئی تھی دیان نے رک کر اسے دیکھا اسے وشمہ پر ترس آیا وہ ایک لڑکا تھا لیکن وہ ایک نازک لڑکی

تھی۔ ۔ ۔ ۔ آہ نازک تو نہیں لگتی ایک دم چڑیل لگتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ "تم نے کچھ کہا؟"

وشمہ اسے گھورتے ہوئے پوچھنے لگی

"تم نے کچھ سنا؟" اس نے ابرو سکیڑ کر پوچھا

وشمہ نے سر جھٹکا

"اب چلو جلدی۔ "

'صبر مجھے حجاب تو کرنے دو۔ " اس نے جلدی سے بال باندھ کر حجاب کیا دیان اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ وشمہ مسکرائی وہ ایک بہت اچھا لڑکا تھا اس نے دل سے تسلیم کیا

"چڑیل جلدی کرو۔ " مسکراہٹ سکڑی ہونہہ اچھا لڑکا ڈائن ہے ایک نمبر کا

"چلو" وہ پاؤں پٹختی اس سے آگے چلنے لگی اور وہ اس کے پیچھے

★★★★★★★★★

وہ اسے دیکھے گیا بلاشبہ وہ پیاری تھی لیکن ارحم کے لیے تو وہ دنیا کی خوبصورت ترین لڑکی تھی میرب نے آہستہ سے آنکھیں وا کیں سامنے ارحم کو دیکھتے ہی وہ مسکرائی

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟"

"دیکھ رہا ہوں میری میرب تو دن بادن اور پیاری ہوتی جا رہی ہے۔"

"ارحم" وہ اٹھ کر بیٹھی اور ٹانگوں کے گرد بازو لپیٹ کر منہ گھٹنوں میں رکھ کر رخ اس کی طرف کیا

"ارحم ایسے تو میں پاگل ہو جاؤں گی۔"

"کیوں"

"کوئی مجھے کام ہی کرنے نہیں دے رہا فارغ بیٹھے بیٹھے میں پاگل ہی ہوں گی نا۔"

"مجھے پاگل میرب بھی قبول ہے۔" میرب نے کشن اس کی طرف پھینکا

"اور اس طرح موٹی ہو گئی تو پھر میں آپ کے ساتھ اچھی نہیں لگوں گی اور پھر آپ کو کوئی اور۔۔۔" ارحم نے اس کا بازوں کھینچ کر اپنی طرف کیا وہ اس کے سینے سے جا لگی

"خبردار میرب۔۔! خبردار آئندہ ایسا سوچا۔۔۔۔مجھے تم ہر حال میں قبول ہو کبھی بھی مت سوچنا کہ میں تمہیں چھوڑ کر کسی اور کی طرف دیکھوں گا۔

"میں جانتی ہوں." وہ اس کے گرد بازو پھیلا کر بولی "اچھا نا اب ناراض نہ ہو سوری۔" ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا اس نے سر اٹھا کر دیکھا ارحم کا منہ پھولا ہوا تھا

اس نے مسکراہٹ دبائی "سوری نا"

"پھر میں بول دوں۔" ارحم نے سوالیہ نظروں سے دیکھا وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی "زہ ستا سرہ مینہ لرم" ارحم کے لب مسکرا اٹھے۔

★★★★★★★★★

وہ اس کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ رہا تھا راستہ بہت خراب تھا

"دیان مجھے یاد آرہی ہے۔"

"کس کی؟"

"مینگی کی۔۔۔"

"یہ کیا ہے؟"

"ہائے اللہ تمہیں نہیں پتا۔۔؟؟؟" اس کا صدمے سے منہ کھل گیا دیان کو لگا پتا نہیں ایسی کیا چیز ہے جو نا پتا ہونے کی وجہ سے وشمہ نے ایسا ریئکشن

reaction

دیا ہے جیسے یہ تو گناہ ہو گیا

"نہیں مجھے نہیں پتا کیا ہے یہ؟"

"یہ نوڈلز ہوتے ہیں۔ ہونہہ جاؤ یہاں سے مجھے نہیں چلنا تمہارے ساتھ."اس نے منہ بنا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچ لیا

"گر جاؤ گی پھر مجھے مت کہنا۔"

"نہیں گرتی۔"وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھانے لگی وہ ایک پہاڑ پر چل رہے تھے دیان فکر مندی سے اسے دیکھ رہا تھا

"وشمہ پھسل جاؤ گی ہاتھ پکڑاؤ۔"اس نے ہاتھ آگے کیا تو وشمہ نے بھی ہاتھ درخت سے ہٹا کر اس کی طرف کیا کیونکہ وہ صحیح کہہ رہا تھا پھسلن بہت زیادہ تھی جونہی اس نے اپنا ہاتھ درخت سے ہٹا کر دیان کی طرف قدم اٹھایا پاؤں کے نیچے موجود گیلی مٹی سے اس کا پاؤں پھسل گیا

"وشمہ!!!"دیان کی چیخ نے درختوں پر بیٹھے پرندوں کو اُڑا دیا وہ اس کے سامنے نیچے جاتی جا رہی تھی وہ اسکے پیچھے درختوں کو تھامتے نیچے کی طرف بھاگنے لگا

آاااااا"وشمہ نے کرہ کر کروٹ لی وہ زیادہ اونچائی سے نہیں گری تھی لیکن اتنی کم بھی

نہیں تھی اونچائی کے اسے چوٹ نا لگی ہو

"وشمہ۔" وہ بھاگتا ہوا اس تک پہنچا اس کے سر میں چوٹ لگی تھی

"تمہارا خون بہہ رہا ہے۔" دیان کے چہرے کا رنگ اُڑنے لگا

"دیان" اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا جو دیان نے فوراً تھام لیا وشمہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی دیان نے اسے کندھوں سے تھام کر بٹھایا

"آاااا"

"درد ہو رہا ہے؟"

"میری ٹانگ۔" دیان نے اس کی ٹانگ کی طرف دیکھا درخت کی ٹہنی جس کی باریک نوک تھی وہ وشمہ کی ٹانگ میں گھس گئی تھی اس کا ٹراؤزر خون سے لال ہو رہا تھا دیان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا

وہ ٹہنی کو کھینچنے لگا لیکن وشمہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"نہیں مجھے بہت درد ہو گا۔"

"کچھ نہیں ہو گا وشمہ۔ ایسے زیادہ مسئلہ ہو جائے گا۔"

"میں درد برداشت نہیں کر سکتی دیان مجھے ماما کے پاس جانا ہے۔" بولتے بولتے وہ رونے لگی دیان نے ایک دم ٹہنی کھینچی اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھا جس سے وشمہ کی چیخ دب گئی لیکن آنسوؤں میں تیزی آگئی دیان ان دنوں میں جان گیا تھا وہ لاڈو میں پلی بچی ہے جس کو ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھا گیا تھا۔ دیان نے کندھوں پر ڈالا بیگ اتارا اور اس میں کچھ تلاش کرنے لگا پہلے اپنی شال نکال کر وشمہ کے گرد پھیلائی پھر وشمہ کا اسٹرولر اس کی ٹانگ پر باندھا پھر شال کے کونے کو گیلا کر کے اس کے سر کا زخم صاف کرنے لگا وشمہ روتے ہوئے اسے دیکھنے لگی یہ اتنا پریشان کیوں ہو رہا وہ بھی ایک غیر لڑکی کے لیے اتنی فکر۔۔۔۔ دیان نے اس کی نظریں اپنے اوپر مرکوز پائیں تو اسے دیکھا

پتوں نے ایک دوسرے کے کان میں سرگوشی کی چشم کا جادو چل رہا ہے پتے کھلکھلائے۔۔۔۔۔۔ بھوری آنکھیں کالی آنکھوں میں ڈوبنے لگیں، ہوا لہرا لہرا کر جھومنے لگی

"تمہیں درد ہو رہا ہے؟" سحر ٹوٹا۔۔۔۔۔۔۔ جادو ٹوٹا۔۔۔۔۔۔ ڈوبنے والے کو کھینچ کر بچا لیا گیا

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔" وہ کھڑے ہونے کی کوشش کرنے لگی دیان نے اسے سہارا

دے کر کھڑا کیا کھڑے ہوتے ہی درد کی تیز لہر اٹھی

"تم نہیں چل سکتی وشمہ۔"

"میں چل لوں گی بسس بہت رہ لیا ادھر مجھ میں اور ہمت نہیں ہے۔ آج ہر حال میں ہمیں راستہ ڈھونڈنا ہے۔" وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر خود آگے چلنے لگی

"اففف ہڈیاں توڑ والی چڑیل پنتی نہیں ختم ہوئی۔" وہ اس کے پیچھے چلنے لگا لیکن وشمہ کو تو جیسے جہاز کا انجن لگ گیا تھا وہ آگے بھاگی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی نا وہ اب بول رہی تھی نا ہنس رہی تھی نا عجیب و غریب آوازیں نکال رہی تھی ورنہ تو کبھی گرم آنڈے کی آواز لگاتی تھی۔۔۔ کبھی مچھر بن جاتی تھی کبھی 'ششششش 'کوئی ہے۔۔۔۔۔۔

"لگتا ہے گرنے سے لوز پیچ ٹائٹ ہو گیا ہے۔"

وشمہ نے رک کر ایک درخت سے نیچے جھانکا پھر چیخ مار کر نیچے بھاگنے لگی

"اس کو آج مرنے کا شوق چڑھا ہوا ہے۔" وہ سر پر ہاتھ مار کر اس کے پیچھے بھاگا لیکن وہ بھاگتی ہوئی نیچے اتر رہی تھی دیان دیکھ چکا تھا نیچے سڑک ہے

"ارے سنو"اس کی نظر جونہی سڑک پر گئی وہ پہاڑی سے نیچے اترنے لگی تبھی سامنے سے ایک لڑکا آتا دکھائی دیا تو اس نے آواز دی لڑکے نے دائیں طرف دیکھا وہ جلدی جلدی اس کی طرف آئی

"شکر ہے کوئی تو ملا۔"اس نے اپنی پھولی ہوئی سانس باحال کی سامنے کھڑے لڑکے نے سلام کیا

"اسلام علیکم "

"وعلیکم اسلام "اس نے جواب دیا

دیان جو اوپر پہاڑی پر تھا وشمہ کو کسی سے بات کرتا دیکھ کر نیچے اترنے لگا

"جی وایا"لڑکے نے کہا تو وشمہ نے اپنا سر پکڑا"پشتو۔۔۔۔اب کیا کروں گی کاش کاش آغا جان کی بات سن لیتی تو آج پشتو آتی اس نے بے بسی سے سر اٹھا کر لڑکے کو دیکھا"بھائی میں گم ہو گئی ہوں مجھے میری حویلی جانا ہے آغا جان کی اس کے پیچھے جھیل بھی ہے ."لڑکا حیرت سے اسے دیکھنے لگا بیچارے کو ایک لفظ سمجھ میں نہیں آرہا تھا

"تہ خہ وایي“

"کیا" وشمہ نے بے بسی سے اس پٹھان لڑکے کو دیکھا لڑکے نے وشمہ کے پیچھے دیکھا

"ایک منٹ" وشمہ لڑکے کو اشارہ کر کے پلٹی اور دیان سے ٹکرائی

”آرام سے“

"دیان "

"جی میڈم میں اب آپ کہیں تو میں بات کروں۔" وشمہ سیدھی ہوئی

"ہاں نا کرو "

دیان نے آگے بڑھ کر لڑکے کو سلام کیا پھر وہ آپس میں پشتو میں بات کرنے لگے

لڑکے نے وشمہ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا

"داخوک دی؟"(یہ کون ہے)

دیان نے وشمہ کی طرف گردن مڑی جو پہاڑوں کو دیکھ رہی تھی اس نے مسکرا کر اپنا

رخ موڑا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا

"دازما خزہ دہ" (یہ میری بیوی ہے)"اس وقت یہی کہنا مناسب تھا۔

لڑکے نے سر ہلایا پھر اس کو چلنے کا اشارہ کیا

"چلیں میڈم یا آپ نے یہی رکنا ہے۔"

"زیادہ پھیلو نہیں میں نے ہی لڑکے کو دیکھا تھا۔" وہ تینوں ایک ساتھ سڑک کے کنارے آگے بڑھنے لگے

"ویسے سنو یہ کیا بول رہا تھا میری طرف دیکھ کر۔" وشمہ نے آہستہ سے دیان کی طرف جھک کر پوچھا وہ واپس اپنے موڈ میں آگئی تھی

"پوچھ رہا تھا یہ کون ہے؟" دیان دونوں ہاتھ جیکٹ کی جیب میں ڈال کر آگے بڑھ رہا تھا

"پھر تم نے کیا کہا؟"

"میں نے کہا جنگل کی چڑیل ہے راستہ بھول گئی ہے." وشمہ نے غصے سے منہ بنایا

"نہایت ہی کوئی بد تمیز ترین انسان ہو." وہ غصے سے کہتی اس سے آگے چلنے لگی اور وہ مسکراہٹ دبا کر اس کے پیچھے۔۔اب کیا بتاتا اس کو کے یہ چڑیل اس ڈائن کو اپنا بنا گئی

ہے۔۔

★★★★★★★★★

"کس کا فون تھا بی بی جان؟" زنیرہ بیگم نے ان کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا

"مورے یہ کھا کر بتائیں کیسا بنا ہے۔" کچن سے آتی امل نے پلیٹ زنیرہ بیگم کے سامنے کی جس میں گرما گرم چائنیز چاول تھے

"ایک تو پتا نہیں کیا کیا بنا کر کھلاتی رہتی ہو۔"

"تو کیا میں اچھا نہیں بناتی۔" اس نے منہ بسورا

"میری بچی بہت اچھا کھانا بناتی ہے زنیرہ کھا کر بتاؤ اسے۔"

"میری پیاری بی بی جان آئی لو یو۔" امل بی بی جان کے گلے میں باہیں ڈال کر بولی

زنیرہ بیگم نے مسکرا کر چمچ منہ میں ڈالا

"بہت مزے دار ہے ہمیشہ کی طرح۔"

"واقع" وہ چہکی

"ہاں۔۔۔۔ چلیں بی بی جان اب بتائیں کیا بات ہے۔"

"نوال کے سسرال والوں کی طرف سے فون آیا تھا وہ شادی کی تاریخ پکی کرنے کے لیے آنا چاہتے ہیں۔"

"سچ "امل خوشی سے چہکی

"ہاں۔ سوچ رہی ہوں اس جمعہ کو بلا لوں تم بھی بتاؤ زنیرہ"

"جیسے آپ کی مرضی بی بی جان آپ اور بابا جو فیصلہ کریں۔"

"ٹھیک ہے پھر میں جمعہ کو بلا لیتی ہوں۔"

"بی بی جان تاریخ کچھ ٹائم بعد کی رکھنا لالہ بھی تب تک آ جائیں گے۔"

"ہاں ہاں فکر نا کرو اس کے بغیر کچھ ہو سکتا ہے بھلا حویلی کا شہزادہ ہے۔ اس کی لاڈلی بہن کو اس کی غیر موجودگی میں تھوڑی نا بیاہ دیں گے۔ "

"میں ابھی آپی کو بتا کر آتی ہوں۔" امل فوراً نوال کے کمرے کی طرف بھاگی

"بی بی جان دیان کے لیے بھی کوئی لڑکی دیکھنا شروع کریں نوال کے بعد اس کی باری ہے۔"

"میرے شہزادے کو تو شہزادی ملے گی دیکھ لینا۔" بی جان کھوئے کھوئے سے انداز میں بولیں

"بس میرے دیان کو ہمیشہ خوش رکھے اس کا ساتھ نبھائے۔"

★★★★★★★★★

وہ چلتے چلتے مین سڑک تک آ گئے تھے۔ سامنے ہی ایک ڈھابہ تھا۔ جو لڑکا انہیں یہاں تک لایا تھا دیان نے اس کا شکریہ ادا کیا تو وہ انہیں وہاں چھوڑ کر اپنے کام پر نکل گیا۔

"یہاں بیٹھ جاؤ" دیان نے وشمہ کو چارپائی پر بیٹھنے کا کہا اور بیگ رکھ کر خود بھی بیٹھ گیا ایک لڑکا بھاگ کر ان کے پاس آیا اور پشتو میں چائے ناشتے کا پوچھنے لگا

"وشمہ تم چائے پیو گی؟"

"نہیں میں چائے نہیں پیتی۔"

دیان نے اپنے لیے اور اس کے لیے ناشتے کا آڈر دیا پھر اس کی طرف متوجہ ہوا وہ اپنی ٹانگ سے سٹالر کھول چکی تھی

"کھول کیوں دیا ایسے ہوا لگے گی تو زخم خراب ہو جائے گا۔"

"واش کرنے کا سوچ رہی ہوں۔" اس نے ارد گرد دیکھ کر واش روم ڈھونڈنا چاہا

"میں پوچھتا ہوں، تمہیں زیادہ درد ہو رہا ہے کیا؟" اس نے فکر مندی سے پوچھا وشمہ نے سر اٹھا کر اسے گھورا

"دیان میں بیڈ سے نہیں گری۔۔۔ اس وقت میں جیسے بیٹھی ہوں میں ہی جانتی ہوں۔" دیان اٹھ کر لڑکے سے واش روم کا پوچھنے چلا گیا پھر اس کی طرف آیا

"آؤ میرے ساتھ" وہ اس کے پیچھے چلنے لگی وہ لنگڑا کر چل رہی تھی ٹانگ پر وزن ڈالنے سے تکلیف زیادہ ہو رہی تھی دیان اسے بھیج کر خود وہیں کھڑا ہو گیا

"تم بھی منہ ہاتھ دھو لو۔" وشمہ نے اسے کہا تو وہ سر ہلا کر جانے لگا جب لڑکا آ کر بولا "بھائی پانی اندر نہیں ہے آپ وہاں ہینڈ پمپ سے منہ ہاتھ دھو لو دیان اس طرف بڑھ گیا وشمہ اس کے ساتھ ہی تھی دیان نے جیکٹ اتاری ہی تھی کہ وشمہ نے ہاتھ آگے کر دیا دیان نے جیکٹ اسے پکڑا دی پھر اپنے کف فولڈ کیے اور گھڑی بھی اتار کر وشمہ کو پکڑا دی

"تمہارے لیے مشکل ہو گا میں پمپ کرتی ہوں۔"

"کیا لندن کی کُڑی سے ہینڈ پمپ سے پانی نکالا جائے گا؟"

"ڈائن زیادہ ہلکا مت لو مجھے." اسے گھور کر کہتی وہ پمپ اوپر نیچے کرنے لگی دیان نے ہلکی سی گھوری کے ساتھ واہ میں سر ہلایا اور پھر منہ دھویا جب تک وہ واپس آئے ناشتہ بن چکا تھا۔

ناشتہ کرنے کے بعد وشمہ نے موبائل اون کیا جس پر بیٹری لو کا سائن جگ مگا رہا تھا اس نے موبائل سکرین دیان کی طرف موڑی

"سب سے زہر بات مجھے یہی لگتی ہے پتا ہے بیٹری لو ہے بار بار نوٹیفیکیشن دینا ضروری ہے کیا۔" اس نے فوراً سے میسج ٹائم کر کے ارحم کو بھیجنا چاہا لیکن موبائل ایک دم بند ہو گیا

"افففف"

"والپیپر پر تمہاری مورے تھی؟" دیان نے پوچھا

"ہاں لیکن لگتی نہیں ہیں نا تم ان کو سامنے سے بھی دیکھو گے نا تمہیں لگے گا ہی نہیں کے وہ میری ماما ہیں ماشاءاللہ بہت ینگ ہیں۔ اچھا دیان اب تم پوچھو ان سے آگے کا

راستہ میں جلد از جلد حویلی جانا چاہتی ہوں۔"

"میں نے پوچھا ہے یہاں سے آگے میری حویلی کا آدھے گھنٹے کا سفر ہے لڑکا گاڑی لینے گیا ہے۔"

"اور میری؟"

"تمہاری بھی ساتھ ہی ہے لیکن وشمہ ابھی تمہیں اپنی حویلی کا راستہ نہیں پتا اس لیے تم میرے ساتھ چلو گھر سے ڈرائیور تمہیں چھوڑ دے گا۔"

"نہیں دیان تمہارے گھر والے۔۔۔۔۔"

"کوئی کچھ نہیں کہے گا بلکہ میری بہنیں تم سے مل کر خوش ہوں گی۔۔۔۔۔اور کیا ایسے اپنے گھر والوں سے ملو گی حالت دیکھو اتنا رنگ پیلا ہو رہا ہے چلا صحیح سے جا نہیں رہا.

"وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا تو اس نے سر ہلا دیا تب تک گاڑی بھی آ گئی تو وہ دونوں سامان اٹھا کر گاڑی کی جانب بڑھ گئے دیان نے ڈرائیور کو پہلے ہاسپٹل چلنے کا کہا تو اس نے سر ہلا کر گاڑی موڑ لی۔

★★★★★★★★★

"چچا جان!" نوال تقریباً بھاگتی ہوئی اس تک پہنچی وہ رک کر اس کی طرف پلٹے

"کیا ہوا بچے؟"

"چچا جان آپ کب تک واپس آئیں گے؟"

"دو تین دن لگ جائیں گے کیوں خیرت ہے بیٹا"

"چچا جان جمعہ کو مہمانوں نے آنا ہے۔"

"مجھے پتا ہے میری گڑیا میں ہر گز نا جاتا لیکن جانا ضروری ہے وہ جو بھی تاریخ رکھیں گے ہمیں منظور ہو گی پھر بھی میں پوری کوشش کروں گا کہ جمعہ تک آ جاؤں۔" شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"چچا جان دیان سے پوچھیں نا وہ کب تک آئے گا یہ نا ہو تاریخ پکی ہو جائے اور وہ مصروف ہو."

"فکر نا کرو تمہارا لالہ کچھ ہی دنوں میں آ جائے گا اس کا کام مکمل ہو گیا ہے اب کبھی بھی سرپرائز دے سکتا ہے وہ."

"پھر ٹھیک ہے۔" وہ مسکرائی شاہ نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں خیال رکھنا."

"آپ بھی اپنا خیال رکھیے گا۔" وہ مسکرا کر کہتی اپنے کمرے میں آ گئی جہاں امل ڈانس سٹیپ سیکھنے میں مگن تھی وہ سر پر ہاتھ مارتی بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی

"آؤ آپی کپل ڈانس کریں۔" اس نے نوال کا ہاتھ پکڑا

"نہیں بہن مجھے دور رکھو ان سب سے۔" اس نے اپنا ہاتھ چھڑوایا

"اوہو آپی سیکھ لو نوید لالہ کے ساتھ کرنا۔" نوال کی دخسار لال ہو گئے اس نے امل کی کمر پر تھپڑ رسید کیا

"شرم کرو کسی نے سن لیا نا تو سارا ڈانس نکل جائے گا۔" امل منہ بنا کر رہ گئی.

★★★★★★★★★

گاڑی حویلی کے سامنے رکی تو وہ دونوں گاڑی سے باہر نکلے گیٹ کے پاس بیٹھا چوکی دار بھاگ کر دیان کی طرف آیا

"چھوٹے خان"

"کیسے ہو شیر خان؟"

"ہم بلکل ٹھیک خان تم سناؤ کسی کو خبر بھی نہیں دی اپنی آمد کی." وشمہ ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی حویلی باہر سے ہی بہت بڑی اور دل کش معلوم ہو رہی تھی

"خان تم یہ سامان اندر لے آنا۔ ۔ ۔ ۔ آؤ وشمہ "اس نے وشمہ کو اپنے ساتھ آنے کا کہا۔ دونوں اندر بڑھ گئے گیٹ سے اندر آتے ہی ٹائلز سے بنا پکا راستہ تھا جو اندر کے دروازے تک جاتا تھا اور دائیں جانب بہت ہی خوبصورت اور وسیع لان تھا جہاں گلاب اور مختلف پودے لگے ہوئے تھے بیچ میں کرسیاں اور میز بھی موجود تھے وشمہ نے بائیں جانب دیکھا وہاں سے ایک گلی بنی ہوئی تھی جہاں سے پیچھے کی جانب جانے کا راستہ تھا.

Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لالہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "آواز پر دونوں نے اوپر دیکھا ٹیرس پر کھڑی نوال اور امل نے چیخ کر اسے بلایا تھا دیان مسکرایا "میری بہنیں ہیں "اس نے وشمہ کو بتایا پھر وہ دونوں اندر لاؤنج میں آ گئے۔ نوال اور امل تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی دیان تک پہنچی اور اس کے گلے لگ گئی۔ ان کے شور سے حویلی کے باقی لوگ بھی اپنے کمروں سے باہر آ گئے

"میرا شہزادہ آگیا."بیبی جان کی آنکھیں نم ہو گئیں دیان ان کی طرف بڑھا

"میں نے آپ کو بہت یاد کیا ینگ لیڈی۔ "بی بی جان نے ہلکی سے چپت اس کے کندھے پر لگائی

"مورے" پھر وہ زنیرہ بیگم سے گلے ملا وہ دیان سے ملتے ہی رونے لگیں ایک سال بعد بیٹا لوٹا تھا ماں تھی ہر پل یاد ستاتی رہتی تھی اور دیان تو تھا بھی سب کا لاڈلا، حویلی کی جان۔ وشمہ ششوپنج میں کھڑی انگلیاں مروڑ رہی تھی سب اس کی طرف متوجہ ہوئے

"کہیں لالہ نے شادی تو نہیں کر لی۔" امل نوال کی طرف جھک کر اس کے کان میں بولی تو نوال نے اس کے بازوں پر کوہنی ماری

"پاگل ہو"

'یہ میری دوست ہے وشمہ اور وشمہ یہ مورے ہیں اور یہ بیبی جان اور یہ میری بہنیں۔" وہ مسکرا کر سب سے ملی زنیرہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا پھر وہ بیبی جان کی طرف بڑھی اور ان سے پیار لیا۔ بیبی جان اسے غور سے دیکھنے لگیں پھر آہستہ سے اس کی گال پر ہاتھ رکھ کر مسکرائیں

"بہت پیاری بچی ہو۔" وشمہ نے مسکرا کر سر جھکایا

"بیٹا یہ اتنی چوٹ کیسے لگی ہے اور دیان تمہارے کپڑے بھی اتنی خراب ہو رہے ہیں کیا

ہوا ہے؟" زنیرہ بیگم نے وشمہ کے بازو اور سر میں پٹی دیکھی تو پریشانی سے پوچھا

"مورے سب بتاؤں گا لیکن ابھی ہم دونوں آرام کرنا چاہتے ہیں امل وشمہ کو کمرے میں لے جاؤ۔ میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں رات کو ملیں گے۔" وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا

"جاؤ امل اور نوال گڑیا کو اس کا کمرا دیکھا دو۔"

"آئیں" وہ دونوں وشمہ کو اپنے ساتھ لے آئی

"یہ ہے آپ کا کمرا آپ کو کچھ بھی چاہیے ہو تو آپ ہمیں بتا دینا۔۔۔ واش روم اس طرف ہے آپ اب آرام کریں۔" نوال نے مسکراتے ہوئے کہا

"تھینک یو سو مچ۔" وہ دونوں چلی گئیں تو وشمہ نے دروازہ بند کیا کچھ دیر وہ ایسے ہی کھڑی رہی اجنبی گھر میں رہنا اسے عجیب لگ رہا تھا لیکن پھر سر جھٹک کر وہ فریش ہونے چلی گئی۔

★★★★★★★★★

دیان نے کمرے میں آ کر جلدی سے اپنی الماری سے آسمانی رنگ کی شلوار قمیض

نکالی ''اوہ شٹ'' وہ کپڑے بیڈ پر پھینک کر کمرے سے باہر نکلا اور سامنے سے آتی نوال سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"آرام سے کہاں جا رہے ہو؟"

"آپ کے پاس ہی آ رہا تھا آپی ایسا کریں اپنا کوئی سوٹ وشمہ کو دے دیں۔"

"اس کے پاس بیگ ہے دیان۔"

"بیگ میں کپڑے نہیں ہیں۔"نوال نے حیرت سے دیان کو دیکھا"دیان یہ کیا چکر ہے"

"آپ اسے کپڑے دے آئیں تب تک میں بھی فریش ہو جاتا ہوں پھر بی بی جان کے کمرے میں آ جانا میں سب بتاتا ہوں."

★★★★★★★★★

وہ سب بی بی جان کے کمرے میں بیٹھے تھے دیان نے آسمانی رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی کندھوں پر کریم کلر کی شال ڈالے بال سلیقے سے سیٹ کیے پاؤں میں پشاوری چپل پہنی ہوئی تھی اپنی اس تیاری میں وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا اس نے سب کو

وشمہ اور اپنی ملاقات کا بتایا اور وشمہ کو چوٹ کیسے آئی وہ بھی ”نوال بچے ہلدی والا دودھ دو وشمہ کو۔۔۔۔۔ دیان اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤ۔" بی بی جان پریشانی سے بولیں

"ڈاکٹر سے ہو کر آئے تھے دوائی دی ہے کچھ دنوں میں ٹھیک ہو جائے گی۔"

"اچھا چلو جاؤ بچے سو جاؤ جا کر اتنے دن میرا بچہ تکلیف میں رہا ہے۔" انہوں نے اس کا سر چوما

"اب میں فریش ہو گیا ہوں ایک دفعہ رات کو ہی آرام کروں گا۔"

"امل مجھے وشمہ کے کمرے میں لے جاؤ۔“ بی بی جان نے کہا

"آئیں" امل ان کا ہاتھ تھام کر وشمہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی

جامنی رنگ کا ٹخنوں تک آتا فراک اس کے ساتھ چوڑی دار پاجامہ پہنے ڈوپٹہ گلے میں ڈالے وہ کندھوں پر شال ڈال رہی تھی تبھی کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا ایک منٹ کے لیے تو بی بی جان بھی ٹھہر سی گئیں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔" انہوں نے اس کی پیشانی چومی تو وہ مسکرائی

"آئیں" وشمہ نے انہیں اندر بٹھایا

"بیٹا دیان نے بتایا ابھی کہ تم دونوں جنگل میں پھنس گئے تھے۔ بیٹا درد تو نہیں ہو رہا؟

"

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔"

"میں آپ کی بینڈ یج کر دوں؟" امل نے اس کے سر اور بازوں کو دیکھا نہا نے جانے سے پہلے وشمہ نے اپنی پٹیاں کھول دی تھیں

"نہیں میں صحیح ہوں۔" وہ ہچکچائی

"امل تم کرو۔ ان کو نا کرنے کی عادت ہے۔" دیان دونوں بازو سینے پر باندھ کر دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا وشمہ نے پلٹ کر اسے دیکھا وشمہ کو دیکھتے ہی دیان کی دھڑکن تیز ہوئی وہ ایک دم سیدھا ہوا وہ اسے گھور رہی تھی

"بیٹا ابھی زخم تازہ ہے خیال کرو۔ امل جلدی سے پٹی کر دو۔" کچھ دیر میں ہی امل نے وشمہ کی پٹی کر دی

"ہوگیا" بی بی جان کی نظر دروازے کے پاس کھڑے دیان پر گئی وہ وشمہ کو پریشانی سے دیکھ رہا تھا بی بی جان مسکرائیں

"یہ لیں گرما گرم دودھ۔" نوال ہلدی والا دودھ لے کر کمرے میں آئی اور وشمہ کے سامنے کیا

"یہ لیں یہ دودھ پیتے ہی آپ ایک دم ٹھیک ہو جائیں گی۔"

"وہ۔۔۔" وشمہ نے کچھ بولنا چاہا لیکن الفاظ ادا نہیں ہوئے

"پی لو بیٹا آرام ملے گا۔"

"اصل میں۔۔۔، میں دودھ نہیں پیتی۔" دیان اس کا چہرا دیکھ کر مسکرایا

"آنکھیں بند کر کے پی لو پتا بھی نہیں چلے گا۔" بی بی جان نے گلاس اس کی طرف بڑھایا تو ناچارا اس نے گلاس پکڑ لیا۔

"میرے سامنے کیسے زبان چلا رہی تھی چڑیل اب ایسی معصوم بنی ہوئی ہے جیسے کبھی کسی کو گھورا بھی نہیں ہے۔"

"یہ دوائی بھی ساتھ کھا لیں۔" امل نے دوائیاں اسے پکڑائی اس نے فوراً سے دوائی منہ

میں ڈال کر آنکھیں بند کی اور ایک ہی سانس میں سارا دودھ پی گئی ناپسند چیز کھانے یا پینے سے جو حالت ہوتی ہے وشمہ کی بھی وہی تھی ایک پل کے لئے اسے لگا تھا سارا دودھ ابھی باہر آ جائے گا لیکن اس نے خود پر قابو کیا ایسا کر کے وہ اتنے پر خلوص لوگوں کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتی تھی

"یہ ہوئی نا بات۔" بی بی جان نے پیار سے کہا۔ دیان باہر جانے کے لیے پلٹا ہی تھا جب اس نے آواز دی "دیان رکو" وہ پلٹا

"مجھے گھر بھجوا دو۔"

"کچھ دن رک جاؤ بیٹا تمہیں اتنی چوٹ آئی ہے۔" بی بی جان نے فوراً کہا

"ہاں وشمہ پلیز کچھ دن رک جائیں ابھی تو ہم نے باتیں بھی نہیں کی۔" نوال نے بھی اسے روکنا چاہا

"میں ضرور رک جاتی بی بی جان لیکن اتنے وقت سے میں اپنی مورے سے نہیں ملی اور آپ کو پتا ہے ہم اتنے دنوں سے پھنسے ہوئے تھے مجھے مورے کی بہت یاد آ رہی ہے ورنہ میں کچھ دن ضرور رکتی۔"

"ٹھیک ہے بیٹا لیکن میں تمہیں اس وعدے کے ساتھ جانے دونگی کہ تم آتی رہو گی۔"

"پلیز زوشمہ رک جاؤنا۔"امل اس کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئی وشمہ کو اتنی محبت دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اس نے دیان کی طرف دیکھا جس نے کندھے اچکا دیے "پلیز زوشمہ پلیز ز رک جاؤ."

"ٹھیک ہے لیکن بس ایک دن۔ "

"تھینک یو."امل خوشی سے اس کے گلے لگ گئی تو وہ مسکرائی

"جاؤ امل اور نوال وشمہ کو باہر لے جاؤ تازی ہوا میں اچھا محسوس کرے گی۔"

"جی اچھا آؤ وشمہ۔"

وہ سب باہر چلے گئے تو کمرے میں زنیرہ بیگم آئیں بی بی جان کسی گہری سوچ میں تھیں

"کیا ہوا بی بی جان کیا سوچ رہی ہیں؟"

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔بس دیکھ رہی تھی وشمہ کتنی پیاری بچی ہے۔ اپنی اپنی سی لگ رہی ہے۔"

"بلکل بی بی جان میں بھی یہی سوچ رہی تھی وشمہ اپنی اپنی سی لگ رہی ہے۔ آپ نے

بلکل صحیح کہا بہت پیاری بچی ہے۔"

★★★★★★★★★

وہ تینوں آہستہ آہستہ چہل قدمی کرنے لگیں۔ وشمہ نے شال اچھے سے اپنے گرد لپیٹ لی تھی کیونکہ سردی بڑھ رہی تھی۔ رات ہوتے ہی ہلکی ہلکی دھند چھانے لگتی تھی یہ جگہ وادیے جھیل کے نام سے مشہور تھی۔ ہرے بھرے پہاڑ جو برف سے ڈھکے رہتے تھے ان کے درمیان واقع یہ وادی خوبصورتی کی مثال آپ تھی۔

"میرا نام امل ہے اور یہ ہیں نوال آپی۔" امل نے تعارف کروایا

"اور بتائیں وشمہ اپنے بارے میں لالہ نے بتایا ہے آپ لندن میں پڑھ رہی تھی لندن میں مزا آتا تھا؟' امل چہک کر پوچھنے لگی

"یونیورسٹی سے باہر مزہ آتا تھا جب ہم فرینڈز ویک اینڈ پر کہی جاتے تھے ورنہ تو پڑھائی اور بس پڑھائی تھی۔"

"اچھا"

"آپ نے کیا میڈیکل کیا ہوا ہے؟" وشمہ نے امل کی طرف دیکھ کر پوچھا

"جی۔ آپ کو کیسے پتا چلا" اس کی آنکھیں پھیلی

"بینڈیج کرنے سے اندازہ ہوا۔ "

"جی بلکل صحیح اندازہ لگایا میں ابھی پڑھ رہی ہوں بس کچھ مہینے رہ گئے ہیں اور آپی تو پرافیشنل ڈاکٹر ہیں۔“

"اچھا"

"باقی باتیں بیٹھ کر کرتے ہیں۔ وشمہ آپ کو چلنے میں مشکل ہو رہی ہو گی۔ "نوال نے اس کی ٹانگ کے خیال سے کہا

" صحیح کہہ رہی ہیں بیٹھ جانا چاہیے." وشمہ مسکرا کر کرسی پر بیٹھ گئی

"اچھا وشمہ آپ بتاؤ آپ کو ڈانس کرنا آتا ہے؟' امل کی بات پر نوال نے سر پکڑا

"بلکل آتا ہے۔ "

"یہ ہوئی نا بات بس پھر وشمہ میری پارٹنر۔ "امل نے ہاتھ آگے کیا تو وشمہ نے بھی خوشی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جب کہ نوال مسکرا کر رہ گئی۔

"آپی کی شادی ہونے والی ہے اس سے پہلے مجھے سکھانا ہے."

"ٹھیک ہے سکھا دوں گی لیکن شادی ہے کب"

"نکاح تو ہو چکا ہے اب رخصتی کی تاریخ جمعہ کو رکھنے آرہے ہیں۔ آؤ گی نا جمعہ کو؟"

"مبارک ہو نوال۔ انشاءاللہ ضرور آؤں گی"۔

"خیر مبارک."

"لو یا ارینج؟" وشمہ نے آہستہ سے پوچھا

"ہنڈرڈ پرسنٹ لو ہے جی۔" امل آنکھ مار کر بولی جبکہ نوال نے ارد گرد دیکھ کر اس کی کمر پر مکا رسید کیا

"شٹ اپ امل مجھے مروائے گی دا جی سے۔ وشمہ ایسا کچھ نہیں ہے۔"

"پھر کیسا ہے جی۔" وشمہ بھی امل کے انداز میں بولی پھر امل اور وشمہ دونوں تالی مار کے ہنسنے لگیں باہر سے آتا دیان ہنسی کی آواز پر ان کی جانب متوجہ ہوا پھر مسکرا کر اندر چلا گیا

"تم دونوں مجھے تنگ کرو گی تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔" نوال کا چہرا لال سرخ ہو گیا

"اچھا ہم کچھ نہیں بولتے آپ ان کے بارے میں کچھ بتائیں"

"نوید۔۔"

"افففو۔۔۔۔ نوید نہیں نوید جی۔۔۔" وشمہ شرارت سے بولی تو نوال نے اسے گھورا جبکہ امل ہنسنے لگی

"اچھا اچھا سوری بتاؤ۔"

"نوید دیان کے بچپن کے دوست ہیں۔ وہ دیان سے بڑے ہیں۔ جب میں کالج میں تھی تب ان کا رشتہ آیا تھا سب بڑوں نے ہاں کہہ دی، مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں تھا وہ اچھے تھے سب گھر والوں کی عزت کرتے تھے پھر کالج سے فارغ ہوتے ہی نکاح ہو گیا رخصتی کا پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہونا طے پایا مجھے نکاح کے بہت مہینوں بعد جا کر پتا چلا کہ نوید مجھے پسند کرتے ہیں۔۔۔"

"وہ بھی اگر میں نا ملواتی تو کچھ نا بنتا ان کا۔ اتنا سمجھا سمجھا کر ملاقات کروائی تھی اففف کیا بتاؤں۔۔۔ اپنی جان پر کھیل کر یہ کارنامہ انجام دیا تھا۔" امل نے چہک چہک کر بتایا

"اللہ ہمیشہ خوش رکھیں آپ دونوں کو۔" وشمہ نے سچے دل سے دعا دی

"شکریہ"

"بہن مجھے بھی دعا دو کوئی ہیرو ٹائپ بندہ مجھے بھی ملے جس کو میں رات کے دو بجے بھی کہوں کے مجھے آئس کریم کھانی ہے تو وہ کلا بازیاں کھاتے ہوئے آئس کریم لینے چلا جائے۔"

"ہاہاہاہاہا" نوال اور وشمہ ہنسنے لگی تو اس نے منہ بنایا

"دیکھ لینا آئے گا کوئی ایسا ہی ہو نہہ۔" وہ منہ بنا کر اندر چلی گئی تو وہ دونوں پھر سے ہنسنے لگی۔

★★★★★★★★★

"پھوپھو میرب کدھر ہے؟" ارحم نے کچن میں کھڑی عالیہ سے پوچھا

"بھابھی کے کمرے میں ہے۔"

"اچھا" وہ آمنہ بیگم کے کمرے کی جانب بڑھ گیا

"مورے یہ سب بہت پیارا ہے۔" وہ نم آنکھوں سے سب چیزوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ ارحم دروازہ کھول کر اندر آیا تو اس نے سر اٹھایا

"آؤ ارحم تم بھی دیکھو۔"

"آپ بازار گئی تھیں؟" ارحم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ میرب آمنہ بیگم کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی تھی اور سامنے چھوٹے بچوں کا سامان پڑا تھا کپڑے، کھلونے، جوتے وغیرہ۔

"ہاں عالیہ کے ساتھ گئی تھی۔"

"میں کھانا لگاتی ہوں۔" میرب سامان سمیٹ کر اٹھ گئی

"ملازمہ نے لگا دیا ہے۔ ارحم جاؤ کھالو اور اسے بھی لے جاؤ مجال ہے جو کھا لے یہ

"عالیہ نے کمرے میں آتے ہوئے کہا ارحم مسکرا کر اٹھ گیا اور میرب کے ہاتھ سے سامان پکڑ لیا پھر دونوں باہر چلے گئے۔

ارحم نے میرب کے لیے کھانا نکالا

"میرب تم کھانا کھا لیا کرو۔"

"آپ کو پتا ہے میں آپ کے ساتھ ہی کھاتی ہوں اور مورے نے بھی تو کہا تھا شوہر کے ساتھ کھانا چاہیے۔"

"پہلے کی بات اور تھی۔"

"کوئی بات نہیں کچھ نہیں ہوتا ویسے بھی اب مجھے عادت ہو گئی ہے آپ کے ساتھ کی آپ کے بغیر میرا نوالا حلق سے نہیں اترتا۔" ارحم نے مسکرا کر اسے دیکھا

"چلو ٹھیک ہے لیکن جب مجھے دیر سے گھر آنا ہو تو کھا لیا کرو۔"

★★★★★★★★★

اگر ہو میری حیات میرے اختیار میں

صدیاں گزار دوں تیرے انتظار میں

رات گہری ہوتی جا رہی تھی سب لوگ نیند کے مزے لے رہے تھے لیکن اس کی نیند تو 20 سالوں سے اس سے روٹھی ہوئی تھی ہاتھ میں شاہ کی تصویر پکڑے وہ اس سے ہم کلام تھی اب یہی تصویریں ہی اس کی ساتھی تھی۔

"شاہ آج ہماری شادی کی اکیسوی سالگرہ ہے بہت بہت مبارک ہو۔" اس نے چاکلیٹ کا ٹکڑا منہ میں ڈالا دور کہی شاہ نے بھی تصویر کو دیکھتے چاکلیٹ کا ٹکڑا منہ میں ڈالا

(ماضی۔۔۔۔

وہ آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا عالیہ منہ پھولا کر بیڈ سے اٹھی تو وہ مسکرایا دولہن بنی ہوئی وہ سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی

"کیا ہوا ہے ناک کیوں پھلائی ہوئی ہے

"شاہ نے اس کی ناک کھینچی تو عالیہ نے اس کے ہاتھ پر تھپڑ لگایا

" میری کمر ٹوٹنے والی ہو گئی ہے کہاں رہ گئے تھے۔"

"افف کیا بتاؤ ایک چیز نہیں مل رہی تھی بس اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے وقت لگ گیا۔"

"چیز کیا مجھ سے زیادہ ضروری تھی۔" اس نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر لڑاکا عورتوں کی طرح کہا تو شاہ ہنسنے لگا اور کمر سے پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا "بہت زیادہ ضروری تھی اگر وہ چیز نا لاتا تو تم ناراض ہو جاتی اور یہ مجھے منظور نہیں۔۔۔" بولتے ہی اس نے جیب سے کچھ نکالا

"میری پسندیدہ چاکلیٹ۔" اس نے خوشی سے چاکلیٹ پکڑی

"ہاں یہی ڈھونڈ رہا تھا آج تو جیسے اس نے نا ملنے کی قسم کھا لی تھی۔" وہ اس کو اپنے قریب کرتے ہوئے بولا عالیہ نے ایک ٹکرا توڑ کر اسے کھلایا "شاہ ہم اپنی ہر شادی کی سالگرہ میں اس چاکلیٹ سے منہ میٹھا کیا کریں گے۔"

"ٹھیک ہے میری جان۔"

★★★★★★★★★

سہہ پہر کی ٹھنڈ سی ہر سو چھائی ہوئی تھی وہ سب سے مل کر اور بی بی جان سے وعدہ کر کے جا رہی تھی کہ وہ جمعہ کو ضرور آئے گی۔

دیان نے خان بابا کو ہدایت دی کہ وہ خیال سے وشمہ کو اس کے گھر چھوڑنا ہے پھر اس کی طرف پلٹا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"چڑیل دوائی وقت پر کھا لینا اور زیادہ چھلانگیں لگانے کی ضرورت نہیں ہے ٹانگ کا زخم ٹھیک ہونے دینا۔"

"جی جی میں پورا خیال رکھوں گی۔" وہ مسکرا کر بولی پھر دونوں خاموش ہو گئے دل اداس تھے۔۔۔۔۔۔۔ کیا بس اختتام ہو گیا دوراہی انجانوں کا؟ اب کیا منزلیں جدا ہونی تھی؟

"وشمہ"!

"ہمم" اس نے نظریں اٹھائیں

"آتی رہنا گھر."

"ضرور آؤں گی تم بھی آنا بی بی جان اور مورے کو لے کر میرے گھر."

"ان شاءاللہ"

"اچھا اب چلتی ہوں تھینک یو سوچ دیان اگر تم نا ہوتے تو میں کبھی گھر نا جا سکتی."

"تھینک یو مت کہو ہم دونوں مل کر منزل تک پہنچے ہیں ورنہ تو گھر آنا بہت مشکل تھا۔" وہ مسکرائی

"ویسے ایک بات کہوں" دیان آہستہ سے بولا

"ہاں"

"یہ خاموش رہنے والا روپ تم پر جچ رہا ہے۔" وشمہ نے گھور کر اسے دیکھا گر اوپر بالکنی میں نوال اور امل نا کھڑی ہوتی تو ایک مکا تو ضرور پڑتا دیان کو۔۔۔ پھر وہ خود بھی مسکرا دی

"اچھا اب زیادہ پھیلو نہیں اللہ حافظ۔۔"

جوں جوں گاڑی اس کی نظروں سے دور جاتی جا رہی تھی دیان کو لگا اس کا دل عجیب ہو رہا ہے ایک بے چینی سی۔۔ ایک اداسی سی پھیل رہی تھی۔

"دونوں ایک ساتھ کتنے اچھے لگتے ہیں نا۔" امل نوال کے کان میں بولی تو نوال نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

" بیٹا بتاؤ گھر کہاں ہے؟" خان بابا نے وشمہ سے پوچھا

"آپ کو نیل جھیل کا پتا ہے اس کے ساتھ جو آغا خان کی حویلی ہے وہ۔" خان بابا کے چہرے کا رنگ اُڑا

"بچے آپ وہاں رہتی ہو" انہوں نے مڑ کر وشمہ کو دیکھا۔ ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا

"جی"

"آپ آغا خان کی کیا لگتی ہو؟"

"میں نواسی ہوں ان کی۔ کیوں کیا ہوا." ان کا اس طرح سوال کرنا وشمہ کو عجیب لگا

"نہیں کچھ نہیں." خان بابا کچھ سوچتے ہوئے باہر دیکھنے لگے

آدھے گھنٹے بعد وشمہ اپنی حویلی کے باہر کھڑی تھی

"ارے وشمہ بی بی" گارڈ اس کے پاس آیا اور اس کا بیگ پکڑا

"کیسے ہیں آپ؟“

"اللہ کا کرم ہے۔" وہ اندر بڑھ گئے وشمہ نے لان میں دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا پھر آہستہ سے گھر کے اندر آئی۔ لاؤنج میں پہنچ کر ارد گرد دیکھا کوئی بھی نہیں تھا۔

"سارے کہاں ہیں چچا۔"

"اپنے کمروں میں ہیں ابھی کچھ دیر پہلے ہی سارے مرد گھر آئیں ہیں۔"

"اچھا" اس نے مڑ کر اپنے ہونٹوں کے گرد ہاتھ رکھا اور زور سے چلائی

"آغا جان، بی جان، مورے، ممانی جان، ماموں جان، ارحم لالہ، اسفند لالہ رمشا، میرب بھابھی جلدی سے باہر آؤ۔"

"وشمہ" ٹاول سے منہ صاف کرتے آغا خان نے ٹاول بیڈ پر پھینکا اور باہر آئے سب اپنے کمروں سے باہر آ گئے

”آغا جان۔" وہ چیختی ہوئی ان کے گلے لگ گئی

"میں نے آپ کو بہت یاد کیا آغا جان۔" ملی باری باری وہ سب سے ملی

"لالہ" اسفند اور ارحم ایک ساتھ اس سے ملے

"وشمہ کیسی ہو؟"میرب نے اسے گلے لگایا

"میں بلکل ٹھیک آپ بتاؤ"

"میں بھی بلکل ٹھیک۔ "

"وشمہ آپی"رمشا اوپر گرل سے جھانک کر چیخی اور پھر فوراً نیچے آئی "بھوتنی چڑیل یقیناً سوئی ہوئی ہوگی"دونوں زور سے ایک دوسرے کے گلے لگ گئ

"مورے کہاں ہیں؟"اس نے عالیہ کو ڈھونڈنا

"وہ نماز پڑھ رہی ہوگی تم بیٹھوں میں بلا کر لاتی ہوں۔ "

"نہیں بھابھی آپ رہنے دو میں خود جا کر مل لیتی ہوں۔ "وہ ان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی وہ پوری کوشش کر رہی تھی کسی کو اس کی چوٹ کا نا پتا چلے ٹانگ میں درد تھی لیکن وہ بلکل صحیح چلنے کی کوشش کر رہی تھی سر کی بینڈیج حجاب میں چھپا رکھی تھی۔

عالیہ جائے نماز پر بیٹھی سلام پھیر رہی تھی وہ ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی

"وشمہ میری چندا۔ "انہوں نے اس کی گال چومے وہ ان کے گلے لگ گئی اور رونے لگی اتنے دنوں کا غبار اس کے دل میں تھا کب سے وہ ماں سے ملنے کے لیے تڑپ رہی تھی

عالیہ بھی اس کا سر بار بار چوم رہی تھی

"کتنے دن ہو گئے تھے تم نے مجھ سے بات نہیں کی۔ ماں کا کوئی خیال نہیں ہے." وہ آہستہ سے ان سے الگ ہوئی اور اپنے آنسو صاف کیے

"میں نے آپ کو بہت یاد کیا ہے بہت زیادہ۔"

"یہ کیا ہوا ہے؟" انہوں نے اس کے بازوں پر پٹی دیکھی تو پریشانی سے پوچھا

"کچھ نہیں ہوا بس ہلکی سی چوٹ ہے۔"

"کیسے لگی ہے یہ چوٹ؟ زیادہ تو نہیں لگی کچھ بولو بھی" وہ روہانسی ہو گئی

"میری پیاری ماما کچھ نہیں ہوا اب میں ٹھیک ہوں چلیں آئیں باہر سب انتظار کر رہے ہیں۔" وہ دونوں ایک ساتھ باہر آ گئیں

سب لاؤنج میں ہی بیٹھ کر باتوں میں مصروف ہو گئے آغا جان کی لاڈلی ان کے کندھے پر سر رکھے سب سے باتیں کر رہی تھی۔

"آپی ایک خوشخبری سناؤں" رمشا چہک کر بولی "کیا جلدی بتاؤ" وہ سیدھی ہوئی

"ہم دونوں بہت جلد پھوپھو بنے والی ہیں۔"

”کیا۔۔۔ سچ "اس نے میرب کی طرف دیکھا جو مسکراتے ہوئے اپنا سر جھکا گئی تھی ”بلکل سچ "

"ہائے اللہ” وہ چیخ کر اٹھی اور میرب کو زور سے گلے لگا یا

"افففف وشمہ ہزار بار کہا ہے عجیب و غریب آوازیں اور چیخے مت مارا کرو۔" عالیہ نے اسے گھور کر کہا لیکن وہاں سن کون رہا تھا

"عالیہ کسے بول رہی ہو تمہاری کاپی ہے اپنا وقت بھول گئی ہو۔" بی جی ہنستے ہوئے بولیں تو وہ مسکرائی

')شاہ"!!!!

"اف اف لڑکی چیختی کیوں ہو اتنا؟" شاہ نے اپنے دونوں ہاتھ کان پر رکھے

"جب تک چیخوں نا تب تک سنتے بھی تو نہیں ہو" وہ منہ بنا کر بولی) وشمہ کی آواز اسے ماضی سے حال میں لے آئی

"بس بسسس ارحم لالہ کچھ نہیں چلے گا آج ہر حال میں ہم باہر جائیں گے اور آئس کریم کھائیں گے۔۔۔۔ نہیں نہیں کچھ نہیں سنوں گی بس میں نے کہہ دیا۔" وہ

صوفے پر کھڑی ارحم کو چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔

"اچھا اچھا کھلا دوں گا صوفے پر کھڑی کیوں ہو جاتی ہو نیچے اترو۔" سب مسکرا کر اسے دیکھ رہے تھے

"حویلی کی جان ہے یہ۔" آغا جان نے مسکرا کر کہا عمر خان نے عالیہ کی طرف دیکھا وہ مسکرا کر وشمہ کو دیکھ رہی تھی لیکن آنکھوں میں نمی تھی

"ایک دور تھا جب میری بہن حویلی کی جان تھی مجھے معاف کر دینا عالیہ تمہاری ہنسی میں نے تم سے چھین لی۔" وہ دل میں عالیہ سے مخاطب ہوئے۔

★★★★★★★★★

فجر کی اذانیں ختم ہوتے ہی سب نماز کے لیے اٹھ گئے وشمہ عالیہ کے پاس ہی سوئی تھی ایک نظر اس کو دیکھ کر وہ نماز کے لیے اٹھ گئیں پھر وشمہ کے ساتھ آ کر بیٹھی اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی وشمہ نے اپنا سر ان کی گود میں رکھ دیا

"وشا چندا اٹھ جاؤ نماز پڑھ لو۔ کہیں درد تو نہیں ہو رہا۔"

"نہیں ماما اب تو بلکل ٹھیک ہوں۔"

"اچھا چلو اٹھ جاؤ پھر میں اپنی بیٹی کے لیے خود ناشتہ بناتی ہوں۔" وشمہ نے ان کا ناک ہلکا سا کھینچا

"میں آپ کو بہت یاد کرتی تھی ماما۔ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔" اس نے ان کی گود میں سر چھپا لیا عالیہ بیگم کی آنکھیں نم ہو گئیں جب جب وشمہ ان کا ناک کھینچتی تھی تب تب شاہ کی یاد ان کے دل میں شدت سے اٹھتی تھی انہوں نے ڈھیر و آنسو اندر اتارے اور اس کا سر چوما

"چندا جلدی اٹھ جاؤ میں ناشتہ بناتی ہوں۔"

"اوکے۔" وہ جھٹ سے اٹھ گی

★★★★★★★★★

وہ نماز پڑھ کر اندر جانے لگا تبھی خان بابا نے اسے آواز دے کر روکا

"چھوٹے خان بات سنیں"

"جی" وہ رک گیا

"چھوٹے خان کل جس کو آپ نے بھیجا تھا وہ آغا خان کی نواسی ہے۔"

"تو" دیان نے سوالیہ نظرو سے دیکھا

"چھوٹے خان آپ کو نہیں پتا کچھ۔"

"کیا بول رہے ہیں خان بابا مجھے کیا نہیں پتا؟"

"چھوٹے خان آغا خان اور اس حویلی کی دشمنی کا آپ کو کچھ نہیں پتا؟"

"مجھے تو کسی دشمنی کا نہیں پتا۔" دیان الجھ گیا

"شاہ زین صاحب سے پوچھنا وہ آپ کو بتائے گا."

"چاچو سے لیکن ان کو کیسے پتا ہو گا." دیان کو بات سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی۔

"چھوٹی بی بی جی آغا خان کی بیٹی ہیں۔ وہی آپ کو بتائے گا اور ہاں میں نے صرف آپ کو بتایا ہے آپ کسی کو نا بتانا کہ وہ آغا خان کی نواسی ہے۔" یہ کہہ کر وہ چلے گئے لیکن دیان ان کی باتوں میں الجھ گیا

"آغا خان کی بیٹی چاچو کی بیوی یہ کیا کہہ رہے ہیں خان بابا۔ چچی کہاں سے آ گئیں۔" سوچتے سوچتے وہ اندر کی جانب بڑھ گیا اپنے کمرے میں آ کر بھی وہ سوچوں میں گم تھا تبھی نوال چائے لے کر اس کے پاس آئی

"اسلام علیکم یہ لیں چائے۔"اس نے مسکراتے ہوئے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھا پھر دیان کی طرف مڑی

"کیا ہوا پریشان کیوں ہو؟"وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"آپی آپ نے چچی جان کو دیکھا ہوا ہے" دیان کے سوال پر نوال کی مسکراہٹ غائب ہوئی

"کیوں کیا ہوا"

"بتائیں آپ نے دیکھا ہوا ہے کیسی تھیں وہ؟"

"ہاں دیکھا ہوا مجھے اتنا تو یاد نہیں ہے کیونکہ جب شاہ چاچو کی شادی ہوئی تھی میں تین سال کی تھی مورے بتاتی ہیں چاچی بہت اچھی تھی, آپ سے بہت پیار کرتی تھیں۔ شاہ چاچو ان سے بہت محبت کرتے ہیں۔"

"پھر شاہ چاچو اور وہ علیحدہ کیوں ہوئے؟"نوال نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

"مجھے تم سے بات کرنی ہی تھی اس بارے میں."

"مجھے بتائیں آپی کیا ہوا ہے ماضی میں کیوں شاہ چاچو اور داجی آپس میں بات نہیں

کرتے ان کے بیچ لڑائی کیوں ہے؟"

"یہ سب باتیں شاہ چاچو خود بتائیں گے ان سے پوچھیں۔" وہ جانے کے لیے اٹھ گئی

"کیا دا جی آغا خان کو جانتے ہیں" دیان نے سوال کیا تو نوال نے اثبات میں سر ہلایا

"عالیہ چچی آغا خان کی بیٹی ہیں۔"

(چھوٹے خان وہ بچی آغا خان کی نواسی ہے)

"آپی کیا عالیہ چچی کی کوئی بہن ہے۔"

"نہیں مورے نے بتایا تھا وہ ایک بہن اور ایک بھائی ہی ہیں.' دیان نے انگلیوں سے اپنی کنپٹی دبائی

"آپی کیا مجھے چچی کی کوئی تصویر مل سکتی ہے۔"

"میرے پاس ایک البم ہے شاہ چاچو کی شادی کا میں لے کر آتی ہوں۔" دو منٹ بعد ہی نوال نے البم دیان کو دیا دیان نے فوراً سے البم کھولا

"یہ ہیں چچی" شاہ کے ساتھ کھڑی ہنستی ہوئی عالیہ کو دیکھ کر دیان کو جھٹکا لگا

"یہ"

"ہاں۔۔۔۔۔کیا بات ہے سب خیریت ہے"

"کیا وشمہ کا چچی سے کوئی تعلق ہے (دیان نے اسے دیکھا) وشمہ چچی جان سے بہت ملتی ہے۔ وہ بولی"

"مجھے نہیں پتا آپی۔ میں چاچو سے بات کروں گا۔"

"خیال سے داجی کو اس بارے میں پتا نا چلے میں چلتی ہوں۔" وہ کمرے سے چلی گئی تو دیان نے فون اٹھا کر شاہ کو کال ملائی دوسری بیل پر فون اٹھا لیا گیا

"اسلام علیکم چاچو"

"وعلیکم اسلام۔ میرا شیر گھر آ گیا"

"جی آ گیا ہوں۔ آپ کب تک آئیں گے؟ "

"میں رات تک پہنچ جاؤ گا۔"

"چلیں خیریت سے آئیں پھر ملاقات ہو گی" اس نے فون بند کر کے جیب میں ڈالا اور پھر نیچے کی جانب بڑھ گیا۔

★★★★★★★★★

اسفند لالہ یہ چیٹینگ ہے۔۔۔۔ نہیں نہیں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔" وہ سب لاؤنج میں بیٹھے لڈو کھیل رہے تھے اور حسبِ عادت وشمہ نے چیخ چیخ کر پورا گھر سر پر اٹھایا ہوا تھا۔

"کوئی چیٹینگ نہیں کی میں نے یہ گوٹی مر رہی ہے پیچھے کرو اسے۔"

"میرب بھابھی آپ بولو نا لالہ کو۔" اس نے میرب سے مدد لینی چاہیے

"اسفند مت تنگ کرو میری بچی کو۔" آغا جان بولے

"کیا آغا جان اتنی روتی بچی ہے آپ کی." اسفند ہنستے ہوئے بولا جبکہ رمشاء اور میرب نے اپنی ہنسی دبائی

"بہت برے ہو آپ سب." وشمہ نے لڈو الٹا دی

"یہ کیا کر دیا۔۔۔" رمشاء چیخی لیکن وشمہ منہ بنا کر اٹھ کر آغا جان کے پاس بیٹھ گئی اور ان کے بازو پر سر رکھ دیا

"دیکھ لیں آغا جان انہیں۔۔۔"

"مت تنگ کرو. "انہوں نے اس کے سر پر پیار کیا

"ماما!" وہ ادھر سے ہی بیٹھے بیٹھے چیخ کر عالیہ کو آواز دینی لگی۔

کچن میں کام کرتی عالیہ نے اپنا سر پکڑا جبکہ آمنہ بیگم ہنسنے لگی

"کیا کروں میں اس کا اتنا چیختی ہے۔" وشمہ بھاگ کر کچن میں ہی آ گئی

"مورے میں کب سے بلا رہی ہوں۔ "

"وشا میں کام کر رہی ہوں نا" انہوں نے سلاد کی پلیٹ شیلف پر رکھی

"میرے ساتھ بھی تو آ کر بیٹھیں نا." اس نے سلاد چمچ میں بھر کر منہ میں ڈالا سلاد کھاتے ہی ایک دم اسے ہچکیاں شروع ہو گئی اس کو ہری مرچ نظر ہی نہیں آئی تھی

عالیہ نے فوراً گلاس میں پانی ڈالا

"دیکھ تو لیتی۔۔۔۔ یہ لو پانی پیو." پانی پینے سے اس کی ہچکیاں رکی

"اتنی تیز مرچ اُفف۔۔۔" وشمہ نے ایک اور گلاس پانی کا پیا

"وشمہ کو مرچ سے ہچکی لگتی ہے؟" آمنہ بیگم نے پوچھا

"جی بھابھی۔۔۔اس معاملے میں یہ شاہ پر چلی گئی ہے اسے بھی ایسے ہی۔۔۔" بولتے بولتے وہ چپ ہو گئی چمچ ہلاتا ہاتھ رک گیا انہوں نے گردن موڑ کر وشمہ کو دیکھا وہ انہیں ہی دیکھ رہی تھی ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ وشمہ گلاس شیلف پر رکھ کر باہر نکل گئی۔ آمنہ بیگم نے آگے بڑھ کر عالیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ہلکا سا مسکرا کر دوبارہ کام میں لگ گئیں۔

وشمہ حویلی سے نکل کر جھیل کی جانب بڑھ گئی اس نے سامنے سے آتی گاڑی نہیں دیکھی۔۔۔۔۔۔وہ سر جھکائے تیز تیز چل رہی تھی۔۔۔۔۔وشمہ کو دیکھتے ہی دل جیسے دھڑک اٹھا وہ گاڑی سے اتر کر اس کے پیچھے جھیل تک آیا۔

وشمہ کھسے اتار کر ٹھنڈی گھاس پر بیٹھ گئی اور ٹانگوں کے گرد بازو لپیٹ کر پانی کو دیکھنے لگی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے

"آہم آہم۔۔" وشمہ نے چونک کر سر اٹھایا

"دیان!" وہ فوراً کھڑی ہوئی "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"تمہیں کیا ہوا ہے کسی نے کچھ کہا ہے؟ رو کیوں رہی ہو؟" وہ فکر مند ہوا

وشمہ نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا "نہیں کچھ نہیں ہوا۔ تم بتاؤ یہاں کیسے؟"

"ایسے ہی یہاں سے گزر رہا تھا تو تمہیں اس طرف آتے دیکھا تو آگیا۔ کل آؤ گی گھر؟"

"ہاں ضرور۔" سفید اور لال رنگ کی فراق اس کے ساتھ چوڑی دار پاجامہ۔۔۔۔ ڈوپٹہ گلے میں ڈال رکھا تھا اس نے چادر سر پر ٹھیک سے رکھی "ایک منٹ میں کھسہ پہن لوں پاؤں فریز ہو رہے ہیں۔" وہ پلٹی

"وشمہ!" اس نے گردن موڑ کر دیکھا عالیہ اسے بلا رہی تھی

"جی"

"اکیلی کیوں آگئی یہاں" وہ اس کے پاس آکر پوچھنے لگی

"بس ایسے ہی۔۔ مورے اس سے ملیں۔۔۔۔" وہ جونہی دیان کا تعارف کروانے کے لیے مڑی وہ وہاں تھا ہی نہیں

"یہ کہاں گیا"

"کیا کہہ رہی ہو وشا"

"وہ مورے میری دوست آئی تھی۔"

"گھر لے کر آتی نا"

"نہیں وہ جلدی میں تھی اس لیے یہی آگئی کل اس کی بہن کی شادی کی ڈیٹ فکس ہونی ہے تو وہ مجھے بلانے آئی تھی۔"

"اچھا۔ کہاں رہتی ہے؟"

"وہ۔۔۔ وہ میرے ساتھ لندن میں ہی تھی ادھر قریب ہی ہے گھر." وشمہ ارد گرد نظریں دوڑاتے ہوئے بول رہی تھی پہلی دفعہ عالیہ سے جھوٹ بولنے پر اسے افسوس ہورہا تھا۔

"اچھا چلو آؤ میں تمہیں تمہارے کپڑے دکھاتی ہوں۔ میں نے خود ان پر کڑھائی کی ہے۔"

"سچ مورے"

"ہاں"

"اچھا رکیں ایسے کیسے چلے جائیں ایک آواز تو بنتی ہے نا۔" وشمہ شرارت سے بولی

"نہیں وشااب نہیں۔"

"اوہو مورے چلیں نا۔"

"اچھا" دونوں نے اپنے لبوں کے گرد ہاتھ رکھا اور زور سے چلائیں اووہوووووو۔۔۔۔ پھر ہنستے ہوئے وشمہ عالیہ بیگم کے گلے لگ گئی۔

"آئی لو یو ماما۔"

درخت کے پیچھے کھڑے دیان نے مسکراتے ہوئے ویڈیو سیو کی اور موبائل جیب میں ڈال کر ایک نظر وشمہ کو دیکھا "چڑیل" پھر مسکراتے ہوئے واپس چلا گیا کے ویڈیو وہ اس شخص کو دکھائے گا جو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ یہ منظر دیکھنے کا حقدار ہے۔۔۔

★★★★★★★★★★

رات کی چاندنی ہر سو چھائی ہوئی تھی۔ میرب نے ڈوپٹہ بیڈ پر رکھا اور خود ڈریسنگ کے سامنے آ کر کیچر ڈھونڈنے لگی اس کے لمبے بال کمر پر جھول رہے تھے۔

"یہیں تو رکھا تھا کہاں چلا گیا۔" ارحم باہر ٹیرس پر بیٹھا کام کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ نظر اٹھا کر میرب کی جھنجھلاہٹ بھی دیکھ رہا تھا۔

"کہاں چلا گیا۔" میرب نے جھنجھلا کر پاؤں پٹخا تبھی ارحم نے اس کو بانہوں میں بھرا

"کیوں پریشان ہو رہی ہو؟"

"پتا نہیں کیچر کہاں چلا گیا ہے یہی رکھا تھا۔"

"وہ دیکھو" ارحم نے صوفے کی طرف اشارہ کیا

"تھینک یو" وہ آگے بڑھنے لگی لیکن ارحم کا حصار تنگ تھا

"ارحم چھوڑیں نا میں بال باندھ لوں۔"

"میں نے کہا تھا نا میرے سامنے اپنے بال کھلے رکھا کرو مجھے اچھے لگتے ہیں۔" اس نے میرب کا رخ اپنی طرف کیا "آپ کا کام ختم ہو گیا؟"

"نہیں ابھی رہتا ہے۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر میرب کے چہرے پر آتے بالوں کو کان کے پیچھے کیا۔

"باقی صبح کر لیجیئے گا ابھی سو جائیں کافی وقت ہو گیا ہے۔" میرب نے اپنا سر اسکے سینے پر رکھا تبھی دروازے پر دستک ہوئی وہ پیچھے ہوئی

"اس وقت کون ہو گا"

"تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں۔" ارحم دروازے کی جانب بڑھ گیا میرب ڈوپٹہ لے کر اس کے پیچھے آئی

"تم دونوں ابھی تک جاگ رہی ہو" ارحم وشمہ اور رمشاء کو دیکھ کر بولا

"لالہ ہم اسفند لالہ کے کمرے میں فلم دیکھنے لگے ہیں آپ اور بھابھی بھی آجاؤ۔" میرب ارحم کے ساتھ کھڑی تھی۔

"بارہ بج رہے ہیں یہ کون سا وقت ہے فلم دیکھنے کا۔"

"اوہو ہم نے کون سا صبح اسکول جانا ہے چلیں نا۔"

"ہاں چلو۔" میرب باہر جانے لگی تبھی ارحم نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"کہاں چلیں؟ آپ اندر چلیں کوئی فلم نہیں دیکھنی اتنی دیر تک جاگنا ٹھیک نہیں ہے"

"ارحم" اس نے منہ بنایا

"لالہ کیا ہے"

"نہیں تم لوگ دیکھو میرب اتنی دیر تک نہیں جاگ سکتی۔" وہ دونوں منہ بنا کر چلی گئیں اور میرب سونے کے لیے لیٹ گئی ارحم لائٹ بند کر کے اپنے بستر پر لیٹا اور اس

کا رخ اپنی طرف کیا۔

"منہ پھولا کر مت سو بلکل ٹیڈی بیئر لگ رہی ہو۔" وہ ہنستے ہوئے بولا

"ہاااا۔۔۔۔" میرب نے کشن اٹھا کر اسے مارا

"اچھا نا منہ نا بناؤ اپنا خیال نہیں رکھو گی تو مجھے ہی رکھنا پڑے گا نا۔۔ اتنی رات تک جاگنا صحت کے لیے اچھا نہیں ہے" ارحم آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا تو اس نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں۔

★★★★★★★★★

صبح کا سورج نکلتے ہی وقاص خان کی حویلی میں ہل چل مچ گئی۔۔۔ گھر کی عورتیں کچن میں طرح طرح کے پکوان بنانے میں لگ گئیں، ایسے میں امل دھڑم سے نوال کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی نوال شیشے کے سامنے کھڑی ٹاول سے اپنے بال خشک کر رہی تھی

"دفعہ ہو جاؤ امل انسانوں کی طرح بھی کبھی آ جا کر لیں۔۔"

"اوووو ہریالی بنووو۔۔۔ آنے والے ہیں سئیاں۔۔۔" اس نے نوال کو کندھوں سے

تھام کر گھمایا

"امل پاگل ہو گئی ہو ابھی صرف تاریخ پکی ہو رہی ہے شادی نہیں ہو رہی۔"

"ایک ہی بات ہے۔ اچھا آپی وشمہ کب تک آئے گی۔۔۔ پتا نہیں آئے گی بھی یا نہیں وہ ہوتی تو ہم دونوں مل کر مزا کرتے۔"

"ضرور آئے گی وہ۔" امل نے ڈوپٹہ سر پر رکھا

"کب آئے گی ٹائم دیکھیں چار بج رہے ہیں مہمان بھی آنے والے ہیں۔"

"آجائے گی تم یہ بتاؤ شاہ چاچو گھر میں ہیں؟"

"نہیں وہ کام سے باہر گئے ہیں دیان لالہ بھی ان کے ساتھ ہی ہیں۔" دروازے پر دستک ہوئی تو نوال نے دروازہ کھولا

"کیا ہوا گل؟"

"نوال بی بی آپ کی سہیلی آئی ہے۔"

"وشمہ ہو گی اچھا تم اسے بٹھاؤ ہم آتے ہیں۔"

★★★★★★★★★

وشمہ ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھی جبھی وقاص خان اُدھر آئے وشمہ ان کی باروب شخصیت دیکھتے ہی فوراً کھڑی ہوئی

"اسلام علیکم" اس نے نظریں جھکا کر سلام کیا

"وعلیکم اسلام" وقاص خان نے ٹھہر کر اسے دیکھا۔

"کس سے ملنا ہے آپ کو؟" وشمہ کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا

"دا جی یہ ہماری سہیلی ہے۔" وشمہ سے پہلے نوال بولی

"اچھا اچھا جاؤ اپنے ساتھ لے جاؤ۔" وہ انہیں کہتے باہر نکل گئے لیکن جاتے جاتے پلٹ کر وشمہ کو دیکھا تھا۔۔ وشمہ نے دل پر ہاتھ رکھ کر لمبا سا سانس لیا نوال اور امل دونوں اس سے گلے ملیں

"کیسی طبیعت ہے اب"

"بلکل ٹھیک۔ سنو یہ تمہارے دادا ویلن ٹائپ نہیں ہیں." وہ آہستہ سے بولی اس کی بات سنتے ہی امل اور نوال کی ہنسی چھوٹ گئی

"ہاں یہی سمجھ لو آؤ مورے اور بی بی جان سے مل لو۔" وہ بی بی جان کے کمرے کی

طرف بڑھ گئے

"اسلام علیکم "پہلے وہ بی بی جان سے ملی پھر زنیرہ بیگم سے

"وعلیکم اسلام کیسی ہو گڑیا"

"میں بلکل ٹھیک آپ کیسی ہیں"

"میں بھی اللہ کا شکر ٹھیک بہت شکریہ بیٹا تم آئی۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ آپ نے اتنے مان سے کہا تھا کیسے نا آتی میں"۔

"ماں صدقے۔" انہوں نے اس کی پیشانی چوم کر اسے گلے لگایا

"بی بی جان اور بیگم صاحبہ داجی آپ دونوں کو باہر بلا رہے ہیں مہمان آ گئے ہیں۔"

"اچھا چلو۔"

"ہم باہر چلیں۔" وشمہ بولی

"ہاں پیچھے والے لان میں چلتے ہیں۔" وہ تینوں حویلی کے پچھلے حصے میں آ گئیں

"یہ تو بہت خوبصورت ہے۔" لان کی باؤنڈری میں پھول لگے ہوئے تھے اور ایک

طرف بہت ہی پیارا لکڑی کا جھولا پڑا تھا بیچ میں لوہے کی کرسیاں اور میز تھے وہ تینوں جھولے پر بیٹھ گئی اور آہستہ آہستہ جھولا جھولنے لگیں۔ وشمہ نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا سامنے بالکنی تھی جس کی ایک طرف سیڑھیاں تھی جو سید ھا لان میں آ رہی تھی

"وہ کس کا کمرہ ہے؟"

"دیان لالہ کا۔" امل نے بتایا

"اور وشمہ کیسا رہا اتنے دنوں بعد گھر میں سب سے مل کر مورے ٹھیک ہیں۔"

"بہت اچھا لگا۔ جی بلکل ٹھیک ہیں اور ایک خوشخبری بھی ملی میں پھوپھو بنے والی ہوں۔"

"بہت بہت مبارک ہو"

"خیر مبارک"

"امل کو بھی خالہ اور پھوپھو بننے کا بہت شوق ہے۔" نوال نے مسکرا کر بتایا

"ہاں نا مجھے بہت شوق ہے دیکھنا میں کتنا پیار کروں گی اپنے بھانجے، بھانجی، بھتیجے، بھتیجی کو۔"

"ان شاءاللہ" وشمہ نے مسکرا کر کہا

"ایک گیم کھیلیں"

"کون سا"

"یہ لیموں ہیں نا۔" اس نے ایک طرف انگلی سے اشارہ کرکے پوچھا وہاں لیموں کا پودا لگا ہوا تھا

"ہاں" امل نے سر ہلایا

"جاؤ امل کچن سے تین چمچ لے کر آؤ ہم ریس لگائیں گے جس کا لیمو چمچ سے گر گیا وہ ہار گیا۔"

"اندر میری شادی کی تاریخ پکی ہو رہی ہے اور باہر میں ریس لگاؤ پاگل ہو گئی ہو۔"

"اوہو بڑی عورت مت بنو دل تو بچہ ہے نا کسی کو کیا پتا چلے گا کہ ہم باہر کیا کر رہے ہیں۔ جاؤ امل لے کر آؤ۔"

"ابھی لے کر آتی ہوں۔" امل بھاگ کر چمچ لینے چلی گئی

تینوں نے ڈوپٹے باندھے اور اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئیں۔

"فائل دیکھ لی ہے نا۔" شاہ زین اور دیان دونوں کمرے میں آئے

"جی چاچو دیکھ لی ہے۔"

"میں بہت خوش ہوں دیان کے تم نے میرے ساتھ کام کرنے کا سوچا۔"

"چاچو مجھے آپ کے پاس ہی آنا تھا بھلا دو بڑی ایک دوسرے کے بغیر رہ سکتے ہیں۔" اس نے ہاتھ اٹھایا تو شاہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر مارا گل چائے میز پر رکھ کر چلی گئی تھی۔

"چلیں موسم اچھا ہے ٹیرس پر کھڑے ہو کر چائے پیتے ہیں۔" وہ دونوں اپنا اپنا کپ اٹھا کر باہر آ گئے تبھی دونوں کی نظر نیچے پڑی۔

وہ تینوں چمچ پر لیموں رکھے اور چمچ کا ہینڈل منہ میں ڈالے آہستہ آہستہ چل رہی تھیں سب سے پہلے امل کا لیموں چمچ سے گرا

"یہ پتا نہیں کیسے گر گیا۔۔۔ یہ غلط ہے۔۔۔ یہ لیموں اتنا گول تھا گھومتا ہی جا رہا تھا۔" امل کی بات پر وشمہ کی ہنسی چھوٹ گئی اور اس کا چمچ گر گیا لیکن ہوش کسے تھا اس کو تو ہنسی کا دورہ پڑ چکا تھا۔

"میں جیت گئی۔" نوال نے چمچ میز پر رکھا

"امل لیموں گول ہی ہوتا ہے۔" اس نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی روکنی چاہی ۔ دیان مسکراتے ہوئے شاہ کی طرف پلٹا وہ کپ کو تھامے سنجیدگی سے وشمہ کو دیکھ رہا تھا۔

"امل کی بچی تمہاری وجہ سے میں ہاری ہوں۔" وہ امل کے پیچھے بھاگی۔ پورے لان میں وشمہ کی ہنسی کی آواز گونج رہی تھی شاہ کی آنکھیں لال ہونے لگیں یہ انداز۔۔۔۔۔۔ یہ ہنسی۔۔۔۔ یہ روٹھنا۔۔۔

(ہاہاہاشاہ تم مجھے نہیں پکڑ سکتے میں تم سے زیادہ تیز بھاگتی ہوں"

"وہ دیکھو دا جی"

"کہاں"

"پکڑ لیا۔"

"یہ چیٹینگ ہے۔۔۔۔ نہیں میں نہیں مانتی تم بہت برے ہو شاہ میں نہیں بولوں گی)"

"چاچو۔" دیان نے اس کا کندھا ہلایا

"ہاں "

"کیا ہوا؟"

"دیان یہ کون ہے؟" انہوں نے وشمہ کی طرف اشارہ کیا

"کیوں کیا ہوا کسی سے مل رہی ہے" دیان نے انہیں بغور دیکھتے ہوئے پوچھا شاہ نے دیان کی طرف نظریں موڑیں

"نوال آپی اور امل کی دوست ہے۔" دیان فوراً بولا

"اچھا.....بہت پیاری بچی ہے۔" وہ کمرے میں چلے گئے۔ دیان نے ایک نظر وشمہ کو دیکھا اور پھر وہ بھی کمرے میں چلا گیا۔

★★★★★★★★★

اچھا اب میں چلتی ہوں بہت وقت ہو گیا ہے۔" اس نے چادر اوڑھی

"پھر کب آؤ گی وشمہ؟" امل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا

"نوال کی شادی میں۔"

"توبہ کرو لڑکی ابھی بہت مہینے ہیں شادی میں۔"

"مزاق کر رہی تھی آؤں گی۔" وہ امل اور نوال کے ساتھ نیچے آئی پھر بی بی جان اور زنیرہ بیگم سے مل کر جانے لگی

دیان کے ساتھ سے گزرتے ہوئے وہ رکی "اللہ حافظ ڈائن" مسکرا کر کہتی اس کی نظر لاؤنج میں آتے شاہ پر پڑی وہ اسے دیکھتے ہی رک گئے دیان نے دونوں کو دیکھا

"اسلام علیکم" وشمہ نے آہستہ سے سلام کیا

"وعلیکم اسلام" شاہ نے اسے دیکھتے جواب دیا۔ پھر وہ سر جھکا کر باہر نکل گئے۔

★★★★★★★★★

"کیسا گزرا دن؟" وہ عالیہ کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی اور وہ آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی

"بہت اچھا۔۔۔ بہت مزا آیا مورے۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے اچھا وشمہ مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

"جی مورے۔۔۔"

"وشا آپ نے مجھ سے کبھی اپنے بابا کے بارے میں نہیں پوچھا اور نا میں نے کبھی بتایا لیکن اب آپ اتنی بڑی ہو گئی ہو کہ آپ کو ہر بات کا علم ہونا چاہیے وشا آپ میری باتوں کو سمجھو گی نا۔" وشمہ آہستہ سے اٹھی

"ماما بہت رات ہو گئی ہے ہمیں سو جانا چاہیے۔" اس نے تکیے پر سر رکھ کر کروٹ لے لی اور اپنی طرف کا لیمپ بند کر دیا عالیہ بیگم اسے دیکھتے ہوئے صرف سوچتی رہ گئی۔۔

وشہ میری جان یہاں میرے پاس تم ہو میرے جینے کی وجہ وہاں میرے شاہ کے پاس کوئی نہیں ہے پتہ نہیں شاہ ہماری یہ دوری کبھی ختم ہو گی بھی یا نہیں آپ کی یادوں کے علاوہ میں آپ کی نشانی کیلیئے زندہ ہوں نہ جانے کتنے آنسو عالیہ کا چہرہ بھگو گئے اور یہ چہرہ ہر رات کی طرح ساری رات بھیگا ہی رہا۔

★★★★★★★★★

بن تمہارے کبھی نہیں آئی

کیا میری نیند بھی تمہاری ہے

وہ بازو سینے پر باندھے کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا گہری ہوتی رات۔۔۔۔۔۔ شدید دھند۔۔۔۔ چاروں طرف ویرانی تھی ایسی ہی ویرانی اس کے شخص کے اندر بھی تھی

اسی وقت دروازہ پر دستک ہوئی انہوں نے اندر آنے کی اجازت دی تو دیان اندر آیا اس وقت وہ شب خوابی کے لباس میں موجود تھا

"سوئے نہیں" شاہ صوفے پر آکر بیٹھے

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے ۔"

"ہاں کہو۔"

"آپ کے اور چچی کے بیچ علیحدگی کیوں ہوئی تھی؟" کچھ پل شاہ کچھ بول نہ سکے

"کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"چاچو مجھے بتائیں۔" وہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا

"کیا ہو گیا ہے دیان ماضی کو کھولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے صرف تکلیف ہی ہو گی۔" وہ بے بسی سے بولے

"پلیز چاچو مجھے بتائیں۔۔۔۔ اچھا ایک بات بتائیں وشمہ کو دیکھ کر آپ کو چچی کی یاد آئی تھی نا۔" دیان کی بات پر انہوں نے جھٹکے سے سر اٹھایا

"وشمہ"("عالی میں اپنی بیٹی کا نام وشمہ رکھو گا" وشمہ خان شاہ زین خان کی بیٹی")

"بتائیں وہ چچی سے ملتی ہے نا."

"دیان تم کیا بول رہے ہو."

"چاچو میں آپ کو کچھ دیکھانا چاہتا ہوں یہ دیکھیں."اس نے موبائل پر ویڈیو کھول کر ان کے سامنے کی شاہ نے ایک جھٹکے سے دیان کے ہاتھ سے موبائل پکڑا اور سکرین پر ہاتھ پھیر نے لگے

"میری عالیہ۔"آنکھیں لال ہونے لگیں

"مورے چلیں نا۔"وشمہ کی آواز پر انکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں

"مورے۔۔۔دیان یہ"انہوں نے سر اٹھا کر دیان کو دیکھا آنسو گال پر بہہ نکلے

"یہ چچی کی بیٹی ہے۔"دیان ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا

"عالیہ نے شادی کر لی نہیں نہیں شادی نہیں کی یہ۔"

"یہ آپ کی بیٹی ہے چاچو۔"دیان کی بات پر ان کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ گیا

"میری بیٹی.."بے یقینی سے دیان کو دیکھا

"جی آپ کی بیٹی۔۔۔وشمہ شاہ زین خان."

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے دیان اگر ایسا تھا تو عالیہ مجھ سے رابطہ کرتی مجھے بتاتی وہ کبھی مجھ سے نہیں چھپاتی۔۔ میری عالی۔۔ میری عالی جانتی ہے مجھے بیٹیاں کتنی عزیز ہیں مجھے لے چلو دیان مجھے ابھی عالی۔۔۔۔۔ اپنی وشمہ کے پاس جانا ہے ابھی اسی وقت اتنے سال کیسے وہ دونوں رہی ہونگی میری بیٹی نے مجھے پکارہ ہوگا۔" وہ مضبوط مرد آج ٹوٹا تھا آج اس کا ضبط ٹوٹ گیا تھا آنسو گال کو بھیگونے لگے

"میری بیٹی" ان کی آنکھوں کے سامنے وشمہ کا ہنستا ہوا چہرا آیا دیان نے آگے بڑھ کر انہیں گلے لگالیا وہ اس کے گلے لگے رونے لگے اکیس سالوں سے ضبط کیے آنسوں آج بہہ رہے تھے۔

دیان انہیں بیڈ پر لے آیا دیان نہ صرف ان کا بھتیجا تھا بلکہ بہترین دوست بھی تھا ان کے دکھوں کا ساتھی جو وہ کسی سے نہیں کہہ سکتے تھے وہ دیان سے کہہ دیا کرتے تھے۔

"چاچو مجھے بتائیں کیا ہوا تھا میں آپ کے ساتھ ہوں اور ہمیشہ رہونگا ہم مل کر کوئی حل نکالیں گے میں آپ کو اکیلا نہیں دیکھ سکتا۔" وہ خود کو سنبھال کر گویا ہوا

"عالیہ اور میں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے بچپن میں ہی ہماری منگنی ہوگئی تھی پلوشہ کی عمر کے ساتھ اور میری عالیہ کے ساتھ۔ ہماری تو شادی ہوگئی لیکن عمر نے کچھ وقت لیا تھا شادی کے لیے۔ میرے دوست کے کزن کا رشتہ پلوشہ کے لیے آیا آگیا اس کی والدہ میری شادی پر پلوشہ کو پسند کر گئی تھیں۔ بابا کو جیسے ہی پتا چلا پلوشہ کے رشتے آرہے ہیں انہوں نے آغا خان سے عمر اور پلوشہ کی شادی کی بات کی لیکن انہوں نے صحیح سے جواب نہیں دیا ان کے درمیان لڑائی بھی ہوئی لیکن لڑائی اتنی بڑی نہیں تھی کہ رشتے ختم کر دیے جاتے آغا خان نے کچھ وقت لیا میں اور عالیہ ہر دن جی رہے تھے ایسا لگ رہا تھا ہماری زندگی مکمل ہوگئی ہے جس سے محبت ہو اور وہ ہم سفر بن جائے وہ کسی نعمت سے کم نہیں ہوتا ہماری شادی کو آٹھ مہینے ہوگئے تھے عالیہ میکے سے رات رہ کر آئی تو بہت اداس تھی دن میں تو نا پوچھ سکا لیکن رات کو وہ خود ہی بتانے آگئی

(ماضی)--------

"شاہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے." وہ اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ کر بولی

"ہاں بولو"

"شاہ اگر عمر لالہ پلوشہ سے شادی نہیں کریں گے تو کیا آپ مجھے چھوڑ دیں گیں؟"

"پاگل ہو کیسی باتیں کر رہی ہو۔ گھر میں کوئی بات ہوئی ہے کیا؟" شاہ اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھنے لگا

"شاہ عمر لالہ نے شادی کر لی ہے۔" عالیہ نے روتے ہوئے بتایا شاہ کو لگا ساری زمین اس پر الٹا دی گئی ہے۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو عمر ایسا کیسے کر سکتا ہے میری بہن اس کے انتظار میں بیٹھی ہے اور اس نے۔۔۔"

'ان کا ایک بیٹا بھی ہے دو سال کا شاہ آغا جان عمر لالہ سے بہت غصہ ہیں لیکن عمر لالہ نے مجبوری میں شادی کی تھی وہ آمنہ کو پسند کرتے تھے آغا جان سے بات بھی کی تھی اس وقت وہ نہیں مانے اور آمنہ کے والدین کی وفات کے بعد ان کو مجبوراً سہارے کے لیے آمنہ سے شادی کرنا پڑی۔ شاہ آپ میری بات کو سمجھ رہے ہیں نا۔۔۔ ٹھنڈے دماغ سے سوچیں اگر پلوشہ کی شادی ہو بھی جاتی تو وہ اپنی زندگی کیسے اس شخص کے ساتھ گزارتی جو اس سے نہیں کسی اور سے محبت کرتا ہو۔"

"اچھاتم تورونابند کرو."شاہ نے عالیہ کو اپنے ساتھ لگایا

"شاہ مجھے مت چھوڑیے گا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ "

"ششش۔ ۔ ۔ چپ کرو۔ میں کیوں تمہیں چھوڑوں گا۔ پریشان مت ہو.")

"لیکن یہ خبر کب تک چھپتی ساری سچائی بابا کو پتا چل گئی پوری حویلی والوں کو پتا چل گیا کہ عمر نے شادی کر رکھی ہے اور اس کا دو سال کا بیٹا بھی ہے ارحم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تمہیں اپنے دادا کا غصہ تو پتا ہی ہے آغا خان اور ان کے درمیان بہت لڑائی ہوئی بس ایک دوسرے کو جان سے نہیں مارا۔ ۔ ۔ ۔ ہم نے بہت سمجھایا بابا کو۔ بی بی جان نے بہت سمجھایا بابا کو لیکن نتیجہ سب کی سوچ کے خلاف ہوا۔ "آنکھیں دوبارہ نم ہو گئیں انہوں نے آنکھیں بند کی

(عمر خان نے اس حویلی کی عزت کو ٹھکرایا ہے تو اس کے گھر کی عزت بھی اس حویلی میں نہیں رہے گی شاہ زین خان ابھی اسی وقت عالیہ کو طلاق دو۔ "عالیہ لڑکھڑائی زنیرہ بیگم نے اسے نا تھاما ہوتا تو وہ زمین بوس ہو چکی ہوتی۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں."

"ابھی اور اسی وقت عالیہ کو طلاق دو۔ "وہ دھاڑے

"ہرگز نہیں۔ "وہ بھی اسی طرح دھاڑا

"بابا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں صرف منگنی ہی تھی نا میری وجہ سے آپ شاہ لالہ کو سزا نہیں دے سکتے۔ "پلوشہ فوراً بولی

"عمر نے شادی کر کے میری بہت بے عزتی کی ہے۔ عالیہ ہرگز اس گھر میں نہیں رہے گی۔ "

"وقاص خان تم میرے بیٹے کو اتنی بڑی سزا نہیں دے سکتے۔ "بی بی جان ان کے سامنے کھڑی ہو کر بولی

"ٹھیک ہے اگر تم عالیہ کو طلاق نہیں دو گے تو میں تمہاری ماں کو طلاق دے دوں گا۔ "سب نے حیرت سے وقاص خان کو دیکھا جو اپنی انا میں سب کچھ بھول بیٹھے تھے جن کو رشتوں سے کوئی غرض نہیں تھا۔

"بابا یہ آپ غلط کر رہے ہیں۔ "شاہ بے بسی سے بولا

"جلدی کوئی فیصلہ کرو۔ "

"نہیں نہیں شاہ آپ مجھے طلاق نہیں دے سکتے آپ مجھے نہیں چھوڑ سکتے۔" عالیہ بھاگ کر روتے ہوئے شاہ کے سامنے ہاتھ جوڑنے لگی

"شاہ زین طلاق دو۔"

"نہیں بابا خدا کے لیے ایسا نا کریں میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں ایسا نہیں کریں ٹھیک ہے میں یہ حویلی چھوڑ دوں گی کبھی ادھر نہیں آؤں گی لیکن پلیز مجھے طلاق مت دلوائیں خدا کے لیے ایسا نہیں کریں شاہ کا نام مجھ سے مت چھینے." وہ روتے ہوئے ان کے پاؤں میں گر گئی

"ٹھیک ہے آدھے گھنٹے میں یہاں سے چلی جاؤ۔" یہ کہہ کر وہ باہر چلے گئے جبکہ عالیہ زمین پر بیٹھی رونے لگی شاہ نے آگے بڑھ کر اسے کھڑا کیا اور اپنے ساتھ لگائے کمرے میں لے آئے

"عالیہ رونا بند کرو۔"

"مجھے یہی ڈر تھا شاہ مجھے یہی ڈر تھا."

"رونا بند کرو عالی مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"

"شاہ اپنا نام مجھ سے کبھی الگ نا کیجئیے گا میں آپ کے نام کے ساتھ مرنا چاہتی ہوں۔" وہ اس کے سینے سے لگ گئی۔ جانے کتنی دیر وہ ایک دوسرے کا ساتھ محسوس کرتے رہے پھر عالیہ جھٹکے سے اٹھی اور اپنا سامان پیک کیا

"عالی میں کیسے رہوں گا تمہارے بغیر۔"

"اب جدائی ہی ہمارا مقدر ہے شاہ ہمیں ان آٹھ ماہ کی یادوں کے ساتھ جینا ہے۔"

"اپنا بہت خیال رکھنا شاہ کی امانت ہو تم خیانت مت کرنا۔" وہ اس کا چہرہ تھام کر بولے

"اور آپ میری امانت ہیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھیے گا میری محبت کبھی بھی کم نہیں ہو گی بلکہ ہر دن کے ساتھ بڑھتی جائے گی۔" وہ اس کے سینے سے لگ گئی

"عالیہ بی بی ڈرائیور انتظار کر رہا ہے." آواز پر وہ اس سے الگ ہوئی شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگایا اور ڈھیر و آنسو ضبط کیے

"میرے پیچھے مت آیئے گا شاہ اور نا میں مڑ کر دیکھوں گی بہت مشکلوں سے ہمت جمع کی ہے اگر پلٹ کر دیکھ لیا تو بکھر جاؤں گی۔۔۔ شاید سانسیں بھی رک جائیں۔۔۔" وہ چادر سے منہ ڈھانپ کر باہر نکل گئی۔۔۔۔۔۔

"اس دن دیان۔۔۔ مجھ سے میری زندگی دور چلی گئی ایک بار بھی ہم دونوں نے پلٹ کر ایک دوسرے کو نہیں دیکھا اکیس سال گزر گئے زندگی گزر رہی ہے لیکن ایسا لگتا ہے بس دن گزر رہے ہیں دل کی دھڑکن جیسے رکی ہوئی ہے۔"

"پلوشہ پھوپھو کی شادی۔۔۔“ دیان نے پوچھا

"دو ہفتوں بعد ہی بابا نے پلوشہ کی شادی میرے دوست کے کزن سے کر دی اور وہ باہر چلی گئی بابا سے میں نے بات کرنا اسی دن چھوڑ دیا تھا جب انہوں نے عالیہ کو مجھ سے الگ کیا۔۔۔۔ ہمارا ہر رابطہ ختم ہو گیا تھا آغا خان حویلی سے۔ پلوشہ کا شوہر اسے پاکستان نہیں بھیجتا تھا اور پلوشہ خود بھی نہیں آنا چاہتی تھی وہ بابا سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی تھی۔ اس نے ہم سے بات کرنا بہت کم کر دی تھی۔ بی بی جان اور مجھ سے فون پر بات کر لیا کرتی تھی اور میرا بھی کام کے سلسلے میں باہر چکر لگ جاتا تھا دانیال بہت اچھا لڑکا تھا پلوشہ سے بہت محبت کرتا تھا اور پلوشہ بھی اس کے ساتھ بہت خوش تھی اس کی بیٹی میرب بلکل اسی کی کاپی تھی نازک سی گڑیا۔ میرب کبھی پاکستان نہیں آئی تھی سات سال پہلے ہی پلوشہ کی ہارٹ اٹیک سے وفات ہو گئی آگے تم جانتے ہی ہو میرب کو بھی دیکھا ہی ہوا ہے۔"

"جی میرب سے بات ہو چکی ہے میری۔ " دیان نے بتایا

"تم جانتے ہو ایک اور امتحان ابھی ہمارے لیے تیار ہے۔ " شاہ نے دیان کو دیکھا

"کون سا؟"

"میرب آغا خان حویلی کی بہو ہے۔ ارحم خان کی بیوی. "

"کیا۔۔۔ لیکن میرب کی شادی کیسے وہ تو دو سال پہلے ہوئی ہے نا۔ "

"عمر کا بزنس باہر بھی پھیلا ہوا ہے اور دانیال اور وہ اچھے دوست بھی تھے قسمت ہے نا کہی سے بھی انسان کا امتحان لیتی ہی آغا خان حویلی میں کوئی نہیں جانتا کہ میرب اس گھر کی بیٹی ہے پلوشہ کی سات سال پہلے وفات ہو گئی تھی۔ دانیال اور میرب کو تو کچھ پتا ہی نہیں تھا اس طرح میرب کی شادی ارحم سے دو سال پہلے ہو گئی میرے علاوہ یہ بات کوئی نہیں جانتا کہ میرب کا شوہر ارحم ہے۔ "

"اب کیا ہو گا چاچو؟" دیان پریشانی سے بولا

"مجھے اپنی بیٹی سے ملنا ہے دیان اب بس اور جدائی نہیں سہہ سکتا میں۔ "

"فکر مت کریں چاچو ہم مل کر کوئی نا کوئی حل ضرور نکالیں گے. "

"ان شاءاللہ۔۔۔اب تم جا کر آرام کرو۔"

"نہیں چاچو مجھے آپ کے ساتھ ہی سونا ہے۔" شاہ نے مسکرا کر دیان کو دیکھا

"سو جاؤ یار مجھے جب بھی کسی دوست کی ضرورت ہوتی ہے تم میرے کچھ کہے بغیر میرے ساتھ ہوتے ہو آج ایسا کیسے ہو سکتا ہے تمہیں سب پتہ چلے اور مجھے اکیلا چھوڑ جاؤ۔۔" دیان نے نم آنکھوں سے مسکرا کر اپنے جان سے پیارے چاچو کو دیکھا جن کی زندگی سے زیادہ انہیں دکھ ملے تھے۔۔۔

★★★★★★★★★

آج موسم خوشگوار تھا وہ بیڈ پر بیٹھی ناول پڑھنے اور ساتھ ساتھ آنسوں بہانے میں بھی مصروف تھی۔ آخری صفحہ پڑھتے ہی اس نے ناول بند کر کے رکھا اور ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی عالیہ نوڈلز کا پیالہ لے کر کمرے میں آئی

"وشا بچے صبح سے ناول پڑھ رہی ہو دیکھو 4 بج گئے ہیں بس کرو۔" وہ اپنے دھیان میں بولتیں کمرے میں آئیں لیکن سامنے وشمہ کو روتا دیکھ کر وہ پریشان ہو گئیں

"رو کیوں رہی ہو؟ کیا ہوا ہے؟"

"ماما کیا ضرورت تھی علی کو مارنے کی۔۔۔ انیہ اس سے محبت کرتی تھی وہ جدا ہو گئے ماما۔۔۔۔۔" وہ عالیہ بیگم کے گلے لگ کر رونے لگی

"وشمہ میں ماروں گی تمہیں چپ کرو ایک ناول کے لیے اپنے آپ کو ہلکان کر رہی ہو چپ کرو۔۔۔" وشمہ نے آنسو صاف کیے

"چندا چھوٹی چھوٹی باتوں پر رویا نہیں کرتے یہ آنکھیں بہت قیمتی ہوتی ہیں ظلم نہیں کرتے ان کے ساتھ۔ خبردار جواب ناول پڑھا ماروں گی میں چلو اٹھو فوراً منہ دھو کر آؤ پھر یہ کھاؤ۔" انہوں نے پیالہ اس کے سامنے رکھا

"پھر میرے ساتھ جھیل پر چلیں گیں؟" وہ چہک کر پوچھنے لگی

"نہیں مجھے بھابھی اور بی جی کے پاس بیٹھنا ہے کیونکہ بی جی نے کپڑے لینے جانا ہے جو میرب اپنے ہاتھوں سے غریبوں میں بانٹے گی۔"

"ایسا کیوں مورے؟" وہ چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے پوچھنے لگی

"اتنے عرصے بعد اس حویلی میں خوشی آئی ہے اور دوسرا میرب اپنے ہاتھوں سے دے گی تو دعائیں ملیں گی اسے"

"اچھا۔ بس تھوڑی دیر کے لیے چلنا نا پلیززز مورے پلیززز۔۔۔۔۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے تم یہ ختم کر کے آجاؤ میں نازو کو جوس کا کہہ کر آئی تھی وہ میرب کو دیکر آتی ہوں۔ ارحم اور آغا جان بھی گھر آ گئے ہیں ان سے چائے کا بھی پوچھنا ہے۔"

★★★★★★★★★

وہ پندرہ منٹ سے حویلی کے باہر کھڑے تھے۔ چند قدم کا فاصلہ تھا۔۔۔ چند قدم کی دوری تھی اور یہی سفر طے کرنا مشکل لگ رہا تھا۔ دو منٹ کے بعد انہوں نے دو خواتین کو چادر لپیٹے جھیل کی طرف جاتے دیکھا۔ دیان نے شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے سر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★

"یہ لیں" وشمہ نے کچھ کنکر خود پکڑے اور کچھ عالیہ کو دیے۔ وہ دونوں باتیں کرتے کرتے پتھر جھیل میں پھینکنے لگیں۔ وشمہ نے کسی بات پر مسکراتے ہوئے دائیں جانب دیکھا تبھی اس کی نظر درخت کے پیچھے کھڑے دیان پر پڑی جو اسے اشارہ کر رہا تھا اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا اور پھر عالیہ کو "مورے آپ یہاں رکو میں نے وہاں ایک پھول دیکھا تھا اس کی تصویر لے کر آتی ہوں۔" وہ چادر ٹھیک کرتی آگے بڑھ گئی

"زیادہ دور مت جانا۔" عالیہ پیچھے سے بولی پھر پتھر جھیل میں پھینکنے لگی

")شاہ دیکھ لینا سب سے آگے میرا پتھر ہی جائے گا."

'آہاں میں جیتوں گا"۔

"اچھا دیکھ لیتے ہیں." بولتے ہی اس نے پتھر زور سے پھینکا

"اب آپ کی باری۔" پھر شاہ نے پتھر پھیکا وہ زور سے چیخی "دیکھا میں جیت گئی۔

"شاہ نے کمر سے پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا

"جان بوجھ کر آہستہ پھینکتے ہو نا تا کہ میں جیت جاؤں" اس نے شاہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا تو شاہ مسکرایا

"تم جیتو یا میں ایک ہی بات ہے۔" آنکھیں بھیگ گئیں

"شاہ" درد سے پکارا گیا

"شاہ آجاؤ نا۔۔ میں نہیں رہ سکتی۔۔۔۔۔ شاہ اس سے پہلے آپ کا انتظار مجھے ختم کر دے آجائیں۔۔۔۔۔ میری ہمت جواب دے رہی ہے شاہ اب بسس۔۔۔۔۔" وہ ہچکیوں سے رونے لگی پھر ایک دم جانی پہچانی مہک کو محسوس کرتے ہی آنسو تھم

گئے، دل کی دھڑکن بے ترتیب ہونے لگی، پیچھے پلٹ کر دیکھنے کی بھی ہمت نہیں رہی تبھی شاہ نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا اور اس کے کندھے پر اپنا سر رکھ کر رونے لگا۔۔۔۔۔۔

میرے سینے سے لگ کر سن وہ دھڑکن
جو ہر پل تیرے ملنے کا ورد کرتی ہے

دونوں بے آواز آنسو بہاتے رہے بات لفظوں سے بہت آگے کی تھی وہاں صرف دھڑکنیں بول رہی تھی۔ عالیہ کا وجود شاہ کی بازوؤں میں تھا۔ شاہ کے آنسوں اس کا کندھا بھیگو رہے تھے۔ دونوں کے دل سے یہی دعا نکل رہی تھی موت آنی ہے تو بس ابھی آجائے مگر اب جدائی نا آئے۔۔۔۔۔ ”عالیہ ایک بات یاد رکھنا تمہارا باپ ابھی زندہ ہے تمہیں رکھ سکتا ہے۔ شاہ اگر عزت سے تمہیں لینے آئے تو میں بھیج دوں گا لیکن اگر کہی باہر وہ مجھے تمہارے پاس دکھا تو میں اسے گولی مارنے میں وقت نہیں لگاؤں گا میں اپنی بیٹی کو اذیت میں نہیں دیکھ سکتا اس کو ملنا ہے تو تمہیں لے کر جائے ساتھ رکھے ورنہ اسے ملنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔" آغا خان کی آواز اس کے کانوں

میں گونجی وہ جھٹکے سے شاہ سے دور ہوئی ایک سحر تھا جو ٹوٹا تھا۔۔۔ دو دل تھے جو پھر لرزے تھے اور پھر شاہ کی عالی اکیس سالوں بعد ایک بار پھر اپنے شاہ کو چھوڑ کر جا چکی تھی وہ بغیر اسے دیکھے حویلی کی طرف بھاگ گئی۔

★★★★★★★★★

"بد تمیز ڈائن تم یہ دور دور سے کیا اشارے کر رہے تھے اور اس دن غائب کیوں ہو گئے تھے مورے کے سامنے کیوں نہیں آئے؟"

"مجھے ایسے اچھا نہیں لگا اس دن سامنے آنا۔ کسی دن آؤں گا تمہاری حویلی۔"

"تو ابھی چلو نا، ابھی سب ہیں گھر میں ارحم لالہ، آغا جان۔"

"یہ مورے کہاں جا رہی ہیں۔" وشمہ کی نظر بھاگتی ہوئی عالیہ پر پڑی

"مورے!" وہ بھی ان کے پیچھے حویلی کی جانب بھاگی جبکہ دیان شاہ کے پاس آیا

"چاچو" شاہ کے چہرے پر اس وقت کیا نہیں تھا۔۔۔ درد تکلیف اذیت جسے دیکھ کر دیان اسکے گلے لگ گیا۔۔

"دیان وقت آگیا ہے کہ اب میں اپنی بیٹی اور بیوی کو اپنے ساتھ لے جاؤں بس اب اور

برداشت نہیں کر سکتا میں یہ دوری۔ میری عالی ہمت ہار رہی ہے میں اسے ایسے نہیں دیکھ سکتا بس اب اور دوری نہیں۔۔۔۔" شاہ نے لمبا سانس لے کر آنکھیں صاف کی

دیان نے مسکرا کر ان کا کندھا تھپکا

"میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں چاچو چلیں۔" شاہ نے دیان کا ہاتھ تھپکا۔ دونوں آغا خان حویلی کی جانب بڑھ گئے۔۔ جہاں نئ آزمائشیں۔۔۔۔۔۔۔ نئے چہرے کئ سوال لیے کھڑے تھے اور لاتعداد جواب انکے منتظر تھے۔۔۔۔

★★★★★★★★★

"خان صاحب" وقاص خان کسی کام سے باہر جا رہے تھے تبھی باہر دروازے کے پاس کھڑے لطیف نے انہیں آواز دی

"کیسے ہو لطیف کیا حال ہے بڑے دنوں بعد آنا ہوا۔"

"اللہ کا شکر ٹھیک۔ کیا آپ لوگوں کی لڑائی ختم ہو گئی آغا خان سے؟"

"نہیں۔ کیوں پوچھ رہے ہو" ان کے تاثرات سخت ہو گئے

"چھوٹے خان اور شاہ زین خان آغا خان کی حویلی کیوں گئے ہیں؟."

"کیا۔۔۔یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔" وہ غصے سے دھاڑے

"میں نے خود انہیں حویلی جاتے دیکھا ہے"

"خان" وقاص نے ڈرائیور کو آواز دی

"جی صاحب" وہ فوراً بھاگ کر آیا

"جلدی آغا خان کی حویلی کی طرف چلو۔"

★★★★★★★★★

"مورے" وشمہ عالیہ کو پکارتی حویلی میں آگئی۔ سب لوگ لاؤنج میں ہی موجود تھے۔ عالیہ نے فوراً اپنے آنسو صاف کیے۔

"کیا ہوا وشا بچے؟" بی جی نے پوچھا وشمہ نے عالیہ کو دیکھا جنھوں نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کر دیا تھا۔

"کچھ نہیں بی جان۔"

"اچھا میری جان ادھر میرے پاس آ کر بیٹھو صبح سے آغا جان کی یاد نہیں آئی کیا۔" آغا خان نے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ بھاگ کر ان کے پاس بیٹھ گئی اور ان کے کندھے پر سر

رکھ دیا

"آپ کو پتا ہے میں کتنا روئی۔۔۔۔"

"کیوں میری بچی کیوں روئی۔۔۔۔۔روئے اس کے دشمن۔"

"علی مر گیا نا اس لیے۔انیہ اس سے اتنی محبت کرتی تھی۔آغا جان محبت کرنے والوں کو جدا نہیں کرنا چاہیے۔"آغا خان کی نظریں عالیہ کی جانب اٹھیں جس نے سر جھکا دیا تھا

"یہ قسمت محبت کرنے والوں کا امتحان لیتی ہے اور تم ایسی کتابیں نا پڑھا کرو جس میں رونا دھونا ہو۔میں اپنی بچی کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔"انہوں نے وشمہ کے سر پر پیار کیا

"صاحب آپ کے مہمان آئیں ہیں" دروازے کے پاس کھڑا اعثمان بولا

"بھیج دو" وشمہ نے اٹھ کر نازو کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑا جو وہ اس کے لیے ہی لا رہی تھی

دروازے کی طرف جونہی سب کی نظر پڑی سب بے اختیار کھڑے ہو گئے شاہ اور دیان ایک ساتھ لاؤنج میں داخل ہو رہے تھے۔عالیہ کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے

لگیں۔ ان کا شاہ ان کے سامنے تھا ان کی محبت۔۔۔۔۔۔ ان کی زندگی۔۔۔۔۔ دونوں کی نظریں ملیں اور وہیں ٹھہر گئیں۔

وشمہ نے مسکرا کر دیان کو دیکھا لیکن آغا خان کی دھاڑ پر سب کانپ گئے

"شاہ زین خان تم یہاں کیا کر رہے ہو"

میرب نے ارحم کا ہاتھ پکڑا وہ ٹھنڈی ہو رہی تھی "میرب کیا ہوا تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔"

"میں اپنی بیوی اور بیٹی کو لینے آیا ہوں۔" وہ مضبوط لہجے میں بولے سب لوگوں میں کھڑے چار لوگ ہر بات سے بے خبر تھے۔۔۔۔ اسفند، وشمہ، ارحم اور رمشاء۔۔۔

"بیٹی۔۔۔ کون سی بیٹی" آغا خان اب اپنے غصے کو قابو میں کر چکے تھے

"وشمہ میری بیٹی۔ آپ لوگ اس کو مجھ سے دور نہیں کر سکتے." وشمہ کے ہاتھ سے کپ چھوٹ گیا گرم چائے پاؤں جلا گئی۔ وہ بے یقینی سے شاہ کو دیکھنے لگی۔ دیان کو لگا بھاری بوجھ اس کے دل پر آ گیا ہے وہ جانتا تھا اس سب میں سب سے زیادہ تکلیف وشمہ کو ہی ہو گی۔

"وہ بیٹی جس کو تم نے ٹھکرا دیا تھا" شاہ نے حیرت سے آغا خان کو دیکھا

"شاہ تمہارے باپ نے میری بچی کی جتنی بے عزتی کی ہے نا میں مرتے دم تک نہیں بھولوں گا۔ چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔ تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے یہاں کسی سے۔ چلے جاؤ."

"آپ ایسا نہیں کر سکتے آغا جان۔ آپ مجھے میری بیٹی اور بیوی سے جدا نہیں کر سکتے ارے آپ دونوں کی لڑائی نے مجھے ختم کر دیا ہے۔" وہ چیخے آنکھیں ضبط سے لال ہو رہی تھیں "اکیس سال۔۔۔ اکیس سال سے میں سزا کاٹ رہا ہوں مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔ مجھے بھی تو دیکھیں جب اکیس سال پہلے میری بیٹی کا جنم ہوا ان ہاتھوں میں اسے اٹھا بھی نہیں سکا (روتے ہوئے دونوں ہاتھ آگے کیے) عالیہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر سسکی روکی "انگلی پکڑ کر اسے چلنا نہیں سکھا سکا میری تکلیف کا اندازہ بھی تو لگائیں۔۔۔۔ بسس کر دیں رحم کریں مجھ پر" سب کی آنکھیں نم تھیں جبکہ وشمہ بے یقینی سے شاہ کو دیکھ رہی تھی شاہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے اس کے پاس آئے اور کانپتے ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھاما آنسو آنکھوں کی باڑ توڑ کر بہہ نکلے۔ دونوں کے گال بھیگ رہے تھے شاہ نے اس کا سر چوما اور زور سے اسے گلے لگا لیا

Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میری بیٹی میری وشمہ۔۔۔۔۔" بی جی نے چادر سے اپنے آنسو صاف کیے۔ ارحم نے میرب کو صوفے پر بٹھایا۔

وشمہ نے جھٹکے سے شاہ کو اپنے آپ سے دور کیا

"دور رہیں مجھ سے۔۔۔ نہیں ہیں آپ میرے باپ کوئی تعلق نہیں ہے میرا آپ سے۔۔۔۔" وہ روتے ہوئے چیخی

"وشمہ آپ میری بیٹی ہو" شاہ کی آواز کانپی

"نہیں ہوں میں آپ کی بیٹی۔۔۔۔۔ اب کیوں یاد آئی ہے آپ کو اپنی بیٹی کی۔۔۔ کیوں آئیں ہیں آپ یہاں۔۔۔ تب کہاں تھے جب مجھے آپ کی ضرورت تھی جب مورے کو آپ کی ضرورت تھی تب کہاں تھے آپ۔۔۔ آپ نہیں جانتے میں جانتی ہوں کیسے رات بھر جاگ کر مورے اپنی سسکیاں دباتی تھیں کیسی کیسی باتیں کرتے تھے لوگ میں جانتی ہوں۔۔۔۔ آپ کچھ نہیں جانتے۔ چلیں جائے یہاں سے۔۔۔ نہیں ہے مجھے آپ سے محبت نفرت ہے مجھے آپ سے." شاہ لڑکھڑایا

دیان نے فوراً اسے تھاما "چاچو "

"وشمہ" عالیہ نے اسے اپنی طرف موڑ کر زناٹے دار تھپڑ لگایا۔۔۔۔ سب نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھا جبکہ وشمہ نے بے یقینی سے اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر عالیہ کو دیکھا زندگی میں پہلی دفعہ عالیہ نے وشمہ پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ دیان نے کرب سے آنکھیں بھینچیں۔

"عالیہ یہ کیا کر رہی ہو تم" آغا خان نے آگے بڑھ کر انہیں پیچھے کیا تبھی دروازے پر وقاص خان ابھرے میرب کی نظر جونہی ان پر پڑی اسے لگا اس کا دل بند ہو جائے گا اس نے ارحم کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا اس کا رنگ زرد پڑ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

"اچھا ہوا وقاص خان تم آ گئے جاؤ لے جاؤ اپنے بیٹے کو یہاں سے اور غلطی سے بھی دوبارہ یہاں کا رخ مت کرنا" وقاص خان نے مٹھیاں بھینچیں

"چلو دیان لے کر آؤ اسے۔" وہ غصے سے بولے جبکہ عالیہ نے دیان کو دیکھا

"دیان" انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا چہرا چھوا

"چچی کی جان۔" وہ مسکرائی دیان نے ان کا ہاتھ لبوں سے لگایا پھر پیچھے کھڑی وشمہ کو دیکھا جو فرش کو گھور رہی تھی اس کا پاؤں سرخ ہو گیا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلو دیان" شاہ زین جانے کے لیے پلٹ گئے

"میرب" وقاص خان میرب کو وہاں دیکھ کر حیران ہوئے

"چلیں بابا" شاہ نے ان کا ہاتھ پکڑا

"میرب یہاں کیا کر رہی ہے" سب کی نظریں میرب کی جانب اٹھیں اس نے ارحم کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا

"میرب تمہاری طبیعت ٹھیک ہے" ارحم نے اس کا چہرا چھوا

"یہ بہو ہے اس گھر کی" آغا خان کی بات پر وقاص خان کو جھٹکا لگا

"بہو؟؟؟؟۔۔۔۔۔۔ کیا بات ہے آغا خان جس کو ٹھکرایا تھا اسی کی بیٹی کو بہو بنا لیا

"میرب نے آنکھیں بند کیں۔ سب نے حیرت سے وقاص خان کو دیکھا

"پلوشہ کی بیٹی ہے میرب۔" یہ کہہ کر وہ پلٹ گئے "رک جاؤ وقاص خان" وہ میرب کی جانب مڑے

"میرب کیا تم پلوشہ کی بیٹی ہو؟" سب کی نظریں میرب پر تھیں سوائے وشمہ کے۔۔۔۔۔۔۔

"بولو میرب کیا تم پلوشہ کی بیٹی ہو؟" عمر خان نے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ میرب نے ارحم کو دیکھا ہاتھ اب بھی ارحم کے ہاتھ میں تھا وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"وقاص خان اپنے ساتھ اپنی نواسی کو بھی لے کر جاؤ" آغا خان نے سپاٹ لہجے میں کہا جبکہ میرب نے جھٹکے سے آغا خان کو دیکھا

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ" بی جی بولی

"میرب کا اس گھر سے اب کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آغا جان "

"ارحم خان تم کچھ نہیں بولو گے۔ کیا میرب تمہیں تمہاری بہن اور پھوپھو سے بڑھ کر عزیز ہو گئی ہے؟"

"ایسا نہیں ہے آغا جان لیکن آپ میرب کو مجھ سے الگ نہیں کر سکتے۔" وہ میرب کا ہاتھ چھوڑ کر آغا جان کے سامنے آیا میرب اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی "چلو میرب میرے ساتھ" وقاص خان نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا

"نہیں میں نہیں جاؤں گی میں ارحم کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی" وہ روتے ہوئے

بولی "آغا جان ایسا مت کریں۔۔۔۔۔۔ پلیز آغا جان مجھے کچھ نہیں پتا تھا پلیز ززآغا جان میرب ارحم کے بنا مر جائے گی۔۔۔۔۔۔" وہ التجا کرنے لگی

عالیہ اور شاہ زین کی نظریں ملیں ماضی دھرایا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ پھر سے محبت کی قسمت میں جدائی لکھی جا رہی تھی۔ ارحم نے میرب کا ہاتھ پکڑا

"کہیں نہیں جائے گی میرب۔" ارحم دھاڑا آج سے پہلے کسی نے اس کا یہ روپ نہیں دیکھا تھا

"میرب یہاں نہیں رہے گی۔ میرب اس گھر نے تمہاری ماں کو ٹھکرایا تھا تم کیسے اس گھر میں رہ سکتی ہو۔" وقاص خان نے میرب کو اپنی طرف کیا ارحم کے ہاتھ سے اس کا ہاتھ چھوٹ گیا اس نے روتے ہوئے ارحم کو دیکھا وقاص خان اس کو کھینچتے ہوئے باہر لے کر جا رہے تھے ارحم ان کے پیچھے جانے لگا لیکن آغا خان نے اس کے قدم روک دیے "ارحم اگر تم میرب کی پیچھے گئے تو تم اس حویلی میں دوبارہ کبھی قدم نہیں رکھو گے۔ اگر تمہارے دل میں عالیہ کی تھوڑی سے بھی عزت ہے، اگر تم وشمہ سے تھوڑا سا بھی پیار کرتے ہو تو تم اس کے پیچھے نہیں جاؤ گے" یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔۔ دیان ارحم کے پاس آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"میں وعدہ کرتا ہوں ارحم میرب واپس اس گھر میں ضرور آئے گی۔ "اس سارے معاملے میں وشمہ نے پہلی بار نظر اٹھا کر دیان کو دیکھا دیان نے بھی جاتے جاتے ٹھہر کر اسے دیکھا اور پھر باہر نکل گیا۔ وشمہ اپنے کمرے میں بھاگ گئی جبکہ بی جی صوفے پر ڈھے گئیں۔

"میری وجہ سے سب کی زندگیاں برباد ہو گئیں آج میرا بیٹا، بہن، بھانجی سب میرے کیے کی سزا بھگت رہے ہیں۔ "عمر خان سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔

★★★★★★★★★

Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

وقاص خان کے آتے ہی حویلی کے باقی لوگ لاؤنج میں آ گئے

"میرب "بی بی جان نے حیرے سے میرب کو دیکھا جو مسلسل رو رہی تھی بی بی جان کے آتے ہی وہ بھاگ کر ان کے گلے لگ گئی جبکہ وقاص خان غصے سے اپنے کمرے میں چلے گئے

"مجھے کچھ بتائے گا کوئی کہ کیا ہوا ہے؟ "بی بی جان شاہ اور دیان کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔ زنیرہ بیگم نے آگے بڑھ کو میرب کو تھاما

"وشمہ میری بیٹی ہے بی بی جان" شاہ کے لہجے میں تکلیف تھی۔۔۔ آنکھوں میں نمی تھی۔

"کیا!!!!۔۔۔۔"

"میری بیٹی میری وشمہ۔۔۔" وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے

"میرب تم کہاں تھی؟ تمہاری شادی ہوگئی تھی نا۔۔۔۔۔۔ ہم سے کوئی رابطہ کیوں نہیں کیا بیٹا عاطف کی وفات کا بھی تمہاری پھوپھو نے ہمیں دو ماہ بعد بتایا تھا اتنے سالوں بعد تم یہاں کیسے آئی ہو" میرب کوئی بھی جواب دینے کی حالت میں نہیں تھی اس نے سر صوفے کی پشت سے لگا دیا

"دیان تم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ میرا دل بند ہو جائے گا۔"

دیان بی بی جان کے پاس آیا اور ان کا ہاتھ تھام کر سب بتاتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔ بی بی جان نے روتے ہوئے میرب کو گلے لگایا

"چپ کر جاؤ میری بچی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ "

"میں ارحم کے بنا نہیں رہ سکتی بی بی جان آپ پلیز مجھے ارحم کے پاس لیجائیں۔۔۔" وہ

التجا کرنے لگی

"وشمہ شاہ چاچو کی بیٹی ہے۔""امل نے بے یقینی سے نوال کی جانب دیکھا جس نے نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلایا

"میرب میں وعدہ کرتا ہوں سب ٹھیک کر دوں گا۔"دیان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔رو رو کر میرب کو اب چکر آرہے تھے نوال نے آگے بڑھ کر میرب کی کلائی پکڑی

"آپ کا بی پی لو ہو رہا ہے ایسی حالت میں آپ کو اتنا سٹریس نہیں لینا چاہیے۔"زنیرہ بیگم اور بی بی جان نے نوال کو سوالیہ نظروں سے دیکھا

"یہ ہاسپٹل آئی تھیں میرے پاس۔"نوال نے بتایا۔بی بی جان نے میرب کو گلے لگایا

"سب ٹھیک ہو جائے گا میری بچی خیال کرو اپنا۔امل نوال جاؤ اسے کمرے میں لے جاؤ اور کچھ کھلا کر دوائی دو۔"وہ سر ہلا کر اٹھ گئی اور میرب کو تھام کر اپنے ساتھ لے گئیں

دیان نے صوفے پر بیٹھ کر انگلیوں سے اپنی آنکھیں مسلیں

"اب کیا ہو گا دیان؟"

"فکر مت کریں بی بی جان مجھے کچھ وقت دیں میں سب ٹھیک کر دوں گا۔" اس نے ان کا ہاتھ تھپکا

"میں کھانا لگواتی ہوں تم منہ ہاتھ دھو آؤ۔"

"نہیں مورے میرا موڈ نہیں ہے ابھی بعد میں کھا لوں گا۔" وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا

کمرے میں آکر اس نے گھڑی اتار کر ٹیبل پر رکھی جیکٹ اتار کر صوفے پر پھینکی وہ ڈسٹرب نظر آرہا تھا۔ لال پاؤں، روتی اور شکوہ کرتی آنکھیں وشمہ کا سراپا اس کی آنکھوں کے آگے گھومنے لگا وہ تازی ہوا لینے کے لیے بالکنی میں آگیا اس نے دل سے اعتراف کر لیا تھا کہ وشمہ اس کے لیے کتنی اہم ہے "تم کتنی تکلیف میں ہو گی وشمہ "اس نے کرسی پر بیٹھ کر سر تھاما۔۔۔ جب وشمہ جنگل میں روئی تھی تب بھی اسے تکلیف ہوئی تھی لیکن تب دیان نے اسے سنبھال لیا تھا لیکن اب وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہا تھا کیونکہ وہ اسے روتے ہوئے نہیں روک سکتا تھا۔

★★★★★★★★★

"وشا گڑیا دروازہ کھولو۔۔۔۔۔ میری بات سنو" وہ کب سے روتے ہوئے دروازے

پر دستک دے رہی تھیں بی جی آمنہ بیگم سب نے کہا کہ کچھ وقت اسے اکیلا چھوڑ دو لیکن وہ ماں تھی جانتی تھی اولاد تکلیف میں ہے۔

"وشا تمہاری مورے کی سانسیں رک جائیں گی اور تکلیف مت دو مجھے میری جان۔۔۔۔" ایک جھٹکے سے کمرے کا دروازہ کھلا اس کے بال کھلے ہوئے تھے گال آنسوؤں سے بھیگ رہے تھے عالیہ نے بے بسی سے اسے دیکھا اس کا ڈوپٹہ پیچھے بیڈ کے ساتھ نیچے پڑا تھا۔ عالیہ اس کے آنسو صاف کرنے کے لیے آگے بڑھی لیکن اس سے پہلے ہی وشمہ پلٹ کر بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی

"وشا میری بات تو سن لو پھر بے شک مجھ سے ناراض ہو جانا لیکن اپنے آپ کو تکلیف مت دو۔ مجھے معاف کر دو میں جانتی ہوں تم پر ہاتھ اٹھا کر میں نے غلط کیا لیکن تم شاہ سے ایسے بات نہیں کر سکتی۔" انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا ارحم جو ان سے بات کرنے آ رہا تھا دروازے پر ہی رک گیا

"میں ان سے کوئی بھی تعلق نہیں رکھنا چاہتی کیوں آئیں ہیں وہ اب۔" وہ چیخی

"شاہ بے قصور ہے اسے تمہاری پیدائش کا علم نہیں تھا۔" وشمہ نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا

"میں تمہیں پہلے نہیں بتا سکتی تھی اور جب بتانے کی کوشش کی تب تم نے کچھ سننے سے ہی انکار کر دیا۔۔۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں شاہ تمہارے بارے میں نہیں جانتے تھے ہم ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں وشمہ۔"

"پھر الگ کیوں ہوئے؟ کیوں انہوں نے آپ کو چھوڑا"

"بتاتی ہوں سب بتاتی ہوں پہلے پانی پیو یہ لو۔۔۔" انہوں نے جگ سے گلاس میں پانی ڈالا پھر گلاس اس کے لبوں سے لگایا

"اب بتائیں مجھے" عالیہ نے ارحم کو اپنے پاس بلایا پھر دونوں کو دیکھ کر انہیں ہر ایک بات بتاتی چلی گئی۔

★★★★★★★★★★

روشنی ہوتے ہی وہ جھیل پر آ گئی۔ آسمان سرمئی بادلوں سے ڈھکا نظر آ رہا تھا ٹھنڈی سی چھاؤں ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے تھوڑی گھٹنے پر رکھے وہ نم آنکھوں سے جھیل کے پانی کو دیکھ رہی تھی تبھی کوئی اس کے ساتھ آ کر بیٹھا اور ٹشو اس کے سامنے کیا وشمہ نے چونک کر گردن اٹھائی کیمل رنگ کی شلوار قمیض پر سکن مردانہ شال لیے دیان اس کے سامنے موجود تھا

"تم" دیان نے معصومیت سے سر ہلایا وشمہ ایک جھٹکے سے اٹھنے لگی لیکن دیان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ بٹھا دیا

"میرا ہاتھ چھوڑو۔" وہ غصے سے بولی

"میری بات سن لو۔"

"میرا ہاتھ چھوڑو ورنہ میں تمہیں مار دوں گی۔" وہ مسلسل ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی

"ہاں مجھے معلوم ہے تم لوگوں کا خون پی کر انہیں کچا چبا جاتی ہو لیکن اس وقت میری بات سنو۔"

"تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہا چھوڑ دو مجھے اکیلا۔" اس نے ہاتھ موڑتے ہوئے کہا آنسو ٹوٹ کر گرے

"اچھا رو نہیں اگر تم نے مجھے کبھی بھی دوست سمجھا ہے تو پلیز میری بات سن لو۔"

وشمہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا دیان تو گویا سانس لینا بھول گیا وہ اس وقت اس کے دل میں اتر رہی تھی پھر سنبھل کر گویا ہوا

"جس طرح تم اس سب سے انجان تھی مجھے بھی کچھ نہیں پتا تھا."

"جھوٹ مت بولو تم انہیں گھر لے کر آئے تھے۔ چاچو ہیں نا وہ تمہارے پھر کیا تمہیں کچھ نہیں پتا تھا."

"مجھے پر سو سب معلوم ہوا تھا۔" وشمہ نے اسے گھورا

"قسم سے"

"یاد ہے میں نے تم سے پوچھا تھا جنگل میں تمہارے بابا کا، مجھے تم میں ہلکی سے شاہ چاچو کی جھلک نظر آئی تھی لیکن وعدہ مجھے نہیں پتا تھا تم ان کی بیٹی ہو بلکہ نوال آپی امل ہم سب اس بات سے بے خبر تھے کہ ماضی میں کیا ہوا ہے۔ شاہ چاچو کو سزا مت دو وشمہ وہ تمہارے لیے تڑپ رہے ہیں عالیہ چچی اور شاہ چاچو نے بہت تکلیف برداشت کی ہے۔۔۔۔" دیان بے بسی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا وشمہ نے رخ جھیل کی طرف کیا۔ شاہ کے لیے دل تو کل ہی صاف ہو گیا تھا جب عالیہ نے ساری حقیقت بتائی تھی پوری رات وہ کیا سوچتی رہی تھی اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا وہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

"بابا کو کال کرو۔"

"کیا"

"اپنے شاہ چاچو کو کال کرو اور انہیں یہاں بلاؤ۔"

"کیوں کیا ہوا؟" دیان نے ڈرتے ڈرتے پوچھا اس چڑیل سے کچھ بھی توقع کی جاسکتی تھی

"اب کیا ایک بیٹی اپنے باپ سے نا ملے." وہ روتے ہوئے بولی دیان دل سے مسکرایا

"ابھی بلاتا ہوں." اس نے فوراً شاہ کو فون کرکے بلایا اور پھر اس کی طرف رخ کیا

"اب رونا تو بند کر دو یہ لو۔" اس نے ٹشو کا ڈبہ اس کے سامنے کیا

"ڈبہ کیوں لے کر آئے ہو۔"

"مجھے پتا تھا تم رو رہی ہو گی اور روتے ہوئے ناک ڈوپٹے سے صاف نا کرلو اس لیے ڈبہ لے آیا کہ جتنے مرضی ٹشو استعمال کرلو." وشمہ نے ڈبہ اس کی گود میں پھینکا

"اتنی گندی لگتی ہوں میں تمہیں۔۔۔ چھیی!!!! ڈوپٹے سے کیوں صاف کروں گی. "

"نہیں تم مجھے گندی نہیں چوڑیل لگتی ہو۔" وہ ایک آنکھ دبا کر بولا وشمہ نے اسے گھورا

لیکن پھر ہنسنے لگی تو وہ بھی ہنس دیا۔

"رو یا مت کرو وشمہ۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تبھی اس کے موبائل پر کال آنے لگی

"چاچو جھیل کی طرف آجائیں۔" اس نے فون کان سے لگاتے ہوئے کہا

"چاچو آگئے ہیں." دونوں کھڑے ہو گئے سامنے سے ہی شاہ آرہے تھے۔ وشمہ کی آنکھیں انہیں دیکھتے ہی پھر برسنے لگیں وہ شاہ کی طرف بھاگی اور جھٹکے سے ان کے گلے لگ گئی شاہ نے روتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگالیا

"میری بیٹی میری وشمہ۔" وہ اس کا سر چوم رہے تھے کبھی مسکراتے کبھی روتے۔۔۔۔۔ دیان کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں

"مجھے معاف کردیں میں نے جو بھی کچھ کل کہا غصے میں کہہ دیا تھا میں آپ سے نفرت نہیں کرتی میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں بس ناراض تھی لیکن اب نہیں ہوں میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔" اس نے پیچھے ہو کر ان کے دونوں ہاتھ اپنے لبوں سے لگائے

"میں بھی اپنی پرنسس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ میں بھی چاہتا تھا جب میں باہر سے گھر آؤں تو میری بیٹی بھاگ کر میری گود میں آ جائے، میں اسے چلنا سکھاؤں، جب وہ بولے تو جشن مناؤں۔" شاہ نے مسکرا کر اسے دیکھا وہ بلکل اپنی ماں جیسی تھی

"بابا آئی مس یو سو مچ۔"

"وشمہ پھر سے کہو۔" وشمہ نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا

"پھر سے بابا کہو" وشمہ مسکرائی

"بابا۔۔۔ بابا۔۔۔۔۔ بابا۔۔۔۔۔" وہ دوبارہ شاہ کے گلے لگ گئی "بابا صرف میرے بابا"

"اچھا گائز آپ دونوں رونا بند کریں آپ دونوں کو دیکھ کر مجھے بھی رونا آ رہا ہے۔" دیان نے ماحول ہلکا کرنا چاہا وشمہ نے اپنے آنسوں صاف کیے

"آپ میری بات مانیں گے نا۔" وہ شاہ کو دیکھ کر بولی

"میری بیٹی بس حکم کرے."

"آپ مورے کو اپنے ساتھ لے جائیں."

"میں ابھی لے جاؤنگا لیکن صرف آپ کی مورے کو نہیں آپ کو بھی لے کر جاؤں گا.

"

"نہیں بابا میں ابھی نہیں آؤں گی پلیز میری بات مان لیں مورے کو اپنے ساتھ لے جائیں میں وعدہ کرتی ہوں میں بھی آؤ گی پلیز بابا۔۔۔"

"ٹھیک ہے لیکن زیادہ انتظار نہیں کروانا اپنے بابا کو." انہوں نے اس کا گال تھپکا پھر وہ حویلی کی جانب بڑھ گئے وشمہ اور دیان پیچھے تھے وشمہ نے دیان کی جانب رخ کیا

"دیان تم میری مدد کرو گے" اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا؟ "تم سب ٹھیک کرنے میں میرا ساتھ دو گے؟" دیان نے سر ہلا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا

"بلکل "

"مورے کا خیال رکھنا اچھا۔ حویلی میں تم سب سنبھال لینا، اپنے دا جی کو بھی سنبھال لینا."

"تم بلکل فکر مت کرو." وشمہ ہلکا سا مسکرائی پھر وہ دونوں بھی حویلی کی طرف بڑھ گئے لاؤنج میں بی جی اور آغا جان کے ساتھ بیٹھی عالیہ ایک دم کھڑی ہوئی

"شاہ" بی جی اور آغا جان نے شاہ کی طرف دیکھا پھر ان کی نظر پیچھے آتے دیان اور وشمہ پر گئی

"تم پھر آ گئے" آغا جان غصے سے بولے

"میں نے بلایا ہے انہیں." وشمہ شاہ کے آگے آکر آغا جان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی

"کیوں؟"

"مورے بابا کے ساتھ جائیں گی." بولتے ہی وہ عالیہ کی طرف مڑی جو حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی

"مورے اپنا سامان پیک کر لیں بابا آپ کو لینے آئے ہیں."

"وشا۔۔۔" انہوں نے کچھ بولنا چاہا لیکن اس نے ان کی بات کاٹ دی

"ماما جائیں"

"وشمہ یہ تم کیا کر رہی ہو."

"میں وہ کر رہی ہوں جو آپ کو بہت پہلے ہی کر دینا چاہیے تھا میں نے کہا تھا آغا جان

محبت کرنے والوں کو جدا نہیں کرنا چاہیے اور نا ہی انہیں اپنی قسموں اور وعدوں میں باندھنا چاہیے ماما جائیں گی اور ابھی اسی وقت جائیں گی."سب حیرت سے اس دیکھ رہے تھے وہ اندر گئی بیگ میں عالیہ کے کپڑے ڈالے اور بیگ کی زپ بند کی

"وشایہ کیا کر رہی ہو پاگل ہو گئی ہو تمہیں اپنے دادا کا نہیں پتا۔"

"آہاں ماما انہیں اپنی پوتی کا نہیں پتا دیکھتی جائیں بس۔ میں نے اس دفعہ جو سوچا ہے اس میں ضرور کامیاب ہوں گی۔"عالیہ کو نا چاہتے ہوئے بھی اس کے انداز پر ہنسی آ گئی وشمہ مسکرا کر ان کے گلے لگ گئی

"ایسے ہی ہمیشہ مسکراتی رہیں اب آپ بابا کا وہ روپ دیکھیں گی جو آپ نے کبھی نہیں دیکھا اب ایک باپ بولے گا اور پتا ہے وقاص خان کی کمزوری کون ہے۔"عالیہ نے الجھ کر اسے دیکھا"دیان خان"

"وشمہ تم کیا چاہ رہی ہو۔"

"میری پیاری مورے آپ بس بابا کے ساتھ جائیں میری فکر مت کرنا میں بہت جلد آؤں گی۔۔۔ چلیں۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر باہر چلی آئی

"یہ لیں بابا آپ کی امانت آپ کے حوالے۔" اس نے عالیہ کا ہاتھ شاہ کے ہاتھ پر رکھا دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا وشمہ ایک ساتھ دونوں کے گلے لگ گئی۔

"عالیہ تم" آغاجان آگے بڑھنے لگے لیکن وشمہ نے انہیں روک دیا "نہیں آغاجان نہیں۔۔۔ آپ میری مورے کی خوشیاں اپنی دشمنی میں نہیں چھین سکتے اس لیے انہیں مت روکیے آپ لوگ جائیں بابا خیال رکھیے گا آپ دونوں اپنا۔" وہ باہر تک ان کے ساتھ آئی دیان گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس کے پاس آیا

"آج تم مجھے چڑیل نہیں لگی" وشمہ نے اسے گھورا. "کچھ اور لگی ہو" وہ شرارت سے بولا "کیا؟" "ایک آئی برو اٹھائی

"آج تم مجھے شیرنی لگی ہو." وہ مسکرا کر کہتا گاڑی میں بیٹھ گیا وشمہ نے مسکرا کر سر جھٹکا "ڈائن۔"

★★★★★★★★★★

حویلی کے سامنے گاڑی رکتے ہی سب باہر نکلے سوائے عالیہ کے۔ شاہ نے آکر گاڑی کا دروازہ کھولا

"شاہ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"کچھ نہیں ہو گا آؤ میرے ساتھ" انہوں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو عالیہ نے آہستہ سے اپنا ہاتھ شاہ کے ہاتھ پر رکھ دیا دیان نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا سب سے پہلے زنیرہ بیگم کی نظر شاہ اور عالیہ پر پڑی وہ ایک دم کھڑی ہوئیں باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئے شاہ عالیہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے سب کے سامنے آیا وقاص خان نے اخبار زور سے میز پر پھینکا اور کھڑے ہوئے

"شاہ زین خان تم کس سے پوچھ کر عالیہ کو گھر لے کر آئے ہو۔"

"مجھے اپنی بیوی کو گھر لانے کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ مضبوط لہجے میں بولے عالیہ نے نظر اٹھا کر شاہ کو دیکھا ("اب آپ بابا کا وہ روپ دیکھیں گی جو پہلے کبھی نہیں دیکھا اب ایک باپ بولے گا) سب لوگ اس وقت حال میں موجود تھے

"شاہ زین ابھی اور اسی وقت اسے جہاں سے لے کر آئے ہو واپس چھوڑ کر آؤ۔" وہ غصے سے بولے

"بسس اب میں آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گا آپ نے میرا بہت نقصان کیا ہے بابا

میری بیٹی کو مجھ سے دور رکھا عالیہ کو بلیک میل کیا کے اگر اس نے مجھے وشمہ کا بتایا تو آپ اسے طلاق دلوا دیں گے۔" سب نے حیرت سے وقاص خان کو دیکھا۔" کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے ایک باپ ہو کر آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ٹھیک ہے اس گھر میں اگر عالیہ نہیں رہے گی تو پھر میں بھی نہیں رہوں گا۔" شاہ عالیہ کا ہاتھ تھام کر پلٹ گئے دیان نے فوراً آگے بڑھ کر انہیں روکا

"نہیں چاچو آپ کہیں نہیں جائیں گے۔" وہ وقاص خان کے سامنے آیا

"دا جی آپ ایسا نہیں کر سکتے عالیہ چچی نے آپ کا کیا بگاڑا ہے۔ ان دونوں کو ساتھ رہنے کا حق ہے ماضی میں جو بھی ہوا اسے بھول جائیں ہماری قسمت اللہ لکھتا ہے پھوپھو کی شادی چچی کے بھائی سے نہیں ہوئی تو یہ اللہ کی مرضی تھی سب اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ گئے ہیں لیکن چاچو اور چاچی بے قصور ہوتے ہوئے بھی اب تک سزا کاٹ رہے ہیں پھوپھو اپنے گھر میں خوش تھیں۔ عمر انکل اپنے گھر میں خوش ہیں سب ٹھیک ہیں تو آپ اور آغا خان کیوں لڑائی کو بڑھا رہے ہیں۔" وہ انہیں سمجھاتے ہوئے بولا

"دیان تم اس معاملے سے دور رہو۔"

"نہیں میں دور نہیں رہوں گا اگر آپ چاچی کو حویلی سے نکالے گے تو میں بھی ان کے

ساتھ یہ حویلی چھوڑ دوں گا۔"

"دیان" انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا جو ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا

"چلیں چچی۔" وہ بھی ان کے ساتھ باہر کی جانب چل پڑا تبھی وقاص خان نے انہیں روکا دیان سے دوری کہاں برداشت تھی۔

"رک جاؤ۔۔۔۔ کوئی کہیں نہیں جائے گا۔" انہوں نے غصے سے مٹھیاں بھینچی اور اپنے کمرے میں چلے گئے

"عالیہ نے آنکھیں بند کی آنسو گال پر بہہ نکلے جسے شاہ نے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا نوال بھاگ کر عالیہ کے گلے لگ گئی

"چچی جان کیسی ہیں آپ میں نے آپ کو بہت یاد کیا۔"

"نوال چندا کتنی بڑی ہو گئی ہو۔" امل بھی آگے بڑھ کر ان سے ملی باری باری وہ سب سے ملی زنیرہ بیگم اور بی بی جان کے گلے لگ کر وہ کتنی ہی دیر آنسوں بہاتی رہی۔

بی بی جان اسے سامنے بٹھا کر وشمہ کا پوچھنے لگی اس کی باتیں اس کی عادتیں اس کی پسند نا پسند۔۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★

تین گھنٹے گزر گئے تھے اسے اپنے کمرے میں رہتے ہوئے کبھی وہ اٹھ کر چکر لگانے لگتی کبھی کشن گود میں رکھ کر بیٹھ جاتی وہ مسلسل سوچوں میں گم تھی تبھی رمشاء کمرے میں آئی

"ادھر آؤ بتاؤ باہر کے حالات۔" اس نے رمشاء کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا

"وشمہ آپی مجھے تو طوفان سے پہلے کی خاموشی لگ رہی ہے۔"

"آئے ہائے رمشاء اچھی خبر دے دیتی کوئی۔ پہلے ہی میں ڈری ہوئی ہوں۔" رمشاء نے منہ کھولے اسے دیکھا

"کیا ہے"

"یہ آپ ڈری ہوئی ہیں آغا جان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا فیصلہ سنایا کیسے ڈون کی طرح پھو پھو کا ہاتھ شاہ انکل کے ہاتھ میں دیا میں تو فین ہو گئی آپ کی۔"

"ہائے سچی۔" وشمہ نے خوشی سے اس کا ہاتھ پکڑا

"ہاں نا۔"

چلو پھر میرا آٹو گراف لو۔"

"وشہ آپی بی سیریس۔"

"رمشاء اب آغا جان کے سامنے کیسے جاؤں وہ مجھ سے ناراض ہیں۔"

"ناراض تو ہونا ہی ہے۔"

"میں ان کی ناراضگی نہیں برداشت کر سکتی۔" وہ دوبارہ کشن پکڑ کر بیٹھ گئی۔ دروازے پر دستک ہوئی اور ساتھ ہی اسفند اندر آیا

"اسفند لالہ"

"وشا کی بچی یہ تم نے کیا، کر دیا ہے۔" وہ آہستہ سے بولتا ان کے سامنے کرسی پر بیٹھا

"ایسا نا کہیں لالہ میں پہلے ہی ڈری بیٹھی ہوں۔" وہ روہانسی ہو گئی

"اچھا اچھا اب رومت دینا اب جا کر آغا جان سے بات کرو۔"

"نہیں نہیں میں اکیلی نہیں جاؤں گی اگر انہوں نے مجھے تھپڑ مار دیا تو۔"

"پاگل تمہیں آغا جان کبھی نہیں مار سکتے جاؤ اور جا کر بات کر وان سے۔" اسفند نے

اس کا حوصلہ بنایا پھر دونوں کی نظر رمشاء پر پڑی وہ نظریں جھکائے ڈوپٹہ انگلیوں میں مڑور رہی تھی

"تمہیں کیا ہوا ہے؟"اس نے نظریں اٹھائی وشمہ اور اسفند چونکے کیونکہ اس کی آنکھیں نم تھیں

"اوئے رمشا کیا ہوا ہے."

"وشا آپی آپ کچھ کرونا۔"

"کیا ہوا ہے۔"

"ارحم لالہ نے کل سے خود کو کمرے میں بند کیا ہوا ہے کچھ کھایا بھی نہیں ہے۔ مورے بہت پریشان ہیں ہم سب جانتے ہیں وہ میرب بھابھی سے کتنی محبت کرتے ہیں وہ ان کے بغیر نہیں رہ سکتے۔"وشمہ نے کچھ سوچتے ہوئے اسفند کو دیکھا اور پھر رمشاء کو

"میں دیکھتی ہوں تم بلکل پریشان مت ہو میں سب ٹھیک کر دوں گی۔"

ایک گھنٹے بعد وہ کھانے کی ٹرے پکڑے ارحم کے کمرے کے باہر کھڑی دستک دے

رہی تھی

"ارحم لالہ درواز کھولیں۔"

وہ کمرے میں اندھیرا کیے آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا تھا دستک پر سر اٹھایا وہ صدیوں کا تھکا ہوا لگ رہا تھا سر درد سے پھٹ رہا تھا وہ سست قدموں سے اٹھا لائٹ جلا کر دروازہ کھولا وشمہ کو اسے دیکھ کر دکھ ہوا

"کیا ہوا؟"

"پیچھے ہٹیں۔" وہ اسے ایک طرف کرتی اندر آگئی

"آئیں لالہ کھانا کھالیں میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے لیے بنایا ہے۔" اس نے گرما گرم کھانا اس کے لیے پلیٹ میں نکالا

"وشا مجھے بھوک نہیں ہے اسے لے جاؤ۔"

"ارے ایسے کیسے بھوک نہیں ہے میں نے بھی کل سے کچھ نہیں کھایا اور اس وقت تو مجھے لگ رہا ہے میں گر جاؤں گی۔" وہ اٹھ کر اس کے پاس آئی۔

"تم نے کیوں نہیں کھایا؟ پاگل ہو"

"آپ کھائیں گے تو میں کھاؤں گی نا" اس نے ضدی لہجے میں کہا

"پلیز وشا۔ میرا دل نہیں ہے۔"

"لالہ میرے خاطر پلیز۔۔۔۔۔ میرب بھابھی کی خاطر کھالیں۔" میرب کا نام سنتے ہی ارحم کے دل میں ٹیس سی اٹھی وشمہ نے نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا اور بیڈ پر بٹھایا اور پھر خود نوالہ بنا کر اس کے منہ کے سامنے کیا

"میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں لالہ میرب بھابھی ضرور اس گھر میں واپس آئیں گی میں انہیں یہاں لاؤں گی یہ وشمہ کا آپ سے وعدہ ہے۔" ارحم نے مسکرا کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا پھر دونوں نے مل کر کھانا کھایا دل تو نہیں تھا لیکن وہ اپنی بہن کا دل بھی نہیں توڑنا چاہتا تھا وشمہ کے جاتے ہی اس نے میرب کی جگہ کو دیکھا ارحم اس کے بال کھلوا دیتا تھا اس لیے کیچر وہی تکیے کے پاس پڑا تھا اس نے اس کی جگہ پر ہاتھ پھیرا میرب کا روتا ہوا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے آگیا "میرب ارحم کے بنا مر جائے گی" ارحم کی آنکھیں نم ہو گئیں اس نے رخ موڑا ڈریسنگ پر نظر پڑی تو وہ اٹھ کر ادھر آگیا میرب کی چوڑیاں، کاجل سب ویسے کا ویسا ہی پڑا تھا اس نے آہستہ سے چوڑیاں اٹھائیں

"ارحم آپ میرے لیے کچھ لائے ہیں نا جلدی سے دکھائیں کیا ہے۔"

"پہلے ادھر آ کر بیٹھو۔" ارحم نے اسے اپنے پاس صوفے پر بٹھایا اور ڈبہ کھولا

"چوڑیاں یہ تو بہت خوبصورت ہیں اور اتنی ساری ہیں۔" وہ آنکھوں میں ستائش لئے چوڑیوں کو دیکھ رہی تھی

"تمہیں اچھی لگی۔"

"بہت اچھی لگی لیکن مجھے تو پہننے کی عادت نہیں ہے شادی پر بھی ہلکی سی پہنی تھی۔"

"کوئی بات نہیں میں کچھ اور لے آؤں گا یہ تو بس ایسے ہی نظر پڑ گئی تو سوچا لے جاؤں۔" ارحم واپس رکھنے لگا لیکن میرب نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"کوئی بات نہیں عادت نہیں ہے تو کیا ہوا اپنے ارحم کے لیے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں چلیں پہنائے مجھے۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔

وہ واپس بیڈ پر آ کر لیٹ گیا آنسو تکیے میں جذب ہونے لگے

"کوئی کیوں نہیں سمجھتا ارحم اپنی میرب کے بغیر نہیں رہ سکتا۔" اس نے کروٹ بدل کر میرب کے تکیے پر ہاتھ رکھا

"میرب آ جاؤ نا پلیز آ جاؤ۔"

★★★★★★★★★

سب کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تھے وقاص خان نے اپنے کمرے میں ہی کھانا کھایا تھا یہ ان کی ناراضگی کا اعلان تھا عالیہ نے ضد کر کر کے سب کے لیے رات کا کھانا بنایا تھا شاہ نے تو کھانے کے ساتھ ایسا انصاف کیا کہ سب حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے کہ کیا یہ وہی شاہ ہے پہلے تو وہ چند نوالے لے کر ہی اٹھ جاتا تھا۔ بی بی جان بار بار عالیہ اور شاہ کی نظر اتار رہی تھیں نوال سب کے لیے چائے بنا رہی تھی تبھی عالیہ نے کچن میں آ کر اسے بلایا

"جی چچی جان."

"بیٹا میرب جاگ گئی؟" وہ جب سے آئی تھی میرب کے کمرے میں پانچ دفعہ چکر لگا چکی تھی

"چچی جان اب تو جاگ گئی ہوں گی اصل میں ان کی دوائی میں نیند کی گولی بھی ہے."

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن ایسی حالت میں ایسی دوائی دینا صحیح بھی تو نہیں ہے."

"جی چچی جان میں نے لالہ سے دوسری دوائیاں بھی منگوالی ہیں وہ بہت زیادہ سٹریس

لے رہی ہیں جوان کے لیے خطرناک ہے اور تو اور کھانا بھی نہیں کھا رہی ابھی بس ان کے پاس ہی جانے لگی تھی یہ سوپ بنایا ہے پی کر اچھا لگے لگا۔" اس نے سوپ کا پیالہ اور دودھ کا گلاس ٹرے میں رکھا عالیہ نے پیار سے اس کی پیشانی چومی

"خوش رہو آباد رہو لاؤ یہ مجھے دو میں اسے دیکھتی ہوں تو سب کو چائے دے آؤ۔" وہ ٹرے پکڑ کر میرب کے کمرے کی جانب بڑھ گئی

ایک ہاتھ سے دروازہ کھولا وہ کروٹ لیے لیٹی ہوئی تھی اندر آ کر ٹرے بیڈ کے ساتھ رکھے میز پر رکھی اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا وہ جو سوچوں میں گم تھی چونک کر سر اٹھایا۔

"پھوپھو جان آپ آ گئی ارحم۔۔۔ارحم آئیں ہیں۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی

"آرام سے۔۔۔۔۔یہ کیا حالت بنا لی ہے میرب بچے رنگ کتنا پیلا ہو رہا ہے۔" انہوں نے پیار سے اس کے بال پیچھے کیے

"پھوپھو ارحم نہیں آئے۔"

"ارحم بھی آ جائے گا۔"

"آپ مجھے ان کے پاس لے جائیں۔۔میں ان کے بنا نہیں رہ سکتی وہ بھی نہیں رہ سکتے مجھے پتا ہے۔" وہ رونے لگی

"چپ کرو چندا رونا بند کرو پہلے بتاؤ میرا یقین ہے نا(اس نے اثبات میں سر ہلایا) تم واپس ارحم کے پاس جاؤ گی ضرور جاؤ گی اب بلکل نہیں رونا ارحم کو پتا لگے گا کہ اس کی میرب ایسے رو رہی ہے۔۔۔اپنا خیال نہیں رکھ رہی، کھانا نہیں کھا رہی تو اسے دکھ ہو گا نا اس لیے اپنے ارحم کے لیے اپنے بچے کے لیے کھانا کھا لو اپنا خیال رکھو۔" وہ اسے پیار سے سمجھانے لگیں اور سوپ کا چمچ اس کے منہ کی طرف بڑھایا

"پتا نہیں ارحم نے کھانا کھایا ہو گا یا نہیں۔"

"میری وشا سے بات ہوئی ہے وہ خود ارحم کو کھانا کھلا کر آئی ہے اب تم بھی کھا لو میں صبح ارحم سے بات کرواؤں گی۔" تھوڑا سا سوپ پی کر ہی اس نے بس کر دیا نوال نے آ کر اسے دودھ کے ساتھ دوائیاں دیں

"چلو چندا اب سو جاؤ۔"

"آپ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائیں گی نا۔"

"نہیں میری جان میں ادھر ہی ہوں تم سو جاؤ۔" وہ اس کے بال سہلانے لگی جس سے وہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں چلی گئی اس کے اوپر اچھے سے کمبل ڈال کر وہ باہر آئی سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے وہ بھی اپنے اور شاہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی دروازہ کھولا تو کمرے میں مکمل اندھیرا تھا "کیا شاہ سو گئے." آہستہ سے کمرے کا دروازہ بند کر کے پلٹی تبھی کمرہ ایک دم روشن ہو گیا عالیہ کمرہ دیکھتے ساکت ہو گئی زمین پر دروازے سے بیڈ تک پھول بچھائے ہوئے تھے اور صوفے کے سامنے رکھے میز پر گلاب کے پھولوں سے دل بنا رکھا تھا اور شاہ اب کیک کے اوپر رکھی کینڈل جلا رہا تھا

"شاہ یہ سب" وہ حیرت سے شاہ کو دیکھنے لگی جو مسکرا کر اب اس کے سامنے آ چکا تھا۔

"یہ سب تمہارے آنے کی خوشی میں." شاہ نے عالیہ کے دونوں ہاتھ تھامے

"یہ سب اب۔" وہ ہچکچائی

"عالیہ اکیس سال ہم ایک دوسرے سے الگ رہے ہیں لیکن ہمارے دل ایک دوسرے کے لیے دھڑکے ہیں اب باقی کی زندگی کا ہر ایک پل ہم ساتھ جیے گے اور ہمارے دل ایک ساتھ دھڑکے گے۔" عالیہ اس کے گلے لگ گئی

"شاہ میں نے بہت یاد کیا آپ کو اگر اب بھی آپ نا آتے تو میں مر جاتی میرا صبر ختم

ہو رہا تھا میری امید ٹوٹ رہی تھی۔"

"مجھے معاف کر دو عالی جب تمہیں میری سب سے زیادہ ضرورت تھی تب میں تمہارے پاس نہیں تھا۔" عالیہ نے سر اٹھایا

"نہیں شاہ معافی مت مانگیں آپ کی یاد میرے ساتھ تھی اور پتا ہے وشمہ میرے لیے کسی انعام سے کم نہیں ہے ہو بہو آپ کی کاپی ہے اس کی پسند ناپسند مجھے تو لگتا تھا دوسرا شاہ میرے سامنے آگیا ہے." شاہ مسکرایا

"جب میں نے اسے پہلی دفعہ دیکھا تھا وہ نوال کے ساتھ کھیل رہی تھی اس کی ہنسی سنتے ہی مجھے تمہاری یاد آئی۔ اس کا ناراض ہونا، اس کا ہنسنا، مستی کرنا سب تم پر گیا ہے۔"

"ہاہاہا بی جی بھی یہی کہتی ہیں۔" نظریں اپنے ہاتھوں کی طرف جھکائیں جو شاہ کے ہاتھ میں تھے پھر سر اٹھایا

"شاہ"

"جی جانِ شاہ۔" عالیہ کی آنکھیں نم ہو گئیں

"مجھے معاف کر دیں میں ڈر گئی تھی اس لیے وشمہ کو دوبارہ آپ کے سامنے نہیں لائی

اور نا ہی اس کو آپ کا بتایا۔"

"بس عالی مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ہے مجھے میری بیٹی اور بیوی مل گئی میرے لیے یہی کافی ہے اب میں ماضی کو یاد بھی نہیں کرنا چاہتا آج سے میں اپنی نئی زندگی کی شروعات کرنا چاہتا ہوں جس میں تم میں اور ہماری بیٹی ہو گی۔" شاہ نے عالیہ کا سر اپنے سینے سے لگایا اور ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر کچھ نکالا عالیہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"چاکلیٹ" وہ چہکی شاہ نے مسکرا کر پیکٹ کھولا اور ایک ٹکرا عالیہ کو کھلایا عالیہ نے نم آنکھوں سے شاہ کو دیکھتے ہوئے چاکلیٹ کا ٹکرا توڑا اور اسے کھلایا۔ شاہ نے آہستہ سے عالیہ کے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔۔ اتنے سال بعد انہیں انکے صبر کا پھل مل گیا تھا۔۔۔ محبت کرنے والوں کا ملن ہو گیا تھا۔۔۔

ایک تم ایک میں

بس یہی تو ہے

عشق میرا، زندگی میری

★★★★★★★★★

صبح کا سورج سونے کی تھال سا چمکا تھا وشمہ جلدی جلدی بالوں کی چٹیا بنا کر اٹھی پھر ڈوپٹہ اٹھایا اور کمرے سے باہر آئی اب اس کا رخ آغا جان کے کمرے کی طرف تھا.

"کچھ نہیں ہوگا وشمہ بی سٹرانگ۔ آغا جان کچھ نہیں کہیں گے وہ تجھ سے پیار کرتے ہیں۔۔۔۔" وہ اپنے آپ کو حوصلہ دیتی آگے بڑھ رہی تھی۔ نازو چائے کی ٹرے تھامے ان کے کمرے میں جانے لگی

"نازو رکو یہ مجھے دو میں لے جاتی ہوں تم جاؤ۔" وہ ٹرے پکڑ کر اندر آ گئی عمر خان آغا خان کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور بی جان اور آمنہ بیگم بیڈ پر بیٹھی تھیں سب نے نظر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا آغا خان نے رخ پھیر لیا جس سے وشمہ کی آنکھیں نم ہو گئیں اس نے باری باری سب کو چائے دی پھر آغا خان کے سامنے کپ کیا

"آغا جان" آغا خان نے کوئی جواب نہیں دیا وہ کچھ دیر انہیں دیکھتی رہی پھر کپ میز پر رکھ کر ان کے قدموں میں بیٹھ کر سر ان کی گود میں رکھ دیا اور رونے لگی ’’آغا جان مجھ سے ناراض مت ہوئیں آپ کی وشہ آپ کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی مجھے معاف کر دیں آغا جان لیکن میں اپنی ماں کو دکھی نہیں دیکھ سکتی ان کی خوشی بابا سے ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Blogs|Poetry|Interview

پلیز مجھے معاف کر دیں آپ نے مجھے باپ کا پیار دیا ہے آپ میرے سب کچھ ہیں۔۔۔۔۔ خدا کے لیے اپنی وشا سے منہ نا موڑیں۔۔۔۔۔ میں کچھ دنوں میں بابا کے پاس چلی جاؤں گی لیکن میں آپ کو ناراض کر کے نہیں جانا چاہتی مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔۔" وہ ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی وشمہ حویلی کی لاڈلی بچی تھی اور حساس بھی حد سے زیادہ تھی۔ آغا خان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس نے سر اٹھایا ان کی آنکھیں بھی نم تھیں۔

"میں نے کہا تھا میں اپنی بچی کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا پھر کیوں رو رہی ہو کیا میں اپنی جان سے منہ موڑ سکتا ہوں پگلی تم تو میرے جینے کی وجہ ہو تمہاری ہنسی سے میں جیتا ہوں۔" انہوں نے اس کے سر پر پیار کیا وہ زور سے ان کے گلے لگ گئی عمر خان نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"آغا جان آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں؟"

"نہیں۔۔۔۔۔ وشمہ میں نے کبھی بھی عالیہ کو شاہ سے دور نہیں کرنا چاہا لیکن بیٹا وقاص خان غصے کا بہت تیز ہے وہ اپنی انا اور غرور کو کبھی نہیں جھکائے گا۔"

"آغا جان آپ بلکل فکر مت کریں اب سب ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے انکا ہاتھ دبایا

"آغا جان میرب بھابھی کو لے آئیں ارحم لالہ اور بھابھی کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

"غصے میں مجھ سے بہت غلط فیصلہ ہو گیا لیکن وقاص خان کبھی اسے اس حویلی میں نہیں بھیجے گا۔"

"آغا جان یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں میں دیکھ لوں گی بس آپ مجھے اجازت دے دیں."

"ٹھیک ہے لیکن اگر اس نے تمہیں کسی بھی قسم کی تکلیف دی تو میں چپ نہیں رہوں گا۔"

"بے فکر رہیں وشمہ کو کوئی کچھ کہہ سکتا ہے بھلا۔"

"بلکل نہیں میری بچی کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

★★★★★★★★★

"کیا مزے دار خوشبو آ رہی ہے چچی جان آپ نے تو مجھے اتنے مزے مزے کے کھانے کھلا کر موٹا کر دینا ہے۔" بلیو جینز پر براؤن شرٹ اوپر کالی لیدر کی جیکٹ پہنے دیان شاہ زین کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا۔

"یہ لو کھاؤ گے تو انگلیاں چاٹتے رہ جاؤ گے۔ میری عالی اتنے مزے کے پراٹے بناتی

ہے۔" شاہ نے آلو کا پراٹھا اس کی پلیٹ میں رکھا

"بی بی جان نے مسکراتے ہوئے اس کی نظر اتاری۔" اتنے سالوں بعد گھر میں پھر سے رونق لگ گئی تھی۔

"میری تعریفیں بعد میں کیجئے گا جلدی سے ناشتہ کریں۔" عالیہ کچن سے چائے لاتے ہوئے بولی وقاص خان جونہی کھانے کی میز پر آئے عالیہ کے مسکراتے لب سکڑے جسے دیان نے نوٹ کیا وہ خاموشی سے آکر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے عالیہ ان کی چائے لے کر بڑھنے لگی تھی تبھی وہ سنجیدگی سے بولے

"زنیرہ مجھے ناشتہ دو۔"

"جی بابا۔" زنیرہ بیگم نے عالیہ کو آنکھوں سے اشارہ کیا اور ان کے ہاتھ سے چائے لے لی

"عالیہ آؤ تم بھی بیٹھو۔" بی بی جان نے کہا تو وہ شاہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی جونہی وہ بیٹھی وقاص خان اٹھ گئے

"ذوالفقار میں زمینوں پر جا رہا ہوں تم بھی دفتر سے ادھر ہی آجانا۔" یہ کہہ کر وہ باہر

چلے گئے عالیہ کی آنکھیں نم ہو گئیں

"ارے چچی یہ کیا آپ نے ابھی تک کچھ نہیں لیا اکیلے مجھے موٹا نہیں ہونا یہ لیں۔

"دیان نے اٹھ کر عالیہ کی پلیٹ میں پراٹھا رکھا تو وہ مسکرائی۔۔۔۔۔۔۔

"چچی جان وشمہ کب آئی گی؟"نوال نے پوچھا

"کہہ رہی تھی جلدی ہی آجائے گی اصل میں آغا جان کی لاڈلی ہے نا۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا اب وہ کیا بتاتی وشمہ اس حویلی میں سب سے ناراض ہے دیان نے بغور ان کا چہرہ دیکھا پھر اٹھ گیا

"چچی بہت مزا آیا دل تو کر رہا ہے آپ کے ہاتھ چوم لوں۔"وہ ان کی طرف آیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگایا عالیہ نے مسکرا کر اس کے سر پر پیار کیا

"خوش رہو۔"

"چچی آپ کا فون مل سکتا ہے۔"وہ آہستہ سے پوچھنے لگا

"ہاں کمرے میں ہے۔"

"وشمہ کا نمبر چاہیے میرب کی بات کروانی ہے ارحم سے۔"عالیہ مسکرائی

"اچھا" وہ چلا گیا تو شاہ عالیہ کی طرف جھکا

"دیکھو لو لاڈ صاحب کو۔۔۔۔۔ نمبر لینے کا نیا طریقہ۔"

"ہاہاہا۔۔۔ شاہ بس کر دیں۔"

"جو میں نے کہا ہے وہ ایک سو ایک فیصد درست ہے بچپن سے میرے قریب رہا ہے اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ اب تم بتاؤ۔" وہ دونوں آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"میں نے کب انکار کیا ہے آپ کی بیٹی ہے آپ کا جو بھی فیصلہ ہو گا منظور ہے مجھے۔ دیان بھی میرا بچہ ہے مجھے کیا مسئلہ ہونا بلکہ وشا تو خوش قسمت ہو گی اگر اس کو دیان کا ساتھ مل جائے گا۔ شہزادہ ہے دیان۔"

"لیکن میری بیٹی آ کیوں نہیں رہی۔"

"شاہ اسے کچھ وقت دیں اس کے لیے آغا جان اور اس حویلی کو چھوڑنا آسان نہیں ہے۔"

"ہمم چلو میرا ناشتہ تو ہو گیا۔ شام کو ملاقات ہو گی اللہ حافظ۔" وہ اٹھ کر بی بی جان کے

سامنے آکر جھکا تو انہوں نے ڈھیروں دعائیں دے کر اسے رخصت کیا۔ دیان نے فون کان سے لگایا بیل جارہی تھی

"وشمہ آپی آپ کا فون آرہا ہے۔" رمشاء نے بتایا۔ وشمہ اسفند کے ساتھ بیٹھی لیپ ٹاپ پر کام کررہی تھی

"یہ لیں لالہ میں دو منٹ میں آئی۔" وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی رمشاء نے فون اسے پکڑایا اور خود باہر چلی گئ

"اسلام علیکم! کون؟" وشمہ کی آواز سنتے ہی دل زور کا دھڑکا۔۔۔۔۔۔۔لب مسکرا اٹھے

"وعلیکم اسلام"

"کون بات کررہا ہے؟"

"ایک بہت ہی ہینڈ سم لڑکا جو ایک چڑیل سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

"دیان خان۔"

"جی دیان خان۔۔۔۔مان لو ہنڈ سم لڑکا ایک ہی ہے۔"

"میں ایک ہی لڑکے کو جانتی ہوں جو خوش فہمی کا شکار ہے اور وہ صرف دیان خان ہے۔"

"ہونہہ سچائی لڑکیوں کو ویسے بھی برداشت نہیں ہوتی۔"

"سچائی کون سی سچائی میں نے تمہیں تمہاری سچائی بتائی ہے جو تمہیں برداشت نہیں ہو رہی۔"

"یہ تو میں جانتا ہوں یہ جھوٹ ہے۔" وشمہ نے رخ بدلہ "اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم بہت ہینڈ سم ہو" اس نے دل میں کہا نظر سامنے شیشے میں موجود اپنے عکس پر گئی اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی وہ فوراً سیدھی ہوئی "استغفر اللہ وشمہ توبہ توبہ کیا سوچ رہی۔۔۔"

"کام کی بات کرو کیوں فون کیا ہے۔"

"تم حویلی کیوں نہیں آرہی۔"

"میری مرضی۔"

"وشمہ میں جانتا ہوں تم ہم سب سے ناراض ہو۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"ایسی ہی بات ہے مجھ سے اس لیے بات کرتی ہو کہ میں تمہارا دوست ہوں حویلی کے فرد کی حیثیت سے تم مجھ سے بھی ناراض ہو۔" وشمہ چونکی وہ کیسے اسے جان گیا تھا

"سب تمہارا پوچھتے ہیں دل کو صاف کرو اور ادھر آجاؤ چاچو بھی تمہیں یاد کر رہے ہیں۔"

"دیان میں اپنے فیصلے خود کرتی ہوں اور ابھی میں اس حویلی میں نہیں آنا چاہتی۔" اس نے دوٹوک انداز میں کہا

"جیسے تمہاری مرضی لیکن ایک بات کہوں۔"

"کہو"

"میری طرف سے اپنا دل صاف کر لو پلیز۔" وشمہ کے دل کو کچھ ہوا

"میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔"

"جھوٹ میں جانتا ہوں تم ناراض ہو خیر یہ بتاؤ ارحم گھر میں ہے"۔

"نہیں"

"اچھا پھر بات ہو گی اللہ حافظ۔" اس نے فون بند کر دیا۔ وشمہ سکرین کو دیکھنے لگی دیان کا سنجیدہ لہجہ اسے عجیب لگا تھا اس نے میسج ٹائم کیا

"دیان خان ارف ڈائن میں تم سے ناراض نہیں ہوں اب۔" جواب فوراً آیا

"کھاؤ قسم۔"

"مر ور گئی تو۔"

"وشمہ"

"جی"

"مرنے کی بات مت کیا کرو۔"

"او کے نہیں کروں گی۔ مجھے کام ہے میرے بابا اور ماما کا خیال رکھنا اللہ حافظ"۔

★★★★★★★★★★

آنکھوں سے دور سہی

پر تم ہو۔۔۔

سانسوں میں۔۔۔۔۔

ہر دھڑکن میں۔۔۔

میرے جینے کی ہر وجہ میں۔۔۔۔۔

"ارحم!" اس نے سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ آواز پر رک گیا

"مورے آپ سوئی نہیں۔" وہ زنیرہ بیگم کے پاس آیا

"بیٹا کیا حالت کی ہوئی ہے اپنی۔ نا کھانے کا ہوش ہے نا سونے جاگنے کا کوئی پتا ہے۔ صبح جلدی چلے جاتے ہو آدھی رات کو گھر آتے ہو میں نہیں دیکھ سکتی تمہیں ایسے بیٹا۔" ان کی آواز بھیگ گئ

"مورے میں ٹھیک ہوں آج کل کام زیادہ ہے نا اس لیے دیر ہو جاتی ہے آپ پریشان مت ہوا کریں۔"

"ماں ہوں تمہاری اچھے سے جانتی ہوں سب۔ جاؤ منہ ہاتھ دھو آؤ میں کھانا لاتی ہوں۔"

"نہیں مورے بھوک نہیں ہے۔ دوپہر میں دیر سے کھانا کھایا تھا۔ کافی رات ہو گئی ہے آپ سو جائیں۔" وہ اپنے کمرے میں آ گیا خالی کمرا دیکھتے ہی درد کی لہر اٹھی وہ اسی تنہائی سے بھاگنے کے لیے گھر دیر سے آتا تھا لیکن اب شاید تنہائی ہی اس کا مقدر تھی اتنے دن ہو گئے تھے میرب سے جدا ہوئے اسے ایسے لگ رہا تھا زندگی ہی چھین لی گئی ہے اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★

وہ کروٹیں بدل بدل کر تھک گئی تھی دل بے چین تھا۔۔۔۔۔۔۔ دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ چہرہ پسینے سے تر تھا۔

"ارحم میرب آپ کے بنا نہیں رہ سکتی۔" اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا

"مجھے آپ کی دھڑکن سننے کی عادت ہو گئی ہے مجھے اپنے سینے سے لگا لیں ارحم۔۔۔۔ آ جائیں نا۔" وہ رونے لگی

اتنے دنوں سے وہ نیند کی گولیوں کی وجہ سے سو جاتی تھی لیکن اب ڈاکٹر نے اس کی کنڈیشن کو دیکھتے ہوئے نیند کی گولی منع کر دی تھی رات کو وہ دوائی لیے بنا ہی سو گئی تھی۔ عالیہ نے ارحم سے بات کروانے کی کوشش کی تھی لیکن بی بی جان نے منع کر دیا

کہ ایسے وہ زیادہ بیمار پڑ جائے گی۔۔۔۔ صحیح ہی کہا تھا ارحم کی آواز سے اسے زیادہ تکلیف ہی ہوتی۔ وہ گھومتے سر کو تھامتے ہوئے اٹھی امل اس کے ساتھ سوتی تھی لیکن اپنی اسائمنٹ بنانے کے لیے آج وہ اپنے کمرے میں تھی۔

"میرب نے ڈوپٹہ گلے میں ڈالا اور بغیر جوتے پہنے کمرے سے باہر آ گئی سر چکرا رہا تھا وہ عالیہ بیگم کے پاس جانا چاہتی تھی ان کا کمرہ نیچے تھا اس نے گرل کو پکڑ کر پاؤں سیڑھی پر رکھنے کے لیے اٹھایا لیکن سر چکرانے کی وجہ سے اسے سب دھندلا نظر آ رہا تھا وہ گرنے لگی تھی تبھی دیان نے اسے پکڑا

Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

"میرب یہاں کیا کر رہی ہو؟ ابھی گر جاتی" دیان اسے سہارا دے کر واپس کمرے میں لایا

"کمرے میں گھبراہٹ ہو رہی تھی۔" وہ بیڈ پر بیٹھ گئی

"یہ لو پانی پیو۔" دیان نے گلاس اسے پکڑایا

"دیان پلیز میری ارحم سے بات کروا دو پلیز۔۔۔۔ میں مر جاؤں گی ارحم کے بنا مجھے اس کی آواز سنا دو۔۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر التجا کرنے لگی

"میرب اتنی ٹھنڈی ہو رہی ہو میں نوال آپی کو بلاتا ہوں۔ "

"نہیں۔۔۔۔۔ میری بس ارحم سے بات کروادو۔ "وہ سر تھام کر رونے لگی دیان ایک دم پریشان ہو گیا میرب کی حالت خراب ہو رہی تھی۔

"اچھا اچھا رونا بند کرو میں کرواتا ہوں۔ "اس نے جیب سے موبائل نکالا اور وشمہ کو کال ملائی دوسری طرف وہ ساری زمینیں بیچ کر سو رہی تھی لیکن مسلسل بجتے فون سے اس کی آنکھ کھل گئی ہاتھ مار کر فون اٹھایا اور کان سے لگایا

"کیا مصیبت ہے۔ "نیند سے بھرا لہجا

"اٹھو اور فوراً سے ارحم کے کمرے میں جاؤ. "

"ڈائن تمھیں میرا نمبر کس نے دیا ہے میرے نیندیں خراب کرتے ہو۔ "

"تم نے بھی تو میری نیندیں چرائی ہیں۔ "

"کیا"

"کچھ نہیں میرب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس نے ارحم سے بات کرنی ہے جلدی سے ارحم کے کمرے میں جاؤ۔ "

"اچھا اچھا جا رہی ہوں۔" وہ فوراً سے شال لپیٹ کر اٹھی اور ارحم کے کمرے کی طرف بھاگی

"ارحم لالہ دروازہ کھولیں۔" آہستہ سے دستک دی وہ جاگ رہا تھا اس لیے جلد ہی دروازہ کھول دیا

"کیا ہوا خیریت؟"

"میری بات آرام سے سنیں آپ نے میرب بھابھی کو سنبھالنا ہے۔" ارحم نے ناسمجھی سے اسے دیکھا

"بھابھی آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں ان کی طبیعت خراب ہو رہی ہے آپ نے ہمت سے کام لینا ہے لالہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وشمہ فون اسے پکڑا کر اپنے کمرے میں چلی گئی دوسری طرف دیان نے میرب کو فون دیا۔

"میں کچھ دیر بعد چچی کو بھیجتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ دروازہ بند کر کے چلا گیا میرب نے فون کان سے لگا یا دونوں طرف خاموشی تھی۔۔۔۔ گہری خاموشی۔۔۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے میرب کی سسکیاں گونجنے لگی آنسو ارحم کے گال بھگونے لگے "میرب!" آواز

ابھری میرب کی ہچکیاں بندھ گئی ''ارحم۔۔۔ارحم۔۔۔'' یہ نام نہیں تھا یہ زندگی کی نوید تھی۔

''یہ کیا بات ہوئی میرب تم رو رہی ہو اپنا وعدہ توڑ دیا تم نے۔۔۔۔۔۔ مجھ سے وعدہ کیا تھا کبھی نہیں رو گی'' آواز کانپی

''ارحم آپ کی میرب آپ کے بنا مر جائے گی مجھے لے جائیں ارحم مجھے اپنے سینے میں چھپا لیں مجھے اپنی دھڑکن سنائیں۔'' وہ التجا کرنے لگی ارحم نے منہ پر ہاتھ رکھا ''تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی میرب اس ننی سی جان کے بارے میں بھی تو سوچنا ہے نا۔۔۔اب رونا بند کرو شاباش جلدی سے آنسو صاف کرو۔'' میرب نے کسے بچے کی طرح فوراً آنسو صاف کیے

''اب اٹھ کر ٹیرس پر جاؤ۔'' وہ آہستہ سے اٹھ کر ٹیرس پر آ گئی ''اب آنکھیں بند کر کے لمبا لمبا سانس لو۔۔۔۔۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہی ہوں۔'' جیسے جیسے ارحم کہتا گیا وہ کرتی گئی اُسے لگا ارحم اس کے ساتھ کھڑا ہے ''میرب''

''جی'' آنکھیں ہنوز بند تھیں

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

"اب اگر روئی یا اپنی طبیعت خراب کی تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔"

"نہیں ارحم میں اپنا خیال رکھوں گی لیکن ارحم میں کیا کروں آپ کے بغیر دل بند ہوتا محسوس ہوتا ہے۔" آنسوں ٹوٹ کر گرے

"میں تمہیں بہت جلد لے جاؤں گا۔"

"پکا نا" بہت سے آنسوؤں کا گلا گھونٹ کر وہ بولا "پکا"

"میرب بچے ٹھنڈ لگ جائے گی اندر آؤ۔" عالیہ کی آواز پر وہ پلٹی

"چلو میرب اب سو جاؤ۔ اپنا خیال رکھنا اچھا میرے لیے۔۔۔۔۔۔ میری میرب جیسی تھی مجھے ویسی ہی ہنستی ہوئی دکھنی چاہیے سمجھی."

"ارحم" پکار میں درد تھا

"میرب میری جان سو جاؤ۔ آرام کرو اتنی دیر تک جاگنا صحیح نہیں ہے جاؤ اللہ حافظ اور رونا بلکل نہیں ہے۔" اس نے جلدی سے فون بند کر دیا میرب فون کو کان سے لگائے کھڑی رہی

"میرب چندا آؤ اب سو جاؤ صبح میں باغ میں لے جاؤں گی کمرے میں بیٹھی بیٹھی تو اور بیمار

ہو جاؤ گی۔" وہ اسے تھام کر کمرے میں لے آئی اور اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی "ارحم ٹھیک ہے"

"جی" وہ اس سے باتیں کرنے لگی

دوسری طرف ارحم فون بند کرتے ہی بیڈ پر ڈھے سا گیا میرب کی روتی ہوئی آواز اسے بے چین کر گئی تھی۔

★★★★★★★★★

وہ دروازے پر دستک دے کر اندر آیا

"چاچو آپ نے بلایا؟"

"ہاں آؤ دیان۔" وہ انکے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا عالیہ الماری میں کپڑے رکھ رہی تھی

"عالی آجاؤ۔" شاہ نے بلایا تو وہ دیان کے ساتھ بیٹھ گئی

"کیا ہوا چاچو خیریت"

"ہاں ہاں خیریت ہے تم بتاؤ کہی جا رہے تھے۔"

'جی۔ بابا نے فیکٹری کا چکر لگانے کے لیے کہا تھا وہ شہر گئے ہیں۔"

"اچھا۔ دیان میں تم سے وشمہ کا نہیں تمہارا باپ بن کر کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"کیا بات ہے چاچو۔"

"تم وشمہ کو پسند کرتے ہو۔" دیان چونکا

"میری وجہ سے جھجکنا مت بتاؤ جو بھی دل میں ہے۔" اس نے سر جھکایا

"جی چاچو مجھے وشمہ اچھی لگتی ہے۔" عالیہ اور شاہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے

"اگر اپنی پرنسس تمہارے حوالے کر دوں تو خیال رکھو گے اس کا۔" دیان نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا

"چاچو"

"میری وشا بہت لاڈ میں پلی ہے اور میں نے تمہاری آنکھوں میں اس کے لیے محبت دیکھی ہے تمہاری اس کی فکر کرنا اس کو روتا دیکھ کر بے چین ہونا ہماری آنکھوں سے چھپا نہیں ہے۔" عالیہ مسکراتے ہوئے بولی تو دیان سر جھکا گیا

"لیکن وشمہ۔"

"وشمہ میری بات کبھی نہیں ٹالے گی۔" عالیہ نے اس کے سر پر پیار کیا

"لیکن شاہ بابا کو کیسے منائیں گے۔" عالیہ فکر مند ہوئی

"ان کو میں مناؤں گا۔" دیان بولا تو شاہ نے اسے دیکھا

"بس تم فکر ہی نا کرو اب...... بابا کا لاڈلا ہے یہ۔"

"چاچو، چچی جان تھینک یو سو مچ۔" اس نے مسکراتے ہوئے عالیہ کا ہاتھ پکڑا

"چلیں شام کو ملاقات ہوتی ہے اللہ حافظ۔" وہ مسکراتا ہوا باہر نکل گیا اس کی دھڑکن ایک ہی نام کا ورد کرنے لگی

وشمہ۔۔۔وشمہ۔۔۔وشمہ

"آج ہی میں وشمہ سے بات کرتی ہوں۔"

"عالی یہ کچھ زیادہ جلدی نہیں ہو جائے گا وشمہ کہیں ناراض ہی نا ہو جائے۔"

"نہیں ہو گی ناراض۔ اچھا ہے نا ہمارا فرض ادا ہو جائے گا اور کون سا وہ ہم سے دور جائے گی یہیں ہماری آنکھوں کے سامنے ہی رہے گی۔"

"ہاں یہ تو ہے چلو تم تیار ہو جانا شام میں چلیں گے۔ "

"ٹھیک ہے۔ ۔ ۔ ۔ ایک اور بات بابا سے میرب کی بات کریں ناوہ بہت بیمار رہنے لگی ہے۔ ارحم کے بغیر نہیں رہ سکتی وہ۔ "

"تم پریشان مت ہو۔ میں نے زلفقار لالہ سے بات کی ہے۔ میری بات تو بابا نہیں سنیں گے "وہ جانے کے لیے اٹھ گئے.

★★★★★★★★★

" رمشا میری آنکھیں۔ "وشمہ نے پورے کچن کو سر پر اٹھایا ہوا تھا آج اس پر کھانا بنانے کا بھوت سوار تھا

"وشمہ آپی تو آپ کو کس نے کہا ہے پیاز کاٹیں۔ ۔ ۔ ۔ نازو کو دے دیں وہ کاٹ دے گی۔ "رمشا لاؤنج سے ہی بولی وشمہ نے پیاز نازو کے حوالے کیے

"نازو تمہیں ایک سو ایک توپوں کی سلامی یہ لو۔ "وہ پیاز نازو کے حوالے کر کے لاؤنج میں رمشاء کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی

"ہائے میری آنکھیں۔ "

"وشا رگڑو نہیں ٹھیک ہو جائیں گی کچھ دیر میں ۔"

"وشا آپی میں نے ایک پوسٹ دیکھی تھی فیس بک پر کہ اگر ہیلمٹ پہن کر پیاز کاٹو تو آنکھوں میں جلن نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔ہے تو فنی لیکن کام کی بات ہے۔" وہ ہنستے ہوئے بتانے لگی

رمشاء کی بات پر وشمہ کو بھی ہنسی آگئی "ہاں ویسے اچھا ٹوٹکا ہے۔"

"چپ کرو کام چور لڑکیاں۔" بی جی گھور کر بولی

"شرم کرو کچھ۔۔۔۔۔۔لڑکیاں ہو نازک بننے کی ضرورت نہیں ہے اگلے گھر جا کر ایسی حرکتیں کرو گی تو سسرال والے ہمیں کوسیں گے کہ بڑوں نے کچھ نہیں سیکھایا عجیب مخلوق کی بیٹیاں دے دی ہیں ہمیں." بی جی کی بات پر وہ دونوں ہنسنے لگیں وشمہ کو ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا حویلی میں ایک ساتھ داخل ہوتے شاہ اور عالیہ مسکرائے

"یہ بھی تمہاری طرح ہنسی میں بے حال ہو جاتی ہے۔" شاہ عالیہ کو دیکھ کر بولے تو انہوں نے مسکراتے ہوئے سر جھکا دیا

"اسلام علیکم" شاہ نے سلام کیا تو سب ان کی طرف متوجہ ہوئے

"بابا" وشمہ بھاگ کر شاہ کے گلے لگ گئی

"کیسی ہے میری بیٹی؟"

"میں بلکل ٹھیک. آپ دونوں کیسے ہیں؟" وہ عالیہ سے گلے ملی

"ہم بھی بلکل ٹھیک لیکن میں ناراض ہوں اپنی بیٹی سے۔" شاہ بی جی سے مل کر صوفے پر بیٹھ کر بولے تو وشمہ فوراًا نکے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے سامنے بیٹھی

"کیوں بابا میں نے تو کچھ نہیں کیا" شاہ کو اس پر جی بھر کر پیار آیا اس نے ہاتھ پکڑ کر وشمہ کو اپنے پاس بٹھایا

"گھر کیوں نہیں آ رہی"

"بابا آجاؤ گی کچھ دنوں میں۔" وہ ان کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھی گئی عالیہ نم آنکھوں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی بی جی نے اس کا ہاتھ ہلکا سا دبایا تو وہ انہیں دیکھ کر مسکرائی "اللہ بہت رحیم ہے میری بچی."

"بے شک۔" وہ ان کے گلے لگ گئی آمنہ بیگم چائے بنانے کچن میں جا چکی تھی

"آغا جان، لالہ، ارحم، اسفند سب کیسے ہیں؟"

"ہم سب ٹھیک ہیں۔ میرب کیسی ہے اس کی طبیعت ٹھیک ہے؟"

"جی بی جی بس دعا کیا کریں." وہ اب انہیں کیا بتاتی میرب کی ہر سانس ارحم کو پکارتی ہے

آمنہ نے رمشاء کے ساتھ مل کر چائے اور کھانے کی اشیاء میز پر رکھی وشمہ شاہ سے باتوں میں مگن تھی اپنی کالج کی باتیں۔۔۔۔۔۔ پتا نہیں کون کون سے قصے۔۔۔۔ شاہ پوری توجہ سے اس کی باتیں سن رہے تھے وشمہ کا ایک ہاتھ انکی گرفت میں تھا.

تیری معصوم اداؤں کو دعا دیتا ہوں

آ تجھے اپنی بانہوں میں چھپا لیتا ہوں

میری ننھی سی کلی تجھ پہ آئے نہ خزاں

تیری آنکھوں میں رہیں عمر بھر خوشیاں جواں

تجھ پہ چھائے نہ کبھی درد کا موسم کوئی

تیرے گلشن میں رہے مہکی بہاروں کا سماں

تجھ کو احساس کے پھولوں سے سجا دیتا ہوں

آ تجھے اپنی بانہوں میں چھپا لیتا ہوں

تیری خاطر تو میں غم اپنے بھلا دیتا ہوں

آ تجھے اپنی بانہوں میں چھپا لیتا ہوں

عصر کی نماز کے بعد وہ تینوں باہر لان میں آ گئے آمنہ بیگم بی جی کو دوائی دینے گئیں تھیں

"وشمہ"

"جی مورے"

"بیٹا ہم نے آپ سے بات کرنی ہے۔ "

"جی مورے کریں نا۔ "

"وشمہ آپ ایسے تو گھر آ نہیں رہی تو ہم نے ایک اور طریقہ سوچا ہے اب" شاہ

مسکراتے ہوئے بولے

"کون سا"

"دیان بہت اچھا بچہ ہے۔ ہم چاچا بھتیجا کم اور جگری یار زیادہ ہیں۔" وشمہ ان کی بات سمجھ گئی

"بابا"

"ہوگا وہی جو میری بیٹی چاہے گی یہ تو بس تمہاری مورے اور میری خواہش ہے۔

"وشمہ کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا وہ کیا کہے

"بابا ابھی سارے حالات آپ کے سامنے ہیں دا جی مجھے اپنائے گے یا۔۔۔"

"تم میری بیٹی ہو کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا تم سوچ لو کوئی زبردستی نہیں ہے۔ ہوگا وہی جو میری بیٹی چاہے گی۔" انہوں نے اس کی گال پر ہاتھ رکھا

"میں آپ کو سوچ کر بتا دوں؟"

"ہاں ہاں کوئی جلدی نہیں ہے۔"

"کیا باتیں ہو رہی ہیں تینوں کے درمیان۔" بی جی آمنہ کا ہاتھ تھام کر ان کے پاس آکر

بیٹھیں پھر سب باتوں میں لگ گئے لیکن وشمہ کا دماغ کہی اور ہی تھا۔

★★★★★★★★★

"چھوٹے خان مجھے معاف کر دیں میں مجبور ہو گیا تھا لیکن قسم خدا کی میں نے آج تک رقم استعمال نہیں کی۔" دیان نے غصے سے مٹھیاں بھینچی

"تم نے ان کا ساتھ دیا ہے جب تمہیں پتا تھا فیکٹری کے مال میں گھپلا ہو رہا ہے تو کیوں داجی کو نہیں بتایا اتنے سال سے رقم غائب ہو رہی ہے۔" ذلفقار صاحب وقاص خان کے ساتھ شہر گئے ہوئے تھے اس لیے آج دیان فیکٹری آیا تھا اور فیکٹری کے سارے کھاتے دیکھنے کے بعد اس نے وقاص خان کے ملازم کو اپنے پاس بلایا۔ فیکٹری کے مال میں گھپلا ہو رہا تھا اکاؤنٹس سے بھاری رقم غائب تھی۔ ابھی وہ ملازم سے بات کر رہا تھا کہ وقاص خان اور ذلفقار صاحب کمرے میں آئے "کیا ہوا دیان ایسے اچانک تم نے بلایا خیریت ہے؟" دیان ان کو ساری بات بتانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

"اسی وقت دونوں کو یہاں لے کر آؤ۔" وقاص خان غصے سے بولے ملازم فوراً باہر بھاگا پانچ منٹ بعد سلمان اور عاصف کمرے میں داخل ہوئے

"کیا ہوا خان صاحب۔" وقاص خان غصے سے اٹھے اور زوردار تھپڑ ان کے منہ پر دے

مارے اس اچانک افتاد پر وہ بوکھلا گئے دیان نے فوراً آگے بڑھ کر وقاص خان کو پیچھے کیا

"نمک حرام کیا کچھ نہیں دیا میں نے تم لوگوں کو پھر بھی جس تھالی میں کھایا اس میں چھید کر دیا۔"

"خان صاحب کیا ہوا ہے۔"

"بکواس بند کرو مال میں گھپلے کرتے رہے ہو اور پیسوں کی لین دین میں بھی مجھے دھوکہ دیتے رہے ہو میں نے تم لوگوں پر بھروسہ کیا اور تم لوگوں نے یہ صلہ دیا ہے۔" وہ دھاڑے

"داجی آرام سے آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔" دیان نے کہا

"نکل جاؤ تم دونوں یہاں سے اور اب کبھی بھی یہاں نظر مت آنا۔" وہ دونوں باہر نکل گئے

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا "وقاص خان ان تھپڑوں کا حساب تمہیں دینا ہو گا."

★★★★★★★★★★

شاہ اور عالیہ کچھ دیر بیٹھ کر چلے گئے تھے ان کے جاتے ہی وشمہ اپنے کمرے میں آگئی اس کا ذہن شاہ اور عالیہ کی باتوں میں ہی گم تھا وہ دیان اور اپنی پہلی ملاقات کے بارے میں سوچنے لگی "میرا ہاتھ پکڑو وشمہ بارش سے پھسلن ہو رہی ہے گر جاؤ گی۔۔۔۔۔ اب میرے پیچھے چلو جہاں جہاں میں قدم رکھ رہا ہوں وہی اپنا قدم رکھو۔۔۔۔۔ چڑیل کو چڑیل نا کہوں تو اور کیا کہوں۔۔۔۔۔ وشمہ رو یا مت کرو" وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس آگئی آسمان پر اندھیرا چھا رہا تھا اس نے آنکھیں بند کی تو دیان کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے آگیا اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں

"اللہ میں کیا کروں" اس نے کچھ سوچتے ہوئے موبائل اٹھایا اور دیان کا نمبر ملانے لگی۔

★★★★★★★★★

حویلی آتے ہی وقاص خان اپنے کمرے میں چلے گئے۔ دیان مغرب کی نماز پڑھ کر لاؤنج میں سب کے ساتھ بیٹھا تھا

"چچی جان چاچو کہاں ہیں۔"

"باہر کسی سے ملنے گئے ہیں

"اچھا"

"عالیہ وشمہ کیسی تھی اس کو اپنے ساتھ لے آتی ہم مل لیتے." دیان نے عالیہ کو دیکھا

"بھابھی ٹھیک ہے وہ میں نے بولا ہے کہہ رہی تھی کچھ دنوں میں آئے گی۔"

"اچھا"

"میں بانو کو دیکھ کر آتی ہوں۔" وہ اٹھ کر کچن میں آ گئی دیان بھی ان کے پیچھے آیا

"چاچی آپ کی بات ہوئی وشمہ سے؟ کیا کہا اس نے؟"

"حوصلہ میرے شہزادے ہاں بات کی ہے۔ اس نے سوچنے کے لیے وقت لیا ہے لیکن میں جانتی ہوں وہ منع نہیں کرے گی۔" انہوں نے اس کا گال تھپکا تو وہ مسکرایا

"بانو ایک کپ چائے بنا دو میں اپنے کمرے میں ہوں۔" وہ اپنے کمرے میں آ گیا خان بابا کے ریڈیو کی آواز کمرے میں آ رہی تھی وہ ہر روز شام کو حویلی کے پیچھلے باغیچے میں بیٹھ کر گانے سنتے تھے

"پیار دیوانہ ہوتا ہے مستانہ ہوتا ہے

ہر خوشی سے ہر غم سے بے گانہ ہوتا ہے" اس نے مسکراتے ہوئے جیکٹ اتار کر

صوفے پر رکھی تبھی موبائل بجا اس نے آگے بڑھ کر فون دیکھا وشمہ کا نام دیکھتے ہی اس کی آنکھیں چمکیں اس نے فوراً فون اٹھایا "زہے نصیب۔۔۔زہے نصیب آج تو آپ نے خود سے ہمیں یاد کیا ہے آج تو پکا بارش ہو گی" وہ ٹیرس پر آگیا

"مجھے تم سے بات کرنی ہے دیان۔"

"ہاں بولو۔"

"آج ماما بابا آئے تھے مجھ سے ملنے۔"

"لالہ "آواز پر وہ پلٹا نوال اور امل پیچھے کھڑی تھیں

"وشمہ میں بعد میں بات کرتا ہوں۔"

"وشمہ ہے لائیں دیں میں بات کروں۔" امل نے اس کے ہاتھ سے فون پکڑ لیا

"اسلام علیکم وشمہ کیسی ہو بے وفا دوست۔۔۔۔آنے کا وعدہ کر کے آئی ہی نہیں اب تو ہم کزن بھی ہیں۔"

"آؤں گی"

"اچھا سنو ہم کچھ دیر میں تمہیں لینے آ رہے ہیں اس کے بعد آئس کریم کھانے چلیں

گے اور پارک بھی جائے گے تم جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ "دیان نے نوال کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا

"آپ لوگ جاؤ۔ "وہ سنجیدگی سے بولی

"میں نے پوچھا نہیں ہے وشمہ بتایا ہے فوراً سے تیار ہو جاؤ اللہ حافظ۔ "اس نے فون بند کر کے موبائل دیان کو پکڑا دیا۔

"کس کے ساتھ جا رہی ہو؟"

"دیان خان کے ساتھ. "وہ دانت دیکھاتے ہوئے بولی جب کہ دیان نے اسے گھورا

"میں نہیں جا رہا."

"لالہ پلیز ز۔۔۔۔میرب آپی کو بھی تیار کر دیا ہے پلیز ان کے لیے ہی اور اب تو وشمہ بھی آ رہی ہے."

"اچھا اچھا مسکینوں والی شکل نا بناؤ صرف میرب کے لیے چل رہا ہوں۔"

"سب سے اچھا لالہ ہے میرا۔ "امل اس کے گلے لگ گئی

"یہ لو چائے پی لو ہم تیار ہو جاتے ہیں. "نوال نے کپ اسے پکڑایا دیان کپ تھام کر

گرل کے ساتھ کمر ٹکا کر کھڑا ہو گیا گانے کی آواز ابھی بھی آ رہی تھی

"شمع کہے پروانے سے پرے چلا جا۔۔۔۔۔۔

میری طرح جل جائے گا یہاں نہیں آ۔۔۔۔۔۔

وہ نہیں سنتا اس کو جل جانا ہوتا ہے

ہر خوشی سے ہر غم سے بیگانہ ہوتا ہے

پیار دیوانہ ہوتا ہے مستانہ ہوتا ہے۔۔۔۔

اس کے لب مسلسل مسکرا رہے تھے۔

★★★★★★★★★

گاڑی آغا خان حویلی کے سامنے رکی تو دیان نے موبائل نکال کر وشمہ کو میسج کیا

"نوال آپی میرا موبائل آپ کے پاس ہے؟"

"ہاں یہ لو" نوال نے موبائل اس کی طرف بڑھایا

"میں پیچھے آتی ہوں ہم تصویریں لیتے ہیں۔" وہ فرنٹ سیٹ سے اتر کر پیچھے آ گئی اور

Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

آنکھوں سے اشارہ کیا۔ نوال نے ناسمجھی سے اسے دیکھا دیان فون پر بات کر رہا تھا اس کا دھیان ان کی جانب نہیں تھا

"وشمہ کہاں بیٹھے گی اب "نوال اس کی طرف جھک کر آہستہ سے بولی میرب نم آنکھوں سے سامنے حویلی کو دیکھ رہی تھی

"وشمہ آگے لالہ کے ساتھ۔ "وہ آنکھ مار کر بولی

"بہت تیز ہو تم امل۔"

کچھ دیر بعد ہی وشمہ حویلی کے دروازے سے باہر آتی نظر آئی آسمانی رنگ کے سوٹ میں ڈوپٹے کو سلیقے سے سر پر کیے، شال کو ایک کندھے پر ڈال رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ میں موبائل اور پیچھے سے شال کو آگے لا کے موبائل کے ساتھ پکڑا ہوا تھا وہ ان کی طرف آئی تو وہ سب گاڑی سے باہر نکلے

"وشمہ۔۔وشمہ۔۔وشمہ۔۔۔۔مجھے اتنی خوشی ہوئی جان کر کے تم شاہ چاچو کی بیٹی ہو تم میری کزن ہو "امل نے زور سے وشمہ کو گلے لگایا

"مجھے بھی بہت خوشی ہوئی۔"

دیان اس کی مسکراہٹ میں کھو گیا آسمانی رنگ میں وہ کھِلی کھِلی سی دیان کے دل میں اتر رہی تھی

"اچھا اب اس کا سانس نا روک دینا مجھے بھی ملنے دو۔" نوال نے امل کو پیچھے کیا

"کیسی ہو نوال؟"

"میں بلکل ٹھیک تم بتاؤ حویلی کیوں نہیں آ رہی۔۔۔۔۔ روز ہم تمہیں یاد کرتے ہیں۔"

"یہاں آغا جان، بی جان کو چھوڑنا آسان نہیں ہے میرے لیے لیکن ان شاءاللہ بہت جلد آؤں گی۔" اس کی نظر میرب پر پڑی

"میرب بھابھی" وہ اس کے گلے لگ گئی

"کیسی ہیں آپ؟ طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟"

"میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ اور باقی سب کیسے ہیں." وہ نم آنکھوں سے مسکرائی

"سب ٹھیک ہیں۔" وشمہ نے اس کا ہاتھ پکڑا

"لڑکیوں بس بھی کرو یہیں کھڑے ہو کر ہی ساری باتیں کرنی ہیں کیا۔" وشمہ نے مڑ

کر دیکھا دیان اسے ہی دیکھ رہا تھا وشمہ نے نظریں چرائیں

"ہاں چلیں۔ " وہ تینوں پیچھے بیٹھ گئیں وشمہ نے دیان کو دیکھا دیان اس کی نظروں کا مطلب سمجھ کر فوراً بولا

"امل تم آگے آجاؤ"

"لالہ میرا موبائل سیٹ کے نیچے گر گیا ہے پتا نہیں کہاں گیا۔۔۔۔ اوہو مل ہی نہیں رہا۔۔۔ " وہ ہاتھ ارد گرد مار کر دیکھنے لگی

"وشمہ تم آگے بیٹھ جاؤ۔ ایسے ہمیں دیر ہو جائے گی۔ " امل کی اداکاری پر میرب اور نوال نے مسکراہٹ دبائی۔ وشمہ کو ناچار آگے ہی بیٹھنا پڑا اس کے بیٹھتے ہی ہنستے مسکراتے سفر کا آغاز ہو گیا

دیان کن آنکھوں سے وشمہ کو دیکھ رہا تھا جو شیشے سے باہر نظارے دیکھنے میں مصروف تھی۔

پندرہ منٹ بعد وہ پارک میں موجود تھے پہاڑوں کے بیچ میں واقع یہ پارک بہت ہی خوبصورت تھا سردی کے مہینے میں سرد رات، ٹھنڈی مست ہوائیں اور چاند کی روشنی

نے ماحول کو پر کشش بنا دیا تھا۔ وہ سب ایک ساتھ باتیں کرتے چہل قدمی کر رہے تھے دیان ان کے لیے آئس کریم لینے چلا گیا۔

کسی بات پر وہ سب ہنسے وشمہ نے میرب کو دیکھا کتنی بدل گئی تھی ان تین ہفتوں کی جدائی نے اسے نچوڑ دیا تھا۔ وشمہ کو دکھ ہوا

"میں ایک منٹ میں آئی۔" ایک طرف مصنوعی جھیل بنائی ہوئی تھی وشمہ اس طرف آ گئی اور نمبر ملا کر فون کان سے لگایا جو دوسری بیل پر ہی اٹھا لیا گیا

"اسلام علیکم لالہ آپ کہاں ہیں۔"

"وعلیکم اسلام میں بس گھر کے پاس۔"

"لالہ آپ حویلی کے پاس جو پارک ہے وہاں آ جائیں گے۔"

"کیوں وہاں کیوں۔"

"میں ادھر ہی ہوں آپ آ جائیں پھر بتاتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے میں آتا ہوں۔" فون بند کر کے وہ نوال کے پاس آ گئی اور آہستہ سے کان میں اسے کچھ کہا جس پر اس نے مسکرا کر سر ہلا یا

"یہ لالہ کہاں رہ گئے کہی خود تو آئس کریم نہیں بنانے بیٹھ گئے۔ آؤ امل ہم دیکھ کر آتے ہیں۔" نوال امل کو دوسری طرف لے گئی

"بھابھی آئیں یہاں بیٹھتے ہیں" وشمہ میرب کا ہاتھ پکڑ کر بینچ کے پاس لے آئی اور اس سے باتیں کرنے لگی تبھی اس کے موبائل پر ارحم کی کال آنے لگی اس نے سر اٹھا کر میرب کو دیکھا وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی

"ایک منٹ میں آئی۔" وہ پارک کے دروازے پر آئی سامنے ہی ارحم کھڑا تھا

"لالہ" اس نے ہاتھ ہلایا تو وہ اس کی طرف آ گیا

"یہاں کیوں بلایا ہے؟ اکیلی آئی ہو کیا؟"

"نہیں نہیں دیان، امل اور نوال کے ساتھ آئی ہوں۔"

"اچھا۔ مجھے کیوں بلایا ہے سب خیریت ہے؟"

"میرے ساتھ آئیں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر میرب کی جانب بڑھ گئی

"وہ دیکھیں۔" وشمہ کے اشارے پر ارحم نے سامنے دیکھا میرب ہوا سے چہرے پر آتی لٹوں کو کان کے پیچھے کر رہی تھی اس نے ڈوپٹہ صحیح سے سر پر رکھا جو ہوا سے سر سے

اتر گیا تھا۔ ارحم جیسے سانس لینا بھول گیا سامنے بیٹھی لڑکی سے ہی تو اس کی زندگی تھی وہی تو دھڑکن بن کر دھڑکتی تھی اس نے وشمہ کو دیکھا

"جائیں لالہ" وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر بولی۔ ارحم نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا

"ہمیشہ خوش رہو لالہ کی جان۔"

وہ آہستہ سے میرب کے ساتھ جا کر بیٹھا میرب جو اپنی سوچوں میں گم تھی اس نے ڈر کر گردن موڑی اور پھر دیکھتی ہی رہ گی آنکھیں حیرت سے پھیلیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان میں پانی بھر گیا

"ارحم۔۔۔۔" وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی ہاتھ اٹھا کر ارحم کے چہرے کو چھوا جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ واقع ارحم اس کے سامنے ہے یا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔ ارحم نے اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا اور پھر اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا

وشمہ روتے ہوئے جونہی پلٹی تو ٹاکرا دیان سے ہوا جو ایک ہاتھ میں آئس کریم پکڑے اور دوسرا ہاتھ اس کے سامنے کیے کھڑا تھا جس میں ٹشو تھا وشمہ نے اسے گھورتے

ہوئے ٹشو پکڑ کر آنسو صاف کیے

"لاؤ واپس کرو میرا ٹشو۔ "

"کیوں؟"

"ارے اتنے قیمتی آنسو اس سے صاف کیے گئے ہیں اسے اپنے دل کے پاس رکھوں گا نا۔" دیان کی بات پر وہ تھم گئی دیان مسکرایا

"مزاق کر رہا تھا یہ لو" اس نے آئس کریم اس کی جانب بڑھائی

"تھینک یو۔ امل اور نوال کہاں ہیں؟"

"وہ ادھر بیٹھی ہیں امل کو اس کی کوئی سہیلی مل گئی ہے۔" دیان نے دائیں جانب اشارہ کیا

"اچھا" وہ دونوں جھیل کے ساتھ ساتھ چلنے لگے

"تم نے فون پر کیا بات کرنی تھی؟" دیان نے پوچھا

"تم نے اپنے لیے آئس کریم نہیں لی۔ "

"نہیں میں نے سوچا شاید کوئی کزن شیئر کرا لے گی۔ "وشمہ نے اسے گھورتے ہوئے کپ پیچھے کیا

"سوچنا بھی مت۔۔۔۔ یہ کزن آئس کریم کسی سے شیئر نہیں کرتی۔ "

"بھوکی چڑیل۔۔۔ "دیان نے منہ بسورا

"اچھا بتاؤ کیا بات کرنی تھی "وہ گرل کے ساتھ کمر ٹکا کر کھڑا ہو گیا چاند کی چاندنی، وشمہ کا ساتھ دیان کو بہت بھلا لگ رہا تھا وہ مبہوت سا اسے دیکھنے لگا.

"یہ لو "وشمہ نے آئس کریم کا کپ اسے تھمایا اور بات کرنے کا ارادہ کرتی ہوئی سیدھی ہوئی۔ دیان نے اسے دیکھتے چمچ منہ میں ڈالا

"بابا اور ماما آئے تھے. "

'ہاں مجھے پتا ہے۔ "

"تو انہوں نے مجھ سے بات کی۔۔۔۔۔ "

"وشمہ تم مجھے سسپنس سے ہی مار دو گی بتاؤ بھی کیا کہا۔۔۔ "وہ دل ہی دل میں وشمہ کی حالت انجوائے کر رہا تھا

"بابا اور ماما چاہتے ہیں کہ ہم دونوں شادی کر لیں۔" اس نے آنکھیں بند کر کے جلدی سے بول دیا

"ہاں معلوم ہے۔ مجھ سے بات ہو چکی ہے۔" وہ آرام سے آئس کریم کھاتے ہوئے بولا

"کیا!!!!! تو تم نے کیا کہا؟" وہ حیران ہوئی

"وہی جو میرے دل اور دماغ نے مجھے بولنے کے لیے کہا۔۔۔"

"کیا کہا دل اور دماغ نے۔" وہ بغور اسے دیکھتی پوچھ رہی تھی

"یہی کے خوب سجے گی جب بن جائیگی ایک ہینڈسم لڑکے اور ایک چڑیل کی جوڑی۔۔۔۔" وہ مسکراہٹ دبائے بولا اور وشمہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تم بھی آرام سے بے فکر ہو کر فیصلہ کرو۔ کوئی زبردستی نہیں ہے۔" وشمہ اسے دیکھنے لگی "تم ہاں کر دیا ناں۔۔۔ مرضی تمہاری ہی چلے گی جس میں تم خوش اس میں سب خوش۔" یہ کہتے ہوئے اسے ڈر تھا کہ اگر وشمہ نے نہ کر دیا تو وہ کیسے رہے گا اس کے بغیر۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے وشمہ نے

رخ موڑ لیا اور آگے بڑھ گئی

"بتا تو دو کیا جواب ہے ہاں یا ناں؟" وہ پلٹی

"ایسے ہی کسی کے ساتھ آئس کریم شیئر نہیں کر لیتی میں۔" بول کر وہ نوال اور امل کی جانب بڑھ گئی جو سامنے ہی تھیں۔ دیان کو پہلے تو اس کی بات کی سمجھ نہیں آئی اس نے آئس کریم کو دیکھا پھر وشمہ کو

"کیا ہاں کر دیا؟" وہ ایک بار پھر چلایا

وشمہ دوبارہ پلٹی اور اثبات میں سر ہلایا۔ دیان کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ پھیل گئی اس نے منہ پر ہاتھ پھیر کر آسمان کو دیکھا۔

"یااللہ تیرا شکر۔" وہ اس کے پیچھے آیا اب جلد از جلد جا کر دا جی کو منانا تھا "میرب کہاں ہے؟ اب ہمیں گھر چلنا چاہیے دا جی آنے والے ہوں گے "

"میں فون کرتی ہوں۔" وشمہ نے نمبر ملایا

"لالہ آپ لوگ کہاں ہو۔۔۔اچھا ہم آ رہے ہیں۔" وہ سب ارحم کی بتائی ہوئی جگہ کی جانب بڑھ گئے

"میرب تمہیں اتنا پسینہ کیوں آ رہا ہے۔"

"نہیں ویسے ہی۔" اس نے اپنے ڈوپٹے سے منہ صاف کیا۔ ارحم نے اس کا ہاتھ پکڑا جو کانپ رہا تھا

"میرب تمہاری طبیعت خراب ہے؟"

"میں ٹھیک ہوں بس پانی پیوں گی" نوال اس کے لیے پانی لائی تھی ارحم نے بوتل کھول کر اسے دی لیکن اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا ارحم کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اس نے بوتل اس کے ہونٹوں سے لگائی میرب پانی پیتے ہوئے بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے آنکھیں نم ہو گئیں "میرب اچھا ہوتا کہ میں آتا ہی نہ۔ تم نے اپنی طبیعت خراب کر لی ہے۔" وہ اس کا ہاتھ ملنے لگا

"نہیں ایسی بات نہیں ہے آپ پریشان مت ہوں۔" اس نے گھومتا ہوا سر تھاما

"چلیں لالہ۔" ارحم نے سر اٹھایا سب سامنے کھڑے تھے

"کیا ہوا بھابھی کو۔" وشمہ فوراً آگے آئی

"میرب" نوال فوراً آگے بڑھی اسے میرب کی کنڈیشن کا علم تھا اس نے فوراً اس کی

کلائی تھامی

"میرب "نوال نے اس کی آنکھ کھول کر دیکھی ارحم نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھالیا تھا

"ہارٹ بیٹ بہت سلو ہو رہی ہے فوراً ہاسپٹل چلیں۔"نوال کے بولنے پر سب پریشان ہو گئے وشمہ نے ارحم کو دیکھا جو دیر کیے بغیر اسے تھامے اپنی گاڑی کی جانب بھاگا۔

★★★★★★★★★

انہیں ہسپتال آئے آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا۔نوال اندر ڈاکٹر کے ساتھ ہی تھی باقی سب پریشان سے کاریڈور میں کھڑے تھے۔وشمہ نے آگے بڑھ کر ارحم کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونکا

"لالہ آپ پریشان نا ہوں "ارحم نے آہستہ سے سر ہلایا تبھی امل کے فون کی آواز گونجی اس نے ایک نظر ارحم کو دیکھ کر فون اٹھایا

"اسلام علیکم داجی۔"وشمہ چونکی

"وہ دا جی۔" اس کے گلے میں گلٹی ابھری

"جی ہاسپٹل میں ہیں۔ آپ پریشان نا ہوں میرب آپی کی طبیعت خراب ہو گئی تھی اس لیے۔۔۔ نہیں آپ نا آئیں۔" اس نے ڈر کر دیان کو دیکھا دوسری طرف فون بند ہو چکا تھا

"کیا ہوا امل؟" وشمہ اور دیان دونوں امل کے پاس آئے

"دا جی کو پتا نہیں کس نے بتا دیا کہ ہم ہسپتال ہیں اور وہ اب آ رہے ہیں۔"

"سارے لوگ ہی جانتے ہیں کسی نے بھی فون کر دیا ہو گا۔" دیان نے پریشانی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا

"انہیں پتا ہے ارحم لالہ ہمارے ساتھ ہیں۔" وشمہ نے چونک کر امل کو دیکھا

"یہ کس نے بتا دیا اف۔۔۔۔۔۔ اففف۔۔۔ اف لوگوں کے پیٹ میں بات کیوں نہیں رہتی۔۔۔ مل جائے مجھے بس جس نے بھی کال کی ہے۔" اس نے ساتھ سے گزرتے نرس کو گھورا

"میرب کیسی ہے؟" ارحم فوراً انوال کی طرف بھاگا جو باہر آ رہی تھی

"اب ٹھیک ہے ڈرِپ (drip) ختم ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا پھر گھر جا سکتے ہیں۔" اس کی نظر پیچھے آتے وقاص خان پر پڑی اس کے چہرے کا رنگ اُڑا

"دا جی"

"دا جی آپ کیوں آ گئے ہم بس آنے ہی والے تھے."

"دیان یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔" وہ ارحم کو ہی گھور رہے تھے

"وہ دا جی میرب کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔"

"ارحم خان تمہاری ہمت کو داد دینی پڑے گی۔ لگتا ہے تمہارے دادا کو تمہاری میرب سے خفیہ ملاقات کا علم نہیں ہے۔" وشمہ غور سے انہیں دیکھ رہی تھی

"میں بس میرب کو دیکھنے آیا تھا۔۔۔ چلو وشمہ۔" وقاص خان نے وشمہ کو دیکھا وہ ان کا خون تھی۔ وہ پہچان گئے تھے کہ یہ شاہ کی بیٹی ہے وہ غور سے اسے دیکھنے لگے جو بھی تھا وہ ان کی پوتی تھی ان کے بیٹے کی بیٹی۔ وشمہ انہیں دیکھے بغیر ارحم کے ساتھ آگے بڑھ گئی

"رک جاؤ ارحم ایسے تو تم نہیں جا سکتے۔" ارحم نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا جو

اب اپنے ملازم کے ہاتھ سے کچھ لے رہے تھے

"کل میں تمہاری طرف آنے ہی والا تھا لیکن۔۔۔۔۔۔ چلو آج ہی صحیح، اس کاغذ پر سائن کرو۔" انہوں نے کچھ پیپرز ارحم کی طرف بڑھائے

"یہ کیا ہے؟"

"تم میرب سے کوئی تعلق نہیں رکھو گے اس کو دیکھو گے بھی نہیں۔" ارحم نے حیرت سے انہیں دیکھا

"میں میرب کو طلاق نہیں دوں گا۔ اب تک میں صرف میرب کے لیے چپ ہوں۔ آپ کا لحاظ کر رہا ہوں میرے صبر کا ناجائز فائدہ مت اٹھائیں۔" وہ چیخ اٹھا

"طلاق نہیں دلوا رہا بے فکر رہو صرف علیحدگی کا کہہ رہا ہوں اس سے کبھی نہیں ملو گے اس بات کا یقین دلاؤ مجھے۔ اب تم پر بھروسہ نہیں کر سکتا میں۔ میرب طلاق نہیں چاہتی اس لیے طلاق نہیں دلوا رہا۔" وشمہ نے دیان کو دیکھا کہ وہ کچھ بولے لیکن وہ چپ تھا

"اگر تم نے سائن نا کیا تو ارحم خان اگلا مطالبہ طلاق کا ہو گا اور میرے لیے طلاق لینا کوئی

مشکل نہیں ہے۔" وشمہ نے حیرت سے انہیں دیکھا وہ شخص کتنا پتھر دل تھا وشمہ نے گردن موڑ کر ارحم کو دیکھا جو ضبط کی انتہا پر تھا

"لائیں کہاں سائن کرنا ہے۔" اس نے ہاتھ بڑھایا لیکن وشمہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"لالہ سائن نہیں کریں گے۔" وہ وقاص خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ نوال اور امل نے ڈر کر ایک دوسرے کو دیکھا "تمہیں بیچ میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"پھر تو آپ کو بھی میاں بیوی کے بیچ میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کس حیثیت سے دونوں کو زبردستی الگ کر رہے ہیں کس نے دیا آپ کو یہ حق۔"

"وشمہ"

"ایک منٹ لالہ۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر ارحم کو روکا "ان سے بہت سے جوابات لینے ہیں مجھے۔ کتنوں کی زندگی یہ خراب کر چکے ہیں یہ چاہتے ہیں ہر کوئی ان کے اشاروں پر جیتا رہے۔"

"لڑکی زبان سنبھال کر بات کرو۔" وہ غصے سے دھاڑے دیان نے آگے بڑھ کر ان

کے کندھے پر ہاتھ رکھا ''داجی"

"چیخنے کی ضرورت نہیں ہے چیخنا مجھے بھی آتا ہے وقاص خان۔" وشمہ کے انداز پر وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگے دیان نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔ وشمہ کا انداز ہو بہو وقاص خان جیسا تھا۔

"بتائیں مجھے اور کتنی زندگیاں برباد کریں گے؟۔۔۔اللہ سے ڈر نہیں لگتا آپ کو، ایک بیٹی کو باپ سے دور رکھا کبھی محسوس ہوئی تڑپ لیکن آپ کو کیسے پتا ہو گا میں (اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا آنسو لگاتار بہہ رہے تھے) میں پل پل تڑپی ہوں باپ کے لیے، بابا تڑپے ہیں بیٹی کے لیے، مورے تڑپی ہیں اپنے شوہر کے لیے۔۔۔۔۔کیوں دوبارہ ایسا کر رہے ہیں کیوں ایک شوہر کو اولاد اور بیوی سے دور کر رہے ہیں شرم آنی چاہیے آپ کو۔ اپنے آپ کو بڑا کہتے ہیں کہاں کے بڑے ہیں آپ ارے آپ کو تو اپنے خاندان سے بھی محبت نہیں ہے آپ کو تو انگلیوں پر چلنے والی کٹ پتلیاں چاہیے۔۔۔۔" وہ بول رہی تھی تبھی کاریڈور میں تھپڑ کی آواز گونجی "چٹاخ" امل اور نوال نے منہ پر ہاتھ رکھا ارحم نے آگے بڑھ کر وشمہ کو تھاما دیان کو بھی جھٹکا لگا

"لائیں ادھر، میں سائن کروں گا۔" ارحم نے پیپر جھپٹا اور جیب سے پین نکالا اس کے

ہاتھ کانپ رہے تھے سائن کرنا مطلب میرب سے زندگی بھر کی جدائی

"لالہ آپ ایسے نہیں کر سکتے." اس نے ارحم کا ہاتھ پکڑا "وشمہ تم چپ کر جاؤ۔ " وہ دیان کی طرف بڑھی گال پر انگلیوں کے نشان واضح تھے

"دیان روکو انہیں تم کچھ بول کیوں نہیں رہے ہو."

"وشمہ میری بات سنو۔ " اس نے وشمہ کا ہاتھ پکڑا

"مجھے کچھ نہیں سننا تمہارے سامنے غلط ہو رہا ہے اور تم چپ ہو روکو انہیں ۔ "

"یہ لیں چلو وشمہ۔ " ارحم کی آواز پر وہ مڑی وہ سائن کر چکا تھا

"لالہ" اس نے بے یقینی سے ارحم کو دیکھا

"میرب کو کسی بھی قسم کی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ " وشمہ نے غصے سے دیان کو دیکھا آنسو آنکھوں میں ٹھہر گئے دیان کے دل میں گھونسہ لگا۔ وشمہ کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ کر وہ بری طرح ٹوٹا تھا

"وشمہ" اس نے وشمہ کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا لیکن وشمہ نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور باہر بھاگ گئی۔

حویلی آکر بھی اس نے کسی سے نظریں نہیں ملائیں اور کھانے کا بھی بھوک نہیں ہے کہہ کر منع کر دیا اور اپنے کمرے میں بند ہو گئی ارحم اسے چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا اس نے نہیں پوچھا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی وہ تکلیف میں ہے۔

★★★★★★★★★

میرب کو سلا کر عالیہ نوال کے پاس آئی۔ امل کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی جبکہ نوال بیڈ پر بیٹھی تھی سب سمجھ تو گئے تھے کچھ ہوا ہے لیکن کسی نے پوچھنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ میرب کو بھی کچھ نہیں پتا تھا کہ کیا کچھ ہو چکا ہے اس کا ارحم اس سے ہمیشہ کے لیے دور کر دیا گیا ہے دروازے پر دستک کی آواز پر امل نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا

"چچی جان آئیں۔" اس نے عالیہ کو اندر آنے کی جگہ دی

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے؟" عالیہ کے پوچھتے ہی ان دونوں نے سب بتا دیا

"بابا ایسا کیسے کر سکتے ہیں انہوں نے وشمہ پر ہاتھ اٹھایا۔" عالیہ بیگم کی آنکھیں بھیگ گئیں

"چچی ہمیں بلکل اندازہ نہیں تھا یہ سب ہو جائے گا۔"

"تم دونوں پریشان نا ہو میں وشمہ سے بات کرتی ہوں۔" وہ جانے کے لیے کھڑی ہوئی لیکن دروازے پر شاہ کو دیکھ کر رک گئی وہ غصے سے مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا

"شاہ" وہ آگے بڑھی لیکن اس سے پہلے ہی وہ پلٹ گیا

"شاہ میری بات سنیں۔۔۔۔۔" وہ غصے سے آگے بڑھ رہا تھا

"شاہ پلیز رک جائیں۔" عالیہ نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"ان کی ہمت بھی کیسے ہوئی میری بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔ جتنا ظلم انہوں نے کرنا تھا کر لیا اپنی بیٹی پر میں ایک آنچ برداشت نہیں کروں گا۔"

"شاہ ایسے بات بگڑ جائے گی ابھی وہ غصے میں ہیں ہم آرام سے کوئی حل نکال لیں گے۔ غصے میں سب کا نقصان ہو گا آپ کمرے میں چلیں۔۔۔۔۔"

"چچی صحیح کہہ رہی ہیں چاچو آپ آرام کریں۔" دیان لاؤنج میں آتے ہوئے بولا عالیہ کو وہ صحیح نہیں لگا لیکن اس وقت شاہ کو سنبھالنا زیادہ ضروری تھا۔

"پلیز شاہ چلیں کمرے میں۔ پلیز۔۔۔" وہ سر جھٹک کر کمرے میں چلے گئے۔

دیان اپنے کمرے میں آ گیا وہ وشمہ کو بار بار فون کر رہا تھا پہلے وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی

اور اب فون بند جا رہا تھا اس نے جیکٹ صوفے پر اچھالی اور خود بیڈ پر ڈھیر ہو گیا آنکھیں بند کرتے ہی وشمہ کے لال گال اور روتی ہوئی آنکھیں سامنے آئی۔۔۔۔ اس کی آخری نظر۔۔۔۔ کتنا درد تھا اس میں۔" اس نے کچھ سوچتے ہوئے دوبارہ اس کا نمبر ملایا بیل جا رہی تھی۔۔۔۔

پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ منہ تکیے میں چھپائے وہ رو رہی تھی۔ مسلسل بجتے فون پر اس نے بے زاری سے سر اٹھایا سکرین پر دیان کا نام جگ مگا رہا تھا غصے کی تیز لہر اس کے وجود میں اٹھی اس نے جھٹکے سے اٹھ کر کال ریسیو کی

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ جب فون نہیں اٹھا رہی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی اب مجھے فون مت کرنا۔۔۔۔"

"رونا بند کرو۔" وہ آنکھیں مسلتے ہوئے بولا

"میرا رونا میری مرضی، زیادہ میرے ابا مت بنو۔"

"تمہیں مجھ سے کیا شکایت ہے۔"

"واؤ مسٹر دیان آپ یہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔ کیا تمہیں خود کچھ نہیں

پتا۔۔۔۔۔ تم کیسے انسان ہو۔ بھابھی کی حالت تمہارے سامنے ہے تم جانتے ہو وہ دونوں ایک دوسرے کو نہیں چھوڑنا چاہتے، تمہارے داداز بردستی ان کو علیحدہ کر رہے ہیں اور تم چپ چاپ تماشہ دیکھ رہے ہو۔ کیسے انسان ہو تم دیان۔"

"وشمہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"کیا ٹھیک ہو جائے گا دیان مجھے تو کچھ ٹھیک ہوتا دکھائی نہیں دے رہا۔"

"ابھی دا جی غصے میں ہیں۔"

"غصے میں ہیں تو کیا وہ جو چاہے کرتے رہیں۔ نہیں دیان پہلے انہوں نے بابا ماما کو الگ کیا مجھے بابا سے الگ کیا اب وہ لالہ اور بھابھی کو الگ کر رہے ہیں پھر سے ایک بچے کو باپ سے الگ کر رہے ہیں۔" وہ رونے لگی

"وشمہ۔۔۔۔ او گاڈ یار تم رونا بند کرو۔۔۔۔" اس نے غصے سے مکا بنا کر بیڈ پر مارا

"کیوں اپنے آپ کو ہلکان کر رہی ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"جب تک بولیں گے نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں اور مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی دیان۔ تم میں تو صحیح کو صحیح کہنے کی بھی ہمت نہیں ہے۔ اب میں تمہیں

بتاؤں گی کیسے سب ٹھیک کیا جاتا ہے۔"

"تم کچھ نہیں کرو گی وشمہ ابھی جو جیسا چل رہا ہے چلنے دو۔"

"نہیں دیان میں ایسی لڑکی ہر گز نہیں ہوں جو منہ بند کر کے ظلم ہوتا دیکھتی رہوں۔"

"وشمہ پلیز سمجھو بات کو۔"

"تھینک یو سو مچ دیان خان کہ آپ نے میرا اتنا ساتھ دیا میں بہت مشکور ہوں آپ کی۔ اب مجھ سے رابطہ مت کرنا۔" آنسو آنکھوں سے رواں تھے

"وشمہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں پلیز."

"نہیں تم کیسے انسان ہو اس کا اندازہ مجھے آج ہو گیا ہے۔" اس نے غصے سے فون بند کر دیا

"کیا سمجھتے ہو تم اپنے آپ کو دیان۔" وہ غصے سے کمرے میں چکر کاٹنے لگی میسج ٹون پر اس نے میسج کھولا "پلیز وشمہ رونا بند کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے موبائل بند کر کے بیڈ پر پھینکا "تم ایسے کیسے کر سکتے ہو دیان" تم اپنے بڑوں کے فیصلے مانتے ہو تم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ صحیح بات کے لیے کھڑے ہو۔" وہ ٹھہری "شادی کا

فیصلہ بھی اس نے ماما بابا کے کہنے پر کیا ہو گا" آنسو پھر سے بہنے لگے۔

★★★★★★★★★

صبح کا سورج اپنے ساتھ ڈھیر و اداسی لیے طلوع ہوا تھا۔ پہلے کی نسبت آج موسم صاف تھا۔ وہ سب کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھی تھی۔

"آج میری گڑیا اتنی خاموش کیوں ہے۔" آغا جان نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"نہیں تو۔" وہ مسکرائی

"آنکھیں کیوں اتنی سوجی ہوئی ہیں روتی رہی ہو کیا۔" وہ پریشان ہوئے

"وہ نیند نہیں آ رہی تھی رات کو اس لیے۔۔۔۔"

"عالیہ کی یاد آ رہی ہے۔" آمنہ بیگم نے پوچھا

"جی" اس نے سر جھکا دیا

"فون کر لینا تھا اسے۔ چلو ابھی کھانا کھاؤ شاباش پھر بات کر لینا۔"

"جی" صبح سے اس کا دل اداس تھا ارحم کام کا کہہ کر دوسرے شہر چلا گیا تھا حویلی میں

کسی کو کسی بات کا علم نہیں تھا وہ بامشکل نوالے حلق سے اتارنے لگی

"وہ دیکھو بیٹی کا پیار کھینچ لایا عالیہ کو۔" وشمہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا باقی سب بھی کھڑے ہو گئے عالیہ شاہ کے ساتھ اندر آ رہی تھی وشمہ جلدی سے ان کی طرف بھاگی

"ارے سنبھل کے۔" بی جی فکر مندی سے بولی لیکن وہاں پرواہ کسے تھی وہ تو بس ماں کے گلے لگنا چاہتی تھی

"مورے" رکے آنسو پھر سے بہنے لگے وہ زور سے ان کے گلے لگ گئی

"بس میری چندا رو نہیں۔ میں آ گئی ہوں نا۔"

"مجھے چھوڑ کر مت جائیں مورے میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

"اچھا اچھا بس سب پریشان ہو رہے ہیں۔" آنسو صاف کر کے وہ شاہ سے ملی

"بابا کیسے ہیں آپ۔"

"میں ٹھیک ہوں۔ میری گڑیا کیسی ہے۔" شاہ نے پیار سے اس کے گال پر ہاتھ رکھا تو آنکھیں پھر بھیگ گئی اس نے ان کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا

"میں اب بلکل ٹھیک ہوں۔"

"وشہ بچے وہی کھڑا رکھو گی یا اندر بھی لاؤ گی۔" اس نے اپنے آنسو صاف کیے

"آئیں"

چائے سے فارغ ہوتے ہی عالیہ وشمہ کے ساتھ کمرے میں آ گئی شاہ عمر اور آغا خان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے وقاص خان کی نسبت آغا خان نرم دل اور ٹھنڈی طبیعت کے مالک تھے۔

"وشہ اپنا سامان باندھ لو۔"

"کیوں ماما؟"

"ہمارے ساتھ چلو اپنے گھر۔" انہوں نے پیار سے سمجھانا چاہا

"نہیں ماما اب تو میں ہر گز اس حویلی میں قدم نہیں رکھوں گی۔ اتنے سنگدل لوگوں کے درمیان میں ہر گز نہیں رہ سکتی."

"وشہ بی بی جان روز تمہیں یاد کرتی ہیں۔ شاہ کا سوچو وہ تمہیں یاد کرتا ہے بیٹا تم تو میری سمجھ دار بیٹی ہو۔" موبائل کی آواز پر انہوں نے بیگ سے فون نکالا

"یہ دیکھو بی بی جان کا فون۔" عالیہ نے موبائل سکرین وشمہ کی طرف موڑی جہاں

کال آرہی تھی پر فون اٹھایا

"اسلام علیکم بی بی جان جی۔۔۔۔اچھا میں بات کرواتی ہوں "انہوں نے وشمہ کی طرف فون بڑھایا

"اسلام علیکم بی بی جان۔"

"وعلیکم اسلام چندا کیسی ہو؟"

"میں ٹھیک ہوں بی بی جان۔ آپ کیسی ہیں؟"

"وشمہ چندا حویلی آجا۔۔۔۔۔تو میری پوتی ہے جب سے پتا چلا ہے دل تجھ سے ملنے کے لیے تڑپ رہا ہے تو میرے لاڈلے بیٹے کی بیٹی ہے تو میرے شاہ کی بیٹی ہے مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے آجا میری چندا اپنی دادی کے پاس آجا. "وشمہ کے آنسوں بہہ نکلے وہ اتنی سنگدل نہیں تھی کہ اپنی انا میں اپنے عزیز رشتوں کو دکھی کر دیتی

"بی بی جان میں آؤں گی۔ آپ اداس ناہوں میں آپ سے ملنے آؤں گی۔"

"جلدی سے آجا میں انتظار کر رہی ہوں۔ "اس نے فون بند کر کے عالیہ کی طرف بڑھا دیا پھر انکے گلے لگ گئی

"ماما مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ دل میں اتنی بے چینی کیوں ہے ماما۔" عالیہ آہستہ سے اس کے بال سہلانے لگی

"میں جانتی ہوں میری گڑیا ذہنی طور پر ڈسٹرب ہے لیکن ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"ماما کوئی غلط کو غلط کیوں نہیں بولتا کوئی کیوں نہیں سمجھتا کہ ہمارے بڑے بھی ہمیشہ صحیح نہیں ہوتے۔ ماما میں دیان کو ایسا نہیں سمجھتی تھی۔"

"وشا تم دیان سے ناراض ہونا بچے وہ بہت ڈسٹرب ہے اس سے ناراض نہ ہو وہ بس خاندان کو جڑا ہوا دیکھنا چاہتا ہے وہ اپنے دا جی کو جانتا ہے اسے وقت دو گڑیا۔"

"ماما وہ جیسا ہے میں جان گئی ہوں۔ وہ کل کچھ نہیں بولا ماما اس کے سامنے مجھے تھپڑ مارا گیا وہ کیوں کچھ نہیں بولا۔" وہ پھر رونے لگی عالیہ سمجھ گئی وہ کیوں دکھی ہے وہ مسکرائی اور اس کا چہرہ اوپر کیا

"دیان کو پسند کرنے لگی ہو؟" سوال اچانک ہوا تھا وشمہ نے نظریں چرائیں

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔۔ چلیں بابا انتظار کر رہے ہوں گے۔" وہ نظر

چڑاتے ہوئے سامان پیک کرنے لگی۔

★★★★★★★★★

ہر آہٹ پر جی اٹھتا ہے۔۔۔۔۔

یہ دل بھی اب میرے بس میں نہیں۔۔۔۔

شام کے سائے ہر سو پھیل رہے تھے وہ تیار ہو کر اپنے کمرے سے نکلا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا موبائل پر چلتی انگلیاں مانوس سی آواز پر تھمی "میں نے آپ کو بہت یاد کیا بی بی جان۔" دیان نے سر اٹھایا بی بی جان کے ساتھ بیٹھی ہاں وہ وہی تھی اسکی وشمہ۔۔

"یاد کرتی تھی تو پھر ملنے کیوں نہیں آئی." بی بی جان اپنے بہتے آنسوں صاف کر رہی تھیں

"اب آگئی ہوں نا اب کہیں نہیں جاؤں گی۔" وہ ان کے گلے لگ گئی

"میری بچی۔۔۔میری شاہ کی بیٹی۔" وہ کبھی اس کا ماتھا چومتی کبھی گال۔ عالیہ نے اپنے آنسو صاف کیے تبھی شاہ نے اسے اپنے ساتھ لگایا

"اب رونا نہیں ہے۔" عالیہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔ سب وشمہ کی آمد سے بہت خوش تھے

"ارے دیان وہاں کیوں کھڑے ہو یہاں آؤ نا سب کے ساتھ بیٹھو۔" وہ سر ہلا کر شاہ کے ساتھ آکر بیٹھ گیا لیکن نظریں وشمہ پر تھیں جو اس کے علاوہ سب کو دیکھتے ہوئے باتیں کر رہی تھی۔

"وشمہ آج بی بی جان نے تمہاری پسند کے کھانے بن وائے ہیں۔"

"واہ پھر تو آج میں خوب کھاؤں گی۔"

"دیکھتی ہوں کتنا کھاتی ہو دو نوالے لے کر ہی بس کر دیتی ہو" عالیہ نے کہا تو وشمہ مسکرائی

"وہ میرا دل نہیں کرتا۔"

"مینگی کھاتے ہوئے دل کو کچھ نہیں ہوتا۔" سب ہنسنے لگے۔ وشمہ کی نظر اٹھی ایک یاد تازہ ہوئی تھی

"مینگی۔۔۔۔"

"یہ کیا ہے؟"

"ہائے اللہ تمہیں نہیں پتا۔۔؟؟؟ "

"نہیں مجھے نہیں پتا کیا ہے یہ؟"

"یہ نوڈلز ہوتے ہیں ہو نہہ جاؤ یہاں سے مجھے نہیں چلنا تمہارے ساتھ ") دیان نے بھی اسے دیکھا تو وشمہ نے فوراً رخ موڑ لیا۔ دیان سے وہاں بیٹھنا مشکل ہو گیا وہ وہاں سے اٹھ گیا۔

خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا بی بی جان اور زنیرہ بیگم کو وشمہ کی فکر لگی ہوئی تھی اس نے یہ لیا وہ لیا، مرچیں تو نہیں لگ رہی وشمہ کے دل میں بنی برف کی چوٹی آہستہ آہستہ پگھلنے لگی کھانے سے فارغ ہو کر وہ سب باتیں کر رہے تھے تبھی وقاص خان وہاں آ گئے وہ کچھ دیر پہلے ہی شہر سے لوٹے تھے سب لڑکیوں نے ڈوپٹے سے سر ڈھک لیے۔

"یہ کچھ تحفے لایا تھا شہر سے تم تینوں کے لیے۔ "انہوں نے ہاتھ میں پکڑے ڈبے میز پر رکھے۔ پھر نوال میرب اور امل کو تھمائے

"شکریہ دا جی۔"تینوں نے ان کے سامنے سر جھکایا

"خوش رہو۔"میرب کے سر پر رکھ کر دعا دی تبھی وشمہ نے شاہ کی جانب رخ موڑ لیا

"ہونہہ خوشیوں کے دشمن خوش رہنے کی دعا دے رہے ہیں۔"وہ منہ میں بڑبڑاتی اٹھ کر کچن میں چلی گئی

"وشمہ کو بھی آپ کو کوئی تحفہ دینا چاہیے تھا اس گھر کی بیٹی ہے وہ۔اتنے سالوں بعد اپنے گھر آئی ہے۔"بی بی جان بولیں شاہ کو بھی یہ بات بری لگی تھی

"رہنے دیں اماں میری بیٹی کو تحفے دینے کے لیے میں کافی ہوں یہ پہلے ہی بہت شاندار تحفہ دے چکے ہیں اسے۔"شاہ بولتا اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ وقاص خان غصے سے اس کی پشت کو گھورنے لگے۔

★★★★★★★★★

چاروں لڑکیاں کافی کا کپ پکڑے پچھلے لان میں آ گئیں۔

"وشمہ کل سے لڈی سیکھنا شروع کریں گے۔"

"تم شروع ہو جایا کرو بس۔اب وہ ادھر ہی ہے آرام سے سیکھ لینا ویسے بھی شادی ابھی

نہیں ہے۔" نوال نے کہا تو امل فوراً بولی

"آپ کی ابھی نہیں ہے دیان لالہ کی تو ہے نا۔" وشمہ کی مسکراہٹ سُکڑی اس نے سر اٹھایا دیان اوپر کپ تھامے ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا وشمہ فوراً سیدھی ہوئی نوال نے امل کو گھورا

"وشمہ شاہ ماموں نے آغا جان سے تمہاری اور دیان کی شادی کی بات کی ہے؟ کیا کہا ہے انہوں نے؟" میرب نے پوچھا

"جی بھا بھی بات ہوئی ہے لیکن انہوں نے کیا کہا ہے یہ مجھے نہیں پتا۔"

" یہاں دا جی کے علاوہ سب کو معلوم ہے اور سب راضی بھی ہیں" امل نے بتایا

"انہیں نہیں معلوم؟" وشمہ نے پوچھا

"نہیں۔ بی بی جان بات کریں گی۔"

"اور اگر انہوں نے منع کر دیا جو کہ میں جانتی ہوں منع ہی کریں گے تو؟" وہ تینوں کو دیکھنے لگی تبھی میرب بولی

"تو پھر یہی کہ شادی نہیں ہو گی۔"

"دیان لالہ تو داجی کے سامنے نہیں بولیں گے۔" نوال نے اداسی سے اپنا کپ اٹھایا وشمہ گہری سوچ میں ڈوب گئی پھر سر اٹھا کر دیان کے کمرے کی بالکنی کی طرف دیکھا وہ اب وہاں نہیں تھا

وہ ایسی لڑکی ہر گز نہیں تھی جو لوگوں سے بدلے لیتی پھرے لیکن اب خاندان میں بڑھتی داجی کی ضد جس کی بھینٹ اس کا بچپن چڑھا، اس کے ماں باپ چڑھے اور اب اس کا عزیز جان بھائی اور بھابھی چڑھنے لگے تھے اس کو ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

میں کبھی خود کو اس خاندان کے فیصلوں کی بھینٹ نہیں چڑھنے دوں گی میں بدلوں گی ان کے فیصلے۔۔۔۔۔۔ میں بدلوں گی وہ خاندانی بیٹا جو خاندان کے نام کار و نار و کر مجھے چپ کروا رہا ہے اب وہ ان کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا ہو گا۔ امل کی آواز پر وہ اپنی سوچوں سے نکلی "خان بابا روزانہ اپنے ریڈیو پر گانے لگا کر سنتے ہیں آج ہمیں بھی سنائیں۔"

"ماڑا وہ تو بس ہم ایسے ہی۔"

"چلیں خان بابا سنائیں اور آپ وشمہ سے ملے؟ شاہ چاچو کی بیٹی ہے۔"

"ہاں ملانا بہت پیاری بچی ہے اللہ خوش رکھیں۔ "انہوں نے وشمہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی

" چلیں خان بابا اچھی سی غزل لگائیں۔ "سب انکی طرف متوجہ ہو گئے

"لالہ۔۔۔ دیان لالہ!!! "امل چیخ کر دیان کو بلانے لگی۔ وہ بالکنی میں آیا "کیا ہوا؟"

"آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھو نا۔ "

" نہیں تم سب بیٹھو میں کام کر رہا ہوں۔ "ایک نظر وشمہ پر ڈال کر وہ امل سے بولا

"اوہو لالہ آجاؤ نا۔ "

"دیان آجاؤ غزل ختم ہوتے ہی ہم سب اٹھ جائیں گے۔ آجاؤ "میرب کے بلانے پر وہ نیچے آگیا۔ کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنے، پاؤں میں پشاوری چپل وہ بھرپور مردانہ وجاہت کا مالک تھا وہ وشمہ کے سامنے رکھی خالی کرسی پر بیٹھ گیا ریڈیو کی آواز گونجی۔۔۔۔

فاصلے ایسے بھی ہوں گے یہ کبھی سوچا نہ تھا

سامنے بیٹھا تھا میرے اور وہ میرا نہ تھا

وشمہ کی ہتھیلیاں بھیگ گئی وہ نروس ہو رہی تھی لیکن کیوں۔۔۔ اس نے نظر اٹھائی دیان اسے نہیں دیکھ رہا تھا" یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔۔۔۔۔"

وہ کہ خوشبو کی طرح پھیلا تھا میرے چار سو

میں اسے محسوس کر سکتا تھا۔۔۔

بس اب بیٹھنا مشکل ہو گیا تھا وہ جھٹکے سے کھڑی ہوئی

"میں کچھ دیر بی بی جان کے پاس بیٹھتی ہوں۔ پھر سونے جاؤں گی گڈ نائٹ۔" وہ جلدی سے آگے بڑھی

مصلحت نے اجنبی ہم کو بنایا تھا

ورنہ کب اک دوسرے کو ہم نے پہچانا نہ تھا۔۔۔ غزل کی آواز گونج رہی تھی خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے اس نے موڑ مرتے ہوئے پیچھے دیکھا دیان اپنے موبائل میں مصروف تھا وہ سر جھٹک کر اندر چلی گئی۔

جونہی اس نے بی بی جان کے کمرے کا دروازہ کھولنا چاہا اندر سے آتی آواز پر ہاتھ رکو دیا

"میں آپ کو اب میرے بچوں کی خوشیاں برباد کرنے نہیں دوں گی میری وشمہ ہی

دیان کی دلہن بنے گی۔ یہی میرا اور سب گھر والوں کا فیصلہ ہے۔"

"دیان کی شادی بختاور سے ہو گی اور کوئی میرے فیصلے کے خلاف نہیں جائے گا میں اچھے سے جانتا ہوں کون اس گھر کی بہو بنے کے لائق ہے۔" وشمہ کا ہاتھ ہینڈل پر ہی تھم گیا اس نے خالی خالی نظریں اٹھائیں وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ اپنے کمرے میں آگئی اور دروازہ بند کر کے اسی کے ساتھ ٹیک لگالی ایک ہی آواز کانوں میں گونج رہی تھی۔

"دیان کی شادی بختاور سے ہو گی۔۔۔۔ دیان کی شادی بختاور سے ہو گی۔۔۔۔ سامنے شیشے پر نظر پڑی تو بے اختیار اپنے گالوں پر ہاتھ رکھا وہ گیلے تھے۔۔۔۔۔ آنسوؤں سے گال بھیگ رہے تھے۔

"مجھے۔۔۔ مجھے رونا کیوں آرہا ہے۔" جھٹکے سے آنکھیں اور گال رگڑ کر صاف کئے

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا جس سے مرضی شادی کرے۔۔۔۔۔۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔ وہ مسلسل یہی بولی جارہی تھی پھر کمرے کی لائٹ بند کر کے بیڈ پر لیٹ گئی لیکن آنکھیں اب بھی نم تھیں۔ ساری رات ایسے ہی گزر گئی فجر کی اذان پر وہ بالوں کو باندھ کر اٹھ گئی اور اللہ کے حضور سر سجود ہو گئی اور اپنا ہر

معاملہ اپنے اس رب کی ذات پر چھوڑ دیا پھر جائے نماز تہہ کر کے وہ نیچے آ گئی کچن سے عالیہ اور نوال کی آواز آ رہی تھی عموماً سب ہی نماز پڑھ کر اپنے کاموں میں لگ جاتے تھے وہ بغیر کسی سے ملے حویلی کے پیچھلے حصے میں آ گئی۔ پھول پودے اسے شروع سے ہی اچھے لگتے تھے طلوع آفتاب کا منظر بہت خوبصورت لگ رہا تھا ہلکی ہلکی دھند چھائی ہوئی تھی وہ ننگے پاؤں گھاس پر چل کر شبنم کے قطروں کی ٹھنڈک محسوس کرنے لگی کچھ دیر کے لیے وہ اپنے دماغ کو پر سکون کرنا چاہتی تھی وہ آہستہ سے چلتی گلاب کے پھولوں کے پاس آ گئی اور اس پر گرے شبنم کے قطروں کو غور سے دیکھنے لگی ابھی وہ دیکھ ہی رہی تھی تبھی آہٹ پر پلٹی دیان بازوں سینے پر باندھے اسے دیکھ رہا تھا وہ رخ پھیر کر اٹھ گئی اور اندر جانے لگی لیکن دیان اس کے سامنے آ گیا

"پلیز وشمہ میری بات سن لو۔"

"بولو" وہ اسے دیکھنے سے گریز کر رہی تھی

"تمہاری خاموشی مجھے اذیت دے رہی ہے۔ آخر ہوا کیا ہے میری بات بری لگ گئی ہے تو بتا دو اس طرح تو نہ کرو۔"

"میں نے کچھ کہا ہے تم سے۔"

"تو کہونا۔۔۔ لڑلو بے شک لیکن اس طرح مجھے ٹارچر مت کرو۔"

"میں تو کوئی ٹارچر نہیں کر رہی۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن ابھی ہمیں خاموش رہنا ہو گا داجی کا غصہ جو نہی ٹھنڈا ہو گا میں ان سے بات کروں گا۔" وشمہ نے کوئی جواب نہیں دیا

"اچھا ایک بات پوچھوں؟"

"پوچھو۔"

"تم نے اپنے دل سے مجھ سے شادی کے لیے ہاں کی تھی."

"میں نے تو دل سے ہی کی تھی." وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی

"تو اب کیا ہوا اب کیوں مجھ سے دور بھاگ رہی ہو ہم تو دوست تھے نا."

"کیوں کہ اب بات اور ہے۔"

"اور کیا بات ہے؟"

"مجھے داجی نے نہیں اپنا یا دیان اور آج رات داجی سے اس رشتے کے متعلق بات ہو گی

اور مجھے یقین ہے وہ منع ہی کریں گے۔"

"وہ منع کیوں کریں گے اس میں میری بھی خوشی ہے۔"

"تمہاری خوشی ان کی ضد کے آگے تو چھوٹی سی ہی ہو گی نا۔"

"تم کہنا کیا چاہتی ہو۔"

"میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ ارحم لالہ اور میرب بھابھی ایک دوسرے کو چاہتے ہیں لیکن داجی نے انہیں دور کر دیا۔"

"ان کی بات الگ ہے۔"

"کیوں ان کی بات الگ کیوں ہے؟ وہ بھی انکی بیٹی کی بیٹی ہے اور ہم بھی انکے بچوں کے بچے ہیں تو ہماری بات الگ کیسے؟" وشمہ کا تو دماغ ہی گھوم گیا دیان اتنا خود غرض کیسے ہو سکتا ہے

"تم الجھاؤ مت یہ بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟"

"میں کچھ نہیں چاہتی میں دوسری میرب نہیں بننا چاہتی۔"

"مطلب؟؟؟"

"تم بتاؤا گر دا.جی نے میرے لیے انکار کیا تو کیا تم ان کے سامنے جا کر کہہ سکو گے کہ تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔"

"وشمہ" دیان کو سمجھ نہیں آیا وہ کیسے اسے سمجھائے وشمہ نے اسکی طرف دیکھا اور طنزیہ مسکرائی

"تم سے نہیں ہو گا۔" یہ کہہ کر وہ اندر چلی گئی دیان نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنے آپ کو ریلیکس کرنا چاہا.

★★★★★★★★★

"وشا چندا کمرے میں کیوں بیٹھی ہو نیچے آ کر سب کے پاس بیٹھو ."

"بابا چلے گئے ؟" وشمہ نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے پوچھا

"ہاں وہ تو کب کے چلے گئے آپ کے پاس آئے تھے لیکن آپ سو رہی تھی۔۔۔۔"

"طبیعت ٹھیک ہے آنکھیں لال کیوں ہو رہی ہیں ناشتہ بھی صحیح نہیں کیا۔" پردے ٹھیک کر کے وہ اس کے پاس بیڈ پر آئی اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا

"آپ کو تو بخار ہو رہا ہے ٹھنڈ میں باہر نکلی تھی نا۔" وہ فکر مند ہوئی

"کچھ نہیں ہوا ماما آپ پریشان نہ ہوں." اس نے ان کے دونوں ہاتھ پکڑے

"تم آرام کرو میں دوائی لے کر آتی ہوں۔"

"نہیں نہیں میں ٹھیک ہوں آپ چلیں میں بھی بس آرہی ہوں ایسے کمرے میں بند ہو کر نہیں بیٹھا جاتا مجھ سے۔" اس نے ٹشو سے ناک رگڑا

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں سوپ بنا دیتی ہوں آجاؤ جلدی سے نیچے۔" ان کے جاتے ہی کچھ دیر بعد وہ اٹھ گئی بال بنائے اور شال کندھوں کے گرد لپیٹی۔ اس دوران چھینکوں نے اسے بے حال کر دیا تھا اس نے ٹشو پکڑے اور باہر نکل آئی دیان بھی اسی وقت فون پر بات کرتا اپنے کمرے سے نکلا وہ کہیں باہر جا رہا تھا

"اچھو۔۔۔۔" وہ رکا

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟" فون کان سے دور کر کے پوچھا

"ہاں۔۔۔(اچھووو۔۔۔۔۔) میں ٹھیک ہوں." وہ لاؤنج کی طرف بڑھ گئی

"کیا ہوا" بی بی جان فکر مند ہوئی

"کچھ نہیں ہوا بی بی جان۔۔ اچھووو۔۔۔ بس ہلکا سا

زکااا۔۔۔ زکاااچھوووو۔۔۔ زکام ہو گیا ہے۔"

"یہ ہلکہ ساز کام کہاں سے لگ رہا ہے۔۔۔ عالیہ دوادوا سے۔ رات کو اسی لیے منع کر رہی تھی باہر مت بیٹھو دیکھا ٹھنڈ لگ گئی نا۔"

"میری پیاری بی بی جان آپ پریشان نا ہوں میں ٹھیک ہوں ایسا ہلکا پھلکا بیما۔۔ ااچھوووو۔۔۔ بیمار ہونا تو بنتا ہے نا۔"

"یہ لو گرما گرم چائے پیو اس کے بعد تمہیں دوا دو نگی۔" امل چائے کا کپ پکڑا کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"شکریہ امل۔ نوال کہاں ہے؟"

"وہ مورے کے ساتھ ہیں ان کے سسرال سے کچھ کپڑے آئے ہیں وہی دیکھ رہی ہیں۔"

"اچھا۔"

"یہ لو" وشمہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔ دیان دوائی اس کے سامنے کیے کھڑا تھا بی بی جان مسکرائیں

"نہیں تھینک یو۔" اسنے ٹشو سے ناک رگڑا

"وشمہ لے لو اتنے پیار سے دے رہا۔" عالیہ کی بات پر اس نے دیان کی آنکھوں میں دیکھا وہ سنجیدہ تھا اس نے آہستہ سے دوائی پکڑ لی "تھینک یو"

"اچھا بی بی جان میں چلتا ہوں اب رات کو ان شاءاللہ ملاقات ہو گی۔" وہ بی بی جان کے سامنے جھکا

"اللہ حافظ میرے لال اللہ کی امان۔ اللہ خوب کامیاب کرے۔ "

"چچی جان اگر فرق نہ پڑا تو مجھے بلا لیجیے گا میں ہسپتال لے جاؤنگا۔" وہ عالیہ سے کہہ کر چلا گیا تھا لیکن وشمہ کی نظریں اب تک دروازے پر تھیں

"وشمہ۔۔۔وشمہ۔۔۔ چلے گئے ہیں لالہ۔" امل کی مسکراتی آواز پر وہ چونکی اور نظریں چرانے لگی

"آؤ میرب بھابھی کے پاس چلتے ہیں۔" وہ دونوں اٹھ کر میرب کے پاس چلی گئیں

"بی بی جان آپ نے بابا سے بات کی؟"

"ہاں کی ہے اب ان کی نہیں چلے گی تم تیاری شروع کر دو میں چاہتی ہوں نوال سے

پہلے دیان کی شادی ہو جائے."

"جی ٹھیک ہے۔" عالیہ کو اداسی نے گھیر لیا.

★★★★★★★★★

رات نے اپنے پر پھیلائے تو چاند کی چاندنی پورے شہر کو روشن کرنے لگی۔ عالیہ نے وشمہ کو دوائی کھلا کر کمرے میں بھیج دیا تھا۔ کمرے میں آتے ہی وہ لیٹتے ہی سو گئی تھی پوری رات کی جاگی ہوئی تھی اور بخار کی وجہ سے وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ وقت کا پتا ہی نہیں چلا اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں کمرے میں مدہم روشنی تھی اس نے موبائل میں ٹائم دیکھا نو بج رہے تھے وہ جھٹکے سے اٹھی بخار پہلے کی نسبت ہلکا تھا۔

"میں اتنی دیر کیسے سو گئی۔ بابا بھی آ گئے ہوں گے۔" جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر وہ نیچے آ گئی نوال اور امل سامنے ہی کھڑے تھے

"اٹھ گئی کیسی طبیعت ہے اب؟"

"کافی بہتر ہوں اب۔ یہاں ایسے کیوں کھڑے ہو باقی سب کہاں ہیں؟"

"سب داجی کے کمرے میں ہیں."

"کیوں وہاں کیوں سب خیریت ہے؟"

"شادی کی بات۔۔۔۔" وشمہ سمجھ گئی وہ کمرے کی طرف بڑھی لیکن پھر رک گئی آوازیں باہر آرہی تھی وہ پلٹی "بھابھی سو گئی؟"

"ہاں"

"میں کہہ چکا ہوں دیان کی شادی وشمہ سے ہرگز نہیں ہوگی۔" وقاص خان کی دھاڑ پر نوال نے وشمہ کو دیکھا وہ سپاٹ چہرہ لیے کھڑی تھی

"لیکن کیوں بابا۔"

"کیوں کہ وہ آغا کی نواسی ہے اور وہاں رہ کر آئی ہے اس کے طور طریقے بھی ان لوگوں جیسے ہیں۔"

"لیکن دیان کی بھی یہی خواہش ہے۔"

"دیان میرے فیصلے کے خلاف نہیں جائے گا اور اب اس بارے میں ہم بات نہیں کریں گے۔" انہوں نے دوٹوک فیصلہ کیا اور بات ختم کی

"بابا زندگی بچوں کو گزارنی ہے اگر ان کو۔۔۔" شاہ نے بولنا چاہا

"تم تو چپ ہی کر جاؤ مجھے پتہ ہے کب کونسا فیصلہ کرنا ہے۔" وہ غصے سے باہر نکلے سامنے ہی لاؤنج میں وشمہ کھڑی تھی باقی سب بھی باہر آئے دیان ابھی حویلی میں آیا ہی تھا اسکی نظر دا جی کی پیٹھ سے ہوتی وشمہ پر گئی وشمہ دیان کو دیکھ چکی تھی۔

"بات سنو وشمہ تم شاہ کی بیٹی ہو اس لیے اس گھر میں ہو ہمارے طور طریقوں کے مطابق رہنا سیکھو۔" وشمہ نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

"ہم سب یہاں مل کر رہتے ہیں ہم میں پھوٹ ڈلوانے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک بات یاد رکھنا اس گھر کی بہو بننے کا خواب دیکھنا چھوڑ دو آغا کی نواسی میرے گھر کی بہو نہیں بنے گی۔" اس کی آنکھیں نا چاہتے ہوئے بھی بھیگ گئی

"میں آپکی پوتی بھی ہوں۔"

"کچھ نہیں لگتی تم میری۔ اپنی زبان کو سنبھال کر استعمال کرنا سیکھو اس دن کا تھپڑ بھولی تو نہیں ہو گی۔" شاہ نے بولنا چاہا لیکن عالیہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک دیا وشمہ نے طنزیہ مسکان لبوں پر سجائی۔

"نہیں بھولی نہیں ہوں۔" اس نے پیچھے کھڑے دیان کو دیکھا

"بھولنا بھی مت اور یاد رکھنا وقاص خان اپنے فیصلے بدلا نہیں کرتا۔" یہ کہہ کر وہ چلے گئے وشمہ نے بھیگی نظروں سے عالیہ کو دیکھا وہ اس کے پاس ہی آ رہی تھی لیکن وہ اوپر اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی بیڈ پر بیٹھتے ہی اس نے اپنا منہ ہاتھوں میں چھپا لیا "کیا سمجھتے ہیں اپنے آپ کو جب دل چاہے گا مجھے زلیل کریں گے ہاں نہیں لگتی میں ان کی کچھ۔۔۔۔ نہیں ہیں یہ میرے دادا، نا کریں میری دیان سے شادی مری نہیں جا رہی میں ان کے پوتے کے لیے۔" اس نے کشن اٹھا کر دروازے کی طرف پھینکا جو کسی کے قدموں میں گرا تھا "لیکن میں تو تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" وہ دروازے کا ہینڈل پکڑے کھڑا تھا وشمہ نے سر اٹھایا وہ آہستہ سے چلتا اس کے سامنے آ گیا پھر سائڈ میز سے ٹشو کا ڈبہ اٹھا کر اس کے سامنے کیا جو وشمہ نے جھٹکے سے بیڈ پر پھینکا "جاؤ یہاں سے۔"

"وشمہ تم دل برا نہ کرو دا جی غصے میں ہیں اس لیے ایسا بول دیا۔" وشمہ کو غصہ تو بہت آیا لیکن وہ دیان کو کچھ بول نا پائی

"دا جی کو اپنی ضد ہر بات سے پیاری ہے اسی لیے میں نے تمہیں منع کیا تھا۔ دا جی کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہماری شادی ہو۔ تم نے دیکھا انہوں نے مجھے آغا جان کی نواسی کہا جبکہ میں ان کی بھی تو پوتی ہوں۔"

"ایسا نہیں ہے وشمہ دا جی بس غصے میں ہیں۔"

"غصے میں کب نہیں ہوتے وہ ۔ مجھے دیکھ کر انکی تیوری چڑھ جاتی ہے میں بچی نہیں ہوں دیان۔"

اچھا رو نہیں میری بات سنو۔۔۔"

"تمہاری ہی سن رہی ہوں لیکن اب دا جی کے فیصلے کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا تم سے بھی نہیں ہو پائے گا اس لئے دور رہو مجھ سے۔" وہ رخ موڑ گئی لیکن دیان نے جھٹکے سے اس کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا وشمہ نے غصے سے اسے دیکھا لیکن دیان کی آنکھیں۔۔۔۔افففف ان آنکھوں میں دیکھنا۔۔۔ "یہ کیا بد تمیزی ہے دیان۔"

"وشمہ تم کیسے دور رہنے کا کہہ سکتی ہو تمہیں کچھ دِکھتا نہیں ہے کیا۔"

"دیکھو دیان مجھ سے شادی کا فیصلہ بھی بڑوں کا تھا اب شادی نا ہونے کا فیصلہ بھی دا جی کر رہے ہیں تو تم ان کی بات مان لو مجھ سے شادی مت کرو تم تو بڑوں کی عزت کرتے ہو نا ان کا حکم مانتے ہو پھر اب تمہیں کیا مسئلہ ہو رہا ہے کر لو وہاں شادی جہاں دا جی چاہتے ہیں چھوڑ دو مجھے۔" اس کی آواز کانپ رہی تھی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں

"نہیں کر سکتا میں کسی اور سے شادی۔"

"کیوں نہیں کر سکتے؟"

"کیوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں وشمہ۔" وہ اسے چھوڑ کر پیچھے ہوا وشمہ کو لگا اسے سننے میں دھوکا ہوا ہے

"کیا"

"ہاں میں تم سے محبت کرتا ہوں وشمہ شاہ چاچو نے مجھ سے پوچھا تھا میں نے انہیں کہا تھا مجھے تم اچھی لگتی ہو۔۔۔ہاں وشمہ مجھے تم اچھی لگتی ہو۔" اس نے وشمہ کا ہاتھ پکڑا آنکھوں میں تکلیف واضح تھی۔۔۔۔بے بسی تھی۔۔۔وشمہ نے اپنا ہاتھ دیکھا جو دیان کے ہاتھوں میں تھا

"مجھ سے تمہاری دوری نہیں برداشت پلیز میرا ساتھ دو تاکہ میں تمہیں اپنا بنا سکوں تم میرے بغیر رہ لو گی لیکن میں نہیں رہ سکتا میں محبت کرتا ہوں تم سے پلیز وشمہ۔" وہ بے بسی کی انتہا پر تھا وشمہ اسے دیکھے گئی

"میں وعدہ کرتا ہوں میں داجی کو منا لوں گا۔" وہ ایک دم چونکی سحر ٹوٹا اپنے ہاتھ

چھڑائے اور پیچھے ہوئی

"تم جاؤں یہاں سے۔ داجی کو پسند نہیں ہے تمہارا میرے سے بات کرنا جب تم انہیں راضی کرلو تو پھر میرے پاس آنا۔" وہ بول کر واش روم میں چلی گئی اور دروازہ بند کر کے سر دروازے سے لگایا آنکھیں نم تھیں دیان اسے عزیز تھا اس کی آنکھوں میں محبت دیکھ کر اسے خوشی ہوئی تھی اس نے آنسو صاف کیے "دیان اب تمہیں قدم اٹھانا ہوگا۔ وقاص خان اب آپ دیکھیں گے کیسے میں اپنا آپ منواتی ہوں۔"

★★★★★★★★★

داجی کے فیصلے کے بعد کسی نے بھی دوبارہ ان سے بات نہیں کی تھی ان کے آتے ہی وشمہ اپنے کمرے میں بند ہو جاتی۔ اس دن کے بعد دونوں کا آمنہ سامنہ نہیں ہوا تھا دیان سے اب وہ ہلکی پھلکی بات کر لیتی تھی لیکن دیان کے سامنے وہ اب نروس ہونے لگی تھی وہ اپنے دل کی آواز کو نظر انداز کر رہی تھی اس نے اپنے کان بند کر رکھے تھے۔۔۔۔۔ دو تین دفعہ اس نے بی بی جان سے بختاور کے بارے میں پوچھنا چاہا لیکن پھر اپنے ارادے کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا پایا وزرات کو وہ شاہ اور عالیہ کے ساتھ وقت گزارتی شاہ سے ڈھیر و باتیں کرتی ان سب کے ساتھ وہ میرب کا دل سے خیال

رکھ رہی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میرب کی صحت بہتر ہو رہی تھی ارحم کی یاد تو اسے ستاتی تھی لیکن وشمہ کا ساتھ اسے اداس نہیں ہونے دیتا تھا آج بھی وہ شاہ سے باتیں کر کے اپنے کمرے میں جا رہی تھی تبھی دیان آتا دکھائی دیا وہ رات کو دیر سے ہی گھر آتا تھا اس نے موبائل میں وقت دیکھا گیارہ بج رہے تھے۔

"آج تو بہت دیر لگا دی اس نے۔" وہ واپس سیڑھیاں اترنے لگی تبھی دا جی اپنے کمرے سے باہر نکلے وہ فوراً سے واپس اوپر کی طرف گھوم گئی اور نیچے جھانکنے لگی

"دیان"

"جی دا جی۔" وہ پلٹا

"کیا بات ہے مجھ سے ناراضگی چل رہی ہے کیا؟"

"نہیں دا جی کیسی باتیں کر رہے ہیں۔"

"پھر۔۔۔ایک مہینہ ہو گیا ہے نا میرے ساتھ بیٹھتے ہو نا باتیں کرتے ہو، چہل قدمی کے لیے بھی نہیں چلتے۔"

"کام میں مصروف تھا۔ چلیں آئیں۔" وہ مسکراتے ہوئے باہر نکل گئے وشمہ سر

جھٹک کر اپنے کمرے میں چلی گئی

گہری ہوتی رات کے ساتھ سردی بھی شدت پکڑ رہی تھی وہ دونوں ایک ساتھ لان میں چل رہے تھے۔

"دیان تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"

"جی۔"

"تم میرے سمجھدار پوتے ہو اور میرے بہت قریب بھی ہو۔"

"جی داجی۔"

"بیٹا آغا کی نواسی سے دور رہو وہ اپنے نانا کی طرح آزاد خیالات کی مالک ہے۔" دیان لمبا سانس لے کر بولا

"داجی آپ سے ایک بات کرنی ہے۔"

"ہاں کہو۔"

"داجی وشمہ ایک اچھی لڑکی ہے اس کی پرورش کہیں بھی ہوئی ہو اس کی رگوں میں شاہ چاچو کا خون دوڑتا ہے وہ بری کیسے ہو سکتی ہے۔"

"میں نے خون پر پرورش کو غالب آتے دیکھا ہے دیان۔"

"میں نے بھی دیکھا ہے ناخن گوشت سے جدا نہیں ہو سکتا۔"

"تم کہنا کیا چاہ رہے ہو اتنی طرف داری کیوں کر رہے ہو اس کی؟"

"کیوں کہ آپ کا پوتا آپ کی پوتی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔" وہ دو ٹوک انداز میں بولا لیکن داجی آگ بگولہ ہو گئے

"دیان تم اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہے۔"

"میں پورے ہوش و حواس میں یہ کہہ رہا ہوں داجی۔"

"آخر اس لڑکی نے تمہیں میرے خلاف کھڑا کر ہی دیا نا۔"

"نہیں داجی اس نے تو مجھے بہت پہلے منع کر دیا تھا۔ آپ کی ڈانٹ کے بعد تو اس نے مجھے سامنے آنے سے بھی منع کر دیا ہے لیکن داجی میں اس سے محبت کرتا ہوں اسے اپنی زندگی میں لانا چاہتا ہوں۔"

"دیان تم بغاوت کرنا چاہتے ہو۔"

"نہیں بلکل نہیں داجی۔"

"تو یہ جو تم کرنا چاہتے ہو اسے اور کیا کہتے ہیں۔"

"داجی میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے۔"

"اور میں اس خواہش کا گلا گھونٹ رہا ہوں مجھے قطعی منظور نہیں تمہارا اور اس کا ساتھ "

"داجی آپ ایک بار دل سے اس سے بات تو کر کے دیکھیں۔" وہ انہیں پیار سے منانے لگا

"وہ آغا کی نواسی ہے یہاں آنے میں بھی اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہو گا۔"

"آپ غلط سوچیں گے تو ساری دنیا ہی غلط لگے گی۔"

"دیان بہت ہوا اب اس بارے میں ہم بات نہیں کریں گے۔"

"ہم دوبارہ اسی بارے میں بات کریں گے۔"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے دیان۔"

"داجی آپ اس بارے میں سوچیں تو سہی۔"

"ناممکن مجھے ایک چیز نہیں پسند تو نہیں پسند بار بار اس بات کا ذکر کرنا بے وقوفی ہے۔" یہ کہہ کر وہ اندر چلے گئے اور دیان وہیں کھڑا رہا

"تم سے نہیں ہوگا دیان۔" وشمہ کی آواز گونجی۔ کمرے میں آ کر وہ فریش ہونے چلا گیا ذہن دا جی کی باتوں میں ہی تھا پندرہ منٹ بعد وہ تولیے سے بال رگڑتا واش روم سے نکلا اور شیشے کے سامنے آ کر بال بنائے تبھی دروازے پر دستک ہوئی اس نے گھڑی کی طرف دیکھا جو بارہ بجا رہی تھی "اس وقت کون ہو سکتا ہے۔" اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو وشمہ چائے کا کپ پکڑے کھڑی تھی اسے دیکھتے ہی جیسے ہر پریشانی، تھکن دور ہو گئی

"چڑیل سوئی کیوں نہیں؟" وشمہ مسکرائی کتنے دنوں بعد دیان ایسے بولا تھا

"اب مسکرا رہی ہو پاگل واگل تو نہیں ہو گئی۔"

"بدتمیزی مت کرو یہ لو۔" اس نے کپ اس کی طرف بڑھایا

"میرے لیے۔۔۔۔ اتنی نوازش کیوں" اس نے مسکرا کر کپ پکڑ لیا

"تم اتنی دیر سے آئے ہو تو سوچا تھکے ہوئے ہو گے اس لیے بنا دی۔"

"مجھے واقع ہی چائے کی طلب ہو رہی تھی تھینک یو سو مچ۔"

"کوئی بات نہیں۔ گڈ نائٹ" وہ پلٹ گئی

"وشمہ"

"ہوں" اس نے گردن موڑی دیان اسے دیکھے گیا

"کیا ہوا؟" دیان کے نہ بولنے پر اس نے کہا۔

"دعا کرنا کہ میں جو دعا مانگتا ہوں وہ قبول ہو جائے۔" وشمہ کی آنکھیں نم ہوئیں وہ جانتی تھی وہ کون سی دعا کی بات کر رہا ہے۔

★★★★★★★★★

انا پرست تو ہم بھی غضب کے ہیں لیکن
تیرے غرور کا بس احترام کرتے ہیں

"وشمہ میرا فون واپس کرو پلیز۔"

"نانننانانا۔۔۔ہر گز نہیں۔" وہ بیڈ پر چڑھ گئی

"دیکھو پلیز کوئی بات نہیں کرنا" نوال رونے والی ہو گئی دوسری طرف امل اور وشمہ اسے چِڑھانے میں کوئی قصر نہیں چھوڑ رہی تھیں

"ایک میسج کی بات ہے۔ جیجو کے لیے اتنا تو ہم کر ہی سکتے ہیں۔"

"نہیں نہیں داجی کو پتا چلا تو بہت برا ہو گا۔"

"کچھ نہیں ہو گا۔" وہ کمرے سے باہر بھاگی

"یہ مجھے مروائے گی۔۔۔۔۔ وشمہ!!!۔۔۔۔۔" وہ بھی چیختے ہوئے اس کے پیچھے بھاگی پوری حویلی ان تینوں نے سر پر اٹھا رکھی تھی۔ بی بی جان اپنے کمرے میں مغرب کی نماز پڑھنے گئی ہوئی تھیں جبکے باقی خواتین بازار گئی ہوئی تھیں۔

"وشمہ مجھے دے دو۔۔۔۔۔۔ افففف اللہ یہ لڑکی اتنی چھلانگیں کیوں مارتی ہے." امل کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔ دیان جو ٹی وی دیکھ رہا تھا تینوں کی اچانک آمد پر بوکھلا گیا

"کیا ہو گیا ہے"

"وہ نا" وشمہ بولنے لگی تھی لیکن نوال نے اس کی بات کاٹ دی

"کچھ نہیں لالہ ایسے ہی" اس نے آنکھوں سے وشمہ کو اشارہ کیا جس پر وہ ہنسنے لگی ہنسی

بھی وہ جس کو دس منٹ تک بریک نہیں لگنی تھی دیان نے مسکرا کر اسے دیکھا جبکہ امل وشمہ کے ساتھ ہنسنے میں مصروف تھی۔ نوال کے موبائل میں فون آنے لگا تو وشمہ نے سکرین اس کے سامنے لہرائی سکرین پر نظر آتا نمبر دیکھ کر نوال کا رنگ اُڑ گیا "نوید کالنگ"

"کیا ہو رہا ہے لڑکیوں کیوں پورا گھر سر پر اٹھا رکھا ہے" بی بی جان بھی حال میں آ گئیں

"وشمہ مجھکالن۔ "نوال جونہی آگے بڑھی وشمہ نے کچن کی طرف دوڑ لگا دی گل دودھ اٹھا کر مڑی ہی تھی کہ وشمہ کا بازوں دودھ والے دیگچی کو لگا دودھ اچھل کر اس کی بازوں پر آیا

"آہ"

"وشمہ بی بی آپ ٹھیک ہیں "اس نے فوراً دیگچی شیلف پر رکھی اور وشمہ کا ہاتھ دیکھا امل اور نوال بھی اس کے پاس آئی

"وشمہ تمہارا ہاتھ جل گیا ہے ادھر آؤ ٹھنڈا پانی ڈالو۔'

"نہیں نہیں پانی سے چھالے ہو جائیں گے "امل نے اسکے ہاتھ پر ٹھنڈا پانی ڈالنا چاہا لیکن

نوال نے بڑی مشکل ہونے سے بروقت بچالیا۔۔

"مجھے معاف کردیں وشمہ بی بی میں نے دیکھا نہیں۔"

"نہیں نہیں گل تمہاری غلطی نہیں ہے میری اپنی غلطی ہے تم معافی مت مانگو۔"

"لیکن بی بی دودھ بہت گرم تھا یہ دیکھیں کتنا لال ہو رہا ہے بازو۔"

"ادھر دکھاؤ" دیان نے اسے اپنی طرف موڑا

"اور اچھلو بندروں کی طرح۔" وہ اس کا بازو دیکھتے ہوئے بولا

"تم مجھے بندر کہہ رہے ہو" وشمہ نے اسے گھورا

"تو انسان کہوں؟ ایسی حرکتیں انسان تو کم از کم نہیں کرتے۔۔۔۔ امل ٹیوب لاؤ۔"

"ہٹو مجھے نہیں لگانی کوئی برنال۔" اس نے منہ بنایا شور سن کر کچن میں آتے داجی دروازے پر ہی رک گئے

"یہ لیں لالہ۔"

"چپ کرو تم لاؤ ہاتھ آگے کرو۔" اس نے سنجیدگی سے کہتے اس کا ہاتھ پکڑا اور ٹیوب

لگانے لگا وشمہ کو بہت جلن ہو رہی تھی لیکن وہ اسے دم بخود دیکھے گئی دیان کے لہجے میں کتنی فکر تھی، پریشانی تھی۔ دروازے پر کھڑے داجی غصے سے آگ بگولہ ہو گئے دیان جب برنال لگا چکا تو وشمہ نے فوراً ہاتھ کھینچا اور کچن سے باہر نکلی تبھی نظر دا جی پر پڑی اس کے چہرے پر زہریلی مسکان آئی وہ انہیں جتاتی نظروں سے دیکھتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ گئی اور وہ غصے سے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

★★★★★★★★★

رات کھانے کے بعد جب وہ چہل قدمی سے واپس آئے تو اپنے کمرے میں جانے کی بجائے وشمہ کے کمرے کی طرف آ گئے اور دروازے پر دستک دی وشمہ جو ہاتھ میں کریم لگا رہی تھی کھڑی ہو کر پلٹی۔ دا جی کو اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔

"آپ"

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

"جی بیٹھیئے نا" اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا

"میں یہاں بیٹھنے نہیں آیا دو ٹوک بات کرنے آیا ہوں۔"

"ٹھیک ہے کہیئے جو کہنا ہے"۔ اس نے دل سے انہیں بیٹھنے کے لیے کہا تھا لیکن وہ بھی انہی کی پوتی تھی۔ دونوں بازو سینے پر باندھ کر وہ کھڑی ہوئی

"تم نے یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے؟"

"کونسا تماشا؟"

"یہی دیان کو اپنی طرف کرنے کا۔"

"مجھے یہ تماشہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیوں کہ دیان میرا ہے۔ "

"دیان میرا پوتا ہے وہ میرے خلاف نہیں جائیگا۔"

"اچھا اور اگر اس نے آپ کو منا لیا تو آپ کیا کہیں گے۔"

"مجھے اپنی پرورش پر یقین ہے۔"

"اور مجھے اپنی محبت پر پختہ یقین ہے۔" وہ چونکی یہ کیا بول دیا لیکن پھر ایک دم سنبھلی

"دیکھو وشمہ آغا کی زبان میرے سامنے نہ بولا کرو۔" وہ غصے سے بولے

"میں تو وہی کہہ رہی ہوں جو آپ سے سیکھ رہی ہوں۔"

"میں بدلحاظ، بے مروت، بدتمیز نہیں ہوں۔"

"میں بھی نہیں ہوں بس ضدی بہت ہوں۔"

"مجھ سے زیادہ ضدی نہیں ہو گی تم۔"

"یہ تو وقت بتائے گا دا جی۔ اور ایک بات آپ بھول رہے ہیں میں آپ ہی کی پوتی ہوں"

"تم مجھے۔۔۔۔ وقاص خان کو چیلنج کر رہی ہو۔"

"آپ کو ایسا لگتا ہے تو ہاں کر رہی ہوں۔"

"میں اس کھیل کا پرانا کھلاڑی ہوں۔"

"پر آج کل اس کھیل پر میں چھائی ہوئی ہوں۔" تیکی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا گیا

"سارا غرور سارا طنطنہ پانی کی طرح بہہ جائے گا۔"

"منظور ہے۔" وہ مسکرائی

"مجھے تم سے نفرت محسوس ہو رہی ہے وشمہ۔" وہ غصے سے بولے وشمہ کی آنکھوں

میں ایک دم بہت سا پانی اترنے لگا اس نے خود کو کمپوز کیا۔

"ٹھیک ہے داجی آپ اپنی نفرت سے کھیلیں میں اپنی محبت سے کھیلتی ہوں نفرت اور محبت کی جنگ میں جو آگے بڑھ گیا جیت اسی کی ہو گی۔"

"ٹھیک ہے لیکن دیان کو یا کسی اور کو پتہ نہ چلے کہ ہمارے بیچ یہ جنگ چھڑی ہوئی ہے۔"

"میں تو نہیں بتاؤں گی لیکن آپ کمزور پڑ گئے یا ہارنے لگیں تو آپ نہ بتا دیجئے گا۔"

"بکواس بند کرو" اس کی مسکراہٹ نے وقاص خان کو اور بھڑکا دیا تھا وہ غصے سے پلٹ گئے

"اور ہاں جاتے جاتے ایک بات سن لیجئے داجی۔ دیان میرا ہے اور میرا ہی رہے گا اس گھر کی بہو وشمہ شاہ زین خان ہی بنے گی۔" لہجہ مضبوط تھا

"جو اونچا اڑتے ہیں زمین پر زور سے وہی گرتے ہیں."

"دیکھتے ہیں داجی۔" وہ جاتے ہوئے دروازہ زور سے بند کر کے گئے وشمہ نے آنکھیں زور سے بند کیں آنسو ٹوٹ کر گرے اس نے جھٹکے سے گال صاف کی اور سونے کے

لیے لیٹ گئی لیکن نیند کسے آنی تھی۔۔ دور آسمان پر چاند نے اپنی چاندنی کو مزید پھلا کر اس چھوٹی سی لڑکی کو مسکرا کر عشق کی گلیوں میں آنے پر خوش آمدید کہا۔

★★★★★★★★★

شام ہوتے ہی حویلی روشنیوں میں نہا گئی لان خصوصی طور پر سجایا گیا تھا کیوں کہ آج امل کی سالگرہ تھی گھر کی چھوٹی اور لاڈلی بیٹی ہونے کے ناطے اس نے دیان اور سب گھر والوں سے ضد کر کے اپنی سالگرہ کی تقریب رکھوائی تھی فنکشن میں حویلی کے افراد کے علاوہ نوال کے سسرال والے بھی شامل تھے۔

Novels Afsane Articles Books Poetry Interviews

"مورے مجھے پلیز بتا دیں میں کیا پہنوں؟" وشمہ کچن میں کھڑی کب سے عالیہ کا سر کھا رہی تھی

"وشہ کچھ بھی پہن لو اب اتنی چھوٹی تو ہو نہیں کے میں کپڑیں نکال کے دوں۔" وہ جھنجھلا کر بولی

"اب آپ ایسا کریں گی میرے ساتھ۔۔۔ ہمیشہ آپ ہی تو مجھے فنکشن کے لیے کپڑے نکال کر دیتی ہیں۔ سب تیار ہو گئے ہیں مورے جلدی کریں۔۔۔۔۔"

"میں بہت مصروف ہوں جاؤ کوئی بھی پہن لو۔۔۔بھابھی کہیں نا اسے۔"انہوں نے زنیرہ بی بی کو کہا

"وشمہ چندا جاؤ کوئی بھی پہن لو سب میں ہی بہت خوبصورت لگتی ہو۔"وشمہ پیر پٹختی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی

"وشمہ تمہارا بازو کیسا ہے؟"تیزی سے سیڑھیاں اترتا دیان اسے دیکھ کر رکا

"ٹھیک ہے۔"وہ جواب دے کر آگے بڑھ گئی

"رکو"

"کیا؟"گردن موڑی

"غبارہ کیوں بنی ہوئی ہو؟"

"میری مرضی۔"

"اتنا غصہ۔۔۔تیار کیوں نہیں ہوئی ابھی تک"

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کیا پہنوں۔۔۔مورے کام میں مصروف ہیں مجھے بتا ہی نہیں رہی۔"وہ منہ لٹکا کر بولی

"آؤ مجھے بتاؤ میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔"

"تم میری مدد کرو گے"

"ہاں"

”اوکے" دور سے یہ منظر دیکھتی دو آنکھوں میں غصہ بھر آیا۔

وشمہ نے تین سوٹ نکال کر دیان کے سامنے لہرائے

"اب بتاؤ کون سا پہنوں؟" دیان نے غور سے کپڑے دیکھے پھر آگے بڑھ کر ایک سوٹ بیڈ سے اٹھا کر اس کو پکڑایا

"یہ والا"

"پکا یہی پہنوں؟" وہ اورنج اور پنک کامبینیشن کا پاؤں تک آتا فراک تھا

"ہاں"

"ٹھیک اب تم جاؤ میں بس ابھی تیار ہو کر آتی ہوں۔" دیان کے جاتے ہی وہ تیار ہونے چلی گئی۔

موسم بہت خوشگوار تھا سب لان میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ وہ میرب کے کمرے کی طرف بڑھی امل اور نوال وہی تھیں۔

"تم سب کیوں کمرے میں بند ہو؟"

"ماشاءاللہ وشمہ تم کتنی پیاری لگ رہی۔" امل نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے گھومایا

"امل میں نے ہیل پہنی ہے گر جاؤں گی۔"

"امل تم میرب کے ساتھ نیچے چلی جاؤ بی جان کب سے بلا رہیں ہیں۔"

"تو نوال آپ بھی آؤ نا۔"

"بچی شرما رہی ہے نیچے سسرال والے بیٹھے ہیں محترمہ کے۔" امل ایک آنکھ دبا کر بولی

"اوہ ہاں۔۔۔ میں تو بھول ہی گئی چلو امل، آجائیں بھابھی۔" وہ باہر آئی تو عالیہ نے اسے بلا لیا

"آپ سب چلو میں آتی ہوں"۔

"کیا ہوا مورے۔"

"ایک منٹ میرے ساتھ آؤ۔" وہ اسے کمرے میں لائی اور الماری کی طرف بڑھ گئی۔ وشمہ بیڈ پر بیٹھی ان کو دیکھنے لگی جب وہ پلٹی تو ان کے ہاتھ میں ایک باکس تھا جسے انہوں نے وشمہ کو پکڑایا۔

"یہ کیا ہے؟"

"یہ ہے میرا سیٹ جسے آج میں اپنی پری کو دیتی ہوں تمہارے اس سوٹ سے میچ بھی کرے گا۔" اس نے باکس کھولا تو منہ سے بے اختیار تعریف نکلی۔ اس نے اپنی آرٹیفیشل بالیاں اتار کر گولڈ کا سیٹ پہن لیا۔

"بہت پیارا لگ رہا ہے۔" عالیہ نے اس کی پیشانی چومی

"تھینک یو سو مچ میں اب جاتی ہوں آپ بھی آجائیں۔" وہ مسکراتے ہوئے باہر نکل گئی لاؤنج کے دروازے پر دا جی اسے دیکھ کر رکے اس نے ایک طرف سے ہو کر جانا چاہا لیکن دا جی نے اسے روک لیا

"بات سنو لڑکی۔" وہ اسے لڑکی ہی کہتے تھے۔ وشمہ ایڑیو کے بل گھومی

"جی کہیئے۔"

"آج دیان کو اپنی اداؤں سے رجھانے کے لیے تیاری کر کے آئی ہو۔" اسے بہت غصہ آیا لیکن مسکراتے ہوئے بولی

"مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے دا جی آپ تو کہتے ہیں دیان آپ کو بہت پیارا ہے لیکن آپ تو اپنے پوتے کو جانتے ہی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ دیان ایسا لڑکا ہے ہی نہیں دا جی (اب وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی) وہ تو میری آنکھوں میں دیکھ کر بات بھی نہیں کرتا۔ جس لڑکی سے محبت کرتا ہے اس پر ایک سے زیادہ دفعہ نظر بھی نہیں ڈالتا اور دوسری بات دیان میرا ہے اس لیے اس کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے مجھے ان تیاریوں کی ضرورت نہیں ہے لیکن ایسا لگ رہا ہے آپ کو ڈر لگ رہا ہے۔" اس نے دونوں بازو سینے پر باندھے

"مجھے کیوں ڈر لگے گا۔"

"مجھے کیا پتہ." اس نے کندھے اچکائے

"دیکھو لڑکی۔"

"دیکھ ہی تو رہی ہوں دیان کو کتنا پیارا لگ رہا ہے نا دا جی۔" اس نے باہر نوال کے دیور

کے ساتھ کھڑے دیان کی طرف اشارہ کیا

"آج تمہیں بتاؤں گا کہ دیان میری کتنی بات مانتا ہے تم دیکھتی رہ جاؤ گی۔"

"واہ میں دیکھنا چاہوں گی داجی "اس نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا اور باہر کی طرف بڑھ گئی پیچھے کھڑی بی بی جان نے نم آنکھیں صاف کی اور باہر چلی گئیں جہاں سارے مہمان آچکے تھے وشمہ لڑکیوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی سب باتوں میں مصروف تھے جب کے نوال تو گونگی بنی بیٹھی تھی نوید فون سننے کے لیے اٹھ کر دوسری طرف آیا اب وہ نوال کے سامنے تھا اس نے اپنے خیال میں کسی بات پر ہنستے ہوئے سر اٹھایا نوید بھی اس طرف ہی دیکھ رہا تھا نوال کی ہنسی پر اس طرف متوجہ ہوا دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اس کی ہنسی کو ایک دم بریک لگی جب کہ وہ اسے دیکھ کر مسکرا دیا اور کسی کا دھیان اس طرف نہیں تھا لیکن وشمہ کی آنکھوں سے یہ نا چھپ سکا

"آہم آہم "اس نے نوال کو کہنی ماری اور اس کی طرف جھک کر گنگنانے لگی

"توبہ تمہارے یہ اشارے۔۔۔۔ہم تو دیوانے ہیں تمہارے۔۔۔۔راز یہ کیسے کھول رہی ہو تم آنکھوں سے بول رہی ہو۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com Novels Afsanay Articles Books Poetry Interviews

"وشمہ!!!!" اس نے وشمہ کے بازو پر تھپڑ لگایا تو وہ ہنستے ہوئے سیدھی ہوئی اور سامنے دیکھا دیان کی آنکھیں ضبط سے لال ہو رہی تھیں وہ پریشان ہوئی "اسے کیا ہوا" اس نے بی بی جان اور عالیہ کو دیکھا وہ بھی پریشان تھیں نظروں کا زاویہ بدل کر دادا جی پر گیا وہ مسکرا کر نوال کی ساس کو کچھ کہہ رہے تھے اس کی آنکھوں میں تفتیش اتری۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد ہی عالیہ گل کے ساتھ کیک لے کر باہر آئی۔

"آجاؤ امل جلدی کرو"

"جلدی آؤ امل میں چچی کے ہاتھ کا بنا کیک کھانے کے لیے اور انتظار نہیں کر سکتا۔" دیان نے عالیہ کے گرد بازو پھیلایا وشمہ کو کچھ کھٹک رہا تھا دادا جی کی نظریں وشمہ پر ہی تھیں۔ امل کیک کاٹنے کے لیے آگے بڑھی "دیان میری بی پی کی دوا لے آؤ گے ختم ہو گئی ہے۔"

"جی اچھا دادا جی۔" وہ جانے کے لئے مڑا تو دادا جی نے فاتحانہ مسکراہٹ سے وشمہ کی طرف دیکھا ان کا مقصد وشمہ کو یہ باور کروانا تھا کہ وہ دیان کو اہم سے اہم تقریب سے بھی چاہیں تو اٹھا سکتے ہیں۔ دیان کے جانے کا سن کر امل اداس ہو گئی وشمہ نے امل کا اداس چہرہ دیکھا پھر دروازے کی طرف بڑھ گئی

"دیان"

"ہاں"

"امل تمہاری بہن ہے ابھی بس کیک کٹنے والا ہے اور تم جا رہے ہو۔"

"وشمہ دا.جی کی دوائی ضروری ہے۔"

"جانتی ہوں۔۔۔۔بس دس منٹ تو لگیں گے۔"

"وشمہ دا.جی کو برا لگے گا۔"

"اور تمہاری بہن تمہارے جانے کے بعد روئے وہ تمہیں اچھا لگے گا وہ دیکھو تمہارے جانے کا سن کر وہ اداس ہو گئی ہے"

"وشمہ"

"ٹھیک ہے مرضی ہے ویسے بھی میری کونسی بات کسی نے سننی ہے۔" وہ کندھے اچکا کر پلٹ گئی۔ پیچھے قدموں کی آواز پر اس نے گردن موڑی دیان پیچھے آ رہا تھا وہ مسکرائی

"خان بابا کو کہہ دیا ہے وہ لے آئیں گے اب دانت مت دکھاؤ۔" جبکہ دا.جی نے غصے

سے مٹھیاں بھینچی

امل نے کیک کاٹ کر سب سے پہلے اپنے بھائی کو کھلایا پھر باقی سب کو۔۔۔۔ دا جی نے مسکرا کر امل کو گلے لگایا اور ڈھیروں دعائیں دی وشمہ کی آنکھوں میں اترتا پانی بی بی جان نے دیکھ لیا تھا انہوں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تو وہ مسکرائی

"تھینک یو بی بی جان۔" سب نے گوشگوار ماحول میں کھانا کھایا عالیہ کسی کام سے کچن میں گئی تو وشمہ بھی ان کے پیچھے کچن میں آ گئی

"ماما کیا کوئی بات ہوئی ہے بی بی جان، تائی جان آپ پریشان لگ رہے تھے"

"پریشانی کی بات تو ہے."

"کیا ہوا ہے؟ دیان بھی پریشان لگ رہا ہے سب خیریت تو ہے"

"نوال کی ساس کو تم ولید کے لیے پسند آ گئی ہو وہ تمہارے رشتے کی بات کر رہی تھی." وشمہ کو لگا گویا اس کے سر پر بم پھٹ گیا ہے

"یہ کیا کہہ رہی ہیں ماما۔"

"تو آپ انہیں منع کر دیں۔"

"ہم منع کر دیتے لیکن بابا نے سوچنے کا وقت مانگ لیا ہے۔"

"ماما سوچا وہاں جاتا ہے اگر ہاں میں جواب دینا ہو اور میرا جواب انکار ہے صاف صاف انکار۔" وہ غصے سے بولی

"اچھا پریشان نا ہو بعد میں بات کرتے ہیں جاؤ باہر بیٹھو سب کے ساتھ۔"

تقریباً گیارہ بجے سب مہمان جا چکے تھے اور گھر والے بھی اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلے گئے تھے۔

وہ کپڑے تبدیل کر کے اپنے بال چٹیاں میں قید کر رہی تھی لیکن سوچیں مسلسل الجھی ہوئی تھی کھانے کے وقت سے دیان غائب تھا اچانک ولید کا رشتہ آ جانا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

★★★★★★★★★

دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے سیگریٹ بجھائی اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا دروازہ کھولا سامنے زنیرہ بی بی تھی

"مورے آپ سوئی نہیں"

"دیان بیٹا کیا ہو گیا ہے" انہوں نے اس کی گال پر ہاتھ رکھا اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں "کچھ نہیں مورے آپ سو جائیں تھک گئی ہوں گی۔"

"اپنی مورے سے اب باتیں چھپاؤ گے۔ چلو بتاؤ کیا بات تنگ کر رہی ہے میرے بیٹے کو۔"

"مورے وشمہ صرف میری ہے۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر بولا تو زنیرہ بی بی نے اس کا ہاتھ تھپکا

"میری جان ان شاءاللہ وشمہ تمہاری ہی ہو گی۔ داجی مان جائیں گے ہم سب بھی یہی چاہتے ہیں کہ وشمہ ہمارے دیان کی دلہن بنے اور عالیہ بتا رہی تھی وشمہ نے بھی ولید کے رشتے کے لیے منع کر دیا ہے بلکل فکر مت کرو اللہ سب بہتر کریں گے۔۔۔ اب سو جاؤ۔" وہ اس کے گال تھپک کر چلی گئی لیکن دیان اب بھی بے چین تھا۔

★★★★★★★★★

ان راستوں ان منزلوں میں

تیرا میرا ساتھ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جائے نماز تہہ کر رہی تھی تبھی دروازے پر دستک ہوئی پھر آہستہ سے دروازہ کھلا

"بی بی جان" وہ جائے نماز رکھ کر ان کی طرف آئی

"آج میرے کمرے میں کیسے"

"کیوں میں اپنی گڑیا کے پاس نہیں آسکتی۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہیں میں تو کہتی ہوں آپ میرے پاس ہی رہا کریں۔"

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

"جی جی آئیں۔"

"یہاں نہیں باہر تازی ہوا میں بیٹھتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے چلیں" وہ دونوں حویلی کے پچھلے لان میں آگئیں۔ صبح کی تازی ہوا بہت بھلی لگ رہی تھی وشمہ بی بی جان کے ساتھ بیٹھ گئی

"وشمہ بچے تمہارے داجی اور تمہارے درمیان جو چل رہا ہے وہ مجھ سے چھپا نہیں ہے۔" ان کی بات سنتے ہی وشمہ چونکی

"بیٹا وقاص خان میں بہت غرور ہے۔ بچے میں نہیں چاہتی تمہیں کوئی بھی تکلیف ہو تم میری لاڈلی بیٹی ہو اسی طرح دیان بھی مجھے بہت عزیز ہے"۔

"بی بی جان آپ ہی بتائیں میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔" اس کی آنکھیں نم ہو گئیں

"بی بی جان دا جی نے جو یہ جنگ شروع کی ہے میں اس کو ختم کرنا چاہتی ہوں وہ مجھے اپنی پوتی نہیں مانتے کوئی بات نہیں لیکن وہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں یہ بات میرا دل زخمی کر رہی ہے۔ بی بی جان میں اس حویلی میں جب آئی تو میرے دل میں کسی کے لیے محبت نہیں تھی کیونکہ سب نے مجھے بابا سے دور رکھا لیکن پھر مجھے احساس ہوا کہ اس میں آپ سب کا کوئی قصور نہیں ہے سارا قصور تو دا جی کا ہے۔"

"وشہ ایک بات پوچھوں"؟

"جی."

"تم نے دیان سے شادی کے لیے ہاں کسی بدلے کے لیے تو نہیں کی؟" اس نے فوراً ان کا ہاتھ پکڑا

"نہیں بی بی جان ہر گز نہیں میں دیان کو داجی کے سامنے ضرور لانا چاہتی ہوں لیکن شادی کے لیے ہاں میں نے دل سے کی ہے آپ سب کی خواہش کا احترام کرتی ہوں میں۔"

"بیٹا دیان کے ساتھ کوئی ناانصافی مت کرنا اس کی کوئی غلطی نہیں ہے اس کو سزا مت دینا وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے۔"

"جانتی ہوں بی بی جان وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں دیان کو میری وجہ سے کوئی تکلیف نہیں ہو گی." بی بی جان نے مسکرا کر اس کا گال تھپکا۔

★★★★★★★★★

وہ تینوں میرب کے کمرے میں بیٹھی لیپ ٹاپ پر کوئی ڈراونی فلم دیکھ رہی تھی تبھی دروازے پر دستک ہوئی

"میرب بی بی میں ہوں۔"

"آجاؤ گل۔"

"داجی سب کو نیچے بلا رہے ہیں۔" چاروں سیدھی ہوئی

"کیوں خیریت"؟

"وہ تو مجھے نہیں پتا آپ سب آجائیں باقی سب نیچے ہی ہیں۔" وہ چاروں فوراً سے نیچے بھاگی وشمہ میرب کا ہاتھ پکڑے سیڑھیاں اتر رہی تھی نظریں داجی پر تھی وہ بھی اسے ہی گھور رہے تھے

"کیا بات ہے بابا" ذلفقار خان بولے

"دیان آجائے پھر بات ہوتی ہے." تھوڑی دیر بعد دیان بھی نیچے آگیا

"خیریت داجی کیا بات ہے"

"کچھ باتیں ہیں جو سب گھر والوں کو اکھٹا کر کے ہی بتانے والی تھیں۔" سب ان کی طرف متوجہ تھے

"گھر کے بچے اب بڑے ہو رہے ہیں تو ان کی آگے کی زندگی کے فیصلے بھی ہم نے ہی کرنے ہیں۔ ماشاءاللہ سے نوال گڑیا تو کچھ مہینے بعد اپنے گھر کی ہو جائے گی" زنیرہ بی بی نے نوال کو مسکرا کر دیکھا

"میرا پوتا دیان ماشاءاللہ سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو چکا ہے کاروبار میں بھی ترقی کر رہا ہے تو میں نے فیصلہ کیا ہے نوال سے پہلے کیوں نا دیان کی شادی کر دی جائے۔ لڑکی بھی گھر کی ہے اچھی سلجھی ہوئی." وشمہ سمجھ گئی کیا ہونے جا رہا ہے اور اسے کچھ دیر بعد ہونے والی صورت حال کا بھی اندازہ تھا۔

"میں نے دیان کے لیے بختاور کو چنا ہے ہفتے کو جا کر ہم بات پکی کر آئیں گے اور مجھے امید ہے کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہو گا۔" سب نے چونک کر وقاص خان کو دیکھا جبکہ وشمہ ہاتھ باندھے پر سکون کھڑی تھی۔ آنکھیں نم ہوئی لیکن لبوں پر مسکراہٹ تھی داجی اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"اور وشمہ کے لیے ولید کا رشتہ آیا ہے لڑکا بہت اچھا ہے وشمہ میری پوتی ہے تو اس کا بھی مجھے ہی سوچنا ہے کل صبح ہم جواب دے دیں گے۔" بول کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگے لیکن دیان کی آواز نے ان کے قدم روک دیے باقی سب نے چونک کر اسے دیکھا "رک جائیں داجی "اس نے لال ہوتی آنکھیں اٹھائیں وشمہ نے آنکھ کا کونا انگلی سے صاف کیا

"کیا کہنا ہے دیان؟"

"آپ کے فیصلے سے میں متفق نہیں ہوں دا جی۔ میں بختاور سے ہر گز شادی نہیں کروں گا۔" وشمہ نے دا جی کو دیکھا تبھی انہوں نے بھی غصے سے وشمہ کو گھورا ''تمہاری شادی بختاور سے کرنے کی خواہش ہے میری۔"

"لیکن بختاور میری خواہش نہیں ہے۔" اس کا انداز بدلا ہوا تھا

"تمہارا جھکاؤ اس آغا کی نواسی کی طرف ہو گیا ہے۔" انہوں نے غصے سے وشمہ کی طرف انگلی کی۔ وشمہ نے سر جھکا دیا

"وہ آپکی پوتی بھی ہے۔"

"لیکن مجھے اس کے وجود سے نفرت ہے۔" ڈھیروں آنسوں وشمہ کا گال بھیگو گئے لیکن اس نے سر نہیں اٹھایا

”بابا“ شاہ غصے سے بولے

"کیسی باتیں کر رہے ہیں دا جی آپ کو ہمیشہ میں نے سراپا محبت پایا ہے۔ آپ کے دل میں نفرت ہو سکتی ہے میں نے کبھی ایسا نہیں سوچا تھا۔"

"دیکھو دیان میں فیصلہ کر چکا ہوں بختاور تمہاری بیوی بنے گی۔ اور اس گھر کی بہو۔"

"دا جی زندگی میری ہے۔"

"تم بھول رہے ہو میں تمہارا دادا ہوں۔ تم اس لڑکی کے لئے مجھے جھکانا چاہ رہے ہو۔"

"میں ایسا کیوں کروں گا۔"

"دیان میں فیصلہ کر چکا ہوں۔"

"اور میں وعدہ کر چکا ہوں دا جی۔"

"مجھے تم سے ایسی بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔"

"آخر مسئلہ کیا ہے آپ کو اس سے آپ کی پوتی ہے اور میری محبت۔"

"یہی مسئلہ ہے مجھے اس لڑکی سے اتنی آزاد خیال ہے تو اپنے بچوں کو کیا سکھائے گی یہی بغاوت۔۔۔۔ آتے ہی تمہیں میرے سامنے لا کھڑا کیا آج تک کوئی میرے سامنے نہیں آیا میرے فیصلوں سے انکار نہیں کیا اور اس لڑکی نے تمہیں اپنے جال میں پھنسا لیا ہے۔"

"خدا کا واسطہ ہے دا جی کس قسم کی سوچ اپنا لی ہے آپ نے۔"

"واہ برخوردار اب میری سوچ کو غلط کہہ رہے ہو"۔

"داجی میں آپکی عزت کرتا ہوں لیکن میری محبت کی توہین کا حق میں نے آپ کو نہیں دیا۔" وشمہ نے بھیگی پلکے اٹھا کر دیان کو دیکھا کتنی محبت تھی اس کی آنکھوں میں۔۔۔

"محبت ہاہاہا کونسی محبت وہ جو اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر تمہیں ہوئی ہے۔ یہ جوانی کا جوش ہے اور کچھ نہیں ۔" وشمہ نے زور سے آنکھیں بھینچی عالیہ نے سسکی روکنے کے لیے ہاتھ منہ پر رکھا لیکن شاہ کو کچھ نہیں بولنے دیا

"داجی" دیان دھاڑا اس کی دھاڑ سے پوری حویلی گونج اٹھی وقاص خان نے حیرت سے دیان کو دیکھا

"میں مر کر بھی بختاور سے شادی نہیں کروں گا یہ میرا آخری فیصلہ ہے اگر وشمہ نہیں تو کوئی بھی نہیں میں اس حویلی کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا جاؤں گا لیکن کسی کو بھی نہیں اپناؤں گا اور آئندہ ایسے الفاظ مت کہیے گا۔"

"بکواس بند کرو دیان۔"

"آپ جانتے ہیں میرا فیصلہ بھی اٹل ہوتا ہے۔"

"تم مجھ سے کہہ رہے ہو یہ وقاص خان سے تم میں اب اتنی ہمت آگئی ہے کہ میرے

آگے زبان چلاؤ گے۔"

"جی آپ سے کہہ رہا ہوں جو اپنی ضد اور انا میں اپنے ہی خون سے ناانصافی کر رہے ہیں۔" وہ بھی اتنے ہی غصے سے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا

"چٹاخ!!!!!!" سب نے بے اختیار اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔ شاہ نے آگے بڑھ کر دیان کو پیچھے کیا وشمہ کو لگا جیسے اس کا دل دھڑکنا بھول گیا ہے۔

"دو دن کی محبت نے تمہیں اتنا بدتمیز کر دیا ہے کہ مجھ سے زبان چلا رہے ہو۔"

"اور آپ اپنی نفرت میں اتنے اندھے ہو گئے ہیں کہ آپ کو اور کچھ نظر نہیں آ رہا۔ دا جی ٹھیک ہے آپ اپنی ضد کریں میں کل ہی یہ حویلی اور ملک چھوڑ کر چلا جاؤں گا بات اب میری بھی ضد کی ہے اور محبت میں ضد شامل ہو جائے تو خود سر ہو جاتی ہے پھر سامنے اگر کسی اپنے کی انا بھی ہو تو اسے کچلنے سے باز نہیں آتی۔" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتا بول کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وقاص خان کے دل میں اٹھتی ٹیس سے سب انجان تھے انہوں نے وشمہ کی طرف دیکھا جو اوپر دیان کے کمرے کی طرف دیکھ رہی تھی پھر وہ غصے سے باہر نکل گئے سب اپنے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے عالیہ وشمہ کے پاس آئی اور اسے گلے لگایا وشمہ آہستہ سے پیچھے ہوئی

"ماما میں ٹھیک ہوں آپ بابا کے پاس جائیں."

"میں جانتی ہوں میری چندا ٹھیک نہیں ہے۔"

"ماما آپ بابا کے پاس جائیں۔" سب کے جاتے ہی اس کا ضبط ٹوٹ گیا سسکیاں گونجنے لگی اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے کمرے تک ہی چلی جائے

"وشہ میری چندا میرے پاس آؤ۔" اس نے چونک کر سر اٹھایا بی جان صوفے پر بیٹھیں تھیں وہ سمجھی تھی سب اپنے کمرے میں جا چکے ہیں بی بی جان کو دیکھتے ہی آنسوؤں میں تیزی آگئی وہ بھاگ کر ان کے گلے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

"بی بی جان یہ کیا ہو گیا۔ دیان دا.جی سے بہت محبت کرتا ہے وہ۔۔۔۔۔ وہ بہت بکھر گیا ہے بی بی جان میری وجہ سے یہ سب ہوا ہے مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔"

"ایسے مت بولو چندا یہ تمہارا گھر ہے۔“

"میں ایسا نہیں چاہتی تھی بی بی جان دیان کو ایسے نہیں دیکھ سکتی وہ کیوں مجھ سے اتنی محبت کرتا ہے اس کی آنکھوں میں دیکھا ہے میں نے۔۔۔۔ بی بی جان وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے لیکن میں نے اسے دکھ دیا ہے وہ دا.جی سے بھی تو محبت کرتا ہے میری وجہ

سے اس پر ہاتھ اٹھا ہے۔" وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی

"وشا چندا رونا بند کرو میری بچی مت رو اللہ سب ٹھیک کر دیں گے چپ کر جاؤ۔" کچھ دیر بعد وہ ان سے الگ ہوئی

"آپ کو بھی پریشان کر دیا۔ کافی رات ہو گئی ہے آئیں میں آپ کو کمرے تک چھوڑ آتی ہوں۔" وہ آنسو صاف کر کے بی بی جان کو کمرے میں چھوڑ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

"یا اللہ میں کیا کروں میں دیان کے ساتھ کچھ غلط نہیں کرنا چاہتی۔ میں صبح ہی آغا جان کے پاس چلی جاؤں گی میں یہاں نہیں رہوں گی۔"

دماغ میں چلنے والے خیالات کے باعث نیند کوسو دور تھی اچانک موبائل کی آواز پر وہ چونکی اور اپنے خیالات سے پلٹ آئی اور موبائل تلاش کرتے ہوئے بیڈ پر ہاتھ مارنے لگی "کہاں گیا" آخر کار اسے تکیے کے پاس موبائل نظر آ گیا لندن سے کال آ رہی تھی جب تک وہ کال ریسیو کرتی فون آنا بند ہو گیا اس نے ٹائم دیکھا تو رات کے تین بج رہے تھے اس نے موبائل ٹیبل پر رکھا اور بالوں کا ہلکا جوڑا بنا کر کمرے سے باہر نکل آئی غیر ارادی طور پر نظر دیان کے کمرے کی طرف اٹھی اور پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ کچن کی طرف بڑھ گئی پوری حویلی سناٹے میں ڈوبی ہوئی تھی کچھ دیر بعد وہ ہاتھوں میں ٹرے

تھامے جس میں دو کپ چائے اور سینڈ وچ تھے دیان کے کمرے کے باہر کھڑی تھی اس نے ہلکی سی دروازے پر دستک دی کمرے کا منظر دیکھیں تو اندھیرے کمرے میں سگریٹ کا دھواں بھرا ہوا تھا اور دیان الجھے ہوئے حولیے میں بیڈ کے ساتھ نیچے بیٹھا تھا۔

"کونسی محبت وہ جو اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر تمہیں ہوئی۔" دا جی کا ایک ہی جملہ اس کے دماغ میں اٹک گیا تھا جس کی گونج اس کی کانوں میں گونج کر اس کی دماغ کی نسے پھڑ پھڑا رہی تھیں دستک پر اس نے سر اٹھایا پھر اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے وشمہ سر جھکائے کھڑی تھی اس کو بلکل توقع نہیں تھی کہ وشمہ ہو گی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا بولے اس کی مشکل وشمہ نے خود آسان کر دی

"ہٹو آگے سے۔" وہ اسے سائڈ پر کرتی اندر چلی آئی۔ سگریٹ کے دھوئے سے وہ کھانسنے لگی دیان نے آہستہ سے دروازہ بند کیا وشمہ نے ٹرے بیڈ پر رکھی اور ڈوپٹہ ناک پر رکھ کر کھڑکیاں اور بالکنی کا دروازہ کھول دیا تاکہ دھواں باہر نکل جائے وہ پلٹی تو دیان صوفے پر بیٹھا کنپٹید بار ہا تھا اس نے ٹرے سامنے ٹیبل پر رکھی اور ایک کپ دیان کی طرف بڑھایا

"نہیں میرا دل نہیں ہے۔"

"میں یہ سننے نہیں آئی کہ تمہارا دل ہے کہ نہیں ہے۔ اس وقت میرا سر بہت درد کر رہا ہے دیان اس لیے چپ چاپ چائے پیتے ہیں پھر مجھے بات کرنی ہے۔" دیان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

"تم روئی ہو نا"

"نہیں" اس نے کندھے اچکا کر جواب دیا

"جھوٹ" دیان نے دوبارہ سر پکڑ لیا

"پلیز دیان" دیان نے ناچاہتے ہوئے بھی اس کے ہاتھ سے سینڈوچ اور کپ پکڑ لیا وشمہ اٹھ کر بالکنی میں چلی گئی کچھ دیر بعد دیان بھی اس کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا

"دیان میری پوری بات سننا اور اسے ماننا۔" اس نے دیان کی طرف رخ کیا تو وہ بھی سیدھا ہوا

"سب سے پہلے سوری میری وجہ سے تمہیں اتنی تکلیف ہوئی۔ میں واپس آغا جان کے پاس چلی جاؤں گی۔" دیان نے تڑپ کر کچھ کہنا چاہا لیکن وشمہ نے روک دیا

"میری بات سنو پہلے۔ سب خوشی خوشی رہ رہے تھے اب بھی رہ لیں گے تم وہاں شادی کر لو جہاں داجی کہہ رہے ہیں سمجھو میں تمہاری زندگی میں آئی ہی نہیں ہوں ۔"

"وشمہ" وہ بے بسی سے بولا

"دیان اسی میں بہتری ہے۔" اس نے یہ الفاظ کتنی مشکل سے کہے تھے یہ وہی جانتی تھی

"نہیں کوئی بہتری نہیں ہے میں تم سے محبت کرتا ہو تمہارے بغیر میں ایک پل نہیں رہ سکتا اور تم ہمیشہ کے لیے جانے کی بات کر رہی ہو میں تمہیں اپنے آپ سے جدا نہیں کر سکتا۔ میں نہیں جانتا یہ کب ہوا لیکن میں نے بہت دفعہ اپنے آپ کو پرکھا ہے اور ہر بار دل نے صرف تمہارا نام لیا ہے۔ وشمہ خدا گواہ ہے میں نے آج تک کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا میرے نظر میں تمہاری بہت عزت ہے وشمہ۔" وشمہ اسے دیکھے گئ دیان کی آنکھیں نم تھیں "میرے علاوہ کون جانتا ہے دیان کے تمہاری آنکھوں میں، دل میں میری کتنی عزت ہے۔" اس نے دل میں سوچا

"آج داجی نے مجھے توڑ دیا ہے ان کے الفاظ میرے کانوں میں سیسے کی طرح پگھل

رہے ہیں" اس نے شدید غصے کے عالم میں گرل پر ہاتھ مارا اور بدلے میں اپنا ہی ہاتھ لہو لہان کر بیٹھا

"دیان" وشمہ نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا

"یہ کیا کر دیا تم پاگل ہو۔" اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا

"یہ تکلیف بہت کم ہے اس کے مقابلے میں جو تمہیں دا جی کی باتیں سن کر ہوئی ہے۔"

"چپ کر جاؤ اپنی حالت دیکھو کیا کر لی ہے چلو میرے ساتھ." وہ اسے کمرے میں لے آئی

"فرسٹ ایڈ باکس کہاں ہے"

"کچھ نہیں ہوا."

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں۔"

"الماری میں ہے۔" وشمہ فوراً باکس لے کر اس کے سامنے بیٹھی اور اس کا زخم صاف کرنے لگی گرل پر لگی پتری سے اس کا ہاتھ کٹ گیا تھا وہ سر جھکائے اس کا زخم صاف کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ آنسوں روکنے میں بھی ہلکان ہو رہی تھی دیان اسے دیکھنے

لگا وشمہ پٹی کر کے باکس بند کر رہی تھی تبھی وہ بولا۔

"تمہارے لیے آسان ہے مجھے چھوڑنا لیکن میں محبت کرتا ہوں تم سے میرے لیے یہ آسان نہیں ہے۔" وشمہ کا ہاتھ تھم گیا "نہیں ہے میرے لیے آسان" وہ کہنا چاہتی تھی

"میں چلا جاؤں گا یہاں سے کیوں کہ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں تمہیں کسی اور کا ہوتے ہوئے دیکھوں۔"

"ٹھیک ہے میں ولید سے شادی کر لیتی ہوں تم بتاؤ پھر کیا کرو گے دا جی کے ساتھ ساتھ سب کو سزا دو گے تائی جان، تایا جان، امل، نوال ان کا کیا قصور ہے سب کے کتنے خواب ہے آنے والی بہو کو لے کر سب کے خواب توڑ دو گے۔" وہ آنسو ضبط کیے بول رہی تھی

"میرے میں اتنی ہمت نہیں ہے وشمہ کہ میں کسی اور کو اپنے ساتھ دیکھوں میرے دل میں صرف ایک لڑکی بسی ہے اور مرتے دم تک وہی رہے گی اب اگر یہی مقدر ہے تو سب کو سزا بھگتنی ہو گی۔" وہ جھٹکے سے اٹھ گیا وشمہ اس کی پشت کو دیکھتی رہی پھر جانے کے لیے اٹھ گئ

"آگے تمہارا فیصلہ ہے دیان میں تمہیں یہ بتانے آئی تھی کہ میں واپس جارہی ہوں اور کچھ دنوں میں لندن کے لیے دوبارہ اپلائے کردوں گی۔" یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئی دیان نے مٹھیاں بھینچی آنسو ٹپک کر گال پر بہہ نکلا وہ رورہا تھا کون کہتا ہے مرد روتے نہیں ہیں جب دل پر چوٹ لگتی ہے تو ان کی بھی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں وہ بھی انسان ہیں انہیں بھی تکلیف ہوتی ہے اور دیان خان آج بے بس تھا ٹوٹ رہا تھا اس کی محبت اس سے دور جارہی تھی وہ نہیں جانتا تھا کب اسے وشمہ سے اس قدر محبت ہوگئی کب وہ اس کے دل میں براجمان ہوگئی لیکن اب یہ محبت اسے تڑپارہی تھی وشمہ سے دور ہونا ہی اس کے لیے موت کی مانند تھا اس نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔۔۔۔۔۔

میرے ہم سفر

میرے چارہ گر

نہیں اور کچھ بھی تیرے سوا

میری دوستی

میری زندگی

میری خاموشی

میرا علم بھی

میرا نام بھی

کہ میری صبح

میری شام بھی

جو مل سکیں میرے دام بھی

وہ سبھی تجھے وہ عطا کرے

میرے چارا گر تو یقیں تو کر

میں نے جب بھی مانگی کوئی دعا

نہیں مانگا کچھ بھی تیرے سواء۔۔۔

★★★★★★★★★

خان بابا نے گاڑی حویلی کے باہر روکی تو وہ میرب کا ہاتھ پکڑ کر اتری اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔ میرب نے صوفے پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں اور سر پیچھے ٹکا دیا دو آنسوں آنکھوں کے کونے سے ٹوٹ کر گرے

"کیا کہا ڈاکٹر نے؟" میرب کا آج ڈاکٹر سے اپائنٹمنٹ تھا نوال اور وشمہ ہی اسے ہاسپٹل لے کر جاتی تھیں۔ عالیہ نے بی بی جان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا "چچی جان پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے بس سٹریس لینے سے منع کیا ہے۔" عالیہ نے میرب کی طرف دیکھا وہ آنکھیں بند کیئے بیٹھی تھی کیا حال ہو گیا تھا اس کا، پیلا رنگ، آنکھوں کے نیچے ہلکے وشمہ اس کا بہت خیال رکھتی تھی لیکن ارحم کی جدائی اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی اتنے مہینے ہونے کو آئے تھے اس کا کسی سے بھی کوئی رابطہ نہیں تھا وشمہ نے بی بی جان کو دیکھا "بی بی جان آپ نے اپنی دوائی کھائی ہے؟"

"نہیں بھول گئی۔"

"آپ بھی نا۔" وہ اٹھ کر انکے کمرے کی جانب بڑھ گئی وہ دراز سے دوائی نکال رہی تھی تبھی واش روم سے کوئی باہر نکلا اس نے مڑ کر دیکھا تو سامنے دا جی تھے

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"بی بی جان کی دوائی لینے آئی تھی۔"

"تمہیں کیا ملا وشمہ دادا پوتے کو آمنے سامنے لا کر۔"

"آپ کو کیا ملا سب کو ایک دوسرے سے جدا کر کے اور شاید اب آپ کو احساس ہو گا کہ اپنے پیارے کو تکلیف میں دیکھ کر کیسا لگتا ہے جا کر دیکھیں اپنے پوتے کو بخار ہے اسے، ہاتھ زخمی ہے، دل توڑا ہے آپ نے اس کا دا جی رشتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں رشتے ضد، انا سے نہیں چلتے یہ پیار محبت سے چلتے ہیں میں بس یہی آپ کو بتانا چاہتی ہوں خدا کے لیے اپنے دل کو نرم کریں" وہ نم آنکھیں لیے باہر چلی گئی اور وہ کتنی ہی دیر اپنی جگہ کھڑے رہے پہلی ضرب لگ چکی تھی لیکن انا کی دیوار اتنی اونچی تھی کہ اس کو ختم کرنا اتنا بھی آسان نہیں تھا انہوں نے موبائل اٹھا کر نمبر ملایا گھنٹی بج رہی تھی پھر

کسی کی چہکتی آواز ابھری

"اسلام علیکم"

"وعلیکم اسلام کیسی ہو بختاور۔"

"میں بلکل فٹ داجی آپ بتائیں" وہ بھی انہیں نوال امل کی طرح داجی ہی بلاتی تھی

"کب آرہی ہو پھر"

"ابھی تو تھوڑا مشکل ہے لیکن بہت جلد آپ سے ملنے آؤں گی۔"

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles

"ٹھیک ہے میں انتظار کروں گا اپنا خیال رکھنا"

"آپ بھی" فون بند کر کے ٹیبل پر رکھا "چند دن عیش کر لو وشمہ پھر تو تم نے رونا ہی ہے" وہ سر جھٹک کر دیان کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

★★★★★★★★★

وہ بیڈ پر لیٹا اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جس پر کل وشمہ نے پٹی کی تھی تبھی دروازہ کھلا اس نے گردن موڑ کر دیکھا داجی کھڑے تھے اس نے منہ موڑ لیا وہ چلتے ہوئے اس کے پاس آئے اور بیڈ پر بیٹھ گئے

"دیان دنیا میں سب سے زیادہ مجھے تم عزیز ہو اور ایسے منہ موڑ کر اپنے آپ کو تکلیف میں رکھ کر تم مجھے عزیت دے رہے ہو۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا

"اور آپ نے مجھے جو تکلیف دی ہے اس کا کیا دا جی۔۔۔ جو باتیں آپ نے کہی کیا وہ صحیح ہیں۔۔۔ سچی محبت کی ہے میں نے وشمہ سے اور جب آپ وشمہ کو کچھ بولتے ہیں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے نہیں سمجھ سکتے آپ میری تکلیف کو۔۔۔ میری تڑپ کو جائیں آپ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے جا رہی ہے وہ اب خوش ہو جائیں۔" دیان کو دیکھ کر دا جی کو تکلیف ہوئی

"دیان اگر تمہاری خوشی وشمہ ہے تو ٹھیک ہے کر لو وشمہ سے شادی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" دیان چونکا۔

"ایسے مت دیکھو میں نے پہلے بھی کہا ہے مجھے تم سب سے زیادہ عزیز ہو۔"

"آپ پہلے وعدہ کریں اب وشمہ کو کچھ نہیں بولیں گے اس کو عزت دیں گے اس کے خلاف کچھ نہیں بولیں گے۔"

"ٹھیک ہے کچھ نہیں کہوں گا بس تم خوش رہو۔" انہوں نے اس کا گال تھپکا تو وہ ان

کے گلے لگ گیا

"تھینک یو دادا جی آپ نہیں جانتے آپ نے مجھے زندگی کی نوید سنادی ہے۔"

"خوش رہو اور جاؤ روک لو اپنی وشمہ کو جارہی ہے وہ۔" دیان فوراً اٹھا پھر رک کر ڈریسنگ سے ایک لال ڈبیا اٹھا کر جیب میں رکھی اور باہر بھاگا سفید شلوار قمیض پہنے، بڑھی ہوئی داڑھی، نا سونے کے باعث لال ہوتی آنکھیں اور اس پر اس کی مسکراہٹ ایسے لگ رہا تھا کسی پھول کو خزاں کے دور میں بہار کی خبر سنادی گئی تھی وہ جی اٹھا تھا۔۔ کھل اٹھا تھا۔۔۔۔

محبت آخر کیا ہو تم

بتاؤنا

کسی مستانے کی مستی ہو؟

کسی صوفی کا سجدہ ہو؟

کسی ذاھد کا تقوی ہو؟

کسی بلھے کے گھنگرو ہو؟

کسی مفتی کا فتوی ہو؟

آخر کیا ہو تم؟

وہ حویلی سے باہر نکلا تبھی خان بابا فوراً اس کی طرف آئے

"چھوٹے خان کہیں جانا ہے؟"

"خان بابا وشمہ کو دیکھا ہے آپ نے؟"

"ہاں ماڑا وہ اس طرف گئی ہے۔" انہوں نے پہاڑی سے نیچے جاتی سڑک کی طرف

اشارہ کیا "میں نے بولا کے میں لے جاتا ہوں لیکن انہوں نے کہا وہ خود جائے گی "دیان ان کا ہاتھ دبا کر بھاگا ڈھلتی شام۔۔۔۔۔۔ سرد ہوا۔۔۔۔۔۔ سڑک کے دونوں طرف لمبے گھنے درخت وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی دل تھا کہ بار بار ڈوب رہا تھا آنکھیں تھی کہ برس رہی تھی لیکن وہ ارد گرد سے بیگانہ چل رہی تھی بال ہوا سے مچل مچل کر کیچر سے باہر نکل رہے تھے ڈوپٹہ سر سے اتر کر کندھے پر جھول رہا تھا اس نے لمبا سانس لے کر کندھوں پر ڈالی شال ٹھیک کی اس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیوں اتنا رونا آ رہا ہے کیوں دل ڈوب رہا ہے کیوں بڑھتے قدموں کے ساتھ بے چینی بڑھتی جا رہی ہے۔۔۔۔۔۔ تیز ہوا نے درختوں کے کان میں سرگوشی سی کی اور گھنے درختوں نے اس آسودہ حال لڑکی کو دکھ سے دیکھا جو ڈھلتی شام کا ہی ایک مغموم حصہ لگ رہی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا کرنے جا رہی ہے اسے بس دیان کا خیال تھا اسے کل جس طرح دا.جی نے تھپڑ مارا وہ یہ سب نہیں چاہتی تھی وہ بس میرب اور ارحم کر ملانا چاہتی تھی لیکن کیا میں صرف لالہ اور میرب بھابھی کے لئے یہ کر رہی ہوں اگر ایسا ہے تو مجھے رونا کیوں آ رہا ہے کیوں مجھے دیان کا خیال آ رہا ہے کیوں اسکی فکر ہو رہی ہے کہ میری وجہ سے وہ اپنوں سے دور نہ ہو جائے اسے تکلیف نہ ہو ایسا کیوں۔۔۔۔۔۔ کیا یہ بھی وہی احساس ہے جو دیان کو ہوا

ہے۔۔۔۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن پھر کیوں اس کے لیے میرا دل بے چین ہے کیوں اسکی تکلیف پر میرے آنسوں بہتے ہیں۔" اس نے گال رگڑے پھر اچانک رکی ہوا میں تیزی آگئی۔۔۔۔ پتوں نے گنگنانا شروع کیا اور جھومتے ہوئے اس کے قدموں میں گرنے لگے درختوں نے سرگوشیاں شروع کر دی

محبت ہے۔۔۔۔

ہاں بولو نا محبت ہے۔۔۔۔۔۔

پلک جھپکو نا۔۔۔۔

مڑ کر دیکھو نا۔۔۔۔

کہو محبت ہے۔۔۔۔،

وہ آہستہ سے پلٹی وہ سامنے کھڑا تھا۔ پھولی سانس چہرے پر مسکراہٹ وہ اس کی طرف آنے لگا ایک شہزادے جیسی چال جس نے پوری سلطنت فتح کر لی ہو وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔۔۔۔ ہوا مست ہو کر جھومنے لگی وہ اس کے بلکل سامنے آگیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا وشمہ ایک قدم پیچھے ہوئی

"وشمہ "آواز میں کھنک تھی خوشی کی کھنک۔۔۔۔۔۔آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔۔دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔جیب سے لال مخملی ڈبہ کھول کر اس میں سے انگوٹھی نکال کر وشمہ کے سامنے کی

"میں دیان خان جس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کوئی اس پر حکومت کرے گا اس کو قید کرے گا آج میں یہ اعتراف کرتا ہوں میرا دل تمہارا قیدی ہو گیا ہے اور وہ اس قید سے مرتے دم تک نہیں نکلنا چاہتا۔۔۔دیان خان وشمہ سے بے انتہا محبت کرتا ہے" وہ آنکھیں بند کر کے چلایا۔۔۔۔ہوا سمیت درختوں نے زور سے تالیاں بجائیں وشمہ نے سسکی روکنے کے لیے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا دیان نے آنکھیں کھولیں

"کیا تم دیان کی وشمہ۔۔۔ڈائن کی چڑیل بنو گی" وہ مسکرائی اور جھک کر اسے کھڑا کیا

"مجنوں کہی کے۔"اس نے ہاتھ آگے کر دیا دیان نم آنکھوں سے مسکرایا اور اسے انگوٹھی پہنانے لگا اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا وشمہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی آنسوؤں میں تیزی آگئی۔۔۔۔۔

"وشمہ کبھی بھی مجھے چھوڑنے کی بات مت کرنا چلو واپس گھر۔"

"دا جی۔۔۔"

"دا جی نے اجازت دے دی ہے۔" وشمہ چونکی

"اب وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے میری شادی تم سے ہی ہو گی وشمہ صرف دیان کی ہے۔ "

"دا جی مان گئے اتنی جلدی نہیں اتنی جلدی کیسے۔۔۔ افف وشمہ کیا پتا وہ مان گئے ہوں اب تم بھی خوش ہو جاؤ۔" وہ مسکرا کر دیان کو دیکھتی اس کے ساتھ چلنے لگی۔

★★★★★★★★★

رات کے کھانے کے لیے جب وہ نیچے آئی تو امل چیختے ہوئے اس کے پاس آئی اور اس کے منہ میں گلاب جامن ڈالا

"وشمہ بہت بہت مبارک ہو۔" سب خوشی سے اس کے پاس آئے اور اسے پیار کیا دا جی سب کو بتا چکے تھے۔

"یہ میری طرف سے میری گڑیا کے لیے" زنیرہ بی بی نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ میں سونے کے کڑے پہنائے۔ وشمہ نے نم آنکھیں اٹھائی سامنے شاہ اور عالیہ اسے دیکھ

کر مسکرا رہے تھے وہ دونوں کے گلے لگ گئی

"ہمیشہ خوش رہے میری بچی." شاہ نے اس کی پیشانی پر پیار کیا اور پھر دیان کو گلے لگایا

"میری پرنسس کو ہمیشہ خوش رکھنا دیان۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں چاچو۔۔۔۔۔۔ آپ کی پرنسس اب سے میری پرنسس ہے۔" وشمہ نے سر جھکا دیا

"اووو" جبکہ امل نوال نے ہانک لگائی

"وشمہ تمہاری رخصتی تو بس ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں ہو گی ٹینشن ہی کوئی نہیں اور سب سے اچھی بات چاچو اور چاچی کے پاس ہی رہو گی۔"

"ہاں تو تبھی تو شادی کر رہی ہوں میں۔ بابا ماما کو چھوڑ کر تھوڑی نا جانا ہے میں نے۔" اس نے فوراً شاہ اور عالیہ کا ہاتھ پکڑا تو سب ہنسنے لگے مسکراتے ہوئے وشمہ کی نظر داجی پر پڑی وہ سنجیدگی سے اسے گھور رہے تھے اس کی مسکراہٹ سمٹی

"ان کے دماغ میں کچھ چل رہا ہے۔۔۔۔ لیکن کیا" وہ مسکراتے ہوئے مٹھائی اٹھا کر داجی کے پاس آئی باقی سب دیان کو گھیرے بیٹھے تھے

"یہ لیں آپ بھی منہ میٹھا کریں۔" داجی نے پیچھے دیکھا وشمہ نے بھی گردن موڑی دیان انہیں ہی دیکھ رہا تھا وشمہ ہنسی داجی نے ناچاہتے ہوئے بھی اس کے ہاتھ سے مٹھائی کھالی جو کہ انہیں کسی زہر سے کم نہیں لگی

"مبارک نہیں دیں گے آخر کو اس حویلی کی بہو بننے جا رہی ہوں۔"

"یہ مت سمجھنا کہ میں ہار گیا ہوں میں دیان کی خوشی کے لئے چپ ہوں اسے میری کمزوری مت سمجھنا اور یہ مت بھولنا سو سنار کی ایک لوہار کی۔" وشمہ نے واہ کے انداز میں سر ہلایا۔۔۔۔ مطلب میرا اشک صحیح تھا۔۔۔

"آج میں بہت خوش ہوں آخر کو محبت جیتی ہے اس لیے آج کچھ بھی برا نہیں لگ رہا آج تو آپ کی کہی ہر بات ایسی لگ رہی ہے جیسے کسی نے مجھے نوبل پرائز دے دیا ہو۔" وہ سرور سے بولی۔

"اتنا خوش مت ہو یہ خوشی کچھ مدت کی ہے تم دیکھنا دیان خود تمہیں اس حویلی سے ہاتھ پکڑ کر باہر نکالے گا پھر میں اسکی دوبارہ شادی کرواؤں گا بختاور سے اور وہ بھی دھوم دھام سے۔ پورا زمانہ دیکھے گا کہ وقاص خان کے پوتے کی شادی۔" وشمہ کی آنکھیں نم ہوئیں کہ ضد اور انا میں وہ اپنی پوتی اپنے خون تک سے نفرت کرنے کو تیار ہو گئے ہیں۔

"چلیں اگر یہ آپ کی خوشی ہے تو اس کا احترام مجھ پر بھی لازم ہے اگر یہ خوشی آپ کے نصیب میں ہوئی تو۔۔۔" بول کر وہ سب کی جانب بڑھ گئی۔

★★★★★★★★★

"کیا تم پکی خبر دے رہے ہو "

"ہاں پکی خبر ہے وقاص خان کی پوتی ہے اسی میں اس ہیرو کی جان ہے اپنی آنکھوں سے مجنوں کی حالت دیکھی تھی."

"ٹھیک ہے اب صحیح موقع کا انتظار کرنا ہے آج آج جشن تو بنتا ہے۔"

★★★★★★★★★

وہ دستک دے کر اندر آیا۔ شاہ اور عالیہ آمنے سامنے ہی بیٹھے تھے۔

"اگر آپ لوگ مصروف نا ہوں تو کیا میں آجاؤں؟" اس نے اجازت طلب کی

"ہاں ہاں آؤ نا۔" وہ شاہ کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا

"چاچو چچی جان کیا آپ لوگ شادی کی تاریخ سے مطمئن ہیں" وہ انکی پریشانی کی وجہ جاننا چاہ رہا تھا کہ دا جی کے اس دن کے رویے نے انہیں ہرٹ تو نہیں کر دیا۔

"ہاں ہاں بیٹا ایک مہینے بعد ہو یا ایک ہفتے بعد اس سے کیا فرق پڑتا ہے ان شاءاللہ تیاری ہو جائے گی۔" شاہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا

"پھر آپ دونوں مجھے اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہیں۔" وہ دل کی بات زبان پر لے آ

یا

"چچی جان بتائیں کیا پریشانی ہے بیٹا ہوں نا میں آپ کا۔" دیان نے عالیہ کا ہاتھ پکڑا تو وہ مسکرائی

"وشمہ چاہتی ہے شادی میں آغا حویلی کے افراد بھی شامل ہوں۔" عالیہ نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے وجہ بتائی

"ہاں تو ہوں گے نا ان کا بھی حق بنتا ہے۔" دیان نے فوراً سے کہا

"پر بیٹا داجی نہیں مانیں گے اور دوسرا وشمہ مایوں بھی آغا حویلی میں بیٹھنا چاہتی ہے۔" عالیہ نے اصل وجہ اب بتائی کیوں کہ وہ جانتی تھی داجی اجازت کبھی نہیں دیں گے

"چچی جان آپ بلکل فکر مت کریں میں داجی سے بات کروں گا آپ بس خوشی خوشی شادی کی تیاریاں کریں۔" دیان نے عالیہ کا ہاتھ پکڑ کر آنکھوں کو لگایا تو وہ مسکرادی۔

دیان اور وشمہ کی شادی کی تاریخ ایک ہفتے بعد کی طے پائی تھی کیونکہ تین مہینے بعد نوال کی شادی تھی اور یہ بی بی جان کی خواہش تھی کے دیان کی شادی پہلے ہو اور نوال

بھی یہی چاہتی تھی۔

★★★★★★★★★

صبح کے سورج نے ابھی منہ ہی نکالا تھا کہ وہ فجر کے بعد روز کی طرح حویلی کے پچھلے لان میں آ کر بیٹھ گئی یہ اسکا روز کا معمول تھا ابھی بھی وہ ناول میں منہ چھپائے اس میں مگن تھی۔ دیان بالکنی میں آیا تو اس کی نظر نیچے بیٹھی وشمہ پر گئی تو وہ مسکراتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔ وشمہ ناول پڑھنے میں اتنی مگن تھی کہ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ دیان سامنے کھڑا ہے جب کافی دیر تک وشمہ نے اسے نہیں دیکھا تو دیان نے بک اس کے ہاتھ سے جھپٹ لی

"ارے۔۔۔۔" وہ اچھل کر کھڑی ہوئی لیکن سامنے دیان کو دیکھ کر رک گئی

"یہ کیا بدتمیزی ہے مجھے ناول واپس کرو۔" اس نے نظریں ملائے بغیر کہا

"اور میڈم آپ جو اتنی دیر سے بدتمیزی کر رہی ہیں اس کا کیا۔۔۔ میں اتنی دیر سے یہاں کھڑا ہوں"۔

"دیکھو دیان مجھے میرا ناول واپس کرو میں کسی کا لحاظ نہیں کرتی اس معاملے

میں۔۔۔۔ سوری مجھے پتا نہیں چلا تھا تمہارا چلو اب دے دو۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو دیان اس کے ہاتھ پر ناول رکھتے رکھتے رکا اور دوبارہ بازو پیچھے کر لیا

"سوری لیکن ابھی نہیں مل سکتا مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" وہ بک پیچھے کرتے اسکے مقابل آیا

"بولو" وشمہ نے اسے گھورا

"تم آغا جان کی حویلی جانا چاہتی ہو؟" دیان نے اس سے پوچھا جو اس سے نظریں نہیں ملا رہی تھی

"ہاں" اس نے جواب دیا

"ان سب کو شادی پر بلانا چاہتی ہو؟" دیان نے پھر سوال کیا تو وہ اسکی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئی

"ہاں" اس نے سر اثبات میں ہلایا "کیا تم نہیں چاہتے؟" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

"میں ایسا کیوں چاہوں گا۔ آغا جان شادی میں آئیں گے اور تم ان کی حویلی میں ہی مایوں بیٹھو گی میں نے داجی سے بات کر لی ہے۔" وشمہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی

"سچ۔۔۔۔۔ تھینک یو سو مچ دیان۔" اس نے بے اختیار دیان کا بازو پکڑا لیکن پھر جھٹ سے چھوڑ دیا

"ایسے ہی مسکراتی رہا کرو۔" وہ اسکے سراپے کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا سفید شلوار قمیض پر سفید ہی ڈوپٹہ سر پر کیے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"اب تم جاؤ یہاں سے یاد نہیں بی بی جان نے کیا کہا تھا رات کو کہ ایک دوسرے سے بات نہیں کرنی چلو شاباش جاؤ اب۔۔۔" وشمہ اسکو بھیجنا چاہ رہی تھی

"اوکے" وہ مڑ گیا

"میرا ناول تو دے کر جاؤ۔"

"یہ تو نہیں ملے گا۔" دیان الٹے پیر چلتے ہوئے بولا

"دیان۔۔۔" وہ چیخی "میرے پاس اور بھی ہیں جاؤ لے جاؤ اسے۔۔۔۔۔"

"سارے ناول اپنے کمرے میں رکھوا چکا ہوں یہ بس آخری رہ گیا تھا میں چاہتا ہوں بس تم مجھے سوچو۔۔۔۔" دیان نے جھٹ سے کہا

"کیا!!!!۔۔۔۔۔۔ لیکن ناول تو ماما کے پاس۔۔۔۔"

"چچی جان سے ہی لیے ہیں۔" وشمہ کی آنکھیں پھیلیں اس سے پہلے وہ کچھ بولتی دیان اوپر اپنی بالکنی میں پہنچ چکا تھا

"ایسے کیسے کر سکتی ہیں ماما۔۔۔۔" وہ بڑبڑائی

"مورے۔۔۔۔" پھر پاؤں پٹختی عالیہ کے پاس بھاگی۔

★★★★★★★★★

پیلا جوڑا۔۔۔ ساتھ میں گولڈن کھسہ پہنے وہ شیشے کے سامنے منہ پھلائے بیٹھی تھی۔ عالیہ اس کے ہاتھوں میں گجرے پہنانے لگی پوری حویلی سج چکی تھی امل نوال کی ضد پر آج رات ڈھولکی رکھی گئی تھی کیونکہ صبح وشمہ نے آغا حویلی چلے جانا تھا۔ پیچھے بیڈ پر اس کا سامان پیک پڑا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے وشمہ مسکراؤ نا ماشاءاللہ اتنی پیاری لگ رہی ہو لیکن چہرے پر بارہ بجا رکھے ہیں۔"

"آپ نے میرے ناول دیان کو کیوں دیے ہیں۔" پھولے منہ کے ساتھ بولی

"افف وشمہ تم کل سے میرا دماغ کھا رہی ہو۔ کیا ہو گیا بیٹا وہ اپنے کمرے میں سیٹ کرنا

چاہ رہا تھا میں نے دے دیے۔"

"میں خود کر لیتی۔" وشمہ نے منہ بنا کر کہا

"تم پہلی دلھن ہو جس کو اپنی شادی کی نہیں اپنے ناولز کی فکر ہے۔" عالیہ نے ہنستے ہوئے کہا

"ماماااا"

"ہوش سے کام لو نیچے تمہاری ڈھولکی چل رہی ہے اوپر تم اس لیے منہ بنا کر بیٹھی ہو کہ تم نے ناول پڑھنا تھا۔۔۔" اس نے منہ بنا کر کانوں میں پھولوں کی بالیاں پہنی

"چلو اٹھو شاباش۔۔۔" عالیہ نے اس کے سر پر ڈوپٹہ ٹکایا اور اسے کھڑا کیا وشمہ پیلے رنگ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی وہ دونوں جو نہی باہر نکلی وشمہ نے عالیہ کو روکا

"مورے ایک منٹ میں بھابھی سے مل کر آتی ہوں۔" وہ میرب کے کمرے کی طرف بڑھ گئی لیکن دیان کے کمرے کو گھورنا نہیں بھولی تھی۔

بی بی جان کے سمجھانے پر وہ تیار ہوئی تھی اور اب بیڈ پر بیٹھی بالوں کی چٹیاں بنا رہی تھی تبھی وشمہ دروازے پر دستک دے کر اندر آئی

")لالہ بھابھی کے بال آپ کو پسند ہیں؟"

"مجھے تو تمہاری بھابھی پوری کی پوری پسند ہے("

"ارے وشمہ تم نیچے نہیں گئی‘‘ میرب ڈوپٹہ اٹھاکر کھڑی ہوئی تو نظر وشمہ پر پڑی

"آپ کے بغیر میں کیسے جاسکتی ہوں۔ "میرب مسکرائی

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

"تھینک یو۔۔۔۔ آپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں چلیں آئیں میرے ساتھ

."وشمہ نے شال اس کی طرف بڑھائی اور ہاتھ تھام کر نیچے کی جانب چل پڑی۔

ہال میں ہی لڑکیاں قالین پر بیٹھیں ڈھولکی بجا رہی تھیں گیندے کے پھولوں سے ہال سجایا گیا تھا عالیہ نے وشمہ کو بی بی جان کے پاس بیٹھایا

"میری بچی بہت پیاری لگ رہی ہے ماشاءاللہ نظر نا لگے۔ "انہوں نے اس کی پیشانی پر پیار کیا باری باری سب آکر وشمہ سے ملے ماحول بہت خوشگوار تھا مرد حضرات کا بندوبست باہر لان میں کیا گیا تھا۔

"وشمہ "زنیرہ بی بی اس کے ساتھ آکر بیٹھیں

"جی تائی جان۔"

"بیٹا تم خوش ہونا اس شادی سے؟ میرے دیان کو ہمیشہ خوش رکھنا چندا وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے اس کی جان بستی ہے تم میں۔" انہوں نے اس کا چہرا تھاما تو وشمہ نے اپنے ہاتھ ان کے ہاتھوں پر رکھے

"تائی جان میں خوش ہوں۔۔۔۔ مطمئن ہوں۔۔۔۔ دیان کو کبھی مجھ سے شکایت نہیں ہو گی۔" زنیرہ بیگم نے اس کے سر پر پیار کیا

"چلو چلو لڑکیوں لڈی کے لیے کھڑی ہو جاؤ۔" امل تالیاں بجاتی کھڑی ہو گئی سب اس کی طرف متوجہ ہوئے میرون اور گولڈن سوٹ، ہاتھوں میں کانچ کی چوڑیاں پہنے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی وہ بھاگ کر وشمہ کے پاس آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیچ میں کھڑا کیا

"ارے امل مجھے کیوں اٹھا دیا۔"

"کیوں کہ میڈم آپ بھی ہمارے ساتھ لڈی ڈالیں گیں۔" ساری لڑکیاں اس کے ارد گرد گھیرا بنا کر کھڑی ہو گئیں اور لڈی ڈالنے لگیں۔ وشمہ مسکراتے ہوئے تالیاں بجا

رہی تھی وہ خوش تھی۔۔۔ اندر آتے داجی وشمہ کو دیکھتے ہی رکے وہ ان کے شاہ کی بیٹی تھی ان کی پوتی تھی۔۔۔ خون نے جوش مارا۔۔۔۔ دل نے کہا آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھیں لیکن دماغ نے روک دیا وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گئے دوسری طرف اوپر گرِل پر ہاتھ رکھے فون پر بات کرتا دیان وشمہ کو دیکھتے ہی رک سا گیا

قدرت کا انعام تم

میری دھڑکن

میری زندگی

میرا کامل خواب تم۔۔۔۔

پھر اپنا رخ بدل کر مسکراتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔

★★★★★★★★★

رات گہری ہو رہی تھی سب مہمان جا چکے تھے سب بڑے بھی اپنے اپنے کمروں میں سونے چلے گئے تھے جب کہ یہ پانچوں لڑکیاں حویلی کے پیچھلے حصے میں ہاتھوں میں کافی کے کپ تھامے بیٹھیں تھیں۔ وشمہ کے علاوہ سب کپڑے تبدیل کر چکی تھیں

اسے سب نے منع کر دیا تھا کہ ابھی نہیں بدلنے۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی گھنی پلکیں جھکی ہوئی تھی وہ کپ سے اٹھتے دھوئیں کو دیکھ رہی تھی امل کی بات پر اس نے سر اٹھایا

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میں بہت خوش ہوں۔"

"اچھا پھر ثبوت دو۔"

"کیسا ثبوت؟" اس نے سوالیہ نظروں سے امل کو دیکھا

"اٹھ جاؤ پھر ہو جائے ایک کپل ڈانس" امل کی بات پر باقی سب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی جب کہ وشمہ نے اسے گھورا

"نہیں یہ کون سا وقت ہے ڈانس کا۔"

"وشمہ چلو اٹھو تم نے پہلے بھی ڈانس نہیں کیا یہاں کوئی بھی نہیں ہے چلو اٹھو شاباش نند ہوں میں تمہاری میری بات مانو۔" وشمہ نے کپ سامنے میز پر رکھا اور امل کے کندھے پر تھپڑ مارا

"تم میری بہن ہو سمجھی۔۔۔۔" وہ ڈوپٹہ ٹھیک کر کے اٹھی اوپر دیکھیں تو بیڈ کے سامنے رکھے صوفے پر آڑا ترچھا لیٹا دیان بک پڑھنے میں مصروف تھا کہ اچانک ہنسی کی

آواز آئی اس نے بک بند کی اور ٹیرس کی جانب بڑھا

"یہ چڑیلوں کی طرح جاگ رہی ہیں۔ داجی کو پتا چلا تو خوب عزت ہو گی پھر روئیں گی."

اس نے نیچے دیکھا سب ہنسنے میں مصروف تھیں۔

وشمہ نے آنکھ صاف کی جن میں ہنسنے کے باعث پانی آگیا تھا

"افف امل میرے پیٹ میں درد شروع ہو گیا ہے تمہارا ابھی یہ حال ہے بس پھر شوہر تو تمہارا گیا۔"

"فضول نا بولو تم میری کمر پر ہاتھ مت رکھو مجھے گدگدی ہوتی ہے۔"

"پھر کہاں رکھوں" وہ سب دوبارہ ہنسنے لگیں

"میں جا رہی ہوں۔" وہ منہ پھولا کر جانے لگی

"اچھا اچھا چلو تم میری کمر پر ہاتھ رکھو۔۔۔ ایسے۔" اس نے امل کو اپنے سامنے کیا اور اس کا ایک ہاتھ اپنی کمر پر رکھا پھر اپنا ایک ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا اور دوسرے سے اس کا ہاتھ تھام کر ہتھیلی بند کی اور سر سے اوکے کا اشارہ کیا امل نے بھی مسکرا کر سر ہلایا اور دونوں آہستہ آہستہ جھومنے لگی گل سمیت باقی آہستہ آہستہ تالیاں بجا رہی

تھیں۔

"وشمہ تم کتنا اچھا ڈانس کرتی ہو۔" امل نے ایک ہاتھ اوپر کیا وشمہ گھومی

"بس دیکھ لو۔" وہ گھوم کر آئی تبھی امل نے اسکی کمر کے گرد بازو پھیلایا جس پر وشمہ نے امل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کمر کو پیچھے کی طرف خم کیا اور ایک ہاتھ سامنے کی طرف پھیلایا اور امل نے اپنا ہاتھ اوپر کی طرف اٹھایا وشمہ کہ نظر اسی حالت میں گرل کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے دیان پر پڑی "میں تمہیں اور لالہ کو ایسے ڈانس کرتا دیکھنا چاہتی ہوں" وشمہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی امل کی بات دیان بھی سن چکا تھا وہ مسکرا کر پلٹ گیا وشمہ فوراً سیدھی ہوئی اور بھورے بال جو کھل گئے تھے فوراً دوپٹے میں چھپائے.

"بہت وقت ہو گیا ہے اب سو جانا چاہیے۔ چلیں میرب بھابھی۔" وشمہ میرب کے پاس آئی

"گل بانو یہ تم بار بار دروازے کی جانب کیوں دیکھ رہی ہو۔"

"وہ نوال بی بی سمندر خان نے آنا ہے۔"

"اوہھہ "نوال اور امل نے شرارت سے اسے دیکھا

"یہ کون ہے؟" وشمہ نے پوچھا

"ہماری گل کا ہونے والا شوہر۔" گل نے شرماتے ہوئے سر جھکا دیا

"ہاااا۔۔۔!!! اتنی بڑی خبر مجھ سے چھپائی۔۔۔ میں نہیں بولتی تم سے گل۔"

"نہیں وشمہ بی بی میں نے کچھ نہیں چھپایا وہ آپ نے پوچھا ہی نہیں۔" اس کی بوکھلاہٹ پر وشمہ ہنسی

"جاؤ معاف کیا صبح مجھ سے ضرور ملانا."

"جی ٹھیک ہے۔"

"خیریت سے آنا ہو رہا ہے؟ کہیں شادی وادی کا تو ارادہ نہیں ہے؟"

"نہیں امل بی بی شادی نہیں وہ بابا نے شہر سے کچھ سامان منگوایا تھا اور کچھ عرصے کے لیے وہ یہی کام کریں گے۔"

"اچھا چلو پھر کل ملتے ہیں تم بھی جا کر آرام کرو اماں انتظار کر رہی ہوں گی۔" وہ سر ہلا کر اپنے کوارٹر کی طرف بڑھ گئی

"چلیں ہم یا یہیں رات گزارنی ہے۔"

"ہاں ہاں چلو۔"

★★★★★★★★★

برف پوش پہاڑوں کی چوٹیوں کے عقب سے جھانکتا ہوا سورج اپنی کرنوں سے پورے شہر کو روشن کر رہا تھا۔ خان بابا گاڑی میں وشمہ کا بیگ رکھ رہے تھے۔ اچھے سے چادر اوڑھے وہ سب سے مل رہی تھی آج وہ آغا خان کی حویلی جا رہی تھی چادر کا بی بی جان نے ہی کہا تھے کہ اچھے سے اپنا چہرا ڈھانپ لو دولہن کو نظر لگ جاتی ہے اور میری وشمہ تو ہے بھی اتنی پیاری۔

عالیہ سے گلے ملتے اس نے سیڑھیوں کی طرف دیکھا اور چہرے پر مسکراہٹ آگئی دیان کو سختی سے منع کیا گیا تھا جب تک وشمہ چلی نہیں جائے گی وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلے گا۔

"اپنا خیال رکھنا اور خبر دار جو جھیل پر گئی میں آغا جان کو بھی کہہ دوں گی چوکی دار کو منع کر دیں دروازہ کھولنے سے۔" وشمہ نے منہ بسورا

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Postmortem|Interviews

"کیا مورے میں بور ہو جاؤں گی اور میرے سارے ناولز بھی آپ نے اپنے لاڈلے کو دے دیے ہیں۔"

"بس دو دن کی بات ہے۔ چلو جاؤ اب خان بابا انتظار کر رہے ہیں۔" وہ باہر آ گئی اس کی نظر سرونٹ کواٹر کی طرف اٹھی دروازے پر گل اور ایک نوجوان لڑکا کھڑا اسی کی جانب دیکھ رہے تھا "شاید یہی سمندر خان ہے۔ "

"خان بابا میں گل سے مل کر آتی ہوں۔"

"ہاں ٹھیک ہے بیٹا۔" خان بابا گل کے والد تھے

"وشمہ بی بی یہ۔۔۔" گل نے تعارف کروانا چاہا

"تم چپ کرو گل بانو ہم اپنا تعارف خود کروائے گا زبان ہے ہمارے منہ میں۔" وشمہ مسکرائی

"بی بی صاحبہ ہمارا نام ہے سمندر خان ہم خان بابا کا بھتیجا بھی لگتا ہے اور داماد بھی اور اس گل بانو کا شوہر بھی نکاح ہوا ہے ہمارا ہم پشاور میں رہتا ہے اب ادھر کام کرے گا۔۔۔۔" وہ بولتا ہی جارہا تھا لیکن وشمہ نے اسے روکا

"اچھا اچھا ٹھیک ہے سمندر خان بہت اچھا لگا آپ سے مل کر۔" وہ گل سے مل کر گاڑی میں بیٹھ گئی جب تک گاڑی بی بی جان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی وہ سورتیں پڑھ کر وشمہ پر دَم کرتی رہیں اور اس کی خیریت اور خوشیوں کی دعائیں مانگ کر پھر اندر چلی گئیں۔

★★★★★★★★★

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے اتنے دنوں بعد وشمہ سے مل کر سب بہت خوش تھے۔

"وشمہ بچے عالیہ کیسی ہے تم دونوں تو وہاں جا کر ہمیں بھول ہی گئے ہو۔"

"نہیں بی جان کیسی باتیں کر رہی ہیں اپنوں کو کون بھولتا ہے آپ کو تو پتا ہے دا.جی کا۔۔۔انہوں نے منع کر دیا تھا حویلی آنے سے۔"

"تو بیٹا اب وقاص خان کیسے مان گیا۔" وشمہ کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی

"بی جان بس مان گئے۔ آپ یہ بتائیں میرے آغا جان کہاں ہیں؟"

"وہ عمر کے ساتھ کام سے گئے ہیں۔"

"میں بھی چلتا ہوں ابھی بہت کام ہیں رات کو ملتے ہیں۔" اسفند جانے کے لیے اٹھ گیا

"اللہ حافظ لالہ اچھی اچھی سجاوٹ کروایئے گا۔"

"ہاں ہاں اچھی کرواؤں گا۔ لال بیگ سے سجا کارپٹ بیچھواؤ گا، چھپکلیوں کی لڑیاں لٹکاؤں گا۔۔۔۔۔"

"چھیی ی ی۔۔۔۔۔ گندے بی جان دیکھیں انہیں۔" وشمہ نے جھرجھری لی

"اسفند ناتنگ کرو۔"

"آپ کہتی ہیں تو چپ کر جاتا ہوں لیکن سجاوٹ دیکھنے لائق ہو گی۔"

"لالہ کچھ گندا کیا نا آپ نے تو پھر دیکھنا۔۔۔" وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر صوفے پر کھڑی ہو گئی

"اچھا اچھا نہیں کرتا نیچے اترو گر ور گئی تو اتنی بھاری کو اٹھائے گا کون دیان پر اللہ رحم کرے۔۔۔۔" وہ کہہ کر باہر کی طرف بھاگا کیونکہ وشمہ اس کو مارنے کے لیے کشن اٹھا رہی تھی

"لالہ۔۔!!!!" وشمہ نے اس کے پیچھے دوڑ لگائی

"اس کے بغیر گھر کتنا خالی خالی ہو گیا تھا۔۔۔۔ ہماری رونق ہے وشمہ" آمنہ نے مسکرا

کر وشمہ کو دیکھا

ہنستے مسکراتے دن کیسے گزرا پتا ہی نہیں چلا وشمہ رمشاء کے پاس بیٹھی تھی تبھی آمنہ بیگم اس کے لیے نوڈلز لے کر آئیں

"ممانی جان آپ کتنی اچھی ہیں تھینک یو سو مچ۔"

"مجھے پتا تھا میری وشا اپنی ان نوڈلز کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تم دونوں کھالو پھر حویلی کی سجاوٹ دیکھنا۔"

"سجاوٹ ہو گئی؟" وہ دونوں جھٹ سے اٹھیں

"پہلے کھالو پھر دیکھنا ابھی باہر لوگ ہیں۔"

"تم دونوں بیٹھو میں بی جی کے پاس جارہی ہوں۔"

"ممانی جان" وشمہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر روکا

"جی"

"ارحم لالہ کہاں ہوتے ہیں کیسے ہیں وہ"

"میرب کے بغیر کیسا ہو سکتا ہے۔" وہ اداس ہو گئیں

"کہاں ہوتے ہیں؟"

"اسلام آباد۔ ہفتے میں ایک بار فون کر لیتا ہے کہتا ہے ٹھیک ہے لیکن میں ماں ہوں اچھے سے جانتی ہوں کیسا ہے میرا بیٹا۔" انہوں نے آنسوں صاف کیے۔ وشمہ انکے گلے لگ گئی

"سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا آپ دیکھنا میرب بھابھی، ارحم لالہ ان کے بچے سب بہت جلد مل کر رہیں گے۔"

"میرب کیسی ہے وشمہ اس کی طبیعت ٹھیک ہے؟"

"بس ٹھیک ہیں ڈاکٹرز دوائیاں چھڑوانا چاہتے ہیں لیکن وہ اتنا سٹریس لیتی ہیں کہ ان کا بی پی ہی نارمل نہیں ہوتا."

"اللہ میرے بچوں کو اپنے امان میں رکھیں۔"

"آمین"

"میں نازو کو دیکھ لوں مہندی بھیگونے کے لیے کہا تھا اُسے۔" وہ اس کا گال تپھک کر

باہر چلی گئیں۔ وشمہ کچھ سوچتے ہوئے بیڈ پر بیٹھی

"آپی آپی۔۔۔"

"ہوں"

"دیان لالہ کی سوچوں میں گم ہیں کیا۔" وشمہ نے اسے گھوری دیکھائی

"فضول نا بولو"

"اچھا میرے کپڑے دیکھیں یہ مایوں کا۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔"

★★★★★★★★★

"دیان!" وہ گاڑی کی چابی انگلی میں گھوماتا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب عالیہ نے اسے آواز دی وہ رک کر پلٹا

"جی چچی جان۔"

"کل تمہاری مہندی ہے اور تمہارے کام ہی ختم نہیں ہو رہے۔"

"آج مینیجر کو سارا کام سمجھا آیا ہوں اب میں آپ کے حوالے۔۔۔۔"

"شکر ہے۔"

"دیان" زنیرہ بی بی نے بی بی جان کے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر اسے آواز دی

"جی مورے۔"

"بیٹا ادھر آؤ وشمہ کا شادی کا جوڑا دیکھ کر بتاؤ کیسا ہے۔"

"میری کوئنز (Queens) نے میری پرنسس کے لیے جو بھی پسند کیا ہو گا زبردست ہی ہو گا۔" وہ دونوں مسکرائیں

"ایک دفعہ دیکھ لو۔۔۔ جلدی آؤ بیٹا پھر آغا حویلی سامان بھیجنا ہے."

"اچھا مورے آرہا ہوں۔"

لاؤنج میں بیٹھے داجی کا چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا صبح سے کبھی کوئی آغا حویلی جارہا تھا تو کبھی وہاں سے کچھ آرہا تھا انہوں نے غصے سے اخبار میز پر پٹخا اور اٹھ گئے۔

★★★★★★★★★

وہ گول گول گھوم کر حویلی کو ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی واقع ہی سجاوٹ دیکھنے

لائق تھی۔

"اسفند لالہ آپ نے تو کمال کر دیا۔" پوری حویلی گیندے اور گلاب کے پھولوں سے سج چکی تھی وشمہ کا کمرا بھی پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔

"کیسے نا کمال کرتا میری بہن کی شادی ہے۔"

"آئی لو یو لالہ" وہ بھاگ کر اس کے گلے لگ گئی اس کی آنکھیں نم ہو گئیں حویلی میں اس نے بچپن گزارا تھا سب نے اس کے لاڈ اٹھائے تھے سب اس کی تکلیف میں ایسے ہوتے جیسے تکلیف وشمہ کو نہیں بلکہ انہیں ہوئی ہے جب جب وہ بخار میں رات جاگتی پوری حویلی کے افراد اس کے سرہانے بیٹھ کر جاگتے، جب جب وہ کامیاب ہوتی سب اس کی کامیابی کا جشن مناتے وہ اسفند کے سینے سے لگی سسک پڑی رمشاء کو بھی رونا آ گیا تو وہ بھی اسفند کے گلے لاگ گئی یہ منظر دیکھتی ہر آنکھ نم ہو گئی

"بس کرو بچے۔" سر پر شفقت بھرا ہاتھ محسوس کر کے وہ اسفند سے الگ ہوئی

"ماموں جان" وہ عمر خان کے گلے لگ گئی

"کیسی ہے میری گڑیا؟"

"میں بلکل ٹھیک ہوں ماموں جان۔" اس کی نظر پیچھے کھڑے آغا جان پر پڑی وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے

"آغا جان" وہ بھاگ کر ان کے سینے سے لگ گئ

"آغا جان میں نے آپ کو بہت یاد کیا آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے تھے میں آپ سے نہیں بولتی۔۔۔" وہ ان کے سینے سے لگی رو رہی تھی آغا جان مسکرائے

"وقاص خان کو پتا چلتا کہ تم مجھ سے رابطے میں ہو تو وہ تمہیں کبھی اس حویلی میں نا رکھتا۔" وشمہ نے ان کی آنکھوں میں دیکھا

"میں کیسے بتاؤں آپ کو آغا جان آپ کی وشمہ کتنی مشکل میں ہے ایک طرف آپ ہیں جس نے مجھے اتنے لاڈ پیار میں رکھا اور دوسری طرف داجی جو آپ کی لاڈلی کو اتنی تکلیف دے رہے ہیں۔" وہ اپنی سوچوں میں گم تھی تبھی آغا جان نے اس کے سر پر پیار کیا وہ مسکرائی

"میں سب ٹھیک کر دوں گی۔ میں ہار نہیں مانوں گی۔" وہ دل میں سوچ رہی تھی

"کھانا کھایا میری گڑیا نے۔۔۔۔" وہ اپنی سوچوں سے نکلی

"نہیں شام میں نوڈلز کھائی تھی۔"

"اچھا چلو آؤ مل کر کھاتے ہیں۔۔۔ سجاوٹ کیسی لگی میری گڑیا کو؟"

"بہت اچھی۔" وہ دونوں مسکرا کر باتیں کرتے ہوئے کھانے کی میز کی جانب بڑھ گئے۔

★★★★★★★★★

وقاص خان حویلی کا گوشہ گوشہ چمک رہا تھا خوبصورت روشنیوں سے در و دیوار جگ مگا رہی تھیں۔ لڑکیوں کی چہل پہل۔۔۔ ڈھولک کی آواز سے پوری حویلی گونج رہی تھی ہال نما کمرہ مقامی عورتوں سے بھرا ہوا تھا آج دیان کی مہندی کی رسم تھی وشمہ کو دو دن پہلے ہی مایوں بٹھا دیا گیا تھا عالیہ صبح ہی واپس حویلی آئی تھی وشمہ نے تو بہت روکا تھا لیکن انہوں نے اسے سمجھایا کہ یہاں کی ذمہ داری بھی ان پر ہے زنیرہ بی بی عورتوں سے مل رہی تھی تبھی ایک خاتون نے ان کو مخاطب کیا

"زنیرہ سننے میں تو آیا ہے تمہاری بہو بہت پیاری ہے ہماری آنکھیں اس کا دیدار کرنا چاہتی ہیں" ساتھ ہی دوسری خاتون بولی

"اپنا دیان بھی تو کتنا خوبصورت ہے بہو بھی کسی سے کم نہیں ہو گی۔" زنیرہ بی بی مسکرائیں

"آپ میرے بچو کے لیے دعا کیجیے گا کہ اللہ انہیں ہمیشہ خوش اور آباد رکھیں۔"

کچھ دیر بعد ہی دیان کو صوفے پر لا کر بیٹھایا گیا بی بی جان نے صدقے و خیرات کی اشیاء اس پر سے وار کر غریبوں میں تقسیم کروائی سفید شلوار قمیض پر براون واسکوٹ پہنے ہلکی ہلکی ڈارھی میں وہ بہت وجیہہ دکھ رہا تھا اس کے سرخ و سفید چہرے پر تازگی تھی امل اور نوال مہندی کی تھال لے کر آئی۔

"ماشاءاللہ لالہ بہت خوبصورت لگ رہے ہیں۔" وہ مسکرایا بی بی جان نے مہندی کی رسم شروع کی بہت خوشگوار ماحول تھا ابٹن اور مہندی کی خوشبو اور ساتھ ساتھ چنبیلی کے تیل کی خوشبو ماحول کو پر فسوں بنا رہی تھی۔ امل دیان کے چہرے پر ابٹن لگا کر اٹھنے لگی تو لڑکھڑائی۔ نوال نے بر وقت اسکا ہاتھ پکڑ لیا

(او گارہ چئے مہندی سارے کپڑے خراب نا سئی۔)

"ارے مہندی سے کپڑے خراب نہ کر دینا۔" وہاں موجود ایک عورت نے کہا

"سوری لالہ"

"کوئی بات نہیں۔"

اس طرح عالیہ شاہ سب نے باری باری دیان کی رسم کی۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔

ماشاءاللہ داوداالک سم وخورے آخرین

(ماشاءاللہ دولہا بہت اچھا لگ رہا ہے۔) ایک بڑی عمر کی عورت نے بی بی جان سے کہا۔

(دے دوارہ جڑا با چانداور سورج گھونٹے آخرے ماشاءاللہ)

(ماشاءاللہ چاند اور سورج کی جوڑی ہے) بی بی جان نے نظروں میں پیار سموتے ہوئے دیان کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

امل ہاتھ دھونے کے لیے کچن کی طرف بڑھی بالوں میں گجرے لگائے ہرے اور گولڈن رنگ کے انار کلی فراک میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی وہ اپنے دھیان میں چل رہی تھی بال پیچھے کرکے جیسے ہی سر اٹھایا تبھی سامنے سے آتے اسفند سے وہ ٹکراتے ٹکراتے بچی

"سوری میں نے دیکھا نہیں تھا۔"

"کوئی بات نہیں۔" وہ جانے لگا تبھی وہ بولی

"آپ اسفند ہیں نا"

"جی لیکن آپ۔۔۔۔املِ زلفقار خان ایم آئی رائٹ؟"

"جی" اس نے اثبات میں سر ہلایا

"کیسی ہیں آپ امل؟"

Novels | Articles | Poetry | Interviews

"میں بلکل ٹھیک۔۔۔آپ یہاں کیسے؟" وہ حیران ہوئی

"دیان کا دوست بھی ہوں اور وشمہ کا کزن بھی"

"اوہ۔۔۔اچھا لگا اتنے عرصے بعد اپنے سینئر کو دیکھ کر۔"

"مجھے بھی۔" وہ نظریں جھکا کر کچن کی جانب بڑھ گئی اسفند نے پلٹ کر دیکھا اور مسکرا کر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

★★★★★★★★★

پیلے غرارہ سوٹ پر نیٹ کا ہرا ڈوپٹہ لیے اس کا چہرہ کھل رہا تھا اس پر ٹوٹ کر رنگ آیا تھا کمرہ موتیے کی خوشبو سے مہک رہا تھا سر بیڈ کراؤن سے ٹکائے وہ ہاتھ اور پاؤں سیدھے کیے لیٹی تھی میسج ٹون پر بند آنکھیں کھولیں اور سیدھی ہوئی موبائل ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا تھا اس نے ایک نظر اپنے پاؤں اور ہاتھوں پر ڈالی مہندی ابھی گیلی تھی اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر کے سر پیچھے ٹکا دیا جب سے ارحم سے بات ہوئی تھی وہ بے چین تھی بار بار دل بھر رہا تھا اس کا لالہ اس کی شادی پر اس کے پاس نہیں تھا دوسری طرف میرب کی ڈلیوری کے دن قریب آ رہے تھے اسے جو بھی کرنا تھا جلد کرنا تھا یہی سوچیں اس پر حاوی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنی زندگی کے اہم اور خوبصورت دنوں کے بارے میں نہیں سوچ پا رہی تھی نازو دروازے پر دستک دے کر اندر آئی تو اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔

"وشمہ بی بی بہت پیاری مہندی لگی ہے اور اس سے بھی زیادہ آپ کے ہاتھ، پاؤں پیارے لگ رہے ہیں۔"

"شکریہ نازو۔۔۔ آغا جان کہاں ہیں"

"اپنے کمرے میں۔"

"اچھا اور بی جی۔"

"وہ آمنہ بی بی کے کمرے میں ہیں آپ کہاں جا رہی ہیں مجھے بتائیں کچھ چاہیے میں لا دیتی ہوں۔" وہ وشمہ کو اٹھتا دیکھ کر بولی

"مجھے آغا جان کے پاس جانا ہے۔"

"آپ کی مہندی گیلی ہے۔"

"تم کھانا لگا کر رمشاء کو بلاؤ میں آتی ہوں۔"

وہ دوپٹہ صحیح کر کے آغا جان کے کمرے کی جانب بڑھی اور دروازے پر دستک دی اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوئی آغا جان کمرے میں اندھیرا کیے بیٹھے تھے وہ آہستہ سے چلتے ہوئے ان کے پاس آ کر بیٹھی

"کیا کر رہے ہیں آغا جان۔"

"کچھ نہیں تم بتاؤ تیاری پوری ہو گئی یا کچھ رہتا ہے؟" وہ اسکی طرف دیکھنے سے گریز برت رہے تھے

"جی بہت اہم کام رہتا ہے۔"

"کونسا کام؟"

"آپ سے بات کرنے کا کام۔" آغا جان نے چونک کر اسے دیکھا۔

"وشمہ۔" ان کی بھیگی آواز آئی

"کیا بات ہے آغا جان؟" اس نے تڑپ کر ان کا ہاتھ تھاما

"کوئی بات نہیں ہے."

"کچھ ہوا ہے کیا؟"

"نہیں میری جان."

"مجھ سے خفا ہیں آپ؟"

"نہیں پگلی کوئی اپنی زندگی سے بھی خفا ہوتا ہے کیا؟"

"تو پھر آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟"

"کیا کر دیا میری جان میں نے۔"

"دو دن ہو گئے ہیں آپ نے ایک بار بھی مجھ سے بات نہیں کی نہ ہی آپ مجھے دیکھ

رہے ہیں"۔

"تم سے ہی تو بات کر رہا ہوں جان۔"

"لیکن آپ نے مجھے آج پیار نہیں کیا نہ ہی گلے لگایا۔"

"وشمہ۔۔۔۔"وہ رو پڑے

"کیا ہوا آغا جان کیوں رو رہے ہیں مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"اس کے بھی آنسو بہنے لگے وہ ان کے گلے لگ گئی دونوں بے تحاشہ رونے لگے۔ آغا خان کی جان بستی تھی وشمہ میں۔

"میں ناراض نہیں ہوں وشمہ تم پرائی ہو جاؤ گی اور یہ بوڑھا پھر بس تمہارا انتظار ہی کیا کرے گا کبھی فون پر بات کر لو گی کبھی ملنے آ جاؤ گی لیکن اس دل کو ٹھنڈک کیسے ملا کرے گی۔ تم جانتی ہو آغا کی زندگی میں تمہاری اہمیت بہت زیادہ ہے تم سے بچھڑنے کے ڈر سے دل ابھی سے ہی دھڑکنا بھولنے لگا ہے وشمہ۔"

"آغا جان مجھے بھی آپ کی بہت یاد آتی ہے اور میں شادی کر رہی ہوں پرائی نہیں ہو رہی میں آپ سے روز ملنے آیا کروں گی"وہ نم آنکھوں سے مسکرائے اور اس کا چہرا

ہاتھوں کے پیالے میں لیکر اس کا ماتھا چوما اور اس کے آنسوں صاف کیے

"میری جان کو دنیا کی ہر خوشی ملے۔"

"آغا جان وشمہ آپ سے کبھی دور نہیں ہو سکتی میں دیان کو بولوں گی مجھے یہاں لے کر آئے اور اگر اس نے مجھے منع کیا نہ۔۔۔۔ کرے گا تو نہیں جانتا ہے پھر وہ خود نہیں بچے گا لیکن اگر کیا بھی تب بھی میں اسے چھوڑ کر آپ کے پاس آجاؤں گی" وہ ہنسے اور اس کو گلے لگایا۔

"جاؤ آرام کرو جا کر صبح جلدی اٹھنا ہے نا۔اللہ میری بچی کو ہمیشہ خوش رکھیں۔"

★★★★★★★★★

رسم اختتام پزیر ہوئی تو وہ سب سے جان چھڑا کر اپنے کمرے کی جانب بڑھا دروازے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ میرب نے اسے آواز دی

"دیان۔"

"جی۔" وہ پلٹا میرب ہاتھ میں ابٹن کا پیالہ لیے اس کے پاس آئی دیان نے منہ بنایا

"ابھی تو لگایا ہے دیکھیں امل نے پورا بھیگو دیا ہے۔"

"جانتی ہوں لیکن یہ ابٹن وشمہ کو لگایا گیا ہے اس لئے اسے تمہیں بھی لگانا ہو گا۔"

"کیوں۔"

"کیوں کہ تم دونوں کو ایک دوسرے کے رنگ میں جو رنگنا ہے۔" وہ مسکرایا اور اپنا چہرا میرب کی طرف جھکایا

"پھر تو آپ یہ سارا ابٹن مجھے لگا دیں۔" میرب نے مسکراتے ہوئے اس کے چہرے پر ابٹن لگایا اسفند نے سائڈ سے تصویریں بنائی

"تو وشمہ کو نہیں دیکھائے گا۔" اس نے وارن کیا

"کیوں"

"تم لوگ مجھے بھی تو نہیں دیکھا رہے۔"

"ہاہاہا۔۔۔۔دیان لڑکی کی اور بات ہوتی ہے۔"

"یہ غلط بات ہے نا۔"

"بھیج دی ہے اسے۔" اسفند نے وشمہ کا نمبر اس کے سامنے لہرایا

"تجھے تو میں آ کر پوچھتا ہوں پہلے کپڑے بدل آؤں۔۔۔" وہ چلا گیا تو اسفند میرب کی طرف مڑا

"کیسی ہیں بھابھی؟"

"ٹھیک تم بتاؤ "

"میں بھی ٹھیک۔۔۔ لالہ بھی ٹھیک ہیں بھابھی۔" میرب نے سر اٹھایا وہ یہی پوچھنا چاہتی تھی اس کی آنکھیں نم ہو گئیں

"میرا اسلام دینا نہیں۔" بول کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی اسفند نے وشمہ کے علاوہ چند تصویریں ارحم کو بھی بھیج دیں اور گھر جانے کے لیے باہر کی جانب بڑھ گیا لیکن جانے سے پہلے وہ کسی کو دیکھنا نہیں بھولا تھا۔۔۔

★★★★★★★★★

تیرے فراق کے لمحے شمار کرتے ہوئے بکھر گئے ہیں تیرا انتظار کرتے ہوئے

"ارحم آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔ کیا آپ کو میری یاد نہیں آتی ایک بار میرے سامنے آجائیں اس دل کو قرار مل جائے گا مجھے اپنے ساتھ لے جائیں ارحم پلیز مجھے لے

جائیں........" وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

دوسری طرف پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا ایسا ہی اندھیرا کمرے میں موجود نفس کی ذات کا بھی حصہ بن چکا تھا۔

آج وشمہ کی مہندی تھی وہ بہت خوش بھی تھا اور اداس بھی۔ وشمہ اسکی کزن تھی لیکن سگی بہنوں سے بڑھ کر تھی آج اس کی خوشیوں کا دن تھا لیکن وہ خود سے کیے گئے وعدے سے بندھا تھا صبح سے شام تک وشمہ اسے فون کرتی رہی تھی اس نے موبائل کو دوبارہ اپنے سامنے کیا کچھ دیر پہلے کی اسفند کی طرف سے ملنے والی تصویروں نے اس کے دل کی تڑپ میں اضافہ کر دیا تھا ہرے رنگ کے کامدار سوٹ میں ملبوس سنہری ڈوپٹہ اپنے ارد گرد پھیلائے اس کے چہرے پر ایک نور سا چھایا ہوا تھا اسکے وجود پر شاید ماں بننے کا نور تھا۔ ہاتھوں میں منہ دکھائی میں دی ہوئی گولڈن چوڑیاں موجود تھیں جنہیں وہ سوتے وقت انگلیوں سے گھمایا کرتا تھا وہ خوبصورت تھی لیکن اس روپ میں وہ قیامت ڈھا رہی تھی دل نے بیٹ مس کی جس کی دوری کا سوچ کر ہی وہ کانپ جاتا تھا آج سات مہینے ہونے کو آرہے تھے دونوں کو ایک دوسرے کے بغیر رہتے ہوئے۔

★★★★★★★★★

موسم میں آج ایک سرور تھا بادل بھی محبت کا ملن دیکھنے آئے تھے ہوا مست ہو کر پھولوں کی مہک کو بکھیر رہی تھی۔ عالیہ وشمہ کے پاس صبح ہی آگئی تھی آج ان کی لاڈلی بیٹی کو دلہن بننا تھا اس کو اپنی زندگی کا نیا باب شروع کرنا تھا اس ساتھی کا ہاتھ تھامنا تھا جس کے دل میں وہ دھڑکن بن کر دھڑک رہی تھی اس نے اپنی گھنیری پلکوں کو اٹھایا تو بھوری آنکھوں نے سامنے آئینے میں ابھرتے سراپا حسن کو دیکھا سرخ رنگ کا لہنگا جس پر گولڈن نگوں کی بھرائی کا کام تھا۔ زیورات، میک اپ میں اس پر نگاہ ٹھہر ٹھہر جا رہی تھی وہ ہمیشہ سادہ ہی رہی تھی آج پہلی بار وہ سجی سنوری تھی لائنز اور کاجل سے بھوری آنکھیں مزید خوبصورت لگ رہی تھیں دولہن بن کر اس پر خوب روپ آیا تھا۔

"ماشاءاللہ میری گڑیا تو بہت خوبصورت لگ رہی ہے" عالیہ ہاتھ میں گجرے لیے کمرے میں داخل ہوئی ساتھ ہی رمشاء بھی بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی

"پھوپھو آغا جان کہہ رہے ہیں جلدی سے آجائیں باقی مہمان ہال میں پہنچ چکے ہیں اور وشا آپی آپ ان میں سے دیکھیں کون سی پہنے گیں۔" اس نے پائلیں وشمہ کے سامنے کی

"جس کو پہن کر آواز نا آئے وہ دو۔"

"اچھا ٹھیک ہے پاؤں آگے کریں یہ پہن لیں لہنگے کے ساتھ میچ کر رہی ہے۔" اس نے پیکٹ کھول کر گولڈن پائیلیں نکالیں اور وشمہ کو پہنا دی۔ وشمہ نے حنائی ہاتھ اٹھا کر پیشانی پر موجود جگمگاتی بندیا ٹھیک کی دیان کی پہنائی گئی انگوٹھی ہاتھ میں چمک رہی تھی۔ وہ آہستہ سے لہنگا تھوڑا سا اٹھا کر کھڑی ہوئی عالیہ نے نم آنکھوں سے اس کا ڈوپٹہ ٹھیک کیا اور گجرے پہنائے

"پھوپھو جان آپی کا لہنگا بہت پیارا ہے۔"

"کیسے نا پیارا ہوتا دیان نے اپنی پسند سے لیا ہے بھابھی کو دو چکر بازار کے لگوائے تیسری دفعہ خود جا کر یہ لے آیا۔"

"سچ وشا آپی دیان لالہ تو خوب جانتے ہیں آپ پر کون سا رنگ جچے گا۔" اس نے شرما کر نظریں جھکائی پھر آگے بڑھ کر گولڈن نازک ہیل پہنی اب وہ مکمل تیار تھی آہستہ سے پلٹی تو عالیہ نے اس کی پیشانی چومی

"اللہ میری بچی کو ڈھیروں خوشیوں سے نوازے۔"

"چلیں پھوپھو۔" عالیہ نے آگے بڑھ کر وشمہ کو چادر اڑائی اور گھونگھٹ نکالا جس سے

اس کا چہرہ چھپ گیا پھر وہ دونوں کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ گئی آغا خان وشمہ کو حویلی سے ہی رخصت کرنا چاہتے تھے لیکن وقاص خان نے منع کر دیا کہ وہ آغا خان حویلی میں قدم نہیں رکھیں گے جس پر آغا جان نے خاموشی سے ان کی بات مان لی وہ خوشی کے موقع پر کوئی ان بن نہیں چاہتے تھے۔

★★★★★★★★★

حسن ورنگ کی فضا ہر سو چھائی ہوئی تھی۔ سب بہت خوش تھے۔ کریم رنگ کی شیروانی پہنے دیان اسٹیج پر آ کر بیٹھ گیا دوستوں کے درمیان وہ بہت شاہانہ انداز میں بیٹھا تھا اس کے چہرے پر خوبصورت رنگ بکھرے ہوئے تھے یہاں تو دولھے پر بھی ٹوٹ کر روپ آیا تھا اور کیسے نا آتا جس سے محبت کی وہ تا عمر کی ساتھی بن رہی تھی وشمہ برائڈل روم میں تھی۔ امل اور نوال نے اس کو دیکھنا چاہا لیکن اس نے اپنا گھونگھٹ نہیں ہٹایا

"کیا ہے وشمہ پلیزز دیکھاؤ۔"

"نہیں تم دونوں صرف میری نندیں ہو۔ بہنیں ہوتی تو میرے ساتھ رہتی نا کہ مجھے منع کرتی۔"

'وشمہ ہمارا ایک ہی لالہ ہے اتنی رسمیں تھی۔"

"چلو جاؤ یہاں سے نکاح کے بعد آنا اور بھابھی آپ میرے پاس آئیں۔" وشمہ نے میرب کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کھڑا کیا

"میرب آپی کو کیوں اپنی پارٹی میں شامل کر رہی ہو۔"

"کیوں کہ ہم تو شروع سے پاٹنر ہیں ہے نا بھابھی۔"

"ہاں" وہ دونوں منہ پھلا کر باہر چلی گئی تو وشمہ نے ہنستے ہوئے گھونگھٹ ہٹایا

"کیسی لگ رہی ہوں؟"

"وشا بہت پیاری لگ رہی ہو آج سے پہلے میں نے اتنے خوبصورت دلھا، دلھن نہیں دیکھے۔ دیان بھی ماشاءاللہ بہت پیارا لگ رہا ہے۔"

"مجھ سے بھی پیارا؟"

"تم دونوں ہی کمال لگ رہے ہو۔" وشمہ نے مسکرا کر سر جھکایا

آج میں تم سے نکاحِ عشق کرتا ہوں

مجھے تم سے محبت ہے

محبت ہے

محبت ہے

کچھ دیر بعد ہی نکاح کی رسم ادا ہوئی دیان کے بعد مولوی صاحب کے ساتھ شاہ، اسفند، آغا جان وشمہ کے پاس آئے بی بی جان کچھ دیر پہلے ہی اس سے ملنے آئی تھیں۔

"وشمہ بچے آج تمہاری زندگی کا نیا سفر شروع ہونے جا رہا ہے وقاص خان اور تمہارے بیچ جو بھی ہے اس سب کا اثر دیان اور تمہارے بیچ نہیں ہونا چاہیے سچے دل سے یہ رشتہ نبھانا۔" وشمہ نے گھونگھٹ کے نیچے موجود سر ہلایا مولوی صاحب نے نکاح کے کلمات ادا کرنے شروع کیے

(میں اپنی زندگی تمہارے نام کرتی ہوں۔۔۔۔۔)"قبول ہے "

(زندگی کے ہر موڑ پر تم مجھے اپنے ساتھ پاؤ گے۔۔۔۔۔۔)"قبول ہے "

(صرف میرا تم پر اور تمہارا مجھ پر حق ہے۔۔۔۔اللہ میں سچے دل سے دیان خان کو اپناتی ہوں۔۔۔۔۔۔وشمہ خان آج سے ابھی سے صرف دیان خان کی ہے)"قبول

ہے" شاہ نے آگے بڑھ کر مبارک دی اور اسے سینے سے لگا یا

کچھ دیر بعد وشمہ کو سٹیج پر لا کر دیان کے ساتھ بٹھا یا گیا چہرا زرتار ڈوپٹے سے چھپایا گیا تھا مووی کیمروں کی روشنیاں ہر سو پھیل گئیں ہر کوئی ٹھک ٹھک تصویریں بنا رہا تھا ماحول بہت خوبصورت تھا.

شاہ اور عالیہ ایک ساتھ کھڑے دور سے وشمہ اور دیان کو دیکھ رہے تھے شاہ نے آہستہ سے عالیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا" مجھے یقین ہی نہیں آ رہا کہ میری بیٹی کی شادی ہو گئ ہے۔" عالیہ مسکرائی

"کر لیں یقین اب وہ دیان کی پرنسس بن گئی ہے۔" شاہ نے مسکراتے ہوئے وشمہ کو دیکھا

"ہم بھی دوبارہ شادی کر لیں۔" شاہ کی بات پر عالیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں

"کیسی باتیں کر رہے ہیں ایک بیٹی ہے ہماری۔"

"تو کیا ہم لگتے ہیں بیٹی کے ماں باپ ابھی بھی اتنی ہی خوبصوت اور جوان ہو وشمہ کی ماں سے زیادہ اس کی بڑی بہن لگتی ہو۔"

"بس کر دیں شاہ آپ کی بھی عجیب و غریب باتیں ہوتی ہیں۔"

"اس میں عجیب کیا ہے۔"

"چچا جان اور چچی وشمہ کہہ رہی ہے میرے ساتھ آ کر بیٹھیں۔"

"چلیں اب۔" وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر سٹیج کی جانب بڑھ گئے بلیک اور گولڈن سوٹ پہنے امل ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھامے بی جی اور آمنہ بی بی کے پاس آئی

"آپ دونوں نے تو منہ میٹھا کیا ہی نہیں یہ لیں۔" آمنہ بی بی نے امل کا گال تھپتھپایا

"شکریہ خوش رہو۔" اسفند یہ منظر دیکھ کر مسکرایا امل اسے شروع سے ہی اچھی لگتی تھی اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ یونیورسٹی میں کوئی دس لڑکوں کا منہ توڑ چکی تھی اس نے کبھی کسے لڑکے سے فری ہونے کی کوشش نہیں کی تھی اور نا ہی وہ یونی گروپس میں شامل ہوتی تھی پوری یونی میں امل کے کافی چرچے تھے اور اسفند اس سے کافی امپریس بھی تھا وہ اپنی سوچوں میں گم تھا تبھی امل نے مٹھائی کا ڈبہ اس کے سامنے کیا

"یہ لیں آپ نے بھی منہ میٹھا نہیں کیا۔"

"نہیں شکریہ میں میٹھا نہیں کھاتا۔"

"پھر تو آپ آئس کریم بھی نہیں کھاتے ہوں گے۔ "

"جی نہیں کھاتا۔ "

"اچھا ٹھیک ہے نا کھائیں۔ " وہ منہ بنا کر چلی گئی

"اسے کیا ہوا" اسفند کندھے اچکا کر آمنہ بی بی کے پاس چلا گیا

"دیان بیٹا میری گڑیا کا خیال رکھنا۔ " آغا جان وشمہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے دیان سے بولے۔ وشمہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"آغا جان۔ " اس نے ان کا ہاتھ تھام لیا

"میں وشمہ کا بہت خیال رکھوں گا آغا جان۔ " دیان نے یقین دلایا۔ دا جی کا خون کھول رہا تھا یہ منظر دیکھ کر آغا جان سٹیج سے اتر کر چلے گئے تو دیان نے ساتھ بیٹھی وشمہ کو دیکھا یہ احساس ہی اتنا حسین تھا کہ اس کا نام وشمہ کے ساتھ جڑ گیا ہے۔ سسکی کی آواز پر وہ چونکا

"وشمہ تم رو رہی ہو" وہ آہستہ سے بولا وشمہ نے اپنے آنسوں صاف کیے

"کیا مجھے ڈرانے کا ارادہ ہے۔ "

"کیا مطلب" وہ آہستہ سے بولی

"مطلب میک اپ پھیل جائے گا تو تم چڑیل ہی لگو گی نا۔"

"دیان" اس نے ہلکا سا تھپڑ اس کے ہاتھ پر مارا

"شرم لڑکی شرم۔۔۔ تمہارا مجازی خدا ہوں میں مار دھاڑ نہیں چلے گی۔"

"اچھا تو پھر کیا چلے گا"

"صرف پیار۔۔۔" وشمہ کی بولتی بند ہو گئی جبکہ دیان کے لبوں پر بھرپور مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

رخصتی کے وقت وشمہ آغا حویلی کے افراد کے گلے لگ کر بہت روئی عالیہ اور شاہ اس کے ساتھ تھے لیکن رمشاء، اسفند باقی سب میں اس کی جان تھی خاص کر آغا جان میں اس نے عالیہ سے آغا جان کا پوچھا وہ کہیں نہیں دکھائی دے رہے تھے۔

"وشا گاڑی میں سب انتظار کر رہے ہیں آغا جان شاید کام سے کہیں گئے ہوں گے ابھی ادھر ہی تھے۔"

"نہیں ماما میں ان سے ملے بغیر نہیں جاؤں گی۔"

"چچی جان آپ جا کر بیٹھیں میں لے کر آتا ہوں وشمہ کو۔" وہ واپس ہال میں آئی اور اپنا گھونگھٹ اٹھایا آغا جان سامنے کرسی پر بیٹھے تھے

"آغا جان کیا ہوا ہے آپ کی طبیعت ٹھیک ہے" اس نے ان کے ہاتھ تھامے تو انہوں نے اپنی نم آنکھیں اٹھائی

"وشمہ تم نے مجھ سے اتنا کچھ کیوں چھپایا

"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔" وہ الجھی

"وقاص خان کا رویہ تمہارے ساتھ صحیح نہیں تھا؟" وشمہ چونکی

"نہیں کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔۔ آپ کو کس نے کہا ہے۔"

"جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے مجھ سے وہ خود بول کر گیا ہے اور یہ بھی کہ وہ تمہیں اس حویلی سے نکلوا دے گا اور دیان کی شادی اپنی پسند سے کروائے گا اور یہ کہ یہ صرف دیان کا وقتی جذبہ ہے۔ وشمہ میں نے کہا تھا اگر تمہیں تکلیف ہوئی تو میں برداشت نہیں کروں گا۔"

"آغا جان آپ بلکل پریشان نا ہوں دیان مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا وہ مجھ سے محبت

کرتا ہے اور جہاں تک داجی کی بات ہے وہ ابھی مجھ سے غصہ ہیں لیکن سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"وشمہ چلو۔" آمنہ بی بی نے اسے آواز دی تو وہ کھڑی ہوئی۔

"اپنا خیال رکھنا آغا جان اللہ حافظ۔" اور پھر وہ چلی گئی

نئی زندگی کی طرف۔۔۔۔۔

نئی منزل کی طرف۔۔۔۔

اور نئے امتحانوں کی طرف۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★

گاڑی پورچ میں آ کر رکی تو عالیہ نے وشمہ کو آرام سے باہر نکالا باقی گاڑیاں پہلے ہی حویلی پہنچ چکی تھی۔ وشمہ کو دیان کے ساتھ لا کر کھڑا کیا گیا وشمہ کی ساری خوشی۔۔۔۔۔ مسکراہٹ اب غائب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ دونوں ایک ساتھ حویلی کے اندر داخل ہوئے ان کا استقبال بہت ہی شاندار انداز میں کیا گیا۔ امل اور نوال نے رسموں کے لیے ضد کی لیکن بی بی جان نے منع کر دیا کہ وقت کافی ہو گیا ہے صبح جلدی اٹھ کر ولیمے کی

تیاری بھی کرنی ہے۔ زنیرہ بی بی نے وشمہ کو کمرے میں لا کر بیڈ پر بٹھایا پورا کمرہ گلاب اور موتیے کے پھولوں سے سجا ہوا تھا بیڈ بھی چاروں طرف سے پھولوں کی لڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا

"یہ لو وشمہ یہ ہماری طرف سے۔" امل اور نوال نے گفٹ اس کی طرف بڑھایا

"تھینک یو۔" تبھی دیان کمرے میں داخل ہوا

"اچھا ہوا لالہ آپ آ گئے دونوں کی تصویریں لینی ہیں۔۔۔ آؤ وشمہ" نوال نے وشمہ کو کھڑا کیا۔ وہ اپنا گھونگھٹ اٹھانے لگی تھی تبھی امل نے اس کا بازو پکڑ لیا "رک جاؤ لالہ اٹھائیں گے" دیان آگے آیا امل نے دونوں کو ایک ساتھ کھڑا کیا

"وشمہ کا گھونگھٹ اٹھائیں لالہ۔"

"امل تنگ مت کرو وشمہ تھک گئی ہو گی۔" زنیرہ بی بی نے امل کو کہا

"اچھا مورے ایک منٹ بس ابھی ہم چلیں جائیں گے۔ لالہ آپ اٹھائیں" دیان نے آہستہ سے اس کا گھونگھٹ ہٹایا اور اسے دیکھتے ہی وہ ساکت ہو گیا جھکی ہوئی لرزتی پلکیں پیشانی پر جگمگاتی بندیا، ناک میں دمکتی نتھ وہ کس قدر حسین لگ رہی تھی وہ تو سادگی میں

ہی اس کے دل پر قابض ہو گئی تھی اور اب اس سجے سنورے روپ میں۔۔۔۔۔ دیان نے اپنے بے قابو ہوتے دل کو سنبھالا امل اور نوال تصویریں اتار رہی تھی ہر ایک پوز جو امل نیٹ پر دیکھ چکی تھی اس نے ان دونوں سے بنوا کر تصویریں اتاری وشمہ نے بیچارگی سے دیان کی طرف دیکھا وہ خود منع کر کے امل کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی لیکن اب اس کا تھکاوٹ سے برا حال ہو رہا تھا اس کی حالت دیکھتے ہوئے دیان بولا

"امل آج کے لیے اتنا کافی ہے باقی کل ولیمے میں۔۔۔ تم بھی تھک گئی ہو گی جاؤ آرام کرو۔"

"لالہ صحیح کہہ رہے ہیں امل بس کر دو۔" نوال نے اس کا بازو کھینچا

"اچھا چلیں ٹھیک ہے اللہ حافظ"

دیان دروازہ بند کر کے پلٹا تو وشمہ صوفے پر سر تھامے بیٹھی تھی۔ سر درد سے پھٹ رہا تھا بار بار آنکھوں کے سامنے آغا جان کی نم آنکھیں اور بھیگا لہجہ آ رہا تھا اسے دا.جی پر شدید غصہ تھا دیان اس کے ساتھ آ کر بیٹھا تو وہ چونکی

"کسی بات پر پریشان ہو؟"

"نہیں تو۔" وہ نظریں جھکا کر دیان کی دی گئی انگھوٹی گھمانے لگی دیان نے آہستہ سے اس کا ہاتھ پکڑا

"مجھے ڈر ہے کہیں میری ہی نظر نا لگ جائے تمہیں۔" محبت سے چور لہجے میں کہا گیا۔ وشمہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا کریم رنگ کی شیروانی، سلیقے سے بنائے گئے بال، ہلکی ہلکی داڑی میں وہ بہت وجیہہ دکھ رہا تھا اس کے دیکھنے پر وشمہ نے فوراً سر جھکا دیا

"میں تمہیں کچھ دیکھانا چاہتا ہوں۔" وشمہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"آؤ" وہ اس کا ہاتھ تھامے صوفے کے ساتھ رکھی کتابوں کی شیلف کی طرف آیا وشمہ چونکی یہ تو یہاں نہیں تھی اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں پوری الماری ناولز سے بھڑی ہوئی تھی اور ایک طرف کپ رکھے ہوئے تھے جن میں مختلف ناولز کے ڈائلاگ اور باتیں لکھی ہوئی تھی اسے لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے کیونکہ اتنے ناولز بس اس نے خواب میں ہی دیکھے تھے

"کیسا لگا؟" وہ اس کے کان میں جھک کر بولا۔ وشمہ نے بے یقینی سے دیان کی طرف دیکھا

"یہ تم نے لیے ہیں؟"

"جی جناب یہ سب میں نے لیے ہیں۔" وشمہ نے آگے بڑھ کر ایک کپ اٹھایا اس پر لکھا تھا "تم نے میرا دل لے لیا ہے"

وہ پلٹی دیان ٹیبل سے ایک لال مخملی ڈبیہ اٹھا کر لایا اور وشمہ کو دی

"اس نے ڈبیہ کھولی تو اس میں ڈائمنڈ کی لانگ تھی اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا" دیان تمہیں یہ سب۔"

"چچی جان سے پوچھا تھا۔۔۔ تمہاری پسند ناپسند تم کیا چاہتی ہو، کیا شوق ہیں سب۔" وشمہ کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی

"تمہیں پتا ہے کتنی مشکلوں سے اپنے رقیبوں کے بارے میں جان کاری لی ہے۔"

"کیا مطلب"

"تمہیں الوک، دریاب۔۔۔ پتا نہیں کون کون پسند ہے۔" وہ ناول کے ہیروز کے نام لینے لگا

"ہاہاہاہا" وہ ہستی ہی گئی دیان مبہوت سا اسے دیکھنے لگا

"یہ لو۔" دیان نے ایک کپ اٹھا کر اسے دیا اس پر ایک طرف لکھا تھا وشمہ دیان اور دوسری طرف لکھا تھا "تہ زمہ پہ زڑہ کہ دہ درازاری پہ زے دراز یگے۔۔"

"اس کا کیا مطلب ہے؟" وشمہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"خود ہی پتا لگاؤ"

"دیان مجھے پشتو نہیں آتی۔"

"میں نہیں بتاؤں گا تم خود جانو۔" وہ بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا

"بتاؤ دیان پلیز بتاؤ۔" ہیل سے پاؤں آزاد کر کے وہ اس کے سامنے جا کر بیٹھ گئی

"نہیں میں نہیں بتاؤں گا۔" وشمہ نے مکا اس کے بازو پر رسید کیا

"بدتمیزی مت کرو جلدی سے بتاؤ۔" اچانک اس کی نظر سائڈ ٹیبل پر رکھے ڈبے پر گئی

"وہ کس کا گفٹ ہے؟" اس نے لال مخملی ڈبے کی طرف اشارہ کیا۔ دیان نے آگے بڑھ کر ڈبہ اٹھایا اور وشمہ کو دیا

"یہ تمہارے لیے ہے۔" وشمہ نے مسکراتے ہوئے ڈبہ کھولا تو اس میں سونے کی چین تھی جس میں بہت ہی نازک دل والا لاکٹ تھا "واؤ یہ بہت خوبصورت ہے۔"

"وشمہ"

"جی" اس نے سر اٹھایا

"یاد ہے جنگل میں ہم نے ایک دوسرے سے سوال کیا تھا کہ جب ہمیں کبھی محبت ہوگی تو ہم کیسے اظہار کریں گے۔" وشمہ نے اثبات میں سر ہلایا

"تم نے کہا تھا تم اظہار نہیں کر سکتی۔" وشمہ نے نظریں چرائیں۔ دیان نے آہستہ سے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے "جب تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے تم یہ لاکٹ پہن لینا میں سمجھ جاؤں گا" وشمہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں صرف اس کا عکس تھا وہ جانتی تھی دیان اس سے بہت محبت کرتا ہے۔

"دیان تمہیں مجھ سے اتنی محبت کیسے ہو گئی‘‘ بھوری آنکھیں پیار سے کالی آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں کالی آنکھیں مسکرائیں

"میں یہ نہیں کہوں گا پہلی نظر میں تم سے محبت ہو گئی بلکل نہیں۔۔۔۔ جنگل میں تمہارے ساتھ گزارا وقت میری زندگی کا سب سے خوبصورت وقت تھا تمہارے ساتھ باتیں کرنا، تمہاری ہنسی جیسے مجھے زندگی کا پتا دیتی ہے، تمہاری بچو جیسی

حرکتیں۔۔۔۔ منہ بنانا۔۔۔۔ سب کچھ مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ جب میں نے تمہاری آنکھوں میں آنسو دیکھے، داجی نے تمہیں مارا وشمہ میں بتا نہیں سکتا مجھے کتنی تکلیف ہوئی تھی مجھے نہیں پتا مجھے تم سے کب محبت ہوئی لیکن تم سے دور جانے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا" وشمہ اس کے سینے سے لگ گئی

"تھینک یو سو مچ دیان۔۔۔۔ تم بہت اچھے ہو۔" دروازے پر زور سے دستک ہوئی تو دونوں چونکے دیان نے دروازہ کھولا تو سامنے نوال تھی۔

"کیا ہوا اتنی پریشان کیوں ہیں؟"

"لالہ داجی کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔" وشمہ دیان کے پیچھے آ کر کھڑی ہو گئی دیان فوراً داجی کے کمرے کی طرف بھاگا وشمہ بھی اس کے پیچھے آئی۔ سب داجی کے کمرے میں تھے اور وہ کھانستے ہوئے اپنا سینہ مل رہے تھے۔

داجی کیا ہوا آپ کو؟" وہ ان کی پیٹھ ملنے لگا

"داجی چلیں ڈاکٹر کے پاس۔" وہ انہیں کندھوں سے تھامے باہر کی جانب بڑھا وشمہ کمرے کے دروازے پر کھڑی پریشانی سے داجی کو دیکھ رہی تھی سارا غصہ غائب ہو گیا

تھا وہ اس کے دادا تھے وہ ان سے ناراض تھی لیکن وہ دا جی سے نفرت نہیں کر سکتی تھی۔

★★★★★★★★★

ان کو ہاسپٹل گئے پندرہ منٹ گزر چکے تھے شاہ اور زلفقار صاحب دا جی کے ساتھ تھے باقی لاؤنج میں پریشان بیٹھے تھے۔

"وشمہ بچے جاؤ جا کر کپڑے بدل لو اور آرام کر لو تھک گئی ہو گی۔ جاؤ عالیہ وشمہ کو کمرے میں لے جاؤ۔"

کمرے میں آکر اس نے کپڑے بدلے اور منہ ہاتھ دھو کر ڈریسنگ کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر چوڑیاں اتارنے لگی دیان کی پہنائی گئی انگھوٹی وہ ایک لمحے کے لیے بھی نہیں اتارتی تھی تہجد کی نماز پڑھ کر وہ بیڈ پر آکر بیٹھی تبھی نظر امل اور نوال کے دیے گئے تحفے کی جانب گئی اس نے گفٹ پیک کھولا تو اس میں بہت ہی پیارا فریم تھا جس میں وشمہ اور دیان کی مہندی کی تصویروں کو ملا کر ایک فریم بنایا گیا تھا بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ وشمہ کے لبوں کو چھو گئی اس نے اٹھ کر فریم دیوار پر لگے کیل پر لٹکا دیا پھر پیچھے ہو کر تصویر دیکھی

"پرفیکٹ۔"

★★★★★★★★★

سورج اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ چمک رہا تھا اور برف پوش پہاڑوں پر برف کی چادر اس کی تپش سے پگل رہی تھی۔ اس نے دائیں جانب کروٹ لے کر آنکھیں کھولیں تو دیان کو اپنے سامنے پایا وہ فوراً پیچھے ہوئی فجر پڑھ کر اس کی آنکھ لگ گئی تھی اس نے گھڑی دیکھی جو اس وقت دس بجا رہی تھی۔

"سب جاگ گئے ہوں گے۔" وہ اٹھ کر بیٹھی اور بالوں کا جوڑا بنایا دیان گہری نیند میں تھا وہ ٹانگوں کے گرد بازو باندھ کر منہ گھٹنوں میں ٹکا کر دیان کو دیکھنے لگی۔

"ڈائن" اس نے آہستہ سے کہا تبھی دیان نے آنکھیں کھولیں وشمہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی

"اسلام علیکم مسز۔"

"وعلیکم اسلام۔ کب آئے تھے رات کو؟ داجی کی طبیعت کیسی ہے اب ڈاکٹر نے کیا کہا
"

"بلکل ٹھیک ہیں ویسے ہی بے چینی ہو رہی تھی ڈاکٹر نے دوائی لکھ دی ہے دو دن کھائیں گے تو بلکل ٹھیک ہو جائے گیں۔"

"اچھا."وہ اٹھنے لگی تو دیان نے اس کا ہاتھ پکڑا

"کہاں چلی؟"

"ٹائم دیکھو دس بج رہے ہیں سب جاگ گئے ہوں گے اٹھ جاؤ جلدی سے۔"

"میرا ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے اٹھنے کا۔"وہ کمبل میں منہ چھپا کر دوبارہ سو گیا تو وہ مسکراتی اٹھ گئی۔

★★★★★★★★★

پستے رنگ کا ہلکی کڑھائی والا سوٹ پہنے، ناک میں دیان کی دی گئی لانگ اور ہاتھوں میں زنیرہ بی بی کی دی گئی سونے کی چوریاں پہنے وہ کچن کی جانب بڑھی اور اونچی آواز میں سب کو سلام کیا

"وعلیکم اسلام۔ماشاءاللہ ماشاءاللہ وشا تو شہزادی لگ رہی ہے۔"وشمہ زور سے زنیرہ بی بی کے گلے لگ گئی

"تھینک یو تائی جان۔"

"شہزادی صاحبہ آپ کا شہزادہ کہاں ہے؟"

"سو رہا ہے."

"اٹھایا کیوں نہیں اسے"

"تائی جان صبح تو سوئے ہیں."(سوئے ہیں) پر نوال اور امل ہنسنے لگیں۔ وشمہ نے کھا جانے والی نظروں سے انہیں گھورا

"خوش رہو۔" وہ مسکرا کر اس کی گال تھپک کر کچن سے چلی گئیں تو امل اور نوال نے اسے گھیرا

"جلدی بتاؤ یہ لونگ لالہ نے دی ہے نا" وشمہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

"نوال بی بی یہ لیں۔" گل نے سوپ کا پیالہ نوال کی طرف بڑھایا

"یہ کس کے لیے؟"

"داجی کے لیے۔"

"لاؤ میں دے آتی ہوں طبیعت بھی پوچھ لوں گی." وہ ٹرے پکڑ کر داجی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ بیڈ پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے تبھی وشمہ دروازے پر دستک دے کر اندر آئی انہوں نے سر اٹھایا بی بی جان باہر تھیں۔

"اسلام علیکم"

"وعلیکم اسلام" گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا

"کیسی طبیعت ہے آپ کی؟"

"میں بلکل ٹھیک ہوں۔" وشمہ سوپ میں چیچ ہلانے لگی

"تمہیں کیا لگتا ہے میں بہت خوش ہوں اس شادی سے"

"نہیں بلکل نہیں آپ آغا جان کو جو کچھ کہہ کر آئے ہیں وہ سب مجھے پتا ہے لیکن ابھی میں یہ سب باتیں کرنے نہیں آئی"۔

"اوہ تو بتا دیا اس نے تمہیں اچھا ہے پتا ہونا چاہیے تمہیں"۔

"داجی آغا جان کو کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے یہ آپ کا اور میرا معاملہ ہے آغا جان کو بیچ میں مت لائیں۔ میں انہیں پریشان نہیں دیکھ سکتی وہ مجھ سے بہت پیار کرتے

ہیں۔۔۔اچھا یہ سب چھوڑیں آپ یہ سوپ پی لیں۔"اس نے سوپ کا پیالہ ان کے سامنے رکھا تبھی وہ بولے

"کل کی رات دیان کے انتظار میں گزار کر کیسا لگا۔۔۔۔۔"وشمہ نے چونک کر سر اٹھایا"یہ ٹریلر تھا جو پہلے دن میں نے تمہیں دیکھایا ہے اب تمہیں دیان کا انتظار ہی کرنا ہے اور اس انتظار کا خاتمہ کبھی نہیں ہو گا۔ جیسے کل رات میں نے دیان کو تم سے دور کیا اسی طرح تمہیں اس کی زندگی سے نکال دوں گا۔"وشمہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی

"آپ نے۔۔۔۔"

"میں بلکل ٹھیک ہوں وشمہ مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔"

"آپ۔۔۔آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔۔اتنی نفرت۔۔۔۔"آواز لڑکھڑا گئی آنکھوں میں ایک دم بہت سا پانی اتر آیا اس نے لمبا سانس لیا پھر بولی

"یہ آپ کی غلط فہمی ہے داجی آپ دیان کو مجھ سے دور نہیں کر سکتے محبت اور نفرت میں محبت کبھی نہیں ہارے گی دیان مجھ سے محبت کرتا ہے اور اب ہم ایک مضبوط

رشتے میں بندھ چکے ہیں۔" بول کر وہ وہاں رکی نہیں آنسو نکلنے کو بے تاب تھے کمرے سے نکلتے ہی اس نے بی بی جان کو دیکھا جو نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھیں انہیں دیکھتے ہی اس کی ہچکیاں بن گئی وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی وہ جو چمک، مسکراہٹ صبح اس کے چہرے پر تھی سب ماند پر گئی تھی۔

★★★★★★★★★★

بیڈ پر بیٹھ کر اس نے اپنا چہرا ہاتھوں میں چھپا لیا اور سسکیوں سے رونے لگی اتنے دنوں سے داجی کے سامنے مضبوط بنے رہنے کی اداکاری کر کے وہ تھک گئی تھی۔ آج ساری ہمت ختم ہو گئی تھی واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی اس کا مطلب تھا دیان واش روم میں ہے ایک دل کیا بھاگ کر عالیہ کے گلے لگ جائے اور انہیں سب بتا دے لیکن وہ پریشان ہو جائیں گی اس لیے وہ وہی بیٹھی روتی رہی۔

ٹاول سے بال رگڑتا دیان واش روم سے باہر آیا تو بیڈ پر وشمہ کو بیٹھا دیکھ کر مسکرایا وشمہ کی پشت اس کی طرف تھی اس سے پہلے وہ کچھ بولتا وشمہ کی سسکیاں اس کے کانوں میں پڑی

"وشمہ" وشمہ نے فوراً آنسو صاف کیے اور گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر جھٹکے سے منہ

آگے کر لیا دیان نے فوراً بیڈ پر رکھی ٹی شرٹ اٹھا کر پہنی اور اس کے پاس آیا جس کی آنکھیں رونے کے باعث سوج گئی تھیں۔

"کیا ہوا ہے ایسے کیوں رو رہی ہو"

"کچھ نہیں ہوا۔" وشمہ نے اس کے ہاتھ جھٹکے اور کھڑی ہو گئی

"وشہ ٹیل می پلیز وٹ ہیپنڈ." اس نے وشمہ کا چہرا دونوں ہاتھوں میں تھاما دیان کے اس انداز پر پھر سے آنسو بہنے لگے

"میں نے بولا نا کچھ نہیں ہوا۔" وہ اس کے ہاتھ جھٹک کر واش روم میں گھس گئی اور دروازہ بند کر لیا دیان نے بے بسی سے مٹھیاں بھینچی سب سے زیادہ تکلیف دے وشمہ کے آنسو تھے۔

★★★★★★★★★

ولیمے کا انتظام حویلی کے لان میں ہی کیا گیا تھا۔ شاہ نے ساری سجاوٹ بہت محنت سے کروائی تھی مہمان آنا شروع ہو گئے تھے۔ جبکہ حویلی کے اندر جھانکیں تو ہر طرف چہل پہل تھی۔ مہرون رنگ کا سوٹ پہنے عالیہ جھنجھلا کر گل کو کچھ بتا رہی تھی۔ بلیک پینٹ کوٹ پہنے اندر آتا شاہ عالیہ کی جھنجھلاہٹ دیکھ کر مسکرایا

"کیا ہو گیا ہے عالی کیوں بیچاری گل کو ڈانٹ رہی ہو۔"

"کچھ نہیں ہوا۔ جاؤ گل جلدی سے تیار ہو جاؤ تم۔"

"وشمہ تیار ہو گئی؟"

"پتا نہیں دیکھتی ہوں پہلے بی بی جان کو دیکھ لوں آپ جا کر دیان کو دیکھیں منہ لٹکائے

پھر رہا تھا"۔

"میں دیکھتا ہوں۔" نوال کے کمرے میں جھانکیں تو وہ شیشے کے سامنے بیٹھی وشمہ کا ڈوپٹہ سیٹ کر رہی تھی

امل نے جلدی جلدی اپنے ہاتھ میں چوڑیاں پہنی پھر وشمہ کی چوڑیاں اٹھا کر اس کے پاس آئی وہ دونوں خود بھی ساتھ ساتھ تیار ہو رہی تھیں اور وشمہ کو بھی تیار کر رہی تھیں۔

شیمپین رنگ کی میکسی زیب تن کیے، بالوں کا نفیس سا سٹائل بنائے ہلکے سے بال نیچے سے کرل کر رکھے تھے، چوڑیاں پہن کر وہ کھڑی ہوئی تو نوال نے بلیک ویلوٹ کی شال جس کے کناروں پر گولڈن نگوں کا کام تھا اس کے ایک کندھے پر سیٹ کی۔۔۔۔۔۔وہ اپسرا لگ رہی تھی

بھوری آنکھوں والی اپسرا

"تمہارے سینڈل کدھر ہے؟"

"کمرے میں." وہ سنجیدگی سے بولی

"میں لے کر آتی ہوں۔" نوال جانے لگی لیکن اس نے روک دیا

"نہیں میں خود جاتی ہوں۔" سنجیدگی سے کہہ کر وہ باہر چلی گئی

"اسے کیا ہوا ہے اتنی چپ چپ کیوں ہے۔"

"پتا نہیں" امل نے کندھے اچکا دیے۔

★★★★★★★★★

وہ دروازہ کھول کر اندر آئی تو شاہ دیان کے کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا دروازہ کھلنے پر دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا دیان کی نظر نے وشمہ پر سے ہٹنے سے انکار کر دیا اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ آس پاس سب دھندلا گیا۔۔۔۔ بھوری آنکھیں کالی آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ وہ کتنا پیارا لگ رہا تھا بلیک ڈریس پینٹ پر وائٹ شرٹ پہنے۔۔۔۔۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"ماشاءاللہ میری بیٹی تو شہزادی لگ رہی ہے۔" شاہ نے اس کو سینے سے لگایا تو وہ چونکی اور شرمندگی سے نظریں چرائیں وہ کیسے شاہ کی موجودگی فراموش کر گئی۔

"جلدی سے تیار ہو کر تم دونوں نیچے آجاؤ میں مہمانوں کو دیکھتا ہوں۔" وہ چلے گئے تو

وشمہ پلٹی دیان اب کوٹ پہن کر پرفیوم لگا رہا تھا پورا کمرا اس کی خوشبو سے مہک گیا وشمہ نے نظریں چرائیں اور ڈریسنگ روم میں چلی گئی دو منٹ بعد وہ باہر آئی تو دیان کچھ ڈھونڈ رہا تھا اس نے پوچھنا چاہا لیکن الفاظ منہ میں ہی دم توڑ رہے تھے وہ اپنے صبح والے رویہ پر شرمندہ تھی داجی کا غصہ دیان پر نکالنے کی کیا ضرورت تھی وشمہ۔۔۔۔۔۔

اچانک اس کی نظر تکیے کے پاس پڑے موبائل پر گئی اس نے جھٹ سے اٹھا کر موبائل دیان کی طرف بڑھایا

"تھینکس" اس نے پکڑ کر موبائل جیب میں رکھا اور باہر جانے لگا وشمہ نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا کالی آنکھوں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"سوری۔"

"فار واٹ؟" افف کیا انداز تھا

"صبح میں کافی روڈ ہو گئی تھی آئی ایم سوری۔" دیان نے اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں دبایا

"وشمہ مجھے تمہاری کوئی بات بری نہیں لگی لیکن ایک بات کا دکھ ضرور ہے کہ تم نے

مجھ سے اپنی پریشانی شیئر نہیں کی میں چاہتا ہوں تم مجھ پر بھروسہ کرو۔۔۔۔۔۔ تمہارے دل میں جو بھی بات ہو تم مجھ سے بلا جھجک کرو لیکن ان آنکھوں میں آنسوں مت لایا کرو۔" اس نے اس کا چہرا اپنے ہاتھوں میں تھاما

" سمجھی؟" وشمہ اسے دیکھے گئی

ایک احساس مجھ میں اجاگر ہوا

احساس۔۔۔

محبت کا احساس۔۔۔۔۔

" جانتا ہوں پیار الگ رہا ہوں آنکھوں سے تعریف کرنے کے بجائے زبان سے کہہ دو گی تو اس ناچیز کا دل گارڈن گارڈن ہو جائے گا۔" وہ شرارت سے بولا تو وشمہ ہنس دی لیکن اگلے ہی لمحے تمام مسکراہٹ غائب ہو گئی جب دیان نے اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔۔۔۔۔۔۔ دھڑکن رک سی گئی "میں کیسے بتاؤں میں کتنا خوش ہوں وشمہ۔۔ مجھ سے میری خوشی بیان ہی نہیں ہو رہی۔۔۔۔ تم مل گئی ہو تو گویا سب کچھ مل گیا ہے" وہ آنکھوں میں ڈھیر و محبت لیے بول رہا تھا اور وہ جس کی زبان کو بریک نہیں

لگتی تھی وہ خاموشی کا روزہ رکھے کھڑی تھی۔

دروازے پر دستک ہوئی تو دیان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا

"آپ دونوں پر سے آج کسی کی نظریں نہیں ہٹنے والی۔۔۔۔۔ جلدی سے نیچے آجائیں سب مہمان آچکے ہیں۔" امل چلی گئی تو دیان نے اپنا بازوں وشمہ کے آگے کیا

" چلیں۔۔۔۔" وشمہ نے مسکراتے ہوئے اسکا بازو تھام لیا" چلو"

کیسے بتاؤں کیا ہو تم

میری چاہت کا ارمان ہو تم

میری دھڑکنوں کا ساز ہو تم

میرے جینے کی آس ہو تم

میری چاہت میرا پیار ہو تم

میرے لیے بہت خاص ہو تم

وہ دونوں سٹیج پر بیٹھے بہت حسین لگ رہے تھے۔ دیان کے ساتھ شاہ اور وشمہ کے

ساتھ عالیہ آکر بیٹھی تو کیمرہ مین نے مکمل فیملی پکچر کیمرے میں قید کی۔۔۔۔ وشمہ نے شاہ اور عالیہ کے ساتھ بہت تصویریں بنوائی تھی اس کا کہنا تھا وہ ایک فیملی البم بنائے گی۔۔۔۔ شاہ کی کمی نے اسے ہر پل ستایا تھا اس کی چھوٹی چھوٹی خواہشیں دل میں گھٹ کر رہ گئی تھی ماں باپ دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہیں دونوں میں سے ایک کی کمی بھی انسان کے اندر خلا پیدا کر دیتی ہے۔ امل، نوال اور رمشاء سٹیج پر وشمہ کے ساتھ آکر بیٹھیں کچھ دیر بعد دیان اپنے آفس کولیگز سے ملنے کے لیے اٹھ گیا۔ وشمہ بار بار نظریں دوڑا رہی تھی لیکن نظریں جس کو دیکھنا چاہتی تھی وہ نظر ہی نہیں آرہے تھے۔

"رمشاء" اس نے آہستہ سے رمشاء کو بلایا

"جی."

"آغا جان کہیں نہیں دکھائی دے رہے۔"

"آپی وہ کہہ رہے تھے بعد میں آجائیں گے۔" وشمہ نے اداس ہو کر سر جھکا دیا تبھی داجی سٹیج پر اپنے دوستوں کے ساتھ آئے تو وہ احتراماً کھڑی ہو گئی وہ داجی کی عمر کے ہی تھے لڑکیاں نیچے اتر گئیں

"ماشاءاللہ بہت پیاری پوتی ہے وقاص خان اللہ خوش رکھے جوڑی بھی بہت پیاری ہے۔" انہوں نے وشمہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی

"آغا خان نہیں آیا"

"اب ہر کوئی میری طرح بڑے دل کا مالک تو نہیں ہوتا نہ میں بھی تو دشمنی کو پرے رکھ کر بچوں کی خوشی کے لیے اس کے خاندان کو یہاں برداشت کر رہا ہوں کل اس نے بارات اپنی طرف کی میں نے وہاں بھی شرکت کی لیکن کچھ لوگ چھوٹے دل کے ہوتے ہیں جو خوشی کے موقع پر کوئی نا کوئی پھوٹ ڈالتے ہی ہیں۔" وشمہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا دا جی اسے دیکھتے ہوئے ہی بول رہے تھے وشمہ نے غصے سے مٹھیاں بھینچی دا جی کے جھوٹ بولنے پر اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کیا کر دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ تو غلط کیا آغا نے بچو کی خوشی کے لیے ہی آ جاتا۔"

"ایسی بات۔۔۔۔" وہ بولنے ہی لگی تھی تبھی نظر اندر آتے آغا جان پر پڑی دل بھر گیا وہ نم آنکھوں سے مسکرائی اس کو مسکراتا دیکھ کر دا جی نے پلٹ کر دیکھا۔

"کیسے ہو وقاص خان معذرت چاہتا ہوں ضروری کام تھا اس لیے تاخیر ہو گئی۔" پھر وہ وشمہ کے پاس آئے جو فوراً ان کے سینے سے لگ گئی داجی نے غصے سے سر جھٹکا اور باہر چلے گئے۔

حسن ورنگ کی فضا ہر سو چھائی ہوئی تھی لیکن بی بی جان کے ساتھ بیٹھی میرب کا دل بلکل ویران تھا صبح سے اس کی طبیعت بے چین تھی اس کا دل کیا سامنے موجود میز کے گرد بیٹھی آمنہ بی بی کے گلے لگ جائے۔۔۔ ان سے پوچھے کہاں ہے آپ کا بیٹا کیوں وہ اتنا لاتعلق ہو گیا ہے کیوں اسے اپنی میرب کا خیال نہیں آرہا اس نے آہستہ سے ڈوپٹے کے پلوں سے بھیگتی آنکھیں صاف کی آمنہ بی بی بھی نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ داجی نے سب کو منع کیا تھا کہ آغا حویلی کے افراد سے کوئی بات نہیں کرے گا لیکن اس کا علم دیان اور وشمہ کو نہیں تھا سب پر ایک نظر ڈال کر وہ اندر جانے کے لیے اٹھ گئی کمرے کے دروازے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ آواز پر رک گئی

"میرب" وہ پلٹی

"مورے" آمنہ بی بی اس کے پاس آئیں اور اسے اپنے ساتھ لگایا ان کے گلے لگتے ہی میرب رونے لگی

Novels|Afsane|Articles|Poetry|Interviews

"بس بس بچے میں اس لیے نہیں آئی کہ تم رونے لگ جاؤ۔ رونا بند کرو۔" انہوں نے اس کے آنسو صاف کیے اور پھر اپنے پرس سے دھاگا نکالا

"اپنا ہاتھ آگے کرو۔" میرب نے ہاتھ آگے کیا تو انہوں نے کالا دھاگا اس کے ہاتھ پر باندھا

"اللہ تمہیں اپنے امان میں رکھیں اب تم آرام کرو میں چلتی ہوں۔"

"مورے ارحم کیسے ہیں۔۔۔۔ آپ کی بات ہوتی ہے۔۔۔۔ وہ کہاں ہیں؟"

"وہ ٹھیک ہے بیٹا تم پریشان نا ہو۔" وہ اس کی گال تھپک کر چلی گئیں اور باہر جاتے ہی اسفند کو بلایا

"جی"

"بیٹا ارحم کو فون کرو کل سے فون نہیں اٹھا رہا مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔"

"مورے کام میں مصروف ہوں گے آپ پریشان نا ہوں میں پتا کرتا ہوں۔"

وشمہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب دیان اس کے ساتھ آ کر بیٹھا

"میم آپ پلیز اوپر دیکھیں۔" کیمرہ مین بولا لیکن وشمہ نے سنا ہی نہیں

"وشمہ" دیان نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ چونکی

"ہاں کیا ہوا"

"کچھ ہوا ہے کیا"

"نہیں تو۔" اس نے کندھے اچکائے دیان نے بغور اس کا چہرا دیکھا

"سر پلیز آپ تھوڑا ساتھ ہو کر بیٹھیں۔" کیمرہ مین کے کہنے پر وہ وشمہ کے ساتھ ہوا اور اس کے گرد بازوں پھیلایا وشمہ نے چونک کر اسے دیکھا دھڑکنیں اچانک منتشر ہوئی تھیں۔۔۔۔۔۔

"میم پلیز مسکرائیں۔"

"دل تو کر رہا ہے یہ جو ہیل پہنی ہوئی ہے لگاؤ اٹھ کر۔۔۔۔ میم مسکرائیں میم مسکرائیں لگائی ہوئی ہے اب اس سیچوئیشن میں کیسے مسکراؤں۔" وہ دل ہی دل میں کیمرہ مین کو کوس رہی تھی۔۔۔۔۔ دوسری طرف اس کا گھبرایا، بوکھلایا حسین چہرہ دیان کو شوخیوں پر اکسا رہا تھا۔

آسمان پر چاند کی چاندنی گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ ہوا جھوم جھوم کر گزر رہی

تھی۔

اسی طرح ہستے مسکراتے ایک حسین شام کا اختتام ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ڈھیلے ہاتھوں سے اپنے بالوں کو کیچر لگاتے ہوئے وہ نیہا سے فون پر بات کر رہی تھی۔ سورج کی اجلی کرنیں اس کے شفاف چہرے کو اور حسین بنا رہی تھیں۔

"میڈم بڑا روپ آیا ہوا ہے کیا بات ہے" وشمہ نے مسکرا کر کاجل اٹھا کر لگایا

"تم بتاؤ تصویریں دیکھ لی۔"

"ہاں اور مائے گارڈ وشوا تنی پیاری لگ رہی تھی میں نے پورے ہاسٹل میں دکھائی ہے آدھی لڑکیاں تو جیجو پر لٹو ہو گئی۔" وشمہ کا کاجل لگاتا ہاتھ رکا ڈریسنگ روم سے نکلتا دیان بھی سن چکا تھا

"نیہا تم نے سب کو کیوں دکھائی تم ایک نمبر کی زلیل ہو میں نے تمہیں بھیجی تھی۔ باقیوں کو کیوں دکھائی ہے۔" اس کا موڈ بگر چکا تھا

"کیسے نا دیکھاتی انہیں بھی تو پتا چلے جتنی میری وشو پیاری ہے اس کا لائف پاٹنر بھی اتنا ہی ڈیشنگ ہے۔" وشمہ مسکرائی

"اچھا یہ بتاؤ پھر کب جا رہی ہو ترکی بتایا جیجو کو سب کچھ "

"نہیں"

"کیا نہیں تم نے تو کہا تھا تم شادی اسی سے کرو گی جو تمہاری شرطیں مانے گا اف وشو ڈونٹ ٹیل می کہ تم نے شادی فیملی کے لیے دباؤ میں آ کر کیہے۔" پیچھے کھڑا دیان بھی وشمہ کی طرف متوجہ ہوا

"نہیں نیہا ایسی بات نہیں ہے دیان میرا کزن ہے، میرا دوست ہے اور مجھے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی دیان نے میرے بنا کہے ہی بلکہ دیان میری سوچ سے بھی بڑھ کر اچھا ہے۔" دیان مسکرایا

"سچ کیا جیجو تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔"

"ہاں"

"اور تم؟" وشمہ کی پلکیں لرزی دل نے بیٹ مس کی دیان بھی جواب سننے کے لیے

بے چین تھا

"ہاں میں۔۔۔۔۔۔۔"

"چھوٹے خان شاہ زین صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔" دروازے پر دستک کے بعد آنے والی گل کی آواز پر وہ کھڑی ہوئی اور پلٹی پیچھے کھڑے دیان کو دیکھتے ہی وہ چونکی پھر فوراً موبائل اٹھا کر نیہا کو بعد میں بات کرنے کا کہہ کر کال بند کی۔ دیان اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا تو وشمہ نے سر جھکایا "کیا دیان نے نیہا کی باتیں سن لی۔" وہ انگلیاں مروڑنے لگی

"میں پہلے ہی ان آنکھوں کا دیوانہ ہوں تم کاجل لگا کر مجھ پر اور ظلم کرتی ہو۔"

"میں کیا کرتی ہوں" اس نے معصومیت سے پوچھا دیان نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھا

"ناولز پڑھتی ہو لیکن میری باتیں سمجھ میں نہیں آتی۔"

"دیان بابا تمھیں بلا رہے ہیں۔"

"ہاں جا رہا ہوں۔" وہ جلدی سے شیشے کے سامنے آیا اور بال بنا کر سلیوز فولڈ کیے وشمہ

مسکرائی۔ دیان موبائل جیب میں ڈال کر پلٹا تو وشمہ نے گھڑی اس کی طرف بڑھائی

"تھینک یو" اس نے فوراً سے گھڑی پہن کر شاہ کے کمرے کی طرف دوڑ لگائی

"میں دیان کے سامنے اتنی کنفیوز کیوں ہونے لگی ہوں پہلے تو نہیں ہوتی تھی۔۔۔ اُف وشمہ کیا سوچتی رہتی ہو۔" اس نے ہنس کر اپنے سر پر ہاتھ مارا۔

★★★★★★★★★

"اسلام علیکم" اس نے سب کو مسکرا کر سلام کیا

"وعلیکم اسلام" وہ زبیرہ بی بی کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"

"نوال کے سسرال سے فون آیا تھا نوید کے چچا ملک سے باہر جا رہے ہیں اس لیے وہ لوگ مارچ میں رخصتی مانگ رہے ہیں۔"

"سچ" وشمہ نے خوشی سے نوال کی طرف دیکھا

"تو آپ نے کیا کہا"

"داجی مان گئے ہیں۔"

"میں تو بہت انجوائے کروگی۔"

"بس انجوائے ہی نہیں کرنا اب میڈم آپ پر ذمہ داریاں بھی ہیں آپ حویلی کی بہو ہیں۔" عالیہ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی

"ماما میری ساس بہت اچھی ہیں۔" اس نے زنیرہ بی بی کے کندھے پر سر رکھا تو انہوں نے اس کی گال پر پیار کیا

"میری بیٹی کوئی کام نہیں کرے گی میں ہوں نا ہم سب دیکھ لیں گے."

"بھابھی۔"!!!!!

"بس عالیہ اب یہ میری بیٹی ہے۔"

"آئی لو یو تائی جان آپ سب سے بیسٹ ہو۔" ایک منٹ بعد ہی میسج ٹون بجی اس نے موبائل دیکھا

"میں یہ کب سنوں گا۔" دیان کا میسج تھا اس نے سر اٹھا کر ارد گرد دیکھا وہ پیچھے ہی شاہ کے ساتھ کھڑا تھا اس نے فوراً ٹائپ کیا

"کیا سننا ہے؟"

”تھری مجیکل ورڈز۔“

"وہ کیا ہوتے ہیں؟" وشمہ نے مسکراہٹ دبائی

"اتنی معصوم مت بنو۔"

"میں معصوم ہوں تمہیں شک ہے کیا"

"استغفر اللہ وشمہ بی بی آپ سب کچھ ہو سکتی ہیں لیکن معصوم نہیں۔۔۔" وشمہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا

"ظلم مت کرو۔"

مجھے تم سے بات نہیں کرنی۔"

"بات تھوڑی کر رہی ہو میسج کر رہی ہو۔"

"جسٹ گو ٹو ہیل ڈائن۔"

”نو پرنسس آئی ایم ناٹ گوینگ اینی ویر وید آؤٹ یو۔“

"دیان" دا جی ہاتھ میں فائل تھامے صوفے پر آ کر بیٹھے تو اس نے فوراً موبائل جیب

میں رکھا

"جی دا جی"

"یہ فائل دیکھ لینا اور ایک چکر شام کو فیکٹری کا بھی لگا لینا۔"

"دا جی ابھی دیان کی چھٹیاں ہیں۔" زلفقار صاحب بولے

"جی دا جی شام کو وشمہ کے ساتھ باہر جانا ہے دیان نے۔" وشمہ نے سوالیہ نظروں سے شاہ کو دیکھا اور دا جی نے دیان کو

"تم نے کہیں باہر جانا ہے؟"

"جی دا جی ڈنر کے لیے۔۔۔۔" دا جی نے وشمہ کو دیکھا جس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری دا جی کے دیکھنے پر اس نے آنکھیں پٹپٹائی

"اچھا ٹھیک ہے کل چلے جانا فیکٹری۔۔۔۔۔ گل چائے لے کر آؤ۔ "

"میں میرب بھابھی کو دیکھ کر آتی ہوں۔" وہ دا جی کو مسکرا کر دیکھتے ہوئے اوپر کی جانب بڑھ گئی۔

★★★★★★★★★

آسمان پر چمکتا چاند اور اس کے ارد گرد بکھرے ستارے گہری ہوتی رات کے ساتھ اور بھی خوبصورت نظر آنے لگے تھے۔ موسم میں خنکی تھی وہ دونوں ایک ساتھ چلتے چمکتے ہوئے ستارے لگ رہے تھے جھیل میں دونوں کا عکس نظر آرہا تھا کھانے کے بعد دیان وشمہ کو لے کر جھیل پر آگیا تھا۔ ہاتھ تھامے وہ دونوں ایک دوسرے کے قدم سے قدم ملا کر چل رہے تھے۔

"وشمہ"

"ہوں۔۔۔" ہوا سے لٹیں بار بار چہرے پر آرہی تھیں

"تہ زمہ پہ زڑہ کہ دہ درازاری پہ زے درازیگے۔۔" وشمہ رک گئی دیان بھی رک کر اس کی طرف پلٹا وہ آنکھوں میں خفگی لیے اسے گھور رہی تھی ناک پر لونگ چمک رہی تھی۔

"یہ جو بھی بولا ہے اسے ٹرانسلیٹ کرکے بتاؤ۔"

"ایک شرط پر"۔

"کیا"

"میرے سوال کا جواب دو۔"

"مشکل سوال مت کرنا۔"

"بہت آسان ہے؟" ٹھنڈی ہوا کا جھونکا جھوم کر گزرا چاند کی چمک بڑھ گئی

"کیا تمہیں مجھ سے محبت ہے؟" وہ رک گئی چشم کا جادو چل رہا تھا جھیل کا ٹھنڈا پانی ہوا سے چھوٹی چھوٹی لہریں بنا رہا تھا۔ بھوری آنکھوں نے نظریں چرائیں یخ بستہ رات میں اس کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔ ہوا کے باعث اس کے چہرے پر آتے بال دیان نے ہاتھ اٹھا کر کان کے پیچھے اڑائے

"دیان گھر چلنا چاہیے کافی ٹائم ہو گیا ہے." سحر ٹوٹ گیا

"اوکے جناب چلیں۔" دونوں گاڑی کی جانب بڑھ گئے "مجھے تمہاری آنکھوں میں صاف نظر آتی ہے اپنے لیے محبت پھر زبان سے کیوں اعتراف نہیں کرتی۔" وہ دل میں سوچ کر رہ گیا۔

★★★★★★★★★

"میں اب آرام سے نہیں بیٹھ سکتا جلد از جلد کچھ کرو۔۔۔۔۔" وہ وقاص خان جب جب

میری نظر کے سامنے سے گزرتا ہے آگ لگ جاتی ہے مجھے۔۔۔۔۔۔"

"صبر لالے صبر بس موقع آنے دے ایسا ہاتھ ڈالو گا کہ وقاص خان کی روح تک تڑپے گی تو بس صبر کر۔۔۔۔۔۔ نئی نئی شادی ہوئی ہے چھوٹے خان کی کچھ دن جشن منا لینے دے۔۔۔۔"

★★★★★★★★★

شام کے سائے ہر سو چھا رہے تھے وہ میرب کا ہاتھ تھامے آہستہ آہستہ لان میں چہل قدمی کر رہی تھی۔ بی بی جان کرسی پر بیٹھیں قرآنی آیات کا ورد کر رہی تھی عالیہ اور زنیرہ بی بی امل اور نوال کے ساتھ بازار گئی ہوئی تھیں نوال کی شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھی۔

"بھابھی"

"ہوں"

"آپ کو بیٹا پسند ہے یا بیٹی؟" وہ آنکھوں میں ڈھیر و چمک لیے پوچھنے لگی۔

"ارحم کو بیٹی پسند ہے۔" وہ کھوئے ہوئے انداز میں بولی وشمہ کی مسکراہٹ غائب ہو گئ

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poems|Interviews

اور آنکھوں میں افسردگی اتر آئی

"یہ لیں میرب بی بی۔" گل جوس کا گلاس لے کر اس کے پاس آئی

"شکریہ گل۔" وہ بی بی جان کے ساتھ بیٹھ گئی

"وشمہ دیان دوپہر سے کمرے میں بند ہے جاؤ بیٹا اسے دیکھو۔"

"بی بی جان میں اتنی دفعہ دیکھ چکی ہوں اب دیکھ کر کیا کروں گی۔" وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئی

"وشمہ" بی بی جان نے اسے گھورا

"کیا بی بی جان ابھی گل سے سمندر خان کی باتیں سننی تھی۔ اس کو نئے نئے طریقے بتانے ہیں شوہر کو قابو کرنے کے۔۔۔۔ پوچھ رہی تھی یہ مجھ سے۔۔۔" گل نے ڈر کر بی بی جان کو دیکھا پھر وشمہ کو آنکھوں سے اشارہ کیا "کیا بول رہی ہیں" اس کا حیرتوں میں ڈوبا منہ دیکھ کر وشمہ کی ہنسی چھوٹ گئی

"طریقے وہ بتانے چلی ہے جس کو خود کچھ نہیں پتا۔" بی بی جان ہنستے ہوئے بولیں تو وشمہ نے منہ بسورا

"کیا بی بی جان"

"چلو بہانے مت بناؤ شادی کو مہینہ ہونے کو آیا ہے اور بچپنے ختم نہیں ہو رہے۔ اس وقت دیان کافی پیتا ہے جاؤ اپنے ہاتھوں سے بنا کر دے کر آؤ جاؤ شاباش۔"

"آپ مجھے ڈانٹ رہی ہیں۔"

"نہیں میں اپنی گڑیا کو بھلا ڈانٹ سکتی ہوں، میں بس یہ کہہ رہی ہوں شوہر کے پاس رہا کرو نئی نئی شادی ہوئی ہے اسے وقت دو اس کی روٹین کو جانو۔"

"او کے او کے جا رہی ہوں گل، بھا بھی کو کمرے میں لے جانا۔" وہ جانے کے لیے اٹھ گئی بی بی جان اس کی پشت کو دیکھتی رہیں (" صبح جب دا جی نے بختاور کے آنے کا بتایا کہ وہ کچھ دنوں تک آ جائے گی تب سے وہ بے چین تھیں)۔

★★★★★★★★★★

دس منٹ بعد وہ دروازہ کھول کر اندر آئی۔ دیان بیڈ پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا ارد گرد فائلیں پھیلی ہوئی تھیں۔ وشمہ کمرے کی حالت دیکھ کر حیران ہوئی پھر دیان کو دیکھا وہ اتنا مگن تھا کام میں کہ اسے پتا ہی نہیں چلا وشمہ اس کے سامنے کھڑی ہے ہوش

توتب آیا جب وشمہ نے ٹھک سے لیپ ٹاپ کی سکرین بند کر دی

"یہ کیا۔۔۔"

"چپ۔۔۔"اس نے کافی سائڈ ٹیبل پر رکھی

"یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے"دیان نے بیڈ پر نظر ڈالی

"میں خود ٹھیک کر دوں گا۔"وہ دوبارہ لیپ ٹاپ کھولنے لگا لیکن وشمہ نے اس کا ہاتھ پیچھے کیا اور لیپ ٹاپ اٹھا کر دوسری طرف رکھ دیا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گئی دیان حیرت سے اسے دیکھنے لگا خود سے تو وہ کبھی اتنی بے تکلف نہیں ہوئی تھی وشمہ نے ایک ابرو اٹھائی

"میں بیڈ کی بات نہیں کر رہی تھی میں تمہاری حالت کی بات کر رہی ہوں۔۔۔ نا کھانے کا ہوش ہے نا سونے کا دو دن سے لگے ہوئے ہو۔"

"یہ پراجیکٹ بہت اہم ہے۔"

"مجھ سے بھی زیادہ"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی

"اوکے میڈم۔۔۔۔"وہ سیدھا ہوا"تو پہلے آپ یہ بتائیں یہ نوازشیں کیوں"اس نے

کافی کا گھونٹ لیا

"اب اتنا تو میرا فرض بنتا ہے۔" اس نے آنکھیں گھما کر کہا تو دیان ہنسا

"ڈرامے باز۔"

"اچھا ٹیرس پر چلو فریش ہو جاؤ گے۔"

"نہیں وشا مجھے بہت کام ہے۔"

"میں کچھ نہیں سننے والی اٹھو۔" وہ کھڑی ہو کر اس کا ہاتھ بھی کھینچنے لگی

"اچھا اچھا اٹھ رہا ہوں۔"

★★★★★★★★★

"اسفند"

"جی"

"بیٹا اتنے دن ہو گئے ہیں ارحم نے فون نہیں کیا مجھے بہت بے چینی ہو رہی ہے تم پتا کرو۔"

"مورے آپ پریشان نہ ہوں میں کام سے فارغ ہوتے ہی خود اسلام آباد جاؤں گا۔"

"اللہ میرے بچے کو امان میں رکھے۔" وہ اداس دل کے ساتھ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

★★★★★★★★★

"وشمہ تمہارا فون آرہا ہے" اس وقت وہ تینوں خان بابا کے ساتھ بازار آئی ہوئی تھیں۔

"بعد میں دیکھتی ہوں۔۔۔۔ یہ دیکھو امل یہ کتنا پیارا لگ رہا ہے نا۔" اس نے ایک بھالو اٹھا کر امل کو دیکھایا

"ہاں بہت پیارا ہے۔ وشمہ جلدی کرو نوال آپی کی جوتی رہتی ہے ابھی."

"اچھا اچھا چلو۔۔۔۔" فون مسلسل بج رہا تھا وہ تینوں دوسری دکان کی طرف بڑھی

"اففف کون ہے" اس نے بیگ سے موبائل نکال کر کال ریسیو کی

"کہاں ہو وشمہ میں کب سے فون کر رہا ہوں" دیان کی آواز آئی

"میں باہر ہوں کیا ہوا ہے۔"

"کینیڈا سے کچھ مہمان حویلی آرہے ہیں جلدی گھر پہنچو میں بھی کچھ دیر تک آرہا ہوں۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ فون بند کر کے بیگ میں ڈالنے لگی تبھی زوردار دھکے سے اس کے ہاتھ میں موجود چیزیں گر گئی

"وشمہ دھیان سے۔" نوال نے فوراً اس کا بازو پکڑا

"کیسے لوگ ہیں دیکھ کے نہیں چل سکتے۔" اس نے غصے سے نوال کے ساتھ مل کر سامان اٹھایا

"کس کا فون تھا؟"

"دیان کا کچھ مہمان آرہے ہیں اس لیے ابھی گھر جانا ہو گا ہم کل باقی چیزیں لے لیں گے۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ "۔

★★★★★★★★★

وہ آہستہ سے دستک دے کر اندر آئی

"میرب بھابھی جاگ رہی ہیں؟"

"ہاں آجاؤ" وہ اٹھ کر بیٹھی

"کیا ہوا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔"

"بس سر میں درد ہے تم بتاؤ۔۔۔، ہو آئی بازار سے۔"

"جی اور یہ دیکھیں" اس نے بہت سے کھلونے میرب کے سامنے رکھے

"کیسے ہیں؟"

"بہت پیارے لیکن یہ سب لینے کی کیا ضرورت تھی۔"

"کیسے ضرورت نہیں تھی بچو کو تو اتنے پسند ہوتے ہیں کھلونے۔۔۔۔اچھا آپ یہ دوائی لیں اور پھر سو جائیں" اس نے سر درد کی گولی اسے دی اور باقی سامان سمیٹ کر الماری میں رکھا۔

"میں چلتی ہوں دیان کے کچھ مہمان آ رہے ہیں آپ آرام کریں۔"

وہ باہر آئی تو شاہ کے ساتھ کچھ مہمان لاؤنج میں موجود تھے۔"وہ سلام کر کے عالیہ کے ساتھ بیٹھ گئی تین آدمی تھے جو انگریزی میں ہی شاہ سے کام کے متعلق بات کر رہے تھے اور ایک پچیس چھبیس سال کی لڑکی تھی بال ڈائی تھے جینز پر آسمانی رنگ کی شرٹ پہنے گلے میں مفلر ڈال رکھا تھا وشمہ سے دو چار باتوں کے بعد وہ موبائل میں مصروف ہو گئی تھی کچھ دیر بعد ہی گاڑی رکنے کی آواز آئی اور پھر کچھ لمحوں میں ہی دیان اندر آتا دکھائی دیا وہ ان کی طرف ہی آیا سب کھڑے ہو گئے

وہ انگریزی میں ہی مسکرا کر ان کی بات کا جواب دے رہا تھا وشمہ دیان کو دیکھے گئی کتنی پیاری مسکراہٹ ہے اس کی افففف ماشاءاللہ۔۔۔۔۔۔وشمہ ہوش کرو"اس نے سر جھٹکا پھر اچانک ہی نظر لڑکی پر پڑی وہ مسکرا کر دیان کو دیکھ رہی تھی اور کچھ بول رہی تھی لیکن وشمہ کا دماغ ہی گھوم گیا

”nice to meet you mr handsome'

وہ مسکرا کر بولی وشمہ نے منہ عالیہ کی طرف کیا دیان نے ایک نظر وشمہ کو دیکھا جس کا چہرہ لال ہو رہا تھا پھر مسکراتے ہوئے روز کو جواب دیا

"thank you so much beautiful lady'

وشمہ نے اسے گھورا لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا

"ماما میں کچن میں گل کے ساتھ ہوں۔" وہ غصے سے پیر پٹختی کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"آپ سب بیٹھیں میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" پانچ منٹ بعد وہ بہانے سے اٹھ کر کچن میں آیا جہاں وشمہ اپنا غصہ کٹنگ بورڈ پر ٹماٹر کاٹ کر نکال رہی تھی

"چھوٹے خان آپ کیوں آ گئے مجھے بتائیں کچھ چاہیے؟"

"گل بانو کچھ جل رہا ہے۔" وہ فریج سے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے بولا

"چھوٹے خان مصالحہ تو نہیں جل رہا۔" گل نے چولہے پر رکھی دیگچی میں چمچ ہلائی

"نہیں نہیں گل کھانا نہیں کسی چڑیل کا دل جلنے کی بو آ رہی ہے۔" وشمہ نے زور سے چھری کٹنگ بورڈ پر ماری

"چھوٹے خان حویلی میں تو کوئی چڑیل نہیں ہے۔" گل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"تمہیں نہیں پتا کچھ عرصہ پہلے ہی آئی ہے؟" بس بہت ہو گیا وشمہ نے چھری شیلف پر

پلٹی اور ان کی طرف مڑی

"گل آپ کو تو پھر یہ بھی نہیں پتا ہو گا کہ اس حویلی میں ڈائن ہے۔ "

"وشمہ بھابھی کیا بول رہی ہیں۔" گل کا تو دل ہی ڈر سے بند ہونے لگا دیان نے وشمہ کو گھورا لیکن وہ پاؤں پٹختی کچن سے نکل گئی تو اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا

"گل آپ کو کیا لگتا ہے۔" اس نے گلاس لبوں سے لگایا

"مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا چھوٹے خان آپ کو کیا لگتا ہے۔" وہ بیچاری سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی

"مجھے تو پیار لگتا ہے۔" وہ کھوئے ہوئے انداز میں بولتا کچن سے باہر نکل گیا۔

★★★★★★★★★

جب وہ کمرے میں آیا تو وشمہ ٹیرس پر بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی دیان نے موبائل اور گھڑی اتار کر ڈریسنگ پر رکھی اور سلیوز کہنیوں تک فولڈ کر کے باہر آیا وشمہ ہنوز اپنے کام میں مشغول رہی وہ اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا اور اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا

"تمہارا ہیرو تمہارے پاس ہے اس لیے میرے رقیبوں کو مجھ سے دور کرو۔" اس نے کتاب بند کر دی۔ وشمہ بغیر کچھ کہے اس کا سر پیچھے کر کے کھڑی ہو گئی

"چڑیل بھوک لگ رہی ہے کھانا لے آؤ۔" وہ بھی اس کے پیچھے کمرے میں آیا

"مسٹر ہینڈ سم آپ نے بیوٹیفل لیڈی کے ساتھ کھانا نہیں کھایا." وہ ہاتھ لہرا کر بولی

"ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔" دیان ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا کچھ دیر پہلے جس کی مسکراہٹ پیاری لگ رہی تھی اب وہی ہنستے ہوئے اسے زہر لگ رہا تھا وشمہ نے تکیہ اٹھا کر اس کی طرف پھیکا

"تم جیلس ہو رہی ہو"

"ہر گز نہیں۔"

"ارے یار میں اپنی پرنسس کے بنا کیسے کچھ کھا سکتا ہوں اور مجھے پتا ہے تم نے بھی نہیں کھایا۔" اس کے پاس آیا اور اس کی کمر کے گرد بازوں پھیلائے

"ہٹو پیچھے۔"

"بہت شدید بھوک لگ رہی کھانا لے آؤ نا پھر مجھے پیکینگ بھی کرنی ہے۔"

"کس چیز کی پیکنگ؟"

"صبح میٹنگ کے لیے اسلام آباد جانا ہے اسی لیے تو مس روز آئی ہیں۔" آخر میں وہ آنکھ مار کر بولا

"واپس کب آؤ گے"

"تم مجھے مس کرو گی"

"نہیں میں کیوں کرنے لگی مس" اس نے کندھے اچکائے

"ایک مہینے کے لیے جا رہا ہوں۔"

"کیا ایک مہینہ۔" وشمہ کو جھٹکا لگا

"جی یہ فیصلہ آپ کا کیا گیا ہے اگر کہہ دیتی مس کرو گی تو دو دن میں آ جاتا اب ایک مہینے بعد آؤں گا۔" کہہ کر وہ واش روم میں گھس گیا اور وشمہ بوجھل دل کے ساتھ کچن کی جانب بڑھ گئی۔

★★★★★★★★★

"رمشاء آپ کو کال کر رہی تھی فون کیوں نہیں اٹھا رہی۔" ہر روز کی طرح وہ شاہ اور

عالیہ کے پاس بیٹھی تھی

"فون۔۔۔۔۔اللہ میرا فون کہاں گیا۔" وہ جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی

"کیا ہو گیا بیٹا" شاہ نے پوچھا

"بابا میں نے پتا نہیں فون کہاں رکھ دیا ہے۔ آپ لوگ سو جائیں میں بھی چلتی ہوں دیان کا کام ہو گیا ہو گا۔"

"کھانا کھا لیا تھا؟"

"جی"

"اللہ حافظ بابا گڈ نائٹ۔" وہ شاہ سے گلے مل کر کمرے میں آ گئی۔ دیان لیٹا فون پر بات کر رہا تھا وشمہ اپنا موبائل ڈھونڈنے لگی، پھر ذہن میں جھماکا ہوا "موبائل بازار میں گر گیا تھا۔" وہ بیڈ پر ڈھے گئی دیان کال بند کر کے اس کی طرف متوجہ ہوا

"کیا ہوا؟" اس نے وشمہ کا ہاتھ پکڑا

"میرا موبائل گم ہو گیا ہے۔" وہ روہنسائی ہوئی

"او ہو نیا لے دوں گا رونے والی کیا بات ہے۔"

"میرے ناولز تھے وہ کیسے آئیں گے اتنی تصیریں تھیں۔" وہ اٹھ کر واش روم میں چلی گئی کچھ دیر بعد وہ باہر آئی تو کمرے میں نائٹ بلب کی ہلکی روشنی تھی دیان شاید سو گیا تھا اس نے ایک نظر دیان کو دیکھا پھر اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گئی۔

★★★★★★★★★

اس نے آنکھیں کھولیں تو ڈریسنگ کے سامنے تیار سا دیان کھڑا دکھائی دیا وہ اب خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا وشمہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور گھڑی کی طرف دیکھا

"میں اتنی دیر کیسے سوتی رہی۔" اس نے فوراً سے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی تب تک گل کمرے میں ہی ناشتہ لے آئی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poems|Interviews

"گل تمہیں کس نے ناشتے کے لیے بولا؟" دیان فون پر بات کر رہا تھا

"چھوٹے خان نے مسجد جاتے ہوئے ناشتے کا کہہ دیا تھا۔" وشمہ نے دیان کو دیکھا وہ فون کان سے لگائے صوفے پر آ کر بیٹھا گیا تھا وشمہ نے جلدی سے چائے کپ میں ڈال کر اس کی طرف بڑھائی پھر اٹھ کر اس کا سامان دیکھا

"جی جی میں بس پہنچ رہا ہوں." دیان نے فون بند کر کے فائل بیگ میں رکھی وشمہ نے

فوراً کوٹ اٹھا کر اسے دیا پھر اسے دیکھنے لگی کوٹ کا کالر ٹھیک کر کے وہ پلٹا تو وشمہ کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی دیان کے دیکھنے پر آہستہ سے اس کے سینے سے لگ گئی آنکھیں نم تھیں دل اداس تھا

"جلدی آجانا۔" آنسو ٹپک کر گال پر گرا دیان نے اپنے بازو اس کے گرد پھیلائے

"اپنا بہت خیال رکھنا اور پوری رات جاگ کر ناول مت پڑھنا۔۔۔ میں جلدی آجاؤں گا۔" وہ آہستہ سے پیچھے ہوئی تو دیان نے اس کے آنسو صاف کیے جانتا تھا کہ وہ اداس ہے لیکن زبان سے اقرار نہیں کرے گی۔

"دیر ہو رہی ہے چلتا ہوں اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ" وہ اس کے ساتھ باہر تک آئی دیان نے گاڑی سٹارٹ کر کے شیشہ نیچے کیا اور ہاتھ سے اشارہ کر کے گاڑی اپنی منزل کی جانب بڑھا دی۔ فجر قضا ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا تھا حویلی کے سارے لوگ اپنے کمروں میں تھے وہ اندر جانے کے لیے پلٹی ہی تھی کہ دائیں جانب سے آواز آئی اس نے رک کر دیکھا پھر کچھ سوچتے ہوئے اسی جانب آگئی اچانک پاؤں کے نیچے کچھ آیا تو اس نے پاؤں ہٹا کر دیکھا آنکھیں حیرت سے

پھیل گئیں

"یہ۔۔۔" اس نے جھک کر موبائل اٹھا کر اون کیا والپیپر دیکھتے ہی موبائل ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ دیان کی تصویر پر ڈیڈ لکھا تھا۔

"یہ میرا موبائل ہے یہ یہاں۔۔۔۔ یہ کیا ہے۔" وہ فوراً باہر نکلی اور سڑک پر دیکھا دور دور تک کوئی نہیں تھا

"بھابھی۔" وہ ڈر کر پلٹی دھڑکنیں تیز ہو گئیں

"کیا ہوا بھابھی تم یہاں کیوں کھڑا ہے۔"

"سمندر خان یہاں۔۔۔۔۔ یہاں کوئی آیا تھا۔"

"نہیں کوئی نہیں آیا ہم ابھی وہی سے آ رہا ہے۔"

"گارڈ کہاں ہے" وہ بھاگ کر اندر آئی

"کیا ہوا؟" چوکی دار باہر آیا

"آپ اندر کیا کر رہے ہیں۔۔۔ ابھی حویلی میں کوئی آیا تھا۔۔۔۔ وہاں میرا موبائل کوئی پھینک کر گیا ہے"۔

"آپ کا موبائل کوئی اور کیوں پھینکے گا۔"

"یہ کل بازار میں گم ہو گیا تھا یہ یہاں کیسے آیا آپ دیکھیں باہر جا کر۔" وہ رو دینے کو تھی سمندر خان اس کے چہرے کا اُڑا رنگ دیکھ کر گل کو آواز دینے لگا وہ بھاگ کر باہر آئی

"گل بانو بھابھی کو اندر لے کر جاؤ پانی پیلاؤ لگتا ہے انکی طبیعت خراب ہے۔" وشمہ گل کے ساتھ اندر آئی اور ہال میں موجود صوفے پر بیٹھ گئی نظریں موبائل کے وال پیپر پر تھیں

"چھوٹی باجی آپ کی طبیعت ٹھیک ہے کیا ہوا ہے؟" وہ اس کا ہاتھ ملنے لگی جو ٹھنڈے ہو رہے تھے

"گل" داجی کی کڑک آواز سنائی دی

"جی داجی۔"

"ایک کپ چائے بنا کر لاؤ۔" وہ ایک نظر وشمہ کو دیکھ کر اخبار اٹھا کر وشمہ کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے دو منٹ ہی گزرے تھے کہ وشمہ منہ دونوں ہاتھوں میں چھپا

کر رونے لگی دا جی نے اخبار ہٹا کر اسے دیکھا پھر کسی کو دیکھنے کے لیے گردن گھمائی لیکن کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا

"کیا ہوا ہے وشمہ؟" جو بھی ہو وہ اس کے دادا تھے

وشمہ نے بھیگا چہرا اٹھا کر انہیں دیکھا وہ ڈر گئی تھی اسے کسی اپنے کے سینے سے لگ کر رونا تھا وہ اٹھ کر ان کے پاس آئی اور ان کے سینے سے لگ کر رونے لگی دا جی حیرت سے اسے دیکھنے لگے

"مجھے ڈر لگ رہا ہے دا جی۔" وہ روتے ہوئے بولی

"کیا ہو گیا ہے" انہوں نے آہستہ سے اس کا سر تھپکا۔

"کل۔۔۔ کل ہم بازار گئے تھے وہاں میرا موبائل گر گیا تھا اور ابھی میں دیان کو باہر تک چھوڑنے گئی تو باہر لان میں کسی نے موبائل پھیکا اور اس میں (وہ بولتے بولتے رک گئی آگے بولا ہی نہیں گیا وہ ہچکیوں سے رونے لگی" دا جی پریشانی سے اسے دیکھنے لگے پھر آگے ہو کر اسے اپنے ساتھ لگایا دل پگھل رہا تھا۔

"چپ کر جاؤ اتنی سی بات پر خود کو ہلکان کیوں کر رہی ہو چپ کرو۔" تبھی شاہ عالیہ کے

ساتھ اپنے کمرے سے نکلتے دکھائی دیے

"شاہ سنبھالو اپنی بیٹی کو." داجی نے شاہ کو بلایا وہ دونوں وشمہ کے پاس آئے

"وشہ کیا ہوا ہے؟" عالیہ اسے روتا دیکھ کر بے چین ہو گئی

"ماما" وہ اٹھ کر عالیہ کے گلے لگ گئی

"چپ کرو بچے۔۔۔۔چپ کرو کیا بات ہے" شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"کمرے میں لے جاؤ اسے اور پانی پلاؤ۔" داجی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ عالیہ اور شاہ اسے اوپر کمرے میں لے آئے اور بیڈ پر بٹھایا

"کیا ہوا ہے بتاؤ اب" پانی پلا کر شاہ نے آرام سے اس سے پوچھا تبھی موبائل پر میسج ٹون بجی اس نے سکرین دیکھی unknown نمبر تھا

"جیسے ہی کوئی کروائی شروع ہوئی ہم اپنی کام کر ڈالیں گے۔" وشمہ نے ڈر کر سر اٹھایا

شاہ اور عالیہ اسے ہی دیکھ رہے تھے

"بتاؤ بچے کیا ہوا ہے؟"

"کچھ نہیں ہوا بابا وہ دیان گیا ہے نا اس لیے دل بھر آیا آپ دونوں پریشان نہ ہوں میں

ٹھیک ہوں۔"

"پکا یہی بات ہے؟"

"جی بابا."

"جلدی ہی آجائے گا وہ۔ آپ کچھ دیر سو جاؤ فریش ہو جاؤ گی۔"

"جی" وہ دونوں اٹھ گئے تو وشمہ کمبل میں منہ چھپا کر لیٹ گئی عالیہ پریشانی سے اسے دیکھتی رہی پھر کھڑکی کے پردے درست کر کے باہر چلی گئی۔

★★★★★★★★★

پورا دن اس نے کمرے میں رہ کر گزار دیا۔ رات کا کھانا بھی اپنے کمرے میں ہی منگوایا تھا عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اس نے دیان کو کال ملائی

"اسلام علیکم۔ موبائل مل گیا؟" اس نے فوراً یہی سوال کیا

"وعلیکم اسلام۔ ہاں بیگ میں ہی تھا کیا حال ہے میٹنگ ہو گئی۔۔۔ کھانا کھایا ہے۔۔۔ طبیعت ٹھیک ہے نا؟ اس نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے دیان مسکرایا

"میں بلکل ٹھیک ہوں ابھی فارغ ہوا ہوں۔ فریش ہو کر ڈنر کے لیے جاؤں گا تم بتاؤ

کیا کر رہی تھی مجھے مس کر رہی ہو نا" دل تو کیا چیخ چیخ کر کہہ دے ہاں تمہیں یاد کر رہی ہوں لیکن بس اتنا بولی

"کچھ نہیں."

"اچھا اپنا خیال رکھنا میں راستے میں ہوں ایسا کرو آج میرب کے پاس چلی جاؤ۔"

"ہم میں بھی یہی سوچ رہی تھی او کے اللہ حافظ."

"اللہ حافظ۔۔۔۔۔ تہ زمہ پہ زڑہ کہ دہ درازاری پہ زے دراز یگے۔۔" اس نے زور سے آنکھیں بند کیں آنسو گال بھیگو گئے

"دیان اپنا بہت خیال رکھنا۔"

"تم بھی اللہ حافظ" اس نے جلدی سے فون بند کر کے آنسو صاف کیے۔

★★★★★★★★★

گاڑی تیز رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی سامنے سے ٹرک آ رہا تھا اس سے پہلے بریک لگتی گاڑی ٹرک سے ٹکرا گئی

"ارحم!!!!!" میرب چیخ کر اٹھی وشمہ نے فوراً اٹھ کر لائٹ جلائی۔ میرب کی

دھڑکن تیز تھی

"بھابھی کیا ہوا؟" وہ اس کا ہاتھ ملنے لگی

"وش۔۔۔۔وشمہ۔۔۔۔ارحم۔۔۔" اس کا سانس پھول رہا تھا

"بھابھی پانی پیے"

"ارحمم"

"ماما۔۔۔تائی جان۔۔۔۔نوال" وشمہ چیخ کر سب کو بلانے لگی نوال بھاگ کر کمرے میں آئی

"کیا ہوا؟"

"ارحم۔۔۔بلاؤ ان" اس کا سانس بگڑتا جا رہا تھا

"وشمہ ہاسپٹل جانا ہو گا تم انہیں نیچے لاؤ میں بابا اور چچا جان کو بلاتی ہوں۔" وشمہ نے جلدی سے چادر اوڑھی اور اسے لیے نیچے کی جانب بڑھی۔

★★★★★★★★★

انہیں ہاسپٹل آئے ایک گھنٹہ گزر گیا تھا۔ عالیہ اور وشمہ ایک ساتھ بیٹھی تھیں۔ نوال

میرب کے ساتھ تھی۔ شاہ نے پانی کی بوتل وشمہ کو پکڑائی تبھی آئی سی یو کا دروازہ کھلا وشمہ فوراً اٹھ کر نوال کے پاس آئی

"بھابھی کیسی ہیں؟"

"مبارک ہو بیٹی ہوئی ہے میرب کی۔" وشمہ نے مسکرا کر عالیہ کو دیکھا

"میرب کیسی ہے؟"

"چچی جان میرب کی ہارٹ بیٹ بہت کم ہے وہ ارحم لالہ کو بلا رہی ہے۔"

"کیا ہم مل سکتے ہیں اس سے؟"

"جی آپ میرب کے پاس بیٹھ جائیں ابھی گھر نہیں بھیج سکتے۔ بچی کو ڈاکٹر چیک اپ کے لیے لے کر گئی ہے میں ڈاکٹر سے بات کر کے آتی ہوں۔" وہ چلی گئی تو عالیہ شاہ کی طرف پلٹی

"شاہ آپ گھر چلیں جائیں۔"

"نہیں تم سب کو اکیلا چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں تم میرب کے پاس جاؤ میں باہر ہی بیٹھا ہوں کچھ چاہیے ہو تو بتا دینا۔"

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وشمہ دیوار کے ساتھ کمر ٹکائے کھڑی تھی تبھی نرس نے گلابی رنگ کے کمبل میں لپٹی ایک بچی لا کر وشمہ کو تھمائی وشمہ نے کانپتے ہاتھوں سے اسے اٹھایا وہ ایک پری تھی نازک سی پری۔۔۔۔ چھوٹی چھوٹی آنکھیں جو بند تھیں چھوٹی سی ناک۔۔۔۔۔ روئی کی طرح گالیں۔۔۔۔۔ وہ ارحم سے مل رہی تھی وشمہ نے روتے ہوئے اسے اپنے آپ میں بھینچ لیا۔ شاہ نے اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اسے اپنے ساتھ لگایا

"میری طرح اس کی پیدائش پر بھی اس کے پاس اس کے بابا نہیں ہیں۔" وہ سسکنے لگی

شاہ نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔

"بابا بیٹیاں تو اپنے بابا کی پرنسس ہوتی ہیں نا۔۔۔ بابا ارحم لالہ کو بلائیں پلیز بابا۔۔۔۔ میں نہیں چاہتی اس کا بچپن بھی میری طرح گزرے پلیز بابا ارحم لالہ کو بلائیں۔۔۔۔۔"

"بس وشمہ گڑیا چپ کر جاؤ یہ اٹھ گئی تو رونے لگ جائے گی ابھی میرب کو بھی ہوش نہیں آیا چپ کر جاؤ۔۔۔" وشمہ نے سر ہلا کر آنسو صاف کیے اور بچی نرس کے حوالے کر دی۔

صبح تک میرب کی ہارٹ بیٹ نارمل ہوئی تو سب کی جان میں جان آئی اسے روم میں

شفٹ کر دیا گیا تھا۔ اس نے آہستہ سے ہاتھ ہلایا عالیہ فوراً اٹھ کر اس کے پاس آئی وشمہ جھولے کے پاس کھڑی تھی

"ارحم۔۔۔" لبوں میں جنبش ہوئی

"بیٹا ارحم آ جائے گا۔ چندا آنکھیں کھولو دیکھو اپنی بیٹی کو۔" وشمہ بچی اٹھا کر بیڈ کے پاس آ گئی میرب نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں نرس نے آ کر اس کے بیڈ کی سر والی سائڈ اوپر کر دی

"یہ لیں بھابھی آپ کی ننی سی پری۔" میرب نے کانپتے ہاتھوں سے بچی کو تھاما ممتا کا احساس پاتے ہی بچی نے انگڑائی لی وہ نم آنکھوں سے مسکرائی اور جھک کر اس کی پیشانی چومی بچی نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

"ہاا۔۔۔ کتنی چالاکوں ماسی ہے یہ ہمارے پاس ایک بار بھی نہیں اٹھی اور ماں کے پاس جاتے ہی آنکھیں کھول دی ایسا نہیں چلے گا لڑکی میرے تین تین رشتے ہیں خالہ بھی ہوں پھوپھو بھی ہوں اور ممانی بھی۔۔۔" وہ وشمہ کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے اس کی ساری باتیں سمجھ آ رہی ہیں۔

"میرب کوئی نام سوچا ہوا ہے؟"

"آئرہ بنتِ ارحم۔" چند آنسو آنکھ سے ٹوٹ کر گرے۔ یہ نام ارحم نے ہی سوچا تھا

"ماشاءاللہ بہت پیارا نام ہے ۔"

★★★★★★★★★

آسمان پر بادلوں کا بسیرا تھا وہ مغرب کی نماز پڑھ کر ٹیرس پر آ گئی پرندے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو رہے تھے ٹھنڈی ہوا طبیعت میں اچھا تاثر دے رہی تھی میرب کو آج صبح ڈیسارج کر دیا گیا تھا۔ وہ آسمان کو دیکھتے ہوئے میسج، تصویر اور موبائل کے بارے میں سوچنے لگی۔

"وشمہ میرا ہاتھ پکڑو گر جاؤ گی۔۔۔۔۔۔ مجھے تمہاری آنکھوں میں اب آنسو نظر نا آئیں۔۔۔۔۔ محبت کرتا ہوں میں تم سے۔۔۔"

"میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں۔" زبان سے اعتراف کر لیا، ہوا کا جھونکا تیزی سے گزرا جس سے اس کا ڈوپٹہ سر سے سرک گیا اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں دیان کو گئے آج تیسرا دن تھا وہ اسے یاد کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی مسکراہٹ۔۔۔۔۔ اس کا

ہاتھ پکڑنا۔۔۔۔۔۔اس کا جھنجھلا کر ناول بند کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اٹھ کر اندر آئی اور الماری کھول کر دیان کا دیا گیا لاکٹ نکالا "جب تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے تو تم یہ پہن لینا میں سمجھ جاؤں گا۔" اس نے لاکٹ گلے سے لگایا اور اپنا عکس شیشے میں دیکھنے لگی خوبصورت مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔ تبھی دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے فوراً لاکٹ ڈبے میں رکھا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا

"بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں آئرہ کو آپ سنبھال لیں میرب بی بی کی طبیعت خراب ہے اس لیے انہیں دوائی دے کر سلا دیا ہے۔" وشمہ نے آہستہ سے آئرہ کو پکڑا

"ٹھیک ہے تم ایسا کرو اس کا سامان مجھے دے جاؤ۔" اس نے آئرہ کی گال پر پیار کر کے اسے بیڈ پر لٹایا پھر کھڑکی کے پردے درست کر کے اس کے پاس آ گئی

"میری گڑیا کو نیند آ رہی ہے۔" وہ اس کے ساتھ کھیلنے لگی۔۔۔۔

★★★★★★★★★★

رات کے گیارہ بج رہے تھے وہ دا جی سے مل کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا اس نے وشمہ کو اپنے آنے کا نہیں بتایا تھا وہ اسے سرپرائز دینا چاہتا تھا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر آ گیا کمرے میں مدہم روشنی تھی بیگ صوفے پر رکھ کر دوسرے

ہاتھ میں موجود پیکٹ کھولا اور اس میں سے گجرے نکال کر وشمہ کے پاس بیٹھ گیا وشمہ نے ایک ہاتھ آئرہ کے اوپر رکھا ہوا تھا اور دوسرا گال کے نیچے۔۔۔ بکھرے بالوں نے اس کا چہرہ چھپا رکھا تھا دیان نے آہستہ سے اپنی انگلیوں سے اس کے بال پیچھے کیے پھر جھک کر اس کے کان میں بولا "تہ زمہ پہ زڑہ کہ دہ درازاری پہ زے درازیگے۔۔" وشمہ نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں بھوری آنکھیں کالی آنکھوں کو دیکھتی رہیں پھر ہولے سے لب ملے

"دیان۔۔۔۔" ہاتھ اٹھا کر دیکھنا چاہا کہیں کوئی خواب تو نہیں لیکن اس سے پہلے ہی دیان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا وہ فوراً سے اٹھی

"تم آ گئے"

"آہستہ۔۔۔ اٹھ جائے گی۔" اس نے آئرہ کی طرف اشارہ کیا

"فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے اور بتایا بھی نہیں کہ آج آ رہے ہو۔"

"سرپرائز دینا تھا۔" اس نے وشمہ کے ہاتھ پکڑے اور ان میں گجرے پہنا دیے

"تھینک یو" اس نے پھولوں کی مہک کو اپنے اندر اتارا آنکھیں اچانک نم ہو گئیں

"میں کھانا لے کر آتی ہوں۔" وہ اٹھنے لگی تبھی دیان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"کھانا کھالیا تھا۔۔۔۔وشمہ کچھ کہنا ہے؟" دیان نے اس کا چہرا اپنی طرف کیا دیکھتے ہی دیکھتے آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں وہ جھٹکے سے اس کے سینے سے لگ گئی

"کیا ہوا رو کیوں رہی ہو کوئی بات ہوئی ہے؟" اس نے نفی میں سر ہلایا

"پھر؟"

"کچھ نہیں ہوا بس ایسے ہی۔" اس نے آنسوں صاف کیے

بول کیوں نہیں دیتی کہ مجھے یاد کرتی رہی ہو۔۔۔۔مجھ سے محبت کرنے لگی ہو۔۔۔۔میرے بغیر رہ نہیں سکتی۔۔۔۔وشمہ بول دو نہیں بول سکتی تو لاکٹ ہی پہن لو میں سمجھ جاؤں گا

"کیا سوچ رہے ہو" وشمہ نے اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا

"کچھ نہیں تم سو جاؤ میں چینج کر کے آتا ہوں" وہ اس کے ہاتھ پر پیار کر کے اٹھ گیا۔

★★★★★★★★★

"یہ لو" وشمہ نے کافی کا کپ اس کی طرف بڑھایا لیکن دیان تو آئرہ کے ساتھ کھیلنے میں

مصروف تھا۔

"دیان کافی ٹھنڈی ہو جائے گی۔ ۔ ۔ ۔ اور لاؤ اسے مجھے دو بھابھی کب سے پوچھ رہی ہیں اس کا صبح سے تمہارے پاس ہے۔ "

"تو بول دو کہ آئرہ اپنے ماموں کے ساتھ ہے۔ " دیان نے آئرہ کے ہاتھ کو پکڑا وشمہ مسکرا کر پلٹ گئ اور موبائل اٹھایا جو مسلسل بج رہا تھا

"اسلام علیکم کون ہے؟۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہیلو۔ ۔ ۔ بولو بھی۔ "فون کٹ گیا اور ساتھ ہی میسج آیا

"چند دنوں کی خوشیاں پھر ماتم ہی ماتم." وشمہ کا پورا وجود کانپ گیا اس نے ڈر کر دیان کو دیکھا جو ہنستے ہوئے آئرہ کے ساتھ کھیل رہا تھا اس نے فوراً میسج ڈلیٹ کیا

"کیا ہوا وہاں کیوں کھڑی ہو یہاں آؤ دیکھو آئرہ بھی تمہیں دیکھ رہی ہے۔ ۔ ۔ ۔ "

"نہیں مجھے کام ہے رات کو امل کے ساتھ جانا ہے اس لیے کپڑے نکالنے ہیں۔ "وہ ڈریسنگ روم میں چلی گئ

"وشمہ میری الماری میں ایک شاپنگ بیگ پڑا ہے وہ دیکھ لو" دیان پیچھے سے بولا

"اچھا" وشمہ بیگ لے کر بیڈ پر بیٹھی اس میں سفید رنگ کی ساڑھی تھی جس کے

پلوؤں پر سیلور نگو کا کام تھا اس نے دیان کو دیکھا

"یہ میری ہے؟"

"جی۔۔۔۔ کیسی لگی"

"بہت پیاری ہے لیکن میں نے کبھی ساڑھی نہیں پہنی۔"

"آج پہن لینا۔"

"آج نہیں دیان مجھ سے سنبھالی نا گئی تو بہت برا لگے گا۔"

"پلیز میرے لیے پہن لو۔۔۔"

"تمہارے لیے ہی پہننا چاہتی ہوں لیکن اگر وہاں کوئی اور ہوا تو۔" دیان نے سر اٹھایا

اسے جی بھر کر وشمہ پر پیار آیا

"امل کی دوستوں کے علاوہ وہاں کوئی نہیں ہو گا۔" رات کو امل کی دوست کی مہندی تھی جس پر وشمہ بھی اس کے ساتھ جا رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے پہن لیتی ہوں۔"

"ایک کام کرو امل کے کمرے میں چلی جاؤ میرے کچھ کولیگز آرہے ہیں کام کے سلسلے میں تو تمہیں پرابلم ہو گی" دیان اٹھ کر اس کے پاس آگیا۔

"چلو ٹھیک ہے میں سامان وہاں لے جاتی ہوں۔۔۔۔اور لاؤ آئرہ کو مجھے دو اب اس کا سونے کا ٹائم ہے۔۔۔۔"

★★★★★★★★★

"اُفف امل تم نے آج بہت تھکا دیا۔۔۔۔اچھے بھلے دس بجے تک فارغ ہو گئے تھے اتنی دور خان بابا کو آئس کریم کھانے کے لیے لے گئی۔" اس نے لاؤنج میں آتے ہی چادر اتاری لمبے سیدھے بال کمر پر جھول رہے تھے وہ ساڑھی میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"سوری وشمہ"

"سوری اپنے ساتھ جہیز میں لے جانا گڈ نائٹ۔" وہ کمرے کی جانب بڑھ گئی سب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔ وہ دروازہ کھول کر اندر آئی تو کمرے میں اندھیرا تھا "لگتا ہے دیان سو گیا ہے" اس نے آہستہ سے دروازہ بند کیا کمرے میں مہک سی تھی وشمہ نے سانس کھینچ کر پھولوں کی مہک کو محسوس کیا اس سے پہلے وہ آگے بڑھ کر لائٹ

جلاتی مدہم سی روشنی پورے کمرے میں پھیل گئی وشمہ نے حیرت سے ارد گرد دیکھا پورا کمرا غباروں اور پھولوں کی پتیوں سے سجا ہوا تھا صوفے کے سامنے پڑے میز پر آئس کریم اور کیک رکھا ہوا تھا دیان نے آہستہ سے اسے کمر سے تھاما اور اس کے کان میں جھکا "ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے ڈیئر وشمہ۔۔۔ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔۔۔۔" وشمہ ابھی تک شاکڈ تھی

"کیسا لگا سرپرائز"

"یہ سب،۔۔۔۔ تم اس لیے مجھے امل کے ساتھ زبردستی بھیج رہے تھے۔"

"جی بلکل"

"کتنے تیز ہو۔" وشمہ نے اس کی جانب رخ کیا

"آپ کی صحبت کا اثر ہے ورنہ ہم تو سنجیدہ طبیعت کے تھے۔" وشمہ نے اس کے بازو پر مکا رسید کیا

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔" دیان نے اس کے بال چہرے سے ہٹائے تو اس نے مسکرا کر منہ جھکا دیا۔ دیان نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو وشمہ نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ دونوں کپل ڈانس کرنے لگے

"واہ مسٹر دیان۔ آپ نے کہاں سے ٹریننگ لی ہے؟" وہ گھوم کر اس کی طرف آئی

"آج پہلی دفعہ کیا ہے۔" وشمہ مسکرائی "چلیں اب۔ میں اور انتظار نہیں کر سکتی" اس نے کیک کی جانب اشارہ کیا وہ دونوں صوفے پر بیٹھ گئے وشمہ نے کیک کٹ کر کے دیان کو کھلایا اور خود آئس کریم کھانے لگی دیان منہ بنا کر اسے دیکھنے لگا

"تم اپنے لیے پلیٹ کیوں نہیں لائے۔"

"کیونکہ ہم نے مل کر کھانا تھا۔"

"مل کر"

"جی"

"اوکے جناب۔" وشمہ نے اپنے ہاتھ سے چمچ اس کی طرف بڑھائی دیان نے آہستہ سے اس کے ہاتھ سے آئس کریم کھالی

"تھینک یو سو مچ دیان۔"

"سرپرائز کے لیے؟ "

"نہیں۔"اس نے دیان کا چہرا تھاما

"میری زندگی میں آنے کے لیے، مجھے اتنا سپیشل فیل کروانے کے لیے، مجھے کبھی بھی چھوڑ کر مت جانا تمہاری محبت میری طاقت ہے"وہ اس کے سینے سے لگی اس کی دھڑکن بڑھا رہی تھی وہ اس کی بے ترتیب ہوتی دھڑکنیں سن سکتی تھی دیان نے اس کے بال پیچھے کیے۔

"آئی لو یو"وہ مسکرائی

وہ اس سے محبت کرتا تھا

وہ بھی اس سے محبت کرنے لگی

دل ایک دوسرے کے لیے دھڑکنیں لگا

دیان کی وشمہ۔۔۔۔

وشمہ کا دیان۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★

"کیا ہو گیا ہے بچے کیوں رو رہی ہے میری گڑیا" میرب کمرے میں چکر لگاتے ہوئے آئرہ کو چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"بس بس کیا ہو گیا ہے۔۔۔ "

وشمہ فجر کی نماز پڑھ کر جائے نماز تہہ کر رہی تھی جب دیان کمرے میں آیا وہ ابھی مسجد سے لوٹا تھا۔

"اسلام علیکم "

"وعلیکم اسلام وشمہ جا کر دیکھو آئرہ کیوں اتنا رو رہی ہے۔ "

"میں دیکھتی ہوں۔ " وہ میرب کے کمرے کی جانب بڑھ گئی

"کیا ہوا ابھی کیوں رو رہی ہے؟ "

"پتا نہیں کیا ہوا ہے رات سے رو رہی ہے کچھ دیر سوتی ہے پھر اٹھ جاتی ہے۔ "

"لائیں مجھے دیں۔ " وشمہ نے اسے اپنی گود میں لیا

"کیا ہو گیا ہے میری چندا کو۔۔۔ کیوں روئے جا رہی ہے کتنی غلط بات ہے ماما کو کیوں تنگ کر رہی ہو۔۔۔۔" وہ آہستہ آہستہ اسے ہلانے لگی آئرہ اپنی آواز میں سُر لگا رہی تھی۔

"میرے خیال سے بھابھی اس کے پیٹ میں درد ہے میں پودینے والا قہوا پلا دیتی ہوں آپ تھکی ہوئی لگ رہی ہیں سو جائیں۔ میں اسے سنبھال لوں گی۔"

"تم پریشان نا ہو وشمہ میں کر لیتی ہوں۔"

"یہ کیسی غیر و والی باتیں کر رہی ہیں میں کیوں پریشان ہوں گی آئرہ میری اپنی بیٹی ہے آپ آرام کریں۔" وہ جانے لگی تبھی میرب نے اس کا بازو پکڑا اس کی آنکھیں نم تھیں

"وشمہ ارحم کہاں ہیں مجھے ارحم سے بات کرنی ہے انہیں تو یہ بھی نہیں پتا کہ ان کی بیٹی ان کا انتظار کر رہی ہے۔"

"بھابھی آپ ہمت سے کام لیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وشمہ کو سمجھ نہیں آئی وہ اسے کیسے تسلی دے۔ آئرہ پھر سے رونے لگی

"آپ آرام کریں میں اسے دیکھتی ہوں آپ بلکل پریشان نا ہو." وہ باہر چلی گئ۔

قہوا فیڈر میں ڈال کر وہ کمرے میں آئی دیان لیٹا ہوا تھا۔

"خیریت آج آفس کے لیے تیار نہیں ہونا؟" بیڈ پر بیٹھ کر اس نے آئرہ کو گود میں لیٹایا پھر اچھے سے فیڈر کو ہلا کر اسے پلانے لگی

"نہیں آج دل نہیں کر رہا۔" وہ وشمہ کو دیکھنے لگا جو پوری توجہ سے آئرہ کو فیڈر پلا رہی تھی ساتھ ساتھ چند سورتیں بھی پڑھ رہی تھی

"بہت پیاری لگ رہی ہو. " اچانک تعریف پر اس نے سر اٹھایا

"میں تمھیں کب پیاری نہیں لگتی دیان۔" اس نے مسکرا کر کہا

"ہر روپ میں پیاری لگتی ہو لیکن اس روپ میں اور بھی زیادہ پیاری لگ رہی ہو ۔ "

"کس میں؟" اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"ماں والے روپ میں جب تم آئرہ کو چپ کراتی ہو، اس کے لیے پریشان ہوتی ہو تو اور بھی پیاری لگتی ہو۔" وشمہ نے سر جھکا دیا دیان دلچسپی سے اس کے چہرے پر چھائے حیا کے رنگ دیکھنے لگا

"سو جاؤ کچھ دیر۔" آئرہ سو چکی تھی وشمہ نے اس کو آرام سے کندھے کے ساتھ لگایا تا کے قہوا گلے سے نیچھے چلا جائے پھر کچھ دیر بعد اسے دیان کے ساتھ لٹادیا اور خود اٹھ کر نیچے چلی آئی.

★★★★★★★★★

"آخر کون ہے جو یہ سب کر رہا ہے۔" وہ اپنی سوچوں میں گم چہل قدمی کر رہی تھی۔

"میں کیا کروں کس کو بتاؤں۔۔۔۔ دیان کو۔۔۔ نہیں بابا کو۔۔۔ نہیں اگر انہوں نے پولیس کو بتادیا تو اللہ پلیز میری مدد کریں۔"

"وشمہ بی بی" آواز پر وہ مڑی

"جی "

"چھوٹے خان کہہ رہے ہیں کافی بنادیں۔"

"تم بنادو نا گل پلیز۔"

"وہ کہہ رہے ہیں آپ کے ہاتھ کی پینی ہے۔ "

"اچھا آرہی ہوں۔۔۔۔۔" بیس منٹ بعد وہ کمرے میں آئی تو دیان الماری میں منہ

ڈالے کچھ ڈھونڈ رہا تھا

"کافی پی لو دیان۔" کافی میز پر رکھ کر وہ اس کے پاس آئی

"کیا ڈھونڈ رہے ہو؟"

"بلیو شرٹ۔ پتا نہیں کہا چلی گئی ہے۔"

"ہٹو میں دیکھتی ہوں۔" وہ ایک طرف ہو گیا تو وشمہ آگے ہو کر دیکھنے لگی

"یہ دیکھو سامنے پڑی ہے۔" اس نے شرٹ اس کے سامنے لہرائی دیان نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر شرٹ پکڑ لی "تھینک یو وشا لو یو۔" وشمہ نے بیڈ کی طرف قدم اٹھایا ہی تھا کہ دیان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"تم نے جواب نہیں دیا۔"

"کس چیز کا"

"لو یو کا۔"

"میں اب کیا جواب دوں۔" اس نے گھبراتے ہوئے ہاتھ چھڑانا چاہا دیان نے جھٹکے سے اسے قریب کیا

"کیا تمہیں مجھ سے اب بھی محبت نہیں ہوئی"

"دیان میرا ہاتھ چھوڑو مجھے جانا ہے ."

"پہلے میری بات کا جواب دو۔"

"میں تم سے۔۔۔۔" فون کی آواز نے بات کاٹ دی

"اسلام علیکم" دیان نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا وشمہ فوراً پیچھے ہوئی

"جی پر سو میٹنگ ہے جی۔۔۔" وہ فون میں مصروف ہو گیا تو وشمہ نے نیچے دوڑ لگائی

"آؤ وشمہ یہ دیکھو۔" بی بی جان کے بلانے پر وہ ان کے پاس ہی آ گئی

"یہ کس کا ہے؟" بہت ہی خوبصورت پیلا جوڑا بی بی جان نے تھام رکھا تھا

"یہ میری وشا کا ہے۔" زنیرہ بی بی نے پیار سے کہا

"میرا۔۔۔۔تائی جان دلہن میں نہیں نوال ہے۔"

"جانتی ہوں لیکن حویلی کی بہو تم ہو اور پھر یہ نوال نے خود تمہارے لیے پسند کیا ہے۔

"

"میں نے اپنا خود پسند کیا ہے کسی کو میرا خیال نہیں آیا۔" امل منہ لٹکا کر وشمہ کے ساتھ بیٹھی

"آپ نے کون سا کسی دوسرے کی پسند کا پہن لینا تھا کوئی نا کوئی نقص نکالتے ہی رہنا تھا."

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے مورے۔"

"اچھا منہ نا بناؤ آؤ دلہنیاں کو دیکھیں کہاں مصروف ہے۔"

"میرب کے پاس ہو گی۔"

"چلو آؤ" وہ دونوں اٹھ گئیں۔

★★★★★★★★★

رات کی سیاہی ہر سو چھائی ہوئی تھی ایسے میں اندھیرے میں وہ سیگریٹ کا دھوا اُڑا رہے تھے۔

"اب آگے کیا کرنا ہے۔۔۔ دھمکانے سے کچھ نہیں ہوگا"

"تجھے ہر چیز کی جلدی کیوں رہتی ہے صبر کر پہلے صحیح سے قابو کر لینے دے"

"لالے جو بھی کر جلدی کر" مدہم آوازوں کے ساتھ گہری رات اور گہری ہوتی جا رہی تھی

★★★★★★★★★

"مورے" اس نے پکوڑا اٹھا کر منہ میں ڈالا

" وشا مجھے ایک نام سے بلایا کرو۔ کبھی ماما تو کبھی مورے کوئی ایک نام رکھو"

"مجھے جب جو اچھا لگتا ہے میں تب وہ بول دیتی ہوں۔"

"پیچھے کرو ہاتھ اب خبردار پلیٹ کی طرف آیا۔" عالیہ نے پکوڑوں کی پلیٹ اٹھا کر دوسری طرف رکھ دی تو اس نے منہ بسورا

"شادی ہو گئی ہے اب کوئی سیدھی حرکت کر لیا کرو."

"میں سیدھی ہی رہتی ہوں الٹی ہو کر کیسے کوئی بھی کام کر سکتی ہوں۔" عالیہ نے اسے گھوری دیکھائی

"اچھا سوری۔۔۔"

"کیا ہو رہا ہے؟" شاہ نے کچن میں آتے ہی وشمہ کو پیار کیا

"کیا کر سکتی ہیں آپ کی بیگم مجھے ڈانٹنے کے علاوہ۔۔۔"

"عالی کیوں ڈانٹ رہی ہو میری بیٹی کو۔"

"الٹی حرکتیں کرے گی تو ڈانٹ ہی کھائے گی اور آپ کیوں ادھر آ گئے باہر جا کر بیٹھیں میں بس چائے لا ہی رہی ہوں۔" بادل گرجنے کی آواز پر وشمہ جھٹ سے اٹھی

"گل پکوڑوں کی پلیٹ لے آؤ میں چائے لے جا رہی ہوں اور وشمہ دیان بھی آ گیا ہے ٹرے کمرے میں لے جاؤ۔"

"اچھا۔" وہ فوراً ٹرے اٹھا کر کمرے کی طرف بھاگی

کف کھول کر وہ موبائل اور والٹ سائڈ دراز میں رکھ رہا تھا جب وشمہ کمرے میں آئی

"اسلام علیکم کہاں تھی" وہ اس کی طرف بڑھا

"وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔۔ کچن میں۔۔۔" وہ بالکنی کی طرف بھاگی

"ارے کہاں جا رہی ہو"

ہلکی ہلکی بارش اب موسلادھار بارش کا روپ دھار چکی تھی باہر آتے ہی سردی کی لہر اس کے پورے جسم میں دوڑ گئی وہ سیڑھیاں اتر کر پچھلے لان میں آ گئی دیان نے گرل

سے نیچے جھانکا

"وشمہ پاگل ہو گئی ہو بیمار ہو جاؤ گی اوپر آؤ" لیکن اسے ہوش کہا تھا وہ تو گول گول گھوم کر بارش میں بھیگ رہی تھی دیان نیچے آ کر ایک طرف شیڈ میں کھڑا ہو کر دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا وشمہ چہرہ آسمان کی جانب کیے مسکرا رہی تھی وہ اسے بلانے ہی لگا تھا جب وہ بولی

"دیان۔۔۔!!!" کھنکتی ہوئی آواز۔۔۔۔۔۔۔ بادل زور سے گرجے ہوا نے مست ہو کر انگڑائی لی وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر اس کے پاس آ رہی تھی دیان مبہوت سا اسے دیکھنے لگا وہ رکی۔۔۔۔ ہاتھ آگے بڑھایا دیان ایک قدم قریب ہوا

"آج میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔ اس بارش۔۔۔ ان بادلوں کو گواہ بنا کر کہ۔۔۔۔"

"دیان لالہ۔۔ دیان لالہ کہاں ہیں؟ دا جی بلا رہے ہیں بختاور آئی ہے" اوپر کمرے سے امل کی آواز آئی

بادل زور سے گرجے۔۔۔۔۔۔ بڑھا ہوا ہاتھ ہوا میں ہی رہ گیا۔۔۔۔۔

"وشمہ بس بہت بھیگ لیا چلو اوپر جا کر کپڑے بدلو میں دا جی کے پاس جا رہا ہوں" وہ چلا گیا

"بختاور آئی ہے۔۔۔۔۔ بختاور آئی ہے۔۔۔" اس نے چونک کر ارد گرد دیکھا کچھ دیر پہلے جہاں دیان کھڑا اسے دیکھ رہا تھا وہاں اب کوئی نہیں تھا بارش ہلکی ہو گئی تھی۔

کمرے میں آتے ہی اس نے کپڑے نکالے اور فریش ہو کر نیچے کی جانب چل پڑی

"آؤ وشمہ تمہاری ہی بات کر رہی تھی میں۔" بی بی جان نے اسے اپنے پاس بلایا سب گھر والے ہال میں موجود تھے۔ بختاور کی پشت وشمہ کی طرف تھی اس نے دا جی کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے رو ئل بلیو سوٹ میں وہ نکھری نکھری سی لگ رہی تھی ناک اور گال ہلکے ہلکے سرخ ہو رہے تھے وہ آگے بڑھی اور بختاور کے سامنے آئی وشمہ کے آتے ہی وہ کھڑی ہوئی

بلیو جینز پر گھٹنوں تک آتا بلیک کلر کا کرتا گلے میں سٹالر ڈال کر بال کھلے چھوڑ رکھے تھے

"ہائے وشمہ خان۔" اس نے تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا

"وشمہ دیان۔" وشمہ نے بھی اسی انداز میں اس کا ہاتھ تھاما۔ امل نے ہنس کر نوال کے

پیچھے منہ چھپایا

"چپ کروامل۔"

"یہ ہے ہماری وشااس کی ٹکر کی۔"

"ہاہاہا بلکل بہت مبارک ہو شادی کی۔" وشمہ عین اس کے سامنے دیان کے ساتھ جا کر بیٹھی

"اور وشمہ کیسی ہیں آپ؟"

"بہت پیاری۔" وشمہ کے جواب پر امل اور نوال کے ساتھ بی بی جان نے بھی ہنسی دبائی جب کہ دا جی نے گھور کر وشمہ کو دیکھا

"اس میں تو کوئی شک نہیں ہے ایسے ہی تو دیان سے شادی نہیں ہوئی نا۔" وشمہ کے ساتھ ساتھ دیان نے بھی اسے دیکھا

"آئی مین دونوں کی جوڑی بہت پیاری ہے۔" اس نے بامشکل کہا اور پھر دا جی کو دیکھا جنہوں نے رخ موڑ لیا

"بختاور عاصمہ کو بھی لے آتی ساتھ۔" زنیرہ بی بی نے ماحول ہلکا کرنا چاہا

"میں نے بولا تھا لیکن انہوں نے کہا ہے وہ شادی میں ہی آئے گیں مجھے بھی روک رہی تھیں لیکن میں نے تو کہہ دیا کہ میری کزن کی شادی ہے میں تو پہلے ہی جاؤں گی۔"

"اچھا کیا آ گئی اب مل کر تیاریاں کرنا۔" زنیرہ بیگم نے مسکرا کر کہا

"تھک گئی ہو گی بختاور جاؤ آرام کر لو۔ امل بیٹا جاؤ کمرے تک چھوڑ آؤ۔" بختاور نے جاتے جاتے پلٹ کر دیان اور وشمہ کو دیکھا۔ دیان وشمہ کو کچھ کہہ رہا تھا جس پر وہ مسکرا کر سر ہلا رہی تھی یہ منظر دیکھ کر وہ پیچ وتاب کھا کر رہ گئی۔

★★★★★★★★★

وہ سر گھٹنوں میں دیے بیٹھی تھی جب دیان کمرے میں آیا وہ کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا اس نے آکر والٹ اور موبائل سائڈ دراز میں رکھا

"کیا ہوا؟" وشمہ نے سر اٹھا کر کمبل ٹھیک کیا اس کی گال اور ناک سرخ ہو رہے تھے دیان نے ساتھ بیٹھ کر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔

"وشمہ تمہیں تو بخار ہے۔"

""دوائی لی ہے ٹھیک ہو جائے گا"۔

"نہیں نہیں آؤ بارش میں بھیگتے ہیں۔"

"سچ تم بھیگو گے میرے ساتھ۔"

"چپ کر کے بیٹھو۔ میں نے منع بھی کیا تھا کہ مت بھیگو۔"

"اچھا ناڈانٹوں مت۔۔۔۔۔۔ میرے لیے کافی بنا کر لاؤ۔"

"میں ؟؟؟"

"کوئی اور دِکھ رہا ہے یہاں۔" اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا دی

"مگر میں کیسے۔" وہ تو آج تک پانی پینے کے لیے بھی خود نہیں اٹھا تھا سب نے اس کے منہ سے نکلنے سے پہلے اس کی ساری باتیں پوری کی تھیں۔

"ٹھیک ہے رہنے دو میں سو جاتی ہوں." وہ آنکھیں مٹکا کر لیٹ گئی

"ٹھیک ہے لاتا ہوں سومت۔" وہ کف فولڈ کر کے اٹھ گیا

"واہ دیان خان میرے لیے کافی بنائے گا۔" وشمہ نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں۔

چند منٹ غائب دماغی سے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس نے الماریاں کھول بند کرنا

شروع کی آخر دو منٹ بعد ہی اسے کافی میکر مل گیا

"دیان تجھے کسی نے کچن میں دیکھ لیا تو بس پھر بینڈ بج جانی ہے، باقی سب کی تو خیر ہے بس دا جی نہ دیکھیں" کافی کپ میں نکالنے کے بعد ٹرے میں رکھی تبھی بختاور کچن میں داخل ہوئی

"کیا میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں یا واقع ہی دیان خان کچن میں کھڑا ہے۔ "

"میں کافی بنانے آیا تھا۔"

"ہاہاہاہا دیان تم اور کچن میں وشمہ نے تمہیں کن کاموں میں لگا دیا ہے۔"

"تو کیا ہوا۔۔۔ کیا میں کچن میں نہیں آ سکتا اور یہ کہاں لکھا ہے کہ مرد گھر کا کام نہیں کر سکتا۔۔۔۔ وشمہ کا دل کر رہا تھا کافی پینے کا اس نے مجھے کہہ دیا۔ جب ایک عورت مرد کے لیے صبح سے شام تک کام کر سکتی ہے تو کیا مرد عورت کے لیے ایک کپ کافی بھی نہیں بنا سکتا۔" اس نے ٹرے اٹھائی

"تمہیں کچھ چاہیے تھا؟"

"ہاں پانی لینے آئی تھی۔" وہ غصے سے فریج کی طرف پلٹ گئی

"اچھا۔۔۔ گڈ نائٹ صبح ملتے ہیں۔" دیان اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"میڈم اٹھوا تنی محنت سے کافی بنائی ہے بغیر پیے نہیں سو سکتی۔" وہ جھٹ سے اٹھی

"سو یا کون ہے میں تو انتظار کر رہی تھی۔ بھلا دیان خان کے ہاتھ کی کافی مس کر سکتی ہوں میں۔" اس نے کپ اٹھا کر پیچھے ٹیک لگائی دیان بھی کافی کا کپ پکڑ کر اس کے ساتھ بیٹھ گیا وشمہ نے آہستہ سے اپنا سر اس کے سینے پر رکھا

"ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں"

"نہیں دوائی کھالی تھی صبح تک ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

"تمہاری شاپنگ ہو گئی ساری"

"نہیں۔"

"دن ہی کتنے رہ گئے ہیں۔۔۔۔ صبح چلنا میرے ساتھ۔"

"تم اپنی پسند سے کچھ بھی لے آنا۔ بازار نہیں گھوما جاتا مجھ سے۔"

"جو بھی لاؤں گا پہن لو گی؟"

"بلکل پہن لوں گی۔ تمہاری پسند میری پسند۔" اس نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا

"میڈم کبھی کبھی آپ مجھے حیران کر دیتی ہیں۔" دیان نے آہستہ سے اس کی ناک دبائی تو وہ ہنس دی۔۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★

"آمنہ میں سوچ رہی ہوں اسفند کی شادی کر دیتے ہیں گھر میں رونق ہی لگ جائے گی۔۔۔۔ حویلی کو پتا نہیں کس کی نظر لگ گئی ہے ایک ایک کر کے سب چلے گئے۔" بی جی نے درد بھرے لہجے میں کہا

"ٹھیک کہہ رہی ہیں بی جی آپ۔ میں بات کرتی ہوں اسفند سے لیکن اس سے پہلے ارحم کا تو کچھ پتا چلے مہینہ ہونے کو آرہا ہے میرا بچہ پتا نہیں کہاں ہے"

"اللہ اس کو اپنے امان میں رکھے۔۔۔۔۔ جب اولاد کی آمد کا پتا چلا تھا تو کتنا خوش ہوا تھا اور اب یہ بھی نہیں پتا اسے کہ اس کی ننی پری اس کی راہ تک رہی ہے."

"میں ترس رہی ہوں بی جی اپنی پوتی کو گود میں اٹھانے کے لیے عالیہ نے بتایا ہے ارحم

جیسی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "وہ رونے لگیں

"اللہ پر بھروسہ رکھو آمنہ ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ "انہوں نے آمنہ بی بی کو اپنے ساتھ لگایا۔ ۔ ۔

★★★★★★★★★

"دیان!!!!۔ ۔ ۔ دیان۔ ۔ ۔ دیان۔ ۔ ۔ ۔ "وہ چلاتی ہوئی تیز تیز سیڑھیاں پھلانگ کر نیچے اتری لاؤنج میں بیٹھے سب افراد اس کی طرف متوجہ ہوئے دیان جو آفس جانے کے لیے باہر نکل رہا تھا رک کر پلٹا

"کیا ہوا؟"وہ اس تک پہنچی سانس پھولی ہوئی تھی

"اللہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نازک سی جان کو اتنا بھگا دیا۔ "

"تو یہ نازک سی جان کیوں بھاگی۔ ۔ سی اوف تو میں کر آیا تھا۔ "اس نے شرارت سے آنکھ ماری

"کتنے بے شرم ہو۔ "وشمہ نے ہاتھ میں پکڑی فائل اس کے کندھے پر ماری

"یہ دینے آئی تھی کمرے میں ہی بھول گئے تھے۔ "

"اوہ۔۔۔۔تھینک یو سو مچ . "

"چلو اب جاؤ اللہ حافظ "

"اللہ حافظ "

"اللہ دونوں کو ہمیشہ خوش رکھیں۔ "بی بی جان نے دل سے دعا دی جس پر سب نے آمین کہا جب کہ بختاور نے منہ بگاڑ کر میگزین کا صفحہ پلٹا۔

وہ دیان کو فائل دے کر کمرے میں آئی تو موبائل مسلسل بج رہا تھا اس نے جھک کر ٹیبل سے موبائل اٹھایا unknown نمبر سے کال آ رہی تھی

"یہ کس کا نمبر ہو سکتا ہے۔ "موبائل مسلسل بج رہا تھا اس نے تنگ آ کر اٹھا ہی لیا

"ہیلو"

"اگر تم اپنے شوہر کی زندگی چاہتی ہو تو پہاڑی سے اتر کر نیچے دائیں جانب والی سڑک پر ایک لاکھ لے کر آؤ۔ "

"ہیلو کون بول رہا ہے؟ "وشمہ کا اُڑا رنگ دیکھ کر بختاور جو اس سے بات کرنے آ رہی تھی کمرے کے باہر ہی رک گئی

"زیادہ سوال مت کرو لڑکی ایک لاکھ لے کر جلدی پہنچوں ورنہ گاڑی کو کھائی کی نظر کرنا ہمارے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے اور ہاں خبر دار جو کوئی ہوشیاری کی."

"نہیں نہیں دیان کو کچھ مت کرنا میں۔۔۔ میں آتی ہوں۔" کال بند ہو گئی لیکن وشمہ کے اندر اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ایک قدم بھی اٹھا سکے کمرے کے باہر کھڑی بختاور بھی حیران تھی اس کا بھیگا چہرہ دیکھ کر

"ایک لاکھ کہاں سے لاؤں؟" وہ الماری کی طرف بھاگی آغا جان اسے اکثر پیسے دیتے رہتے تھے کپڑوں جوتوں کا اسے ویسے شوق نہیں تھا اس لیے وہ پیسے جمع کرتی جاتی تھی۔

اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا پیسے پرس میں ڈال کر اس نے چادر اوڑھی اور حویلی کے پچھلے دروازے سے باہر بھاگی بختاور بھی سب سے چھپ کے اس کے پیچھے آئی۔

"آخر کس سے ملنے جا رہی ہے یہ۔" جونہی وشمہ کے پاس ایک نقاب پوش آیا بختاور درخت کے پیچھے چھپ گئی وشمہ نے چادر سے نقاب کر رکھا تھا لیکن اس کی حالت دیکھ کر وہ جان گئی تھی کہ وہ روتے ہوئے التجا کر رہی ہے جونہی وشمہ جانے کے لیے حویلی کی طرف بھاگی بختاور بھی پلٹی لیکن اگلے ہی لمحے وہ ڈر کر پیچھے ہوئی

’میں تم لوگوں کی مدد کر سکتی ہوں۔‘‘

★★★★★★★★★

کمرے میں آتے ہی وشمہ نے چادر بیڈ پر پھینکی اور وہیں ڈھے گئی آنسوں گال بھیگو رہے تھے

"کون ہیں یہ۔۔۔ یااللہ میں کیا کروں پلیز میری مدد کریں میرے دیان کی حفاظت کریں۔۔۔ دیان" وہ جھٹکے سے اٹھی اور اپنا موبائل اٹھا کر دیان کو کال ملانے لگی دو تین۔۔۔ چار۔۔۔۔۔۔۔ بیل جارہی تھی

"دیان پلیز فون اٹھاؤ۔" آخر فون اٹھالیا گیا

"کہاں ہو تم فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے ٹھیک تو ہو نا"

"ہاں میں ٹھیک ہوں میٹنگ میں تھا ابھی فارغ ہوا ہوں کیا ہوا ہے۔"

"دیان۔۔۔۔"

"کیا ہوا ہے وشا سب خیریت ہے؟" الفاظ اٹک گئے۔۔۔۔ کچھ بولا ہی نہیں گیا اس نے بنا جواب دیے کال کاٹ دی اور منہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔

★★★★★★★★★

شام کے سایے ہر سو چھانے لگے آسمان پر بادلوں کا بسیرا تھا ایسے میں حویلی کے اندر ہل چل مچی ہوئی تھی نوال کی ساس اس کے لیے کچھ سامان لے کر آئی تھیں شادی کے دن قریب آرہے تھے وہ میرب کے پاس بیٹھی آئرہ کے ساتھ کھیل رہی تھی تبھی امل اسے بلانے آئی

"نوال آپی بی بی جان بلا رہی ہیں۔" وہ ڈوپٹہ ٹھیک کر کے نیچے آ گئ

وشمہ چائے کی ٹرے لیے لاؤنج میں آئی نوال کا دیور جو ایک ہفتے پہلے ہی دوسرے شہر سے آیا تھا شوخ اور ہنسی مزاق کرنے والا لڑکا تھا وشمہ چائے پکڑا کر زنیرہ بی بی کے ساتھ بیٹھ گئ

"آپ ہیں میری نئ بھابھی" وہ وشمہ کو دیکھ کر بولا تو وشمہ جو اپنی سوچوں میں گم تھی چونکی

"جی"

"میں ولید، نوید لالہ کا چھوٹا بھائی اور میرب باجی کا دیور." وہ مسکرائی لیکن دماغ میں

فوراً رشتے کی بات آئی اس نے ولید کو دیکھا وہ پیارا تھا لیکن دیان۔۔۔ دیان تو دیان تھا اس نے گھڑی کی طرف دیکھا اس کے آنے میں ابھی وقت تھا۔

"تو بتاؤ کیسی لگی ہماری بھابھی" امل نے وشمہ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا

"میری بھابھی زیادہ اچھی ہیں۔" اس نے نوال کی طرف اشارہ کیا تو سب ہنسے

"ولید بیٹا شادی کے لیے آئے ہو؟"

"جی بی بی جان ابھی لالہ کی شادی کے لیے آیا ہوں ایک مہینے بعد یہاں ٹرانسفر ہو جائے گا۔" وہ چائے پیتے ہوئے بتانے لگا ولید پولیس آفیسر تھا ایک مہینے بعد اس کی پوسٹنگ اسی شہر میں ہو جانی تھی داجی بھی آ گئے تو سب باتوں میں مصروف ہو گئے پھر کچھ دیر بعد ہی مہمان جانے کے لیے اٹھ گئے۔

"میں گاڑی نکالتا ہوں مورے آپ آ جائیں." ولید سب سے مل کر نوال کے پاس سے گزرتے ہوئے رکا۔ وشمہ اور امل بھی نوال کے ساتھ کھڑی تھیں

"بھابھی کوئی پیغام ہے تو بتائیں۔" نوال نے اسے آنکھیں دکھائیں تو وہ ہنستے ہوئے باہر چلا گیا

تبھی اندر آتی بختاور اس سے ٹکرائی نیلے اور کالے جوڑے میں ملبوس، بالوں کی اونچی پونی بنا رکھی تھی اس نے سر ملتے ہوئے غصے سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا

"دیکھیے محترمہ میری غلطی نہیں ہے آپ ہی آندھی طوفان کی طرح اندر آ رہی تھی۔۔۔ ویسے اندر بریانی کی کوئی دیگ نہیں کھلی۔" بختاور کی غصے اور حیرت سے آنکھیں پھیلیں۔ ولید مسکرایا

"یو۔۔۔۔" اس نے انگلی اٹھا کر بولنا چاہا لیکن ولید نے آہستہ سے اسکی انگلی نیچے کی

"آپ کی تعریف؟"

"پہلے تم بتاؤ کون ہو"

"پہلے آپ"

"پہلے۔۔۔ خیر میں بختاور ہوں۔ "

"میں ولید۔۔۔۔ نوال بھابھی کا دیور۔" بختاور بغیر کچھ کہے سائڈ سے گزر کر اندر چلی گئی ولید نے مڑ کر اسے دیکھا پھر مسکرا کر گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ نوال کی ساس سب کو دو دن بعد اپنے گھر آنے کی دعوت دے گئی تھیں ان کی کوئی رسم تھی جو انہوں نے

کرنی تھی جس میں لڑکی کے گھر والوں کا جانا ضروری تھا۔

★★★★★★★★★

رات باہر قطرہ قطرہ پھیل رہی تھی وہ کھانے کی ٹرے میز پر رکھ کر الماری کی جانب بڑھی تبھی دیان ٹاول سے منہ صاف کرتا واش روم سے نکلا

"کیسا گزرا دن؟" صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا

"اچھا۔۔۔ اور تمہارا" وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئی اور اس کے لیے کھانا نکالنے لگی

"بس تمہیں یاد کرتے گزرا۔" وشمہ نے رک کر اسے دیکھا وہ مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا

"مجھے یاد کرنے کے بجائے جلدی کام ختم کر کے گھر آجاتے۔ پتا ہے اتنی بھوک لگ رہی تھی مجھے۔" اس نے پلیٹ اس کے سامنے رکھی

"اتنی دفعہ بول چکا ہوں مت انتظار کیا کرو میرا فضول میں اپنے ساتھ ظلم کرتی ہو کل بول کر جاؤ گا چاچو کو۔"

"اچھا باقی باتیں بعد میں پہلے کھانا شروع کرو اور بتاؤ کیسا بنا ہے۔"

"تم نے بنایا ہے؟" وشمہ نے سر ہلایا "بغیر کھائے ہی بتا سکتا ہوں کیسا بنا ہے دل کر رہا ہے جس نے بنایا ہے اس کے ہاتھ۔۔۔"

"بس بس چپ کر کے کھاؤ شروع ہی ہو جاتے ہو." وہ پیچھے ہو کر بیٹھی دیان نے ہنستے ہوئے نوالہ منہ میں ڈالا وشمہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور دل میں اللہ سے ہم کلام ہوئی "اللہ پلیز دیان کو اپنے امان میں رکھنا اس کی حفاظت کرنا پلیز اللہ۔۔۔۔"

★★★★★★★★★

کمرے میں اندھیرا کیے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی تبھی دروازہ کھلنے کی آواز آئی وہ ڈر کر سیدھی ہوئی

"وشا اتنا اندھیرا کیوں کیا ہوا ہے" عالیہ لائٹ جلا کر اس کے پاس آئی

"بس ویسے ہی" عالیہ نے اس کا ہاتھ پکڑا

"آپ نے جانا نہیں ہے." وہ سیدھی ہو کر بیٹھی

"شاہ آنے والے ہیں بس پھر جائیں گے ساتھ۔"

"اچھا"۔

"وشاچندا کیوں نہیں آرہی"

"ماما بتایا تو ہے سر میں بہت درد ہے."

"میں وہ سننے نہیں آئی جو سب کو کہا ہے مجھے سچ سننا ہے کیا بات ہے کیوں آج کل اتنی گم سم رہتی ہو میری وشا کہاں کھو گئی ہے۔" انہوں نے اس کا چہرا تھاما

"نہیں ماما کوئی بات نہیں ہے آپ پریشان نا ہوں۔"

"وشا جانتی ہو نا میں آنکھوں سے ہی اپنی بیٹی کے دل کا حال جان لیتی ہوں چلو شاباش بتاؤ۔" وہ سیدھی ہوئی آنکھیں بھیگ گئیں اس نے عالیہ کا ہاتھ لبوں سے لگایا

"میں آپ کو سب کچھ بتاؤے گی لیکن ابھی کچھ نہیں بتا سکتی ابھی کچھ مت پوچھیں بس دیان کے لیے ڈھیر و دعا کیا کریں۔"

"وشاچندا کیا بات ہے مجھے پریشانی ہو رہی ہے اب۔" انہوں نے اس کے آنسوں صاف کیے

"عالیہ بی بی شاہ زین صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔" گل نے آکر بتایا تو وہ اٹھ گیُ وشمہ نے لمبا سانس لیا اور اپنا چہرہ صاف کیا

"ماما کچھ نہیں ہوا۔ ابھی میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی پلیز کسی سے کچھ مت کہیے گا۔"

"اپنا خیال رکھنا۔ بختاور ادھر ہی ہے اور دا جی بھی کچھ دیر میں آ جائیں گے ڈرنا نہیں نوال بھی ہاسپٹل سے آنے والی ہو گی۔۔۔۔۔ دیان کب تک آئے گا؟"

"دیان نے دیر سے آنا ہے آپ میرے لیے پریشان نا ہو نا۔" عالیہ اس کے سر پر پیار کر کے چلی گئی

سب کو گئے ایک گھنٹہ گزر گیا تھا اس نے عشاء کی نماز پڑھی اور کچن میں آ گئی دا جی اپنے کمرے میں تھے اس نے گل کے ہاتھوں بختاور کی چائے بھجوائی اور خود دو کپ تھام کر دا جی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی دا جی لیٹے ہوئے تھے آہٹ پر سر اٹھایا

وشمہ نے چائے بیڈ کے سائڈ پر رکھے میز پر رکھی وہ اسے دیکھے گئے پتا نہیں کیا تھا جو آج اسے دیکھ کر انہیں غصہ نہیں آیا تھا دل میں کچھ ہل چل سی ہو رہی تھی کچھ احساس جو اجاگر ہو رہا تھا

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" وہ ان کے سامنے بیٹھ گئی

"ہاں ٹھیک ہے۔ تم کیوں نہیں گئی؟"

"ویسے ہی۔" وہ کپ سے اڑتی بھاپ کو دیکھنے لگی۔ دا.جی کو کچھ ٹھٹھکا وہ کافی دنوں سے وشمہ کو دیکھ رہے تھے وہ گم سم سی رہنے لگی تھی۔ دونوں کے درمیان لمبی خاموشی چھا گئی پھر وہ بولے

"وشمہ"

"جی" دروازہ کھلا دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا بختاور سامنے کھڑی تھی

بختاور نے پہلے وشمہ کو دیکھا پھر دا.جی کو۔۔۔۔ وشمہ فوراً اٹھ گئی

"میں چلتی ہوں۔"

"نہیں نہیں تم بیٹھو دادا پوتی کے بیچ اہم باتیں چل رہی ہوں گی سوری میں نے ڈسٹرب کر دیا۔"

"نہیں مجھ سے کوئی بات نہیں کرتے آپ سے کر لیں گے بیٹھیں میں چلتی ہوں۔" دا.جی نے وشمہ کو دیکھا اس کا ایسا بولنا۔۔۔۔۔۔ اس کی آواز۔۔۔۔۔۔۔ وہ چلی گئی تو بختاور سامنے صوفے پر بیٹھ گئ

"دا.جی آپ کی محبت جاگ رہی ہے پوتی سے کیا"

"بختاور" انہوں نے اسے روکا

"بس رک جائیں مجھے لگ رہا ہے آپ کا دل بدل گیا ہے لیکن میں پیچھے نہیں ہٹوں گی۔" وہ غصے سے تن فن کرتی اٹھ گئی

"بختاور سنو۔۔۔۔۔۔" لیکن وہ بغیر کچھ سنے باہر چلی گئی۔

★★★★★★★★★

حویلی میں سجاوٹ شروع ہو گئی تھی سردیوں کا موسم تھا اس لیے سب نے لان میں ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔ وشمہ کچن میں سب کے لیے اسنیکس اور چائے بنانے میں مصروف تھی اس کے ساتھ امل اور نوال بھی تھی انکی ہنسی کی جلترنگ ہر ایک منٹ بعد کچن میں سنائی دے رہی تھی وشمہ نے چکن سینڈوچ کے ساتھ ویجیٹیبل سینڈوچ بھی بنائے اور ٹی ٹرالی میں سجانے لگی اسی وقت بختاور کچن میں داخل ہوئی اسکا وشمہ کو دیکھ کر موڈ بگڑ گیا۔ ان تینوں کی اسکی طرف پیٹھ تھی۔

"آج تو دیان لالہ کی فرمائش پر چکن سینڈوچ بنائے ہیں بھئی لوگوں نے۔" امل نے وشمہ کو چھیڑا۔

"ہاں تو دیان کی فرمائش تو سب سے پہلے پوری ہونی تھی نا۔" وشمہ نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ کیا بات ہے لڑکی۔ "

"ہاں بھئی اب یہ میڈم بھابھی بن گئی ہیں اس لیے مجھ سے پیار نہیں کرتی۔" امل نے منہ بنایا

"ارے ارے کس نے کہا میں تم سے پیار نہیں کرتی تم تو میری جان ہو۔ اب چلیں سب ٹھنڈا ہو جائے گا۔" وہ تینوں پلٹی پیچھے بختاور کھڑی تھی وشمہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"کچھ چاہیے آپ کو بختاور۔"

"نہیں میرا اپنا گھر ہے میں لے لوں گی جو چاہیے ہو گا۔" اسنے ایک ایک لفظ گویا چبا چبا کر کہا۔

"یہ تو آپ کا اپنا پن ہے جو آپ ایسا کہہ رہی ہیں ویسے ہمارے یہاں مہمانوں کو اسپیشل پروٹوکول ہی دیا جاتا ہے تاکہ وہ خود کو گھر کا فرد ہی سمجھیں اور دیکھیں نا آپ نے اس گھر کو اپنا گھر سمجھ لیا." وشمہ کی بات نے اسکو پتنگے لگا دیے امل اور نوال خاموش کھڑی

تھیں۔

اس نے دانت پیستے ہوئے وشمہ کو دیکھا

"یہ کیا بنایا ہے؟" بختاور نے امل اور نوال کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"چکن اور ویجیٹیبل سینڈوچز۔"

"دیان کو گرل سینڈوچ پسند ہیں وہ یہ نہیں کھائے گا میں اسکے لیے بنا دیتی ہوں۔" بختاور کہتی آگے بڑھنے لگی تو وشمہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"ایک منٹ زحمت مت کرو دیان یہ کھا لے گا۔" وشمہ نے سنجیدگی سے کہا

"وہ یہ نہیں کھاتا اسکی پسند سے میں باخوبی واقف ہوں۔" بختاور نے جتاتے ہوئے کہا۔

"پہلے کی بات اور تھی اب اسکی پسند ہر چیز میں بدل چکی ہے اس لیے مہربانی فرما کر خود کو زحمت نہ دو۔" وشمہ نے اب کی بار مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ سے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

بختاور پیچ و تاب کھاتی وہاں سے پلٹ گئی اور منہ پھلا کر لان میں آکر بیٹھ گئی۔ سمندر خان نے نیا کیمرہ لیا تھا دیان اس کے ساتھ بیٹھا اس کی سیٹنگ وغیرہ دیکھ رہا تھا سمندر

خان پڑھا لکھا تھا اس لیے خان بابا کے کہنے پر اب وہ دیان کے آفس ہی جاتا تھا وشمہ نے سب کو چائے کی طرف متوجہ کیا۔ دیان نے سینڈوچ اٹھایا۔ چاروں کی نظر دیان کی جانب اٹھیں

"واہ وشمہ یہ تو بہت مزے کے ہیں۔ " دیان کی تعریف پر وشمہ نے مسکرا کر جتاتے ہوئے بختاور کو دیکھا امل اور نوال بھی مسکرا دیں

"تمہیں تو میں اسکا جواب ضرور دوں گی وشمہ " بختاور اٹھ کر اندر چلی گئ۔

★★★★★★★★★

"خان بابا اور کتنا وقت لگے لگا؟ "امل جھنجھلا کر پوچھنے لگی انہیں کھڑے آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا نوال کے کچھ کپڑے جو درزی کے پاس تھے وہ دونوں وہی لینے جا رہی تھیں لیکن بیچ راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تھی

"ہم دیکھ رہا ہے۔ " خان بابا بونٹ کھولے انجن دیکھ رہے تھے تبھی ایک کالی گاڑی تیزی سے گزری تھوڑی آگے جا کر ہی وہی گاڑی ریورس آنے لگی

"امل تم گھر فون کر دو۔ "امل سر ہلا کر موبائل پر نمبر ڈائل کرنے لگی تبھی گاڑی ان کے سامنے رکی اور شیشہ نیچے ہوا دونوں نے سر اٹھا کر دیکھا

"امل"

"ولید"

"کیا ہوا؟"

"گاڑی خراب ہو گئی ہے۔"

"اوہ میں گھر چھوڑ دیتا ہوں بیٹھو۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا امل نے بختاور کو دیکھا تو اس نے بھی سر ہلا دیا اس کے علاوہ اور کوئی چارا نہیں تھا۔

"ایک منٹ میں اپنا بیگ لے کر آتی ہوں۔" بختاور خان بابا کو بتا کر اپنا بیگ لے کر پیچھے بیٹھ گئی امل آگے بیٹھی تھی

"ولید نے بیک مرر ٹھیک کیا۔" دونوں کی نظریں ملیں بختاور نے فوراً نظریں موبائل پر مرکوز کر لیں ولید نے مسکرا کر ایکسیلیٹر پر پاؤں رکھا۔

★★★★★★★★★

"کیسے لگے ؟" وہ اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا وشمہ کپڑے اپنے ساتھ لگا کر شیشے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی مسکرا کر اس کی جانب پلٹی

"بہت پیارے ہیں اور پتا ہے سب سے اچھا مجھے یہ لگا کہ ہم دونوں کے میچنگ ہیں "دیان کے لبوں کو بہت ہی دلکش مسکراہٹ نے چھوا

"وشا"

"ہوں"

"جب تم مسکراتی ہونا تو۔۔۔۔"

"تو؟؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

"تو جان لیتی ہو۔۔۔۔۔" دیان نے کہتے ہی اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا وشمہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"اچھا سنو میرا پاسپورٹ کیوں لیا تھا"

"سرپرائز"

"دیان پلیز بتاؤ نا"

"انتظار کرو۔" وہ پیچھے بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا اور سائڈ ٹیبل پر پڑا وشمہ کا موبائل اٹھا کر الٹ کر اس کا کور دیکھنے لگا وشمہ نے دائیں جانب رکھی بک شیلف سے ناول اٹھا کر دیان کی طرف بڑھایا دیان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"پکڑو۔ یہ تمہیں پڑھنا ہے۔"

"نہیں بلکل نہیں میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ میں ناول وغیرہ پڑھوں۔" وشمہ اسکے سامنے بیٹھ کر آنکھوں میں ڈھیروں معصومیت لیے بولی

"تم میرے لیے جنت کے پتے نہیں پڑھ سکتے۔" دیان کا منہ کھل گیا

"تم۔۔۔"

"پلیززززز" وہ اس کا ہاتھ تھام کر التجا کرنے لگی

"یہ تم لڑکیاں اتنی چالاک کیوں ہوتی ہو" اس نے جیسے ہار مان لی

"پڑھو گے نا؟"

"ایسے بولو گی تو کون نہیں پڑھے گا۔"

"ہائے سچی تم پڑھو گے۔"

"ہاں لیکن ابھی مجھے تھوڑا سا کام ہے بعد میں پڑھ لوں گا۔"

"اوکے تم کام کرو میں امل کو دیکھتی ہوں اب تک تو آگئی ہو گی۔"

★★★★★★★★★

کالے آسمان پر چاند پورے آب وتاب سے چمک رہا تھا ٹھنڈی ہوا سے درخت جھوم رہے تھے چنبیلی کے پھولوں کی سوندھی سوندھی خوشبوں ہوا کے ساتھ ہر سو پھیل رہی تھی۔ بھورے بال ہوا سے جھوم کر چہرے پر آرہے تھے جسے وہ بار بار کان کے پیچھے کر رہی تھی کالی شال کندھوں کے گرد لپیٹ رکھی تھی رنگ پہلے کی نسبت پیلا لگ رہا تھا سب باہر لان میں ہی بیٹھے تھے۔ نوال موبائل پر مہندی کی تصویریں دکھا رہی تھی جو اس نے شادی کے لیے سیو کی تھی تبھی بختاور خاموشی سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔

"اچھا ہوا تم آگئی ایک کپ کافی تو بنادو"۔ دیان نے دروازے کی آواز پر لیپ ٹاپ پر کام کرتے کرتے ہی کہا لیکن جب جواب نہیں آیا تو سر اٹھایا۔

"ارے بختاور تم۔۔۔۔۔"

"جی میں۔ شکر ہے نظر تو اٹھائی ورنہ ہمیں تو لگا تھا ایسے تکتے تکتے کہیں دم ہی نہ نکل

جائے۔"

"ہاہاہا آؤ بیٹھو۔" دیان نے کمرے میں موجود صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن بختاور بیڈ پر اس کے ساتھ بیٹھ گئی وہ حیران ہوا لیکن کچھ کہا نہیں۔ وہ اس سے آفس اور کام کے متعلق باتیں کرنے لگی جس کا وہ مختصر جواب دے رہا تھا۔

★★★★★★★★★

عالیہ میز کے دوسری طرف بیٹھی تھی ان کی ایک طرف بیٹھے شاہ زلفقار صاحب سے باتوں میں مصروف تھے اور دوسری طرف بی بی جان اور زنیرہ بیگم باتیں کر رہی تھیں داجی کا فون آیا تو وہ اٹھ کر کمرے میں چلے گئے۔ عالیہ بی بی جان کی باتوں کا بھی جواب دے رہی تھی لیکن توجہ وشمہ پر تھی جو تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنی کنپٹی دبا رہی تھی۔ نوال کا فون بجا تو اس نے فوراً کال کاٹی لیکن امل اور وشمہ کال کرنے والے کا نام پڑھ چکی تھیں

"اللہ ہمارے سامنے کیسی معصوم بنی ہوتی ہے اور یہ دیکھو زرا۔" وشمہ نے آہستہ سے بولتے نوال کو گھورا

"نہیں قسم سے کل بات کی تھی اور اب فون آیا ہے اس سے پہلے بات نہیں کی۔"

"نہیں نہیں ہم کیسے مان لیں۔ "امل چیخی تو نوال نے اس کے بازو پر تھپڑ لگایا

"سپیکر بند کرو اپنا۔۔۔۔"

"کب سے چل رہا ہے یہ "امل نے تیکھی نظروں سے اسے گھورا

"سچ میں کل بات ہوئی تھی وہ بھی بس ولیمے کے سوٹ کے لیے رنگ پوچھ رہے تھے

"

"اور ؟؟؟"

"اور بس یہ کہا کہ میں تم سے۔۔"

"اچھا بس امل چھوڑ دیتے ہیں اب پرائیویٹ باتیں کیا سننی۔ "موبائل دوبارہ بجنے لگا تو نوال نے امل اور وشمہ کو دیکھا اس کی شکل دیکھ کر دونوں کی ہنسی چھوٹ گئی

"بہت بد تمیز ہو تم دونوں."

"ہمارا کیا قصور ہے ایسے ڈر رہی ہو جیسے دا.جی نے دیکھ لیا ہو۔"

"دفعہ ہو جاؤ۔ "وہ اٹھ گئی تو وہ دونوں ہنسنے لگیں

"وشمہ دیان تو شام میں ہی آ گیا تھا پھر کہاں ہے؟"

"بی بی جان وہ آفس کے کام میں مصروف ہے۔"

"اچھا اور یہ بختاور بھی کب سے نظر نہیں آ رہی۔" وشمہ نے شال ٹھیک کرتے گردن گھما کر دیکھا پھر بولی

"اپنے کمرے میں ہو گی۔" اس نے آئرہ کو اپنی گود میں لیا

"بھابھی آئرہ کے کپڑے دیکھے آپ نے دیان لایا تھا گل کے ہاتھوں بھیجے تھے میں نے۔"

"نہیں یہ رو رہی تھی اس وقت میں نے ایسے ہی الماری میں رکھ دیے۔"

"اچھا آپ سائز چیک کر لینا۔"

"ٹھیک ہے میں دیکھتی ہوں۔"

"میرب بچے رات بہت ہو گئی ہے سردی بھی بڑھ رہی اس کو اندر لے جاؤ۔"

"جی اچھا۔" وشمہ نے آئرہ میرب کی طرف بڑھا دی اور خود بھی اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا اس کے قدم وہی تھم گئے بختاور نے دیان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا وشمہ نے غصے سے مٹھیاں بھینچی دیان پہلے ہی اچانک بختاور کے ہاتھ رکھنے پر بوکھلایا ہوا تھا اوپر سے سامنے وشمہ کا لال چہرہ دیکھ کر وہ سٹپٹا گیا۔ بختاور نے قدموں کی چاپ سنتے ہی اپنا ہاتھ دیان کے ہاتھ پر جان بوجھ کر رکھا تھا۔

"کیا ہوا بختاور نقاہت محسوس کر رہی ہو جو اپنے بھائی کے سہارے کی ضرورت پڑ گئی۔" وہ غصہ ضبط کرتے ہوئے بولی

"دیان میرا بھائی نہیں ہے۔"

"آئی نو بھائی نہیں ہے پر بھائی جیسا تو ہے نا۔"

"میں چلتی ہوں شب بخیر دیان۔" وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی

"ایک منٹ بختاور" وشمہ کا صبر کا پیمانہ چھلک گیا۔ دیان کو آنکھوں ہی آنکھوں میں گھورتے ہوئے وہ اس کی طرف پلٹی

" بولو "

"تم ایک پڑھی لکھی لڑکی ہو"۔

"کھل کر کہو۔"

"میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ چاہے بہن ہو کزن ہو یا دوست ہو بیڈ روم صرف میاں بیوی کا ہوتا ہے جو کہ ان کا ذاتی ہوتا ہے جس میں کسی باہر والے کی کوئی جگہ نہیں ہوتی سمجھ تو گئی ہو گی اب تم جا سکتی ہو۔" پہلے ہی سر میں درد تھا اور اب تو درد اور شدت اختیار کر چکا تھا بختاور نے غصے سے دیان کو دیکھا اور پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی۔

دیان اٹھ کر اس کے سامنے آیا

"یہ کیا طریقہ تھا وشمہ"

"ایسو کے لیے یہی طریقہ اپنانا پڑتا ہے اور تم مجھے بول رہے ہو تم اسے منع نہیں کر سکتے تھے۔"

"یہی بات آرام سے بھی کی جا سکتی تھی۔"

"نہیں میں ایسے ہی بولوں گی جب جب وہ اپنی لیمٹس کروس کرے گی میں ایسے ہی بولوں گی اور تم بھی غور سے میری بات سن لو مجھے کمرے میں کوئی تیسرا نہیں برداشت۔" غصے سے بول کر اس نے دروازہ کھولا

"کہاں جا رہی ہو؟"

"جہنم میں جا رہی ہوں۔" دیان نے سر پر ہاتھ پھیرا

"کیا کروں میں اس کا غصے میں آپے سے باہر کیوں ہو جاتی ہے یہ کچھ دیر اکیلا چھوڑنے میں ہی بہتری ہے۔"

★★★★★★★★★★

وہ حویلی کے پچھلے حصے میں آ گئی اور جھولے پر بیٹھ گئی سردی میں اضافہ ہو گیا تھا ہلکی ہلکی دھند چاروں طرف چھانے لگی تھی۔

"اس بختاور کو تو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گی." غصہ کسی قیمت پر کم ہونے کو نہیں آ رہا تھا۔ دس منٹ ہی گزرے تھے کہ نظروں کی تپش پر اس نے سر اٹھا کر اپنے کمرے کی بالکنی میں دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا اس نے دائی جانب دیکھا وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

وہ اٹھ کر جانے لگی تبھی کوئی چیز پیچھے گری وہ ڈر کر پلٹی

ایک سفید شرٹ تھی اس نے جھک کر ڈرتے ڈرتے وہ اٹھائی اور اسے سیدھا کیا آنکھیں

حیرت سے پھیل گئی وہ دیان کی شرٹ تھی پورا جسم کانپنے لگا شرٹ پر خون کے دھبے تھے اور لال رنگ سے ہی "Dead" لکھا ہوا تھا اس نے جھٹکے سے شرٹ پھینکی وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن آواز گلے میں ہی دب رہی تھی پورا جسم کانپ رہا تھا وہ بامشکل مڑی ہاتھ گلے پر رکھا اور پوری قوت لگا کر چیخی "دیااااان!!!!" سر چکرا رہا تھا وہ بالکنی کی سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھانے لگی پیچھے آہٹ ہوئی لیکن وہ نہیں پلٹی

"دیاااان" وہ دوبارہ چیخی گال آنسوؤں سے بھیگ رہے تھے دیان ٹیرس پر آیا اور نیچے جھانکا

"وشمہ کیا ہوا؟" اس کی آواز سنتے ہی وہ روتے ہوئے گھٹنوں کے بل گر گئی دیان فوراً نیچے بھاگا

"وشمہ۔۔۔۔" اس نے وشمہ کو سینے سے لگایا وشمہ نے زور سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں بھینچ لی رونا شدت اختیار کر چکا تھا

"وشمہ کیا ہوا ہے؟"

"دیان"

"پلیز زوشمہ ایسے مت رو میرا دل بند ہو جائے گا پلیز چپ کرو مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔۔" اس نے وشمہ کا چہرا تھاما لیکن وہ آنکھیں بند کیے مسلسل روئے جا رہی تھی پھر جھٹکے سے اس کے سینے سے لگ گئ

"چپ بلکل چپ۔۔۔۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے میری وجہ سے رو رہی ہو آئندہ کبھی بختاور میرے پاس بھی نہیں آئے گی آئی پرامس میں بھی کبھی اس کے پاس نہیں جاؤں گا لیکن پلیز چپ کر جاؤ۔۔۔" وہ مسلسل اس کے بال چہرے سے ہٹا کر سر تھپک رہا تھا وشمہ نے سر اٹھایا

"وہ۔۔۔"

"ہاں بتاؤ کیا ہوا ہے"

"وہ وہاں۔۔۔" اس نے پیچھے اشارہ کیا دیان نے پیچھے دیکھا

"کیا ہے وہاں"

"شرٹ۔۔۔ تمہاری شرٹ ہے."

"میری شرٹ اچھا میں دیکھتا ہوں تم چپ کرو۔" وہ اٹھ کر پیچھے گیا چاروں طرف

دیکھا لیکن وہاں کچھ نہیں تھا

"وشمہ وہاں کچھ نہیں ہے" اس نے واپس آ کر وشمہ کو کھڑا کیا

"میں نے دیکھا ہے." وہ جھولے کی طرف گئی

"میں نے دیکھا تھا دیان وہ یہی تھی اس پر خون لگا تھا میں سچ کہہ رہی ہوں۔"

"اچھا اچھا ریلیکس چلو کمرے میں۔" وہ اسے کندھوں سے تھامے اوپر لایا وشمہ نے گردن موڑ کر نیچے دیکھا جہاں دھند اور اندھیرے کے سوا کچھ نہیں تھا پھر وہ دونوں اندر چلے گئے تبھی دھند میں ایک وجود واضح ہوا جس کی آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔۔۔۔۔۔

دیان نے اسے پانی پلا کر گلاس ٹیبل پر رکھا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے۔ ایسے کہ اس کا ٹھنڈا ہاتھ اس کے گرم ہاتھوں میں دب گیا۔

"ریلیکس وشمہ کچھ نہیں ہوا۔۔۔" وشمہ نے اپنی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر دیکھے گئی دیان نے اس کی گال پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔ اس کی آنکھیں رونے کے باعث لال

ہو رہی تھیں دیان کے دل کو کچھ ہوا

"آرام کرو وشمہ تمہاری طبیعت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔" دیان نے اٹھ کر آہستہ سے اسے لٹایا وہ بغیر کچھ کہے لیٹ گئی تو دیان نے کمبل ٹھیک سے اس کے اوپر ڈالا پھر سائڈ لیمپ کی روشنی مدہم کر کے اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گیا وشمہ نے اپنا منہ اس کے سینے میں چھپا دیا دیان آہستہ آہستہ اس کے بال سہلانے لگا۔

★★★★★★★★★

سورج کی روشنی پورے شہر کو روشن کر رہی تھی پہاڑوں پر جمی برف سورج کی کرنوں سے چمک رہی تھی یہ گماں ہوتا تھا جیسے برف پر ہیرے پھینک رکھے ہوں لیکن دیان کا کمرا ابھی بھی اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں سر بھاری ہو رہا تھا جیسے ہی ذہن بیدار ہوا اسے احساس ہوا اس کا سر دیان کے سینے پر ہے اس نے آہستہ سے اپنا سر اٹھایا دیان اسے ہی دیکھ رہا تھا اس نے اپنی نظریں جھکائی اور سر اپنے تکیے پر رکھا اٹھنے کی ابھی ہمت نہیں تھی۔

"اب کیسی طبیعت ہے؟" دیان نے آہستہ سے اس کے بال چہرے سے ہٹائے

"ٹھیک ہوں۔ ٹائم کیا ہو رہا ہے؟"

"گیارہ۔ "

"کیا" وہ جھٹکے سے اٹھی سر چکرایا

"تمہاری تو اہم مٹینگ تھی آج۔۔۔۔۔ "

"کینسل کر دی۔ " وہ عام سے انداز میں بولا وشمہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی

وہ واحد شخص تھا جو اس کے لیے ہر نقصان اٹھا سکتا تھا۔

"تم۔۔۔ تم نے اتنی اہم میٹنگ کینسل کر دی کیوں؟ "

"کیونکہ تم سے بڑھ کر میرے لیے کچھ بھی اہم نہیں ہے۔ طبیعت ٹھیک ہے اب؟

" وہ الماری کھولتے ہوئے پلٹ کر پوچھنے لگا

"ٹھیک ہوں۔ " آہستہ سے کہا

"ڈل لگ رہی ہو ایسا کرو اٹھ کر فریش ہو جاؤ پھر ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔ "

"نہیں میں ٹھیک ہوں، اتنا کام ہے کل کے فنکشن کی تیاری بھی کرنی ہے۔ "

"سب ہو جائے گا تم آرام کرو میں مورے کو کہہ دیتا ہوں وہ ناشتہ کمرے میں

بھجوادیں گیں۔ مجھے ابھی کام سے جانا ہے شام میں جلدی آجاؤں گا۔" وشمہ نے سر ہلا کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی۔

★★★★★★★★★

دروازے پر دستک ہوئی تو آغا خان نے سر اٹھایا

"آؤ عمر۔۔۔"

"آغا جان مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" وہ ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولے

"ہاں کہو" آغا جان نے اخبار میز پر رکھا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے

"آغا جان ایک عرصے سے ناراضگی چلتی آرہی ہے جو غلطی میں نے کی اس کی سزا ہر ایک فرد برداشت کررہا ہے سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ نا میں پلوشہ سے شادی کے لیے انکار کرتا نا آج یہ حالات پیدا ہوتے۔" ان کی آواز بھیگ گئی

"عمر اب کیا چاہتے ہو"

"آغا جان آپ کچھ کریں۔ اسفندار حم کو لینے گیا ہے کہہ رہا تھا دو دن تک آجائے گا ارحم کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا پچھلے مہینے وہ تو شکر ہے زیادہ نقصان نہیں ہوا۔"

"کیا؟"آغا جان کو جھٹکا لگا

"وہ جس تکلیف میں ہے ہم سب جانتے ہیں۔۔۔اس گھر کی پوتی کو کسی نے بھی اب تک نہیں دیکھا۔ آمنہ کی بات ہوئی تھی عالیہ سے وہ بتا رہی تھی میرب کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی کوئی حل نکالیں آغا جان میں اپنے بچوں کو ایسے نہیں دیکھ سکتا وقاص خان سے بات کریں۔"آغا خان سر ہلا کر گہری سوچ میں ڈوب گئے۔

★★★★★★★★★

ہاتھوں میں کاغذ تھامے وہ نم آنکھوں سے اس پر لکھے الفاظ پڑھ رہی تھی۔ لندن میں موجود گھر اس کی پھوپھو نے بکوا دیا تھا کیونکہ وہ دوسرے ملک شفٹ ہو رہی تھی دو ہفتے پہلے ہی انہوں نے پلوشہ کا کچھ سامان جو وہاں تھا میرب کو بھجوایا تھا اپنی ماں کی چیزیں دیکھ کر وہ بہت روئی تھی تبھی پرانی تصویروں میں اسے یہ کاغذ ملا تھا ہفتے سے وہ ہر روز وہ الفاظ پڑھتی اب تو اسے ہر لفظ حفظ ہو گئے تھے۔ دستک پر اس نے فوراً کاغذ تکیے کے نیچے کیا اور آنسو صاف کیے۔

"کیا کر رہی ہیں۔ نوال کے کمرے میں آجاتی ہم سب وہی بیٹھے تھے" وشمہ اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بیڈ پر بیٹھی

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Books|Poems|Interviews

"ابھی سوئی ہے یہ۔" میرب نے آئرہ کا کمبل ٹھیک کیا

"آپ ٹھیک ہیں بھابھی؟"

"ہاں۔ کیوں کیا ہوا ویسے یہ مجھے تم سے پوچھنا چاہیے کہ تمہیں کیا ہوا ہے اتنی کمزور لگنے لگی ہو اور کچھ دنوں سے دیکھ رہی ہوں تم پریشان پریشان اور چپ چپ رہنے لگی ہو۔"

"نہیں نہیں بلکل نہیں میں تو ویسی ہی ہوں جیسے پہلے تھی ہاں البتہ میگی کم کر دی ہے وہ بھی ماما نے کی ہے۔" اس نے منہ بنایا تو میرب ہنسی

"صحیح کیا ہے پھوپھو جان نے۔"

"ہااآپ تو ایسا مت کہیں۔"

"چلیں یہ تو سو رہی ہے آپ آجائیں نوال کے کمرے میں۔۔۔۔ میں دیان کو دیکھ لوں پھر آتی ہوں۔" وہ اٹھ گئی وشمہ چلی گئی تو وہ آئرہ کے گرد کشن رکھ کر اٹھی تبھی نظر وشمہ کے موبائل پر پڑی

"یہی چھوڑ گئی۔" وہ موبائل اٹھا کر اس کے کمرے کی جانب بڑھی۔

★★★★★★★★★

وشمہ تیزی سے اپنے کمرے میں آئی دیان فریش ہو کر واش روم سے نکل رہا تھا بلیک ٹراؤزر پر آسمانی رنگ کی ٹی شرٹ پہنے اس نے دروازے کی طرف دیکھا

"دیان مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" سپاٹ انداز میں کہا

"ہاں کہو"

"داجی سے بات کرو میرب بھابھی کی۔"

"وشمہ میں کیا بات کروں تمہیں داجی کا پتا تو ہے۔"

"دیان تم انہیں صحیح غلط بتاؤ، بتاؤ انہیں کہ وہ غلط کر رہے ہیں۔" ہلکا سا دروازہ کھلا ہوا تھا میرب باہر ہی رک گئی وہ موبائل بعد میں دینے کا سوچ کر پلٹی ہی تھی کہ وشمہ کی بات پر قدم تھم گئے "تمہاری نظر میں جو انہوں نے ارحم لالہ کے ساتھ کیا وہ ٹھیک ہے؟ کسی شوہر کو اتنا مجبور کر دینا کیا صحیح ہے؟ یہ بات داجی جانتے تھے کہ لالہ بھابھی کو کبھی طلاق نہیں دیں گے اس لیے انہوں نے جان کر ان سے سائن لیے۔"

"دیان کیا ایک باپ کو بیٹی سے دور رکھنا ظلم نہیں ہے۔" یہ بولتے اس کی آواز لڑ کھڑا

گئی آنکھیں بھیگ گئی دیان آگے بڑھا

"لالہ داجی کی دھمکی کی وجہ سے کبھی بھابھی کو لینے نہیں آسکیں گے لیکن تم کچھ کرو دیان میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں میں نہیں دیکھ سکتی یہ سب کچھ۔۔۔۔" اس نے اپنے ہاتھ جوڑے جو دیان نے فوراً پکڑ لیے پھر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا تبھی اچانک دروازہ کھلا دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا میرب نم آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی

"تم دیان سے کچھ مت کہو شمہ اب جو بھی کرنا ہے مجھے ہی کرنا ہے۔ مجھے اپنے لیے خود لڑنا ہوگا۔" اس نے موبائل بیڈ پر رکھا اور پلٹ گئی اس کا رخ نیچے لاؤنج میں داجی کی جانب تھا شمہ اور دیان بھی اس کے پیچھے نیچے آئے سب شام کی چائے کے لیے ایک ساتھ بیٹھے تھے۔

"داجی" میرب کی آواز اور انداز پر سب چونکے

"میرب کیا بات ہے؟"

"آپ نے ارحم کو کیا کہا ہے؟" وہ کھڑے ہوئے باقی سب بھی ساتھ ہی کھڑے

ہو گئے عالیہ نے پہلے شاہ کی طرف پھر وشمہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا

"میرب۔۔۔"

"میں پوچھ رہی ہوں داجی آپ نے ارحم کو کیا بول کر مجھ سے دور کیا ہے" اب کی بار آواز اونچی ہوئی۔ بختاور بھی پیچھے ہی امل اور نوال کے ساتھ کھڑی تھی

"یہی کہ جب اس نے تم سے یا آئرہ سے ملنے کی کوشش کی تمہاری قانونی طور پر علیحدگی کروا دوں گا۔"

"کس حق سے آپ نے ارحم سے یہ سب بولا ہے آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ آپ ہماری زندگیوں کا فیصلہ کریں میں اتنے دن چپ رہی صرف اس لیے کہ میں دل سے آپ کی عزت کرتی ہوں اگر مجھے پتا ہوتا کہ آپ نے ارحم کو اتنا مجبور کر دیا ہے ان کو اتنی تکلیف میں رکھا ہے تو میں ایک دن بھی اس حویلی میں نہ رہتی میرے لیے ارحم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔"

"میرب یہ تم کیسے بات کر رہی ہو۔ نانا ہوں میں تمہارا۔" اب کی بار وہ غصے سے بولے

"نہیں ہیں آپ میرے نانا کوئی رشتہ نہیں ہے آپ کا مجھ سے۔ ایک دن بھی آپ نے

میرا حال پوچھا، میرے کمرے میں جھانک کر دیکھا کہ میں کیسی ہوں آپ نے تو پہلی بار دیکھ کر بھی مجھے اپنے سینے سے نہیں لگایا آئے اور بس اپنا فیصلہ سنا دیا آپ نے ایک بار بھی آئرہ کو اپنی گود میں لیا، دیکھا اسے کہ وہ کیسی ہے؟ آپ اتنے سنگ دل کیسے ہو سکتے ہیں داجی۔۔۔ آپ بھی تو ایک بیٹی کے باپ تھے کیا بیٹی کی جدائی بھی دل نہیں دکھاتی۔۔۔۔ داجی کی آنکھوں کے آگے دھند آئی دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبا دیا۔۔۔ سب کی آنکھیں نم تھیں "کیسے دکھے گا آپ کا دل، آپ تو وہ ہیں جس نے پلٹ کر بیٹی کو پوچھا بھی نہیں کہ ساتھ سمندر پار وہ کیسی ہے۔۔۔ آپ نے وشمہ کو شاہ ماموں سے دور رکھا۔ آپ اب آئرہ کو ارحم سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ظلم ہے یہ غلط ہے داجی خدا کے لیے رحم کریں مجھ پر میرا ارحم کے سوا کوئی نہیں ہے میں بِن ماں باپ کی بچی ہوں۔۔۔۔ ارحم میرے سب کچھ ہیں" اس نے سسکتے ہوئے ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیے پھر اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی اس کی آخری بات سنتے ہی داجی کی آنکھ سے آنسو بہا وہ وہی صوفے پر ڈھے گئے کسی نے آئینہ سامنے رکھ دیا تھا

"دیکھو وقاص خان دیکھو تمہارے اپنے اتنی تکلیف میں ہیں اور ان کی تکلیف کی وجہ صرف تم ہو ان کے لب ہلکے سے ہلے۔۔۔ پلوشہ۔۔۔ آنکھوں کے سامنے پلوشہ کا

مسکراتا چہرا آیا اس کے ہاتھوں میں کھنکتی چوڑیاں۔۔۔۔ وقاص خان تم تو وہ ہو جو بیٹی کے آخری سفر پے بھی اس کے پاس نہیں تھے۔۔۔۔ ایسا ہوتا ہے باپ جو اپنی اولاد کو تکلیف دیتا ہے۔۔۔۔۔۔ انہوں نے خالی خالی نظروں سے شاہ کی طرف دیکھا جو وشمہ کو گلے لگائے کھڑے تھے دل کا بوجھ بڑھتا جا رہا تھا۔

میرب کمرے میں آتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تکیے کے نیچے سے کاغذ نکالا اور اسے چومنے لگی

"آئی مس یو ماما آپ کیوں مجھے چھوڑ گئیں پلیز واپس آجائیں مجھے گلے سے لگا لیں آپ کی میرب بہت اکیلی ہو گئی ہے ماما پلیز آجائیں پاپا پلیز آجائیں۔" وہ لگاتار روتے ہوئے بول رہی تھی اب اس کے ساتھ آئرہ کا رونا بھی شامل تھا

گہری ہوتی رات ہر سو چھا رہی تھی کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا کوئی چلتا ہوا آیا اور بیڈ پر لیٹی روتی ہوئی آئرہ کو اٹھایا گود میں اٹھانے سے وہ چپ ہو گئی تھی میرب نیچے بیڈ کے ساتھ منہ گھٹنوں میں چھپائے بیٹھی تھی "یہ تو اپنے باپ پر گئی ہے۔" آواز پر میرب نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور کھڑی ہوئی داجی آئرہ کو اٹھائے بیڈ پر بیٹھے تھے آئرہ رونا بھول کر اب اپنے ہاتھوں سے کھیل رہی تھی داجی نے سر اٹھا کر میرب کی طرف دیکھا وہ

حیرت سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو۔" وہ آہستہ سے ان کے پاس آ کر بیٹھ گئی، داجی نے آئرہ کو بیڈ پر لٹا کر میرب کے ہاتھ سے کاغذ پکڑا اور پڑھنے لگے وہ پلوشہ کی لکھائی تھی اتنی سالوں بعد بھی وہ پہچان گئے تھے۔

"آغا جان میں آپ سے ناراض ہوں لیکن آپ کون سا مجھے منائیں گے میری شادی کو اتنے سال ہونے کو آئے میں نے ان سالوں میں صرف تین دفعہ آپ سے بات کی وہ بھی صرف چند منٹوں کے لیے آپ کو تب بھی پتا نہیں چلا کہ میں آپ سے ناراض ہوں آپ نے ایک بار بھی میرب کے بارے میں نہیں پوچھا وہ کیسی ہے کس پر گئی ہے وہ مجھ پر گئی ہے داجی میں آپ کو بہت یاد کرتی ہوں آپ شاہ لالہ کے ساتھ بہت غلط کر رہے ہیں داجی قسمت تو اللہ لکھتے ہیں نہ آپ خود سوچیں اگر میری عمر سے شادی ہو جاتی تو کیا میں خوش رہ سکتی عمر کے دل میں تو کوئی اور تھی جب کہ اللہ نے تو مجھے اسے سونپنا تھا جس کے دل میں صرف میں ہوں داجی میں بہت خوش ہوں مجھے اتنی محبت کرنے والا شوہر ملا ہے میری زندگی بہت اچھی گزر رہی ہے پھر کیوں شاہ لالہ اور عالیہ کے ساتھ یہ ظلم۔۔۔۔۔۔۔ میں نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی کیونکہ پہلے میں

آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں مجھے پتا چلا ہے شاہ لالہ کی بیٹی بھی ہے میرب جتنی ہی ہے حویلی میں کسی کو اس بات کا علم نہیں ہے دا.جی ایسا مت کریں اس بچی کا سوچیں پوتی ہے وہ آپ کی میں تب تک آپ سے ناراض رہوں گی جب تک آپ دل سے عالیہ کو اور اس کی بیٹی کو حویلی واپس نہیں لے آتے اور میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" الفاظ آدھورے رہ گئے باتیں ادھوری رہ گئی سفر ختم ہو گیا ایسا ہی تو ہوتا ہے پتا بھی نہیں چلتا اور زندگی کا سفر ختم ہو جاتا ہے کاغذ ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا جسے میرب نے اٹھا لیا۔ دا.جی کے گال آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے "اتنی جلدی کیوں مجھے چھوڑ گئی پلوشہ۔" انہوں نے میرب کو اپنے ساتھ لگایا تو وہ رونے لگی

"میری بچی مجھے معاف کر دو مجھے معاف کر دو۔۔۔" کچھ دیر بعد وہ ان سے الگ ہوئی تو دا.جی بولے

"اپنا سامان باندھ لو۔" میرب نے سر اٹھایا

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو ارحم کے پاس نہیں جانا۔" میرب کی آنکھوں میں پہلے حیرت ابھری پھر وہ دا.جی کے گلے لگ گئی

"میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں دا.جی مجھے معاف کر دیں میں نے آپ سے بہت

بدتمیزی سے بات کی۔۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دیں."

"اگر آج تم مجھے نا جھنجوڑتی تو میرا ضمیر کبھی نا جاگتا۔ مجھے کبھی معلوم ہی نہیں ہوتا کہ میں کتنا غلط کر رہا ہوں بیٹا کبھی اپنے آپ کو اکیلا مت سمجھنا تمہارا نانا ابھی زندہ ہے یہ تمہارا گھر ہے تم بلکل اکیلی نہیں ہو........" وشمہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے کھڑی تھی گال بھیگ رہے تھے دیان نے ہلکے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے آنکھیں کھول لیں

"اب سب ٹھیک ہو گیا ہے." وشمہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔

★★★★★★★★★★

آغا خان حویلی میں اس وقت رات کا کھانا چل رہا تھا۔

"آغا جان میں وشا آپی سے ملنے چلی جاؤں کل"

"ہم وہاں نہیں جا سکتے رمشاء۔"

"کیوں بابا میں نے تو کوئی لڑائی نہیں کی ہوئی ان سے پھر میں کیوں نہیں جا سکتی مجھے وشا

آپی بہت یاد آ رہی ہیں۔" آغا جان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

"رمشاء نیا سمسٹر شروع ہونے والا ہے نا اس پر توجہ دو۔" عمر خان سنجیدگی سے بولے تو

وہ چپ ہو گئی

"وشمہ کو ادھر بلا لیتے ہیں۔" آمنہ بیگم نے کہا

"وقاص کبھی نہیں آنے دے گا۔" بی جی نے افسوس سے کہا

"مجھے ویسے بھی اس سے بات کرنی ہے." آغا جان کچھ سوچتے ہوئے بولے

"آغا جان" عقیل نے دروازے پر رک کر آواز دی

"ہاں بولو عقیل۔"

"وقاص خان آئیں ہیں۔"

"کیا" آغا خان اپنی کرسی سے اٹھے باقی سب بھی ساتھ ہی کھڑے ہو گئے

"اندر لے آؤ۔" آغا خان بول کر لاؤنج کی جانب بڑھ گئے

داجی، شاہ اور عالیہ کے ساتھ وشمہ اور میرب کو دیکھ کر سب کی آنکھیں چمکی

"اسلام علیکم آغا جان۔" وشمہ بھاگ کر آغا خان کے گلے لگ گئی

"کیسی ہے میری جان." آمنہ بیگم میرب کی جانب بڑھنے لگی لیکن دا جی کو دیکھ کر رک گئیں میرب نے دا جی کی طرف دیکھا تو انہوں نے اس کو آگے جانے کا اشارہ کیا بس پھر کیا تھا وہ آمنہ بیگم کے گلے لگ گئی آئرہ کسمسائی

"لاؤ میرب دیکھاؤ تو کیسی ہے میری پوتی." انہوں نے نم آنکھوں سے آئرہ کو اٹھایا اور اس کا چہرہ دیکھا وہ بھی پوری آنکھیں کھولے انہیں دیکھ رہی تھی

"میری بچی میرے ارحم کی بیٹی." انہوں نے آئرہ کو شفقت سے چوما باری باری سب نے اس کو اٹھا کر پیار کیا۔ آغا خان نے شاہ اور وقاص خان کو بیٹھنے کا کہا تو وہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئے آمنہ بیگم نازو کو چائے کا کہنے چلی گئی جبکہ رمشاء آئرہ کو اٹھا کر وشمہ کے ساتھ اوپر چلی گئی دونوں طرف باتوں کو ترتیب ہی دیا جا رہا تھا لیکن لب جامد تھے۔ آخر شاہ نے گلا کھنکارا تو دا جی نے نظر اٹھا کر پہلے شاہ کو دیکھا پھر آغا خان کو جو لب بھینچے پہل کرنے کی سوچ رہے تھے۔

" میں یہ کہنا چاہتا۔۔۔" یہ الفاظ دونوں کی زبان سے بیک وقت ادا ہوئے۔ آغا خان مسکرائے تو وقاص خان نے بھی مسکرا کر انکی طرف دیکھا۔ برسوں بعد دونوں دوست

ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے تھے

"وقاص اتنے سالوں کی چلتی ناراضگی کو اب ختم کر دینا چاہیے۔ انا اور اکڑ میں نقصان صرف ہمارے بچو کا ہو رہا ہے جو ہو چکا ہے وہ اب بدلہ نہیں جا سکتا میں مانتا ہوں عمر نے غلط کیا میں نے معافی بھی مانگی لیکن پھر بھی عالیہ نے بے گناہ ہوتے ہوئے بھی سزا بھگتی اب بس کر دینا چاہیے میری نواسی تمہاری گھر کی بہو ہے تمہاری نواسی میرے گھر کی بہو ہے ان رشتوں کو مضبوط بنانے کے لیے ہمیں ان ناراضگیوں کو ختم کر دینا چاہیے۔" آغا جان نہایت تحمل اور بردباری سے کہہ رہے تھے

Novel | Afsanay | Articles | Books | Poetry | Interviews

"ٹھیک کہہ رہے ہو آغا آج میری آنکھیں کھل گئی ہیں آج مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ میں بہت غلط کر چکا ہوں اپنے بچوں کے ساتھ۔ اپنی انا میں، میں بہت کچھ گنوا چکا ہوں میری بیٹی مجھ سے ناراض ہو کر اس دنیا سے چلی گئی اپنی پوتی کو باپ سے دور رکھا۔ میں سب کا گنہگار ہوں سب سے بڑھ کر شاہ اور عالیہ کا۔" دا جی کی آواز بھیگ گئی شاہ نے ان کا ہاتھ دبایا عالیہ کی آنکھیں بھی نم ہو گئی

"آغا تم ارحم کو بلاؤ۔" دا جی نے سامنے دیوار پر لگی ارحم اور آغا خان کی تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ یہاں نہیں ہے وہ اسلام آباد چلا گیا تھا۔" میرب نے چونک کر سر اٹھایا "اسفند اسے لینے گیا ہے کل تک آجائے گا" عمر خان نے بتایا

"ارحم کی امانت میں آپ لوگوں کے حوالے کرتا ہوں۔" داجی اٹھ کر میرب کے پاس آئے "مجھے کہنے کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن پھر بھی میری نواسی کا بہت خیال رکھنا۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"بے فکر رہو میرب بہو نہیں بیٹی ہے میری۔" آغا خان نے آگے بڑھ کر وقاص خان کو گلے لگایا عمر خان بھی معافی مانگ کر داجی اور شاہ سے گلے ملے پرانے یار جن کی یاری کی مثال دی جاتی تھی پھر سے ایک ہو گئے تھے وشمہ جو رمشاء کے ساتھ نیچے آرہی تھی نم آنکھوں سے مسکرائی اور دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ سب ناراضگیاں سب رنجشیں، تکلیفیں ختم ہو گئی ہیں لیکن کون جانے آگے کیا ہونے والا ہے تقدیر دور سے مسکرا کر ان کو دیکھ رہی تھی کے یہ کیا جانے آگے کیا ہونے والا ہے خوشیوں کو دوبارہ کیسے نظر لگنی ہے اور کیا یہ نظر اتر جاے گی یا خوشیاں ہمیشہ کے لئے روٹھ جائینگی۔۔۔۔۔۔

"کل نوال کی شادی کی تقریبات شروع ہو رہی ہیں تو آپ سب ضرور آیئے گا۔"

NEW ERA MAGAZINE .COM Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interview

"ضرور ان شاءاللہ۔ "

"میں رمشاء کو ساتھ لے جاؤں؟" وشمہ نے آغاجان کی طرف دیکھ کر پوچھا

"کل نوال کا مایوں اور ڈھولکی ہے ہم سب بہت مزا کریں گے پلیز زز ممانی جان رمشاء کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ "

"نہیں وشا آپی۔" رمشاء ہچکچائی

"آجاؤ بیٹا سب لڑکیاں ہو گیں تو حویلی میں رونق لگ جائے گی۔" دا.جی نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ مان گئی پھر سب سے الوداعی کلمات کہہ کر وہ میرب کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی اور جھک کر آئرہ کو پیار کیا

"آغاجان آپ کل آئیں گے نا۔" وشمہ آغاجان کے سینے پر سر رکھے پوچھ رہی تھی

"ان شاءاللہ ضرور۔ "

"اوکے میں آپ کا انتظار کروں گی۔" رمشاء اپنا سامان لے آئی تو وہ باہر کی جانب بڑھ گئے۔

★★★★★★★★★★

وہ پانی کا جگ لے کر کمرے میں آئی دیان سونے کے لیے لیٹ چکا تھا۔ وشمہ نے کمرے کی روشنی مدہم کر دی اور خود شیشے کے سامنے آکر بال باندھنے لگی۔ اب وہ ہاتھوں میں کریم لگا رہی تھی تبھی اسے باتوں کی آواز آئی

"اس نے بالکنی میں دیکھا جہاں اندھیرا تھا وہ باہر آ گئ

"اتنی رات کو کون یہاں بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔" اس نے گردن جھکا کر نیچا دیکھا پھر جھٹکے سے پیچھے ہوئی

"یہ دونوں اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں۔" وشمہ نے بات پر غور کرنا چاہا

"میری گل بہار۔۔۔" وشمہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی روکنی چاہی۔ دیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"ششش چپ۔۔۔" اس نے دیان کو چپ رہنے کا اشارہ کیا

"میں سمندر ہوں اور تم میرا ساحل۔۔۔۔" بس اب ہنسی روکنا مشکل ہو گیا تھا وہ منہ پر ہاتھ رکھتی کمرے میں آ گئ اور بس اس کی نان اسٹاپ ہنسی شروع ہو گئ۔۔۔ دیان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا

"بس وشمہ۔" دیان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے سیدھا کیا

"یہ بہت بری بات ہے تمہیں ایسے ان کی باتیں نہیں سننی چاہیے تھی۔"

"میں نے کہاں سنی اور ویسے بھی پوری حویلی چھوڑ کر دونوں کو یہی جگہ ملی تھی پیار بھری باتیں کرنے کے لیے۔" وہ پھر ہنسنے لگی

"اچھا بس سو جاؤ۔" وہ دونوں آ کر لیٹ گئے دیان نے لائٹ بند کر دی ابھی ایک منٹ ہی گزرا تھا کہ وشمہ دوبارہ ہنسنے لگی "میں سمندر ہوں اور تم میرا ساحل۔" وہ ہنستے ہنستے دیان کا ہاتھ پکڑ کر بولی تو دیان بھی ہنس دیا۔

★★★★★★★★★

آج نوال کی مایوں تھا وقاص خان حویلی کا گوشہ گوشہ نور بنا ہوا تھا۔ خوبصورت روشنیوں سے درودیوار سج چکے تھے۔ اس کے علاوہ لان میں لگے درختوں اور پودوں کی شاخوں پر بھی سجاوٹ کی گئی تھی۔ حویلی کے اندر چاروں سو گلاب، چنبیلی اور موتیے کے پھولوں کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔ سمندر خان کیمرہ پکڑے پوری حویلی کی تصویریں اور ویڈیو بنا رہا تھا ڈھولک اور تالیوں کی گونج میں قہقے بکھر رہے تھے امل کے ساتھ مل کر نوال کو تیار کر کے وشمہ کچھ دیر پہلے ہی رمشاء کے کمرے میں آئی تھی اس

نے پستے رنگ کا سوٹ زیب تن کر رکھا تھا جس پر نفاست سے تِلے کا کام کیا گیا تھا یہ سوٹ زنیرہ بی بی نے پسند کیا تھا اس نے جلدی سے بال بنا کر ڈوپٹہ کندھے پر رکھا ہلکے سے میک نے اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے تھے۔

"رمی میں نے ڈریسنگ میں اپنا جیولری سیٹ رکھا ہے پلیز پکڑانا۔" وہ چوڑیاں پہنتے ہوئے بولی

"ایک منٹ وشا آپی میں دیکھتی ہوں۔" وہ ڈریسنگ روم سے ہی بولی

تبھی دروازہ کھلا تو وشمہ پلٹی سامنے کف کہنیوں تک موڑے بال ہلکے سے بکھرے ہوئے، پریشانی کی حالت میں دیان کھڑا تھا۔

"شکر ہے ملی تو۔" وہ اس کے پاس آیا

"کب سے ڈھونڈتا پھر رہا ہوں ایسے بھی کوئی کرتا ہے بھلا اپنے شوہر کو ہی بھول گئی۔"

"کیا ہوا ہے میں اپنا سامان ادھر لے آئی تھی تاکہ رمشاء کے ساتھ مل کر تیار ہو جاؤں۔ ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئے مہمان آ گئے ہوئے ہیں۔" وہ بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولی دیان نے مسکرا کر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا "بہت پیاری

لگ رہی ہو۔" وشمہ نے اسے گھور کر آنکھوں سے پیچھے اشارہ کیا تو وہ نا سمجھی سے پلٹا دوسرے ہی لمحے وہ سیدھا ہوا اور بالوں میں ہاتھ پھیرا

"میں تیار ہو کر آتا ہوں." کہتے ہی وہ کمرے سے باہر نکل گیا رمشاء مسکراتے ہوئے وشمہ کے پاس آئی

"پرفیکٹ کپل ماشاءاللہ۔" وشمہ نے مسکرا کر اسے دیکھا

"ایک بات تو بتائیں وشا آپی۔" دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے شور کمرے میں آ رہا تھا

"پوچھو"

"آپ کی اور دیان لالہ کی لو میرج ہے نا" وشمہ چونکی پھر مسکرائی

"تمہیں ایسا کیوں لگا۔"

"ارینج تو نہیں لگتی تو کیا محبت نہیں ہے۔" ڈھولک کی آواز اونچی ہو گئی تھی

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔"

"مجھے سب بتائیں وشا آپی کیسے ہوئی پھر آپ کی شادی۔ میں تو بس انجوائے کرنے میں تھی چلیں جلدی جلدی بتائیں۔ "

"دیان اور میری ملاقات جنگل میں ہوئی تھی۔"

"جنگل میں؟"

"افف رمی یہ بہت لمبی کہانی ہے."

"مجھے بتائیں پلیز ز۔۔۔۔۔ اچھا شارٹ کر کے بتائیں"

اچھا اچھا تو سنو مجھے نہیں پتا تھا کہ دیان میرا کزن ہے۔ حویلی میں جو کچھ ہوا تم جانتی ہی ہو، میرب بھابھی ارحم لالہ کا الگ ہونا اور باقی سب بھی۔۔۔۔۔ انہی دنوں ماما نے دیان کے رشتے کی بات مجھ سے کی میں نے ہاں کہہ دیا کیونکہ دیان بہت اچھا لڑکا تھا دوسری طرف مجھے دا جی پر شدید غصہ تھا کہ انہوں نے اپنی انا اور غرور میں اتنے لوگوں کی زندگیاں خراب کی ہیں انہوں نے مجھے بابا سے دور کیا پھر میں حویلی آگئی اور مجھے پتا چلا کہ دا جی کی جان دیان میں ہے اور دیان کی مجھ میں دا جی یہ شادی نہیں کرنا چاہتے تھے انہوں نے مجھے چیلنج کیا تب تک میں اس شادی کے لیے تیار تھی دل سے بغیر کسی وجہ کہ تائی جان، بی بی جان سب کی آنکھوں میں اتنی محبت دیکھی تھی میں نے تب پہلی بار میں نے دا جی کو چیلنج کیا کہ دیکھتے ہیں آپ کی نفرت جیتے گی یا میری محبت، محبت کا اعتراف تب پہلی بار ہوا تھا یہ میں بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔۔۔۔"وہ بول رہی تھی

اور رمشاء اس کی باتوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔

★★★★★★★★★

رسم ادا ہو گئی تو کھانے کا دور چلا وشمہ باقی لڑکیوں کے ساتھ نوال کو کمرے میں لے آئی۔

"میں گل کو کہہ کر تم تینوں کا کھانا کمرے میں بھجواتی ہوں۔" وہ کہہ کر مڑنے ہی لگی تھی کہ رمشاء نے روکا

"وشا آپی پلیز بھابھی سے کہنا آئزہ کا فیڈر بھی بھیج دیں۔" وہ آئزہ کو گود میں اٹھائے سلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ نوال واش روم میں منہ دھونے چلی گئی جبکہ امل بالوں کو جوڑے میں قید کر کے ریلیکس ہو کر بیٹھ گئی

"اچھا میں کہتی ہوں۔"

نیچے آ کر اس نے گل کو کھانے کا کہا اور خود چائے بنانے لگی

"وشا" دیان اس کو آوازیں دیتا کچن میں آ گیا

"میں چائے بنا رہی ہوں۔۔۔۔بنا رہی ہوں۔۔۔۔۔بنا رہی ہوں۔۔۔۔"مہرون

کرتے کے ساتھ کالی شلوار پہنے کف ہمیشہ کی طرح کہنیوں تک موڑ رکھے تھے دائیں ہاتھ میں قیمتی گھڑی پہنے وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔ گل کھانا لیے کچن سے نکل گئی

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں یہی کہنے آ رہا تھا۔" اس نے ہاتھ سینے پر باندھ کر شیلف کے ساتھ ٹیک لگائی

"بس مجھے پتا تھا۔" اس نے دیان کا ایک گال کھینچا پھر کپ لینے دوسری جانب بڑھ گئی

"تم نے مجھے بتایا ہی نہیں کیسا لگ رہا ہوں۔"

"ہاں ویسے آج تعریف بنتی ہے۔ پیارے لگ رہے ہو۔"

"ہاں ہاں مجھے پتا ہے۔" وہ ایک ادا سے بولتا اپنا کالر جھاڑنے لگا۔ وشمہ نے گھور کر اسے دیکھا

"یہ پکڑو اپنی چائے اور جاؤ یہاں سے۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولی

"کھانا کھا لیا ہے؟"

"نہیں بعد میں کھالوں گی۔"

"پہلے کھانا کھاؤ صبح سے کاموں میں لگی ہوئی ہو۔"

"اچھا نا کھالوں گی چلو باہر۔" وہ جانے لگی تو دیان نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا پھر کچھ یاد آنے پر بولا

"میں بھول ہی گیا."

"کیا؟"

"ایک چیز لا یا تھا تمہارے لیے کمرے میں چلو."

"تم چائے پی لو پھر آتی ہوں ابھی تھوڑا سا کام ہے۔"

"جلدی آنا۔"

"اچھا تم چلو میں آتی ہوں۔"

"مہندی لگوانا لازمی۔" دیان نے اس کے ہاتھ لبوں سے لگائے

"اچھاااا ٹھیک ہے اب تم جاؤ۔" وشمہ کچن سے نکل کر عالیہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ باہر بیٹھی بختاور نے پہلے اسے دیکھا پھر نظر اٹھا کر اوپر جاتے دیان کو

"کام ہو گیا میرا" میسج سینڈ کیا

"ہاں" جواب آیا اور ساتھ میں ایک اوڈیو بھی آئی۔ وشمہ کمرے میں آئی تو عالیہ الماری میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی

"وشہ نوال کا بارات کا سیٹ کہاں رکھا تھا."

"وہ میں نے تائی جان کو دے دیا تھا۔"

"اچھا" وہ الماری بند کر کے پلٹی

"کیا ہوا کوئی بات ہے کھانا کھایا؟"

"نہیں بعد میں کھاؤں گی آپ سب نے کھالیا۔"

"ہاں تم بھی کھالو میں مہمانوں کو دیکھتی ہوں۔ نوال اور باقی بچیوں کو بھی کہو؟"

"میں نے گل کے ہاتھوں کھانا بھجوادیا تھا۔ مورے مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔"

"ہاں چندا بولو۔"

"کل میرے ساتھ ہاسپٹل چلیں گی مجھے اپنی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔" عالیہ فکر مند ہوئی

"کیا ہوا ہے؟"

"اوہو کچھ نہیں بس آپ چلنا."

"ٹھیک ہے کل صبح چلیں گے" انہوں نے اس کے سر پر پیار کیا

"میں دیان کی بات سن کر آتی ہوں۔"

★★★★★★★★★★

وہ موبائل استعمال کرتے ہوئے چائے کے گھونٹ لے رہا تھا تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجاؤ" اجازت ملنے پر بختاور اندر آئی

"تم۔۔" بختاور کو دیکھتے ہی وہ کھڑا ہوا

"ہاں میں۔ کیا نہیں آسکتی"

"نہیں آؤ۔"

"سیدھا سیدھا کہو وشمہ کا ڈر ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے تم بتاؤ کوئی کام تھا؟"

"ہاں"

"بولو"

"میں نے پوچھنا تھا کہ تم نے وشمہ سے شادی کیوں کی۔"

"کیا۔۔۔"

"جیسا کہ سب کہتے ہیں اور نظر بھی آتا ہے کہ تم وشمہ سے کتنی محبت کرتے ہو۔۔۔"

"بختاور ان فضول سوالوں کا کیا مطلب ہے۔"

"کیا وشمہ تم سے محبت کرتی ہے؟"

"بختاور یہ ہمارا پرسنل میٹر ہے میں اپنی اور وشمہ کی باتیں کھلے عام کرنا پسند نہیں کرتا۔"

"وشمہ کو تم سے محبت نہیں ہے دیان وشمہ نے شادی صرف بدلے کے لیے کی ہے۔ دا جی سے بدلے کے لیے تا کہ تمہیں ان کے سامنے لا سکے تمہاری ذریعے وہ ان سے بدلہ لینا چاہتی تھی" دیان نے غصے سے مٹھیاں بھینچی

"بکواس بند کرو بختاور اور جاؤ یہاں سے۔" وہ غصہ ضبط کرتے ہوئے بولا

"یہی سچ ہے دیان میری بات کا یقین نہیں ہے تو خود سن لو۔" ریکارڈنگ دیان کو بھیج کر وہ کمرے سے مسکراتے ہوئے نکل گئی اور آہستہ سے دروازہ بند کیا

جب رمشاء اور وشمہ آپس میں باتیں کر رہی تھیں تب بختاور باہر ان کی باتیں سن رہی تھی اور اس کے خرافاتی دماغ نے فوراً منصوبہ بنا لیا تھا۔

دیان نے پلے بٹن دبایا تو وشمہ کی آواز کمرے میں گونجی

"نہیں مجھے دیان سے محبت نہیں تھی۔۔۔۔۔ان سب میں تو میں ابھی پڑنا ہی نہیں چاہتی تھی (دیان کا سانس رکا) مجھے لالہ اور بھابھی کو ملانا تھا خاندان کی فضول سی دشمنی کی وجہ سے لالہ کی زندگی خراب ہو رہی تھی میں کیسے ہونے دیتی۔(ریکارڈنگ ہلکی اٹکی) اپنا دماغ چلایا میں نے

وہ کیسے؟ رمشاء کی آواز آئی

"داجی نے مجھے ہاسپٹل میں تھپڑ مارا تھا لالہ کو سائن کرنے پر مجبور کیا میں داجی سے بدلہ لینا چاہتی تھی (آواز اٹکی) داجی نے مجھے چیلنج کیا کہ ان کا پوتا کبھی انکے خلاف نہیں

جائے گا لیکن دیان گیا اس نے مجھ سے شادی کی دا جی اس شادی کے خلاف تھے لیکن پھر بھی میں دیان کی زندگی میں شامل ہوئی اس حویلی کی بہو بنی میں۔۔۔۔ "ریکارڈنگ اٹک کر چل رہی تھے آگے سنے بغیر دیان نے ریکارڈنگ روک دی دماغ سائیں سائیں کرنے لگا آنکھیں لال ہو رہی تھیں وشمہ کا روکھا انداز سامنے آنے لگا "ہونہہ تم سے نہیں ہو گا دیان چھوڑ دو۔۔۔۔ تمہیں نظر کیوں نہیں آ رہا کہ دا جی جو کر رہے ہیں وہ غلط ہے۔۔۔۔ مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے دور رہو مجھ سے۔۔۔۔۔ تم بھی تو اسی حویلی کے فرد ہو میں کیسے مان لوں دادا اتنے ظلم کرے اور پوتے کو علم بھی نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔ بات کرو دا جی سے۔۔۔۔ دیان مجھے ارحم لالہ بہت عزیز ہیں۔۔۔۔ اب تم دیکھنا میں کیا کرتی ہوں" دیان سر تھام کر بیڈ پر ڈھے سا گیا

انسان کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس کو جس کے خلاف کیا جاتا ہے وہ با آسانی ہو جاتا ہے وہ اس انسان کی ہر بات کو منفی جانب لے جاتا ہے پھر اسے اپنے اعتبار اور محبت کے وعدے یاد نہیں رہتے یاد رہتا ہے تو بس اتنا کہ ''مجھے دھوکہ ملا ہے'' دیان نے اس بات پر توجہ نہیں دی کہ ریکارڈنگ رک رک کر چل رہی تھی ایسا اس لیے تھا کیونکہ بختاور نے ریکارڈنگ ایڈیٹ کروائی تھی۔

★★★★★★★★★

اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا

"سوری مورے کے پاس چلی گئی تھی جلدی سے دو کیا دینا ہے۔" سائڈ ٹیبل پر پڑے گجرے وہ دیکھ چکی تھی ہلکی سی مسکراہٹ نے ہونٹوں کو چھوا دیان کی دروازے کی طرف پشت تھی وہ چلتی ہوئی اس کے سامنے آئی

"دیان دونا۔" اس نے ہاتھ آگے کیا تو دیان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا وشمہ کو کچھ ٹھٹھکا کچھ غلط ہونے کا احساس۔۔۔۔۔۔۔۔دیان کی آنکھوں میں اس قدر سنجیدگی دیکھ کر اس کا دل کانپا

"کیا ہوا ہے؟" وہ کھڑا ہوا پھر جھک کر ٹیبل پر پڑے گجرے اٹھا کر سامنے دیوار پر مارے وشمہ ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوئی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں دیان نے کندھوں سے تھام کر اسے قریب کیا آنکھیں غم اور غصے سے لال ہو رہی تھیں گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وشمہ نے درد سے کراہتے ہوئے اس کا ہاتھ ہٹھانا چاہا

"دیان۔۔۔۔۔"

"کیوں کیا تم نے ایسا وشمہ۔" وہ دھاڑا

"کیا ہوا ہے؟" وشمہ کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا

"محبت کی تھی تم سے میں نے وشمہ کیا کمی دیکھی تھی میرے پیار میں جو اس طرح مجھے سب کے سامنے زلیل کیا میری محبت کا مذاق بنایا۔۔۔۔۔"

"کیا کہہ رہے ہو دیان مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔" دیان کا ایسا روپ دیکھ کر وہ ڈر گئی تھی وہ تو اس پر محبت ہی نچھاور کرتا آیا تھا اور اب۔۔۔۔

"رکو ابھی سمجھ آ جائے گا۔" اس نے موبائل اٹھا کر ریکارڈنگ چلائی جوں جوں ریکارڈنگ چلتی جا رہی تھی وشمہ کا رنگ اڑتا جا رہا تھا

"نہیں یہ۔۔۔ یہ سچ نہیں ہے۔۔۔۔" حلق میں آنسوؤں کا پھندا سا لگ گیا آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں

"بہت بے وقوف بنا لیا مجھے اب نہیں۔۔۔۔۔۔۔ اپنے انتقام میں تم اس حد تک گر جاؤ گی میں نے کبھی نہیں سوچا تھا" اس کی آواز میں دکھ تھا تکلیف تھی

"دیان میری بات سنو۔۔۔۔" وشمہ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا

"ایسا کچھ نہیں ہے میں نے کوئی بدلے کے لیے شادی نہیں کی تم میری بات سنو میں

سب بتاتی ہوں۔"

"مجھے کچھ نہیں سننا" اس نے جھٹکے سے اپنے ہاتھ کھینچے

"میری محبت کو اتنا بے مول نا کرتی وشمہ مجھے استعمال نہ کرتی۔"

"دیان میری بات سنو۔" آنسو باڑ توڑ کر گال پر بہتے جا رہے تھے لیکن وہ کہاں سن رہا تھا

"ایک منٹ تم کہہ رہی ہو نا کہ تم نے بدلے کے لئے شادی نہیں کی تو تم میرے سوالوں کے جواب دے دو۔" دیان نے دل کی آخری آس اور اس لڑکی سے بے پناہ محبت کہ خاطر ایک آخری امید کے تحت کہا۔

"پوچھو." وشمہ نے سر ہلایا

"داجی نے تمہیں چیلنج کیا تھا؟" دیان کا روم روم چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہہ دو وشمہ نہیں

"دیان۔۔۔" وشمہ چلائی

"ہاں یا ناں" اسے کندھوں سے پکڑ کر وہ دھاڑا

"ہاں" دیان کی آنکھیں نم ہوئیں کچھ بہت زور سے اندر ٹوٹا

‘لیکن میں نے کہا تھا جیت محبت۔۔۔۔“

"کیا تم نے انہیں کہا تھا کہ تم مجھ سے شادی کر کے دکھاؤ گی۔" دیان خود کی تسلی چاہتا تھا خود کو دلاسا دینا چاہ رہا تھا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتی

"دیان میری بات تو سنو۔۔" وشمہ گڑگڑائی

"ہاں یا ناں" اس نے قدرے چیخ کر کہا اور دیوار پر ہاتھ مارا

"ہاں لیکن۔۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولی لیکن سامنے کھڑا شخص جو اس کے آنسوؤں پر تڑپ جاتا تھا بے حس بنا کھڑا تھا

تم اس حویلی میں کیوں آئی تھی پہلے تو کوئی ارادہ نہیں تھا یہاں آنے کا پھر اچانک کیسے مان گئی" وشمہ نے بے بسی سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی دیان بلکل اجنبی بنا اس سے پوچھ رہا تھا

"بی بی جان نے کہا تھا۔ مجھ سے ان کا رونا نہیں دیکھا گیا" وہ سسکیاں لیتے ہوئے بولی

"جھوٹ تم صرف اپنے بدلے اور ارحم کے لیے اس حویلی میں آئی تھی۔" دیان نے اپنی لال آنکھیں اسکی آنکھوں میں ڈال کر کہا وشمہ ان نظروں کی تاب نہ لا سکی

"نہیں نہیں دیان تم غلط سمجھ رہے ہو۔ "اس نے دیان کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن دیان نے پیچھے ہو کر انگلی اٹھائی

"تم نے بہت غلط کیا وشمہ تم نے میری محبت کا تماشہ بنایا ہے تم نے مجھے استعمال کیا۔۔۔ آواز لڑکھڑا گئی دل کا درد جسم کے درد سے کہی زیادہ تکلیف دے ہوتا ہے۔

"دیان" وشمہ نے اس کا ہاتھ پکڑا جسے جھٹکے سے کھینچ کر وہ تیزی سے باہر چلا گیا اور سسکیاں لیتا وجود زمین پر ڈھے گیا

"دیااان" وہ چیخی پوری وادی میں جیسے ویرانی اتر آئی، ہوا رک سی گئی درختوں پر بیٹھے پرندے دبک کر اپنے گھونسلوں میں گھس گئے پتے افسردگی سے اپنی جگہ ہی تھم گئے۔

وہ جو اپنا تھا ایک لمحے میں بیگانہ ہو گیا۔ بہار کا موسم خزا میں بدل گیا

منزلیں بھی کھو گئیں

راستے بھی کھو گئے

جو آشنا سا تھا وہ اجنبی سا ہو گیا

رات کی تاریکی میں مہرباں کھو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★

ہر سو سناٹا اور تاریکی چھائی ہوئی تھی مگر جو تاریکی اس کی دل کی دنیا میں چھا چکی تھی اس کے آگے اسے یہ تاریکی یہ سناٹے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہے تھے۔ کئی گھنٹوں سے وہ بیڈ کے ساتھ نیچے گھٹنوں میں سر چھپائے بیٹھی تھی آج وہ اتنا روئی تھی کہ در و دیوار بھی اس کے غم پر ماتم کرنے لگے۔۔۔۔۔اب آنسو تھم چکے تھے سسکیاں لیتا وجود اب سناٹے میں تھا رات اسے ہر کوئی بلانے آیا لیکن سر درد کا بہانا بنا کر وہ کمرے میں ہی بیٹھی رہی

"اللہ سب سے بڑا ہے۔۔۔اللہ سب سے بڑا ہے" مؤذن کی آواز چار و سو پھیلی اس نے آہستہ سے سر اٹھایا اور آذان سننے لگی جو نہی مؤذن کی آواز آنا بند ہوئی وہ اٹھی تبھی سر گھوما وہ فوراً بیڈ پر بیٹھ گئی کھانا نا کھانے اور مسلسل رونے کی وجہ سے کمزوری ہو رہی تھی دو منٹ کے بعد وہ اٹھی اور الماری سے کپڑے نکال کر فریش ہونے چلی گئی۔

فجر طلوع ہو رہی تھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے وہ بس ہاتھوں کو دیکھتی جا رہی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے آنکھیں پانی سے بھر گئیں "اللہ۔۔۔۔۔" آواز میں تکلیف تھی

"یہ سب کیا ہو گیا۔۔۔وہ رونے لگی۔۔۔اللہ آپ جانتے ہیں نہ میں نے کچھ غلط

نہیں کیا آپ کو تو پتہ ہے نہ میں دیان سے کتنی محبت کرتی ہوں اس کی آنکھوں میں کتنا درد تھا میں نہیں دیکھ سکتی اسے ایسے میں۔۔۔ میں کیا کرو کیسے بتاؤ اسے یہ سب جھوٹ ہے پلیز زمیری مدد کریں پلیز ززز۔۔۔" وہ سجدے میں چلی گئی اور زار و قطار رونے لگی۔

★★★★★★★★★

آغا حویلی میں فجر کی نماز کے بعد حل چل مچ گئی اسفند نے کچھ دیر پہلے ہی فون کر کے بتایا تھا کہ وہ گھنٹے تک پہنچ جائیں گے۔ میرب کی چہرے پر خوشی اور رونق دیکھ کر بی جان اور آمنہ بیگم بار بار اس کی نظر اتار رہی تھیں۔ آئرہ کو آمنہ بیگم کے حوالے کر کے وہ کمرا بند کیے پتہ نہیں کیا کر رہی تھی آج ہی اس نے اپنے اور ارحم کے کمرے میں قدم رکھا تھا ورنہ تو وہ گیسٹ روم میں ہی رہ رہی تھی۔ سب گھر والوں کو اس نے منع کر دیا تھا کہ ارحم کو اس کی موجودگی کا کوئی نہیں بتائے گا جیسے ہی باہر ہارن بجا آمنہ بیگم نے آئرہ کو نازو کے ہاتھوں کمرے میں بجھوا دیا تھوڑی ہی دیر میں اسفند اور ارحم حویلی کی اندر داخل ہوئے آغا جان اور عمر بھی اپنے کمرے سے باہر آ گئے

"دل تو میرا کر رہا ہے ارحم تمہیں ایک لگاؤ۔ مجھے تم سے ایسی بچگانہ حرکتوں کی ہر گز

امید نہیں تھی حالت دیکھو اپنی کسی مجنوں سے کم نہیں لگ رہے۔" ارحم نے سر جھکا دیا بلیک جینز اور وائٹ شرٹ پر بلیک جیکٹ پہنے داڑھی بڑھی ہوئی۔

"ہمارا نہیں تو اپنی ماں کا ہی سوچ لیتے جس کی جان پر بنی ہوئی تھی" ارحم نے آمنہ بیگم کو دیکھا وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھیں نظر ملتے ہی ارحم ان کے گلے لگ گیا

"ماں سے بلکل پیار نہیں ہے نا۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہیں مورے۔" سب سے مل کر وہ آغا جان کے پاس آیا نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

"آغا جان مجھے معاف کر دیں۔" آغا جان نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا

"خوش رہو بچے اللہ تمہیں اپنے امان میں رکھیں کبھی بھی اللہ سے ناامید نہیں ہوتے وہ بندے کو آزمائش دیتا ہے جس پر انسان کو صبر کرنا ہوتا ہے نا کہ مایوس۔۔۔" اس نے سر ہلایا

"وشمہ اور پھوپھو کیسی ہیں۔"

"ٹھیک ہیں۔ وشمہ روز تمہارا پوچھتی ہے شادی پر بھی تم نہیں تھے تمہیں بہت یاد کرتی

ہے وہ"

"مورے" اس نے کچھ پوچھنا چاہا

"کیا ہوا کچھ پوچھنا ہے" آمنہ بیگم نے پوچھا اسفند نے مسکراہٹ دبائی

"میرب کیسی ہے؟" دل میں درد کی ٹیس سی اٹھی

"ٹھیک ہے۔۔۔۔"

"اور۔۔۔۔۔"

"اچھا جاؤ تم فریش ہو کر آؤ میں ناشتہ لگواتی ہوں سب آج اکھٹے بیٹھ کر ناشتہ کریں گے۔" وہ سر ہلا کر اوپر کمرے کی جانب بڑھ گیا سب کی نظریں اس کی پشت پر ہی تھیں اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا کمرا اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا دروازہ بند کر کے وہ لائٹ جلانے کے لیے آگے بڑھا اسے کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا وہ جونہی لائٹ جلا کر پلٹا اس کے قدم ٹھہر گئے کمرا پنک اور وائٹ غباروں سے سجا ہوا تھا کمرے کی سجاوٹ نے اس کے ہوش نہیں اُڑائے تھے بلکے بیڈ پر سٹف ٹوائز اور گڑیوں کے بیچ لیٹی ایک ننی سے پری جو اپنے ہاتھوں سے کھیل رہی تھی اس نے اس کے قدم ٹھہرا دیے تھے وہ

بھاری قدم اٹھاتا بیڈ کے پاس آیا آئرہ کے ساتھ ایک کارڈ رکھا ہوا تھا اس نے جھک کر وہ اٹھایا

"آئی لو یو ڈیڈی، آئی مس یو۔۔۔۔ یور پرنسس آئرہ بنتِ ارحم"

ارحم کی آنکھیں نم ہو گئیں اس نے آئرہ کو دیکھا وہ بھی گردن موڑے دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھی ارحم آہستہ سے بیڈ پر بیٹھا اور اسے دیکھنے لگا اس کی آنکھیں میرب جیسی تھی باقی وہ پوری ارحم کی کاپی تھی آنسو گال پر بہنے لگے اس کی بیٹی۔۔۔ اس کا خون اس کے سامنے تھی اس نے کانپتے ہاتھوں سے آئرہ کو اٹھا کر سینے سے لگایا آنسوؤں میں تیزی آ گئی کتنی دیر اس نے آئرہ کو اپنے سینے سے لگائے رکھا پھر آہستہ سے اسے پیچھے کیا آئرہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو اس کے گال پر رکھنا چاہ رہی تھی ارحم نے اس کے ننھے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگایا پھر کسی احساس کے تحت سر اٹھایا ڈریسنگ روم کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے میرب بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اس نے ارحم کا دیا گیا سوٹ پہن رکھا تھا بال کھلے ہوئے تھے ہاتھوں میں ارحم کی دی گئی کانچ کی چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں وہ آج پھر سے وہی پرانی میرب لگ رہی تھی ارحم آئرہ کو بیڈ پر لٹا کر کھڑا ہوا اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ میرب اس کے سامنے ہے، اس کی بیٹی اس

کے پاس ہے میرب روتے ہوئے بھاگ کر اس کے سینے سے لگ گئی۔

"ارحم۔۔۔۔۔ !!!ارحم کہاں چلے گئے تھے کہاں چلے گئے تھے اپنی میرب کو چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے" وہ روتے ہوئے مضبوطی سے اس کے سینے میں منہ چھپائے بول رہی تھی ارحم نے اسے خود میں بھینچ کر اپنا سر اس کے بالوں میں چھپا لیا دونوں کی آنکھیں نم تھیں۔ پتے ہوا کے ساتھ جھومتے ہوئے ٹیرس پر آکر گرے کالے بادلوں نے آسمان کو ڈھانپ لیا فراق کے لمحے ختم ہو چکے تھے غم کی شام گزر چکی تھی اور اب ملن کی روشن کرنیں چھانے لگی تھی۔

★★★★★★★★★

میں نے کانٹوں کو بھی چھو کر بتایا اسے

ایسے چبھتا ہے تیرا بدلہ ہوا لہجا

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی سیڑھیاں اتر رہی تھی سر بری طرح چکرا رہا تھا سب لاؤنج میں بیٹھے تھے حویلی میں ہل چل مچی ہوئی تھی کیونکہ شادی کے لیے دوسرے شہر میں رہنے والے رشتہ دار آج کل میں آرہے تھے اس لیے پوری حویلی کی صفائی اور سجاوٹ ہو رہی تھی۔ وہ سب سے نظریں چراتی کچن کی جانب بڑھ گئی عالیہ کی نظر جونہی اس پر

پڑی وہ فوراً اس کے پیچھے آئی وشمہ کچن میں رکھے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئی۔

"وشہ اب کیسی طبیعت ہے کل سے اتنی پریشانی ہو رہی تھی نا کمرے سے باہر نکل رہی تھی نا کچھ بتا رہی تھی صبح ناشتے کے لیے بھی نہیں آئی۔۔۔۔ دیان بھی رات سے نہیں دِکھ رہا سب تم دونوں کا پوچھ رہے ہیں۔" وشمہ نے کوئی جواب نہیں دیا

"بتاؤ نا وشا کیا ہوا ہے؟" وشمہ نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا عالیہ اس کا چہرا دیکھ کر اپنی جگہ تھم گئی سوجی ہوئی لال آنکھیں، پیلا ہوتا چہرہ اس کی آنکھیں نم تھیں

"وشا کیا ہوا ہے؟" انہوں نے فوراً اس کا چہرہ تھاما ان کا اتنا کہنا تھا وشمہ ان کے گلے سے لگ کر رونے لگی

"وشمہ بچے کیا ہو گیا ہے ایسے نہیں کرو بچے بتاؤ کیا ہوا ہے" وہ مسلسل روئے جا رہی تھی باہر گاڑیوں کے ہارن کی آواز آئی تو عالیہ نے اسے کھڑا کیا

"چلو کمرے میں آؤ میرے ساتھ۔" وہ اسے کندھوں سے تھام کر اپنے کمرے میں لے آئی اور بیڈ پر بٹھایا

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

"مامادیان۔۔۔۔۔۔" وہ پھر سے رونے لگی

"کیا ہوا دیان کو کہاں ہے وہ"

"ماما مجھے نہیں پتا وہ کہاں ہے۔"

"وشمہ مجھے بات بتاؤ بلکل سچ سچ کیا ہوا ہے" وشمہ روتے ہوئے انہیں سب بتاتی چلی گئی اپنی اور دا.جی کی باتیں، بلیک میلینگ، شرٹ پر خون سب کچھ "ماما میں دیان سے بہت محبت کرتی ہوں بہت۔۔۔" وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی عالیہ کی آنکھیں نم تھی انہوں نے اس کو اپنے ساتھ لگایا کمزوری کے باعث اب اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

"وشہ۔۔۔۔۔آنکھیں کھولو۔" انہوں نے اس کا گال تھپکا

"مامادیان کو بلائیں اسے کہیں وشمہ اس سے بہت محبت کرتی ہے میں وعدہ کرتی ہوں میں اب اظہار کروں گی پلیز زاسے بلائیں۔۔۔" وہ نیم بیہوشی میں بڑبڑا رہی تھی

"میں تمہارے لیے کھانا لے کر آتی ہوں یہاں لیٹو۔"

"مجھے کچھ نہیں کھانا پلیز زدیان کو بلائیں ماما میرا دل بند ہو رہا ہے وہ مجھے ایسے نہیں چھوڑ

سکتا ماما سے بلائیں۔۔۔" اس کی بگڑتی حالت دیکھ کر عالیہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے

"چندا دیان آجائے گا میں دودھ لے کر آتی ہوں تھوڑا سا پی لو۔۔۔" وہ جلدی سے کچن سے گرم دودھ لے کر آئی وشمہ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھی تھی

"یہ لو تھوڑا سا پی لو۔"

"نہیں ماما میرا دل نہیں ہے۔"

"تھوڑا سا پی لو چندا پھر ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔" وشمہ نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا عالیہ پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی وشمہ نے دودھ کا گلاس پکڑا لیکن اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے عالیہ نے آہستہ سے گلاس تھام کر اس کے لبوں سے لگایا

ابھی اس نے آدھا گلاس ہی پیا تھا کہ اس کے گلے میں پھندا سا لگا وہ فوراً واش روم کی طرف بھاگی

"یا اللہ یہ کیا ہو گیا ہے۔۔۔" کچھ دیر بعد وشمہ منہ صاف کرتی بیڈ پر آ کر بیٹھی

"اٹھو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

"نہیں ماما میں ابھی نہیں جاسکتی۔" وہ عالیہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی

"ماما میں کیا کروں کیسے دیان کو یقین دلاؤں۔۔۔" عالیہ اس کے بالوں میں آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرنے لگی

"بیٹا جو بھی ہوا سب سے پہلے تمہیں اس سے نہیں چھپانا چاہیے تھا دیان تم سے محبت کرتا ہے ابھی ناراض ہے لیکن تم اسے آرام سے مناؤ گی تو وہ مان جائے گا۔"

"ماما وہ تو کہتا تھا وہ میری آنکھوں کو پڑھ سکتا ہے پھر کیوں نہیں میری آنکھوں میں اپنی محبت دیکھ سکا ہاں میں مانتی ہوں میں نے کبھی اظہار نہیں کیا لیکن وہ کیوں نہیں سمجھ رہا۔"

"بیٹا محبت کا احساس بھی لفظوں کا محتاج ہے کیونکہ فاصلوں میں یہ لفظ ہی ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کا احساس دلائی رکھتے ہیں یہ لفظ ہی ہیں جو پھر ہمارا مقدمہ لڑتے ہیں محبت لفظوں کی محتاج ہے چندا۔"

"سو جاؤ کچھ دیر میں بات کروں گی دیان سے سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی جس سے جلد ہی وشمہ نیند کی وادیوں میں چلی گئی۔

★★★★★★★★★

"اسفند" وہ اپنے کمرے میں لیٹا ٹی وی دیکھ رہا تھا جب آمنہ بیگم اس کے کمرے میں آئیں وہ فوراً سیدھا ہو کر بیٹھا اور ٹی وی کی آواز کم کر دی

"جی مورے۔ "

"مجھے تم سے بات کرنی تھی۔ " وہ اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھیں

"جی"

"بیٹا شکر اللہ کا ارحم اور میرب کی پریشانی بھی ختم ہو گئی ہے تو ہم چاہتے ہیں حویلی کی چھوٹی بہو لیں آئیں تم کہو تو لڑکی دیکھنا شروع کریں۔ "

"مورے"

اگر تمہاری نظر میں کوئی ہے تو بتاؤ۔ "اسفند گہری سوچ میں چلا گیا

"بتاؤ بیٹا۔۔۔۔ "

"مورے ہے تو۔ "اس نے سر جھکا دیا آمنہ بیگم نے مسکرا کر اس کا چہرہ تھاما"کون ہے وہ شہزادی؟"

"امل"

"امل۔۔۔دیان کی بہن؟" اسفند نے سر ہلایا

"بچی تو بہت پیاری ہے چلو میں آغا جان سے بات کروں گی۔"

★★★★★★★★★

وشمہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں عالیہ اس کے سرہانے ہی بیٹھی تھی

"ماما"

"اٹھ گئی میری چندا۔"

"پانی" عالیہ نے فوراً سائڈ سے گلاس اٹھا کر اسے سہارا دے کر اٹھایا اور گلاس اس کے لبوں سے لگایا

"اب کیسی طبیعت ہے؟"

"ٹھیک ہوں۔" بولتے ہی اس نے گھڑی کی طرف دیکھا چار بج رہے تھے

"میں اتنی دیر کیسے سوتی رہی ماما دیان آگیا۔"

"شاہ نے فون کیا ہے اسے کچھ دیر میں آجائے گا۔"

"باباکدھر ہیں؟"

"وہ کام سے باہر گئے ہیں."

"آپ نے ان کو تو کچھ نہیں بتایا نہ۔"

"ابھی نہیں بتایا لیکن میں بتا دوں گی۔"

"نہیں ماما آپ کسی کو کچھ نہیں بتائیں گی میں خود سب ٹھیک کر لوں گی دیان مجھ سے پیار کرتا ہے وہ میرا یقین ضرور کرے گا۔"

"لیکن وہ لوگ جو تمہیں تنگ کر رہے ہیں۔"

"ماما اب تو نہیں کر رہے انہیں بس پیسے چاہیے تھے وہ میں نے دے دیے۔"

"اچھا تم بیٹھو میں نے اپنی چندا کے لیے سوپ بنوایا تھا وہ لے کر آتی ہوں۔" وہ اس کے سر پر پیار کر کے اٹھ گئی

وشمہ کو عالیہ کے کمرے سے نکلتا دیکھ کر بختاور دروازے پر ہی رک گئی وشمہ نے لاؤنج کی طرف رخ کیا جہاں صرف بی بی جان بیٹھی تھیں وہ آہستہ سے ان کی طرف جانے لگی تبھی دیان حویلی کے اندر داخل ہوا کل والا لباس پہنے آنکھیں لال ہو رہی تھیں جو

اس بات کا پتہ دے رہی تھیں کہ وہ پوری رات نہیں سویا وشمہ کو دیکھتے ہی وہ رکا وشمہ بھی اپنی جگہ ٹھہر گئی بی بی جان نے آہٹ پر گردن موڑ کر دیکھا پھر وشمہ فوراً اس کے پاس بھاگی

"دیان" لیکن وہ بنا اس کی طرف دیکھے اپنے کمرے میں چلا گیا اور وشمہ کا ہاتھ ایسے ہی ہوا میں رہ گیا آنکھیں بھیگ گئیں

"وشمہ" بی بی جان کی آواز پر اس نے انہیں دیکھا اور بھاگ کر ان کے گلے لگ گئی بختاور سر جھٹک کر واپس اپنے کمرے میں چلی گئی

"کیا ہوا ہے؟ دیان اور تمہاری لڑائی ہوئی ہے؟" وہ روتے ہوئے انہیں کل والی بات بتانے لگی

"میں نے سمجھایا تھا نا وشمہ۔ اسی دن سے میں ڈرتی تھی۔"

"بی بی جان میں کیا کروں کیسے اسے یقین دلاؤں ۔"

"میرا بچہ اس وقت بہت ٹوٹا ہوا ہے وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے وشمہ اور تم نے کیا کر دیا۔" وشمہ نے حیرت سے انہیں دیکھا

"بی بی جان آپ بھی یہی سمجھ رہی ہیں کہ میں نے شادی۔۔۔ نہیں بی بی جان میں نے بدلے کے لیے شادی نہیں کی."

"""وشمہ بچے پتا ہے حضرت علی نے کیا فرمایا تھا؟""اس نے سر اٹھا کر ان کو دیکھا

"انہوں نے فرمایا تھا اس شخص کو کبھی مت گنوانا جس کے دل میں تمہارے لیے محبت، فکر، عزت اور چاہت ہو۔" ان کی بات سنتے ہی اس کے ٹھہرے آنسوں بہہ نکلے وہ جھٹکے سے بی بی جان کے گلے لگ گئی

"بی بی جان میرے پاس تھا ایسا شخص جس نے مجھ سے بے پناہ محبت کی جس کے دل میں میرے لیے عزت اور چاہت تھی لیکن میں نے اسے گنوا دیا۔" بی بی جان کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں

"اچھا رونا بند کرو جاؤ کمرے میں جا کر اس سے بات کرو سب ٹھیک ہو جائے گا اٹھو شاباش۔" وہ آنسو صاف کرتی اٹھ گئی کمرے میں آکر دروازہ بند کیا واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی اس نے شیشے میں اپنا عکس دیکھا وہ مرجھایا ہوا پھول لگ رہی تھی فوراً اپنے آنسو صاف کر کے بال ٹھیک کیے اور الماری سے دیان کے لیے کپڑے نکال کر کچن میں اس کے لیے کافی بنانے چلی گئی دس منٹ بعد وہ کمرے میں آئی تو بیڈ پر

اس کے نکالے کپڑے ایسے ہی پڑے تھے اس نے ٹیرس کی طرف دیکھا بلیک ٹراؤزر شرٹ پہنے دیان گرل کو تھامے کھڑا تھا وشمہ نے آگے بڑھ کر کپ میز پر رکھا آواز پر بھی وہ نہیں پلٹا پھر الماری سے جیکٹ نکال کر وہ باہر آئی

"دیان یہ پہن لو ایسے ٹھنڈ لگ جائے گی۔"

"دیان" اس نے کوئی جواب نہیں دیا وشمہ نے خود ہی آگے بڑھ کر اس کو جیکٹ پہنانی چاہی لیکن دیان نے جھٹکے سے جیکٹ اس کے ہاتھ سے لے کر کرسی پر پھینکی

"مجھ سے دور رہو میں پہلے ہی بہت مشکلوں سے تمہیں اپنے سامنے برداشت کر رہا ہوں گھر میں مہمان ہیں اس لیے میں کوئی تماشہ نہیں چاہتا۔" بول کر وہ اندر چلا گیا

وشمہ کی آنکھیں بھیگ گئیں جس کو اس نے بے دردی سے رگڑا اور کافی کا کپ اٹھا کر اس کے پیچھے اندر آئی دیان صوفے پر بیٹھا موبائل استعمال کر رہا تھا وشمہ نے اس کے سامنے کپ رکھا دیان نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا وہ رو رہی تھی دیان نے زور سے آنکھیں بند کیں وہ کہاں اسے ایسے دیکھ سکتا تھا وشمہ بنا کچھ کہے الماری سے کپڑے نکال کر واش روم میں بند ہو گئی۔

★★★★★★★★★

کمرے میں پردوں سے چھن کر ہلکی ہلکی سورج کی روشنی آرہی تھی آئرہ کے رونے کی آواز سے ارحم اٹھ گیا اس نے میرب کو دیکھا وہ گہری نیند میں تھی اس نے آہستہ سے اس کا سر تکیے پر رکھا اور اٹھ کر بے بی کوٹ کے پاس آیا آئرہ زور و شور سے رو رہی تھی

"ششش۔۔۔ پرنسس کیوں رو رہی ہو۔" اس نے آہستہ سے اسے اٹھایا تو وہ ارحم کو دیکھنے لگی پھر بس اس کا سپیکر اور اونچا ہو گیا ارحم نے میرب کو دیکھا

"شش۔۔۔ پرنسس چپ ہو جاؤ ماما سو رہی ہیں نا شش۔۔۔ ششش." وہ اسے اٹھائے کمرے میں چکر لگانے لگا آئرہ اپنے ہاتھ منہ میں ڈالتی پھر رونے لگ جاتی

"آپ کو بھوک لگی ہے بس ایک منٹ." سائڈ ٹیبل پر تھرماس پڑا تھا اس نے فیڈر میں دودھ بنایا اور آئرہ کو صوفے پر لے کر بیٹھ گیا وہ اب خاموشی سے دودھ پی رہی تھی اور ارحم مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا میرب نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی ارحم نے سر اٹھایا تو اسے جاگتا دیکھ کر مسکرایا

"تنگ کر رہی تھی؟"

"نہیں بھوک لگی تھی بس۔" وہ اٹھ کر اس کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی اور اپنا سر ارحم

کے کندھے پر رکھ دیا دونوں آئرہ کو دیکھ رہے تھے۔

"تھینک یو میرب اتنی پیاری بیٹی کے لیے" ارحم نے ایک بازو اس کے گرد پھیلا کر میرب کے سر پر محبت مہر لگائی۔

★★★★★★★★★

وہ اپنے بال ٹاول سے خشک کر رہی تھی تبھی دیان کمرے میں آیا وشمہ نے شیشے میں اس کا عکس دیکھا وہ اسے نظر انداز کرتا الماری سے اپنی فائل نکالنے لگا وہ اپنے بال برش کر کے کندھے کے ایک طرف ڈال کر اس کے پاس آئی اور الماری میں کچھ ڈھونڈنے لگی وہ جان جان کر اس کی طرف ہو رہی تھی دیان نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اپنے کام میں لگ گیا وشمہ کن اکھیوں سے اسے دیکھ رہی تھی پھر اچانک اس کی الماری کے سامنے آگئی اور ہاتھ اٹھا کر اوپر کچھ دیکھنے لگی دیان اس کے بلکل پیچھے تھا شیمپو اور پرفیوم کی خوشبو اس کے ہواسوں پر چھانے لگی وشمہ جان کر اس کے سامنے ہو رہی تھی دیان نے فائل بند کر کے اس کے سر کے اوپر سے الماری میں رکھی وشمہ کا سر اس کے سینے سے لگ رہا تھا دیان نے آہستہ سے اس کا ہاتھ پکڑا وشمہ نے آنکھیں بند کیں وہ اس کے بہت قریب تھا وشمہ اس کی سانسوں کی آواز سن رہی تھی پھر اچانک دیان نے اس کا

بازو موڑ کر کمر کے پیچھے لگایا اور اس کا منہ اپنی طرف کیا وشمہ نے اپنی چیخ دبائی اور حیرت سے اسے دیکھا

"تم مجھے اور بے وقوف نہیں بنا سکتی وشمہ مجھے اب تمہاری موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا میرے دل میں تمہاری قربت کی اب کوئی چاہ نہیں ہے۔ " وشمہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا وہ ایسا تو نہیں تھا اتنا بے رحم۔۔۔ اتنا سخت دل ایک جھٹکے سے دیان نے اس کا ہاتھ چھوڑا وشمہ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر دیکھا وہ لال ہو رہا تھا دیان نے ایک نظر ہاتھ کو دیکھا پھر اس کی آنکھوں میں جو آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں تبھی دروازے پر دستک ہوئی

"وشمہ آپی میرب بھابھی اور ارحم لالہ آئیں ہیں۔ " رمشاء کی آواز آئی

"ارحم لالہ۔ " وشمہ نے زیرِ لب کہا دیان نے زخمی آنکھوں سے اسے دیکھا اور پلٹ کر بالکنی سے نیچے جاتی سیڑھیوں سے اتر کر چلا گیا۔ وشمہ نے اپنے آنسوں صاف کیے اور ڈوپٹہ لے کر نیچے چلی آئی

"لالہ" وہ ارحم کے گلے لگ گئی

"کہاں چلے گئے تھے آپ ایسا کوئی کرتا ہے بھلا میری شادی پر بھی نہیں آئے۔"

"سوری چندا۔ کیسی ہو"

"میں بلکل ٹھیک آپ بتائیں"

"میں بھی بلکل ٹھیک۔"

"بھابھی آپ کیسی ہیں اور میری گڑیا کیسی ہے" میرب سے مل کر اس نے آئرہ کو گود میں لیا دا جی بھی وہی بیٹھے تھے وہ بہت خوش دلی سے ارحم سے ملے تھے اور اپنی غلطیوں کی معافی بھی مانگی تھی انہوں نے وشمہ کو دیکھا بس ایک وہی رہ گئی تھی جس سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ شرمندہ تھے سب سے زیادہ غلط اس کے ساتھ ہوا تھا کچھ سوچتے ہوئے وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے باقی سب باتوں میں مگن تھے۔

★★★★★★★★★

رات قطرہ قطرہ گزر رہی تھی وہ لاؤنج میں دونوں پاؤں اوپر کیے بیٹھی تھی سارے گھر والے اپنے کمروں میں جا چکے تھے لاؤنج میں مدھم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

"وشمہ" داجی جو کسی کام سے اپنے کمرے سے باہر آئے تھے اسے لاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر ٹھٹکے وہ ایک دم سیدھی ہو کر بیٹھی

"یہاں کیا کر رہی ہو اپنے کمرے میں کیوں نہیں جا رہی" وہ اس کے پاس آئے

"وہ۔۔۔ وہ دیان اپنا کام کر رہا ہے تو میں نے سوچا وہ ڈسٹرب نا ہو۔"

"ڈسٹرب کیوں ہو گا پہلے بھی تو وہ اپنا کام کرتا تھا جاؤ آرام کرو جا کر۔"

"جی اچھا۔" وہ مڑنے لگے لیکن وشمہ کو ویسے ہی بیٹھا دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی

"وشمہ"

"جی داجی"

"کیا بات ہے کوئی پریشانی ہے؟"

"نہیں داجی کوئی پریشانی نہیں ہے." وہ کھڑی ہوئی داجی نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"وشمہ مجھے معاف کر دو۔" وشمہ نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا

"میں تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔" انہوں نے اپنے ہاتھ اس کے آگے جوڑے تو وشمہ نے فوراً ان کے ہاتھ پکڑ لیے۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں دا جی."

"میں نے بہت غلط کیا ہے تمہارے ساتھ۔"

"بس دا جی پرانی باتوں کو بھول جائیں۔" وہ ان کے سینے سے لگ گئی

"آپ مجھ سے نفرت تو نہیں کرتے نا؟"

"نہیں ہر گز نہیں میں نے بس غصے میں کہہ دیا تھا مجھے معاف کر دو۔ اتنی پیاری پوتی سے بھلا کوئی نفرت کر سکتا ہے۔" دا جی کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"تم نے صحیح کہا تھا محبت اور نفرت میں ہمیشہ محبت کی ہی جیت ہوتی ہے تمہاری محبت جیت گئی۔ اسی طرح ہمیشہ میرے دیان سے محبت کرنا۔" دا جی کی بات پر اس کی ہچکی بند گئی وہ کیسے بتاتی انہیں کہ وہ تو ہار گئی ہے اپنی محبت سے

"بس رونا بند کرو جا کر آرام کرو بہت رات ہو گئی ہے۔" وہ سر ہلا کر آنسوں صاف کرتی کمرے کی جانب بڑھ گئی دیان لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا اس کے لب سختی سے ایک

دوسرے میں پیوست تھے سفید رنگت آنکھوں میں بلا کی سنجیدگی تھی وشمہ کے دل نے گواہی دی بلاشبہ یہ مرد دنیا کے خوبصورت مردوں میں سے ایک ہے دیان نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس نے فوراً اپنی نظریں جھکا دیں وہ اپنی جگہ پر جا کر کمبل میں منہ چھپا کر لیٹ گئی پرانی یاد نے اس کے ذہن میں دستک دی

"اٹھو" اس نے وشمہ کا کندھا ہلایا

"کیا مسئلہ ہے دیان سونے دو مجھے." وہ جھنجھلائی

"ایسے کیسے سو سکتی ہو۔"

"مجھے نیند آرہی ہے تم بھی جلدی سے اپنا کام مکمل کرو اور سو جاؤ۔"

"تم سامنے ہو اس لیے مجھ سے کام نہیں ہو رہا۔" وشمہ کا منہ کھل گیا

"کیا میں کمرے سے باہر جاؤں تم یہ چاہ رہے ہو۔"

"نہیں میں یہ نہیں چاہ رہا بس اٹھ کر بیٹھو اور مجھ سے باتیں کرو۔"

"میری شکل پر پاگل لکھا ہے جو رات کے ایک بجے میں تم سے باتیں کروں چپ کر کے کام کرو اپنا۔" وہ منہ بنا کر لیٹ گئی تو دیان نے اس کے منہ پر کمبل ڈالا

"اپنا منہ اندر رکھو تا کے میرا دھیان نا بھٹکے۔"

"بدتمیز انسان۔۔۔۔" وشمہ اٹھ کر اس کو تکیہ مارنے لگی موبائل کی آواز سے اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا اس نے آہستہ سے آنکھیں صاف کی دیان کال پر بات کرتا ٹیرس پر جا چکا تھا۔

★★★★★★★★★

دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھا کر دیکھا

"آؤ سمندر خان"

"اسلام علیکم"

"وعلیکم اسلام بیٹھو۔"

"یہ لیں لالہ فائل۔ اگلے مہینے مٹینگ ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے مہینے تک ہمیں اندازہ ہو جائے گا۔"

"چھوٹے خان"

"ہاں"

"کیا بات ہے دو دن سے دیکھ رہا ہوں بہت سنجیدہ ہو گئے ہو۔"

"کچھ نہیں تمہارا وہم ہے۔" دیان فائل پر جھک گیا

"میرے پاس ایک چیز ہے جس کو دیکھتے ہی سارا موڈ ٹھیک ہو جائے گا۔"

"کیا؟" دیان نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"گھر ہے وہ چیز بعد میں دکھاؤں گا۔"

"اچھا یہ پکڑو جا کر ساجد سے بولو یہ فائل اسلم انڈسٹری کے اونر کو بھیج دے۔"

★★★★★★★★★

وہی رنگ دے میری آنکھ کو

وہی بات کر میرے کان میں

مجھے دیکھ مجھ پہ نگاہ کر

کہ میں جی اٹھو

تیرے دھیان میں۔۔۔۔۔

وہ نوال اور امل کے پاس بیٹھی اپنی سوچوں میں گم تھی امل نوال کا سامان پیک کر رہی تھی جو اس کے سسرال جانا تھا۔

"وشمہ "نوال نے اسے بلایا لیکن وہ اپنی سوچوں میں گم تھی

وشمہ "اب کی بار اس نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ چونکی

"ہاں"

"تمہیں بخار ہے۔"نوال نے اس کی گال پر ہاتھ رکھا

"میڈم کی حالت دیکھو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔"امل سامان پیک کرتے ہوئے اسے گھورتے ہوئے بولی۔ نوال وشمہ کا چہرا دیکھ رہی تھی

"امل"

"جی"

"میرا چائے پینے کا بہت دل کر رہا ہے پلیز بنا دو گی۔ "

"اتنی چائے کیوں پی رہی ہیں کالی ہو جائیں گی۔"وشمہ مسکرائی دو دن میں یہ پہلی مسکراہٹ تھی

"امل چائے پینے سے کوئی کالا نہیں ہوتا جاؤ بنا کر لاؤ پلیززززز۔۔۔۔"

"اچھا اچھا جا رہی ہوں۔" وہ چلی گئی تو نوال نے وشمہ کی جانب رخ کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا

"ڈاکٹر صاحبہ کیا کر رہی ہیں۔" وشمہ پیچھے ہوئی لیکن نوال اس کی بات اگنور کرتی اس کی کلائی تھامنے لگی وشمہ بے چینی سے اسے دیکھنے لگی

"کیا ہو گیا ہے؟"

"وشمہ" نوال نے مسکرا کر اسے دیکھا

"کیا؟" نوال اس کے گلے لگ گئی

"میں بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں۔" وشمہ کے دماغ میں کلک ہوا اس کی آنکھیں پھیلی

"میں پھوپھو بننے والی ہوں۔ وشمہ بہت بہت مبارک ہو میں ابھی سب کو بتاتی ہوں ۔" وہ اٹھ کر جانے لگی لیکن وشمہ نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا

"نوال کسی کو نہیں بتانا۔"

"کیا بول رہی ہو وشمہ۔ اس گھر کے اکلوتے بیٹے کی اولاد کی خبر تو سب کو دینی ہے اس دن کا انتظار سب نے کیا ہے۔" وشمہ نے نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

"کیا ہوا ہے؟"

"پلیز زا بھی نہیں مجھ سے وعدہ کرو جب تک میں نہیں کہوں گی یہ بات کسی کو نہیں پتہ چلنی چاہیے."

"دیان لالہ اور تمہارے بیچ ناراضگی چل رہی ہے۔" وشمہ نے سر ہلایا

"تو وشمہ ناراضگی، لڑائی ہر کپل کے بیچ میں ہوتی ہے دیکھنا جب لالہ کو یہ خبر ملے گی وہ تمہیں اٹھا کر جھومنے لگے گیں۔"

"نہیں نوال ابھی نہیں پلیز ز تمہیں میری قسم" اس نے نوال کا ہاتھ اپنے سر پر رکھ دیا

نوال حیرت سے اسے دیکھنے لگی

"وشمہ"

"پلیز ز"

"اچھا رو نہیں اٹھو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔ ٹیسٹ اور پراپر چیک اپ بہت ضروری

ہے۔"

"میں کیسے جاسکتی ہوں۔"

میں تمہارے ساتھ چل رہی ہوں۔"

"نہیں نہیں تم مایوں بیٹھی ہو۔"

"میں چادر اوڑھ لوں گی۔ اٹھو جاؤ اپنی چادر لے آؤ میں بی بی جان کو بتا کر آتی ہوں۔"

"اُنہیں کیا بولو گی۔"

"میں اپنا کہہ دوں گی کہ میری طبیعت نہیں ٹھیک ہاسپٹل جانا ضروری ہے تم اٹھو۔" وہ سر ہلا کر اٹھ گئی۔

ٹیسٹ اور چیک اپ کے بعد وہ باہر بینچ پر بیٹھی تھی تبھی نوال فائل تھامے اس کے پاس آئی

"وشمہ ڈاکٹر بلا رہی ہیں۔" وہ دونوں ڈاکٹر کے سامنے جا کر بیٹھ گئیں ڈاکٹر غور سے رپورٹ دیکھ رہی تھی وہ شکل سی ہی بہت غصے والی لگ رہی تھی وشمہ انگلیاں مرورنے لگی

"مسسز دیان" وشمہ نے سر اٹھایا

"آپ کی کنڈیشن بہت سیریس ہے اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ اور بی بی دونوں صحیح رہیں تو اپنا خیال رکھیں آپ کا بی پی اتنا لو ہے آپ کی ہارٹ بیٹ بھی صحیح نہیں ہے ویکنس الگ۔ اتنی کو پلیکیشنز ہیں؟ ابھی آپ کو ڈریپ لگے گی یہ دو دن لگوانی ہے اس کے علاوہ یہ کچھ دوایاں لکھ رہی ہوں اور یہ آپ کا ڈائیٹ چارٹ ہے ہر ہفتے آپ کو چیک اپ کے لیے آنا ہو گا۔" وہ اتنی کر ختگی سے بول رہی تھی کہ وشمہ نے فوراً سر ہلایا

"اور ڈاکٹر نوال آپ اپنی بھابھی کا خیال رکھیں اور انکے ہسبنڈ کو بھی کہیں."

"جی میم" وہ دونوں اٹھ گئیں

باہر آ کر وشمہ نوال کی طرف پلٹی

"یہ کس کے پاس لے آئی مجھے۔۔۔ اللہ اتنی سخت ڈاکٹر۔"

"ہاں سخت تو بہت ہیں یہ میری میم بھی رہ چکی ہیں ان کے پاس اس لیے لائی یہ سینئر اور بہت اچھی ڈاکٹر ہیں چلو آؤ اس طرف تمہیں ڈریپ لگنی ہے۔"

تقریباً دو گھنٹے بعد وہ حویلی کے پچھلے حصے سے اوپر آئے کینولا وشمہ کے ہاتھ پر لگا ہوا تھا

کیونکہ ابھی کل بھی اس کو ڈرپ لگنی تھی نوال نے آرام سے اسے بیڈ پر بٹھایا اور دوایاں سائڈ ٹیبل پر رکھیں

"میں گل سے کہہ کر رات کے لیے سوپ بنواتی ہوں۔" وشمہ کا سر گھوم رہا تھا

"اتنے چکر کیوں آرہے ہیں." اس نے اپنا سر تھاما

"کچھ دیر سو جاؤ پھر اٹھ کر یاد سے کچھ کھا کر دوائی کھانی ہے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہوا۔" اس نے آہستہ سے اس کی چادر اتار کر سائڈ پر رکھی اور لٹا کر کمفرٹ اس پر ڈالا

"نوال یہ فائل اپنے پاس سنبھال لو۔"

"وشمہ دیان لالہ کو تو پتہ ہونا چاہیے۔"

"پلیز۔۔۔۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے تم آرام کرو۔" وہ لائٹ بند کر کے چلی گئی۔

★★★★★★★★★

دھند نے پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا رات گہری ہو رہی تھی آج کل وہ دیر سے ہی گھر آرہا تھا داجی اور زنیرہ بی بی سے ملنے کے بعد وہ کمرے میں آیا کمرے میں

نائٹ بلب کی ہلکی روشنی تھی اس نے بیڈ پر دیکھا وشمہ سو رہی تھی اس کا ایک ہاتھ بیڈ سے نیچے ڈھلک رہا تھا اس نے گاڑی کی چابی اور گھڑی اتار کر میز پر رکھی اور اس کے پاس آ کر آہستہ سے اس کا ہاتھ بیڈ پر رکھا وشمہ نے درد سے ہلکی سے آنکھیں میچ لی دیان نے اس کا ہاتھ دیکھا جس پر کینولا لگا تھا اور ہلکی ہلکی سوجن بھی تھی اس نے فوراً وشمہ کو دیکھا وہ گہری نیند میں تھی پھر نظر سائڈ میز پر رکھی دوائیوں پر گئی تبھی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی

"اسلام علیکم "

"وعلیکم اسلام سوئی نہیں ابھی تک آپ"

"نہیں کچھ کام کر رہی تھی یہ لو۔ "نوال نے ٹرے اس کی طرف بڑھائی جس میں ایک طرف سوپ تھا اور دوسری طرف دودھ کا گلاس

"وشمہ کو اٹھا کر یہ دے دو پھر اسے کہنا دودھ کے ساتھ دوائی کھا لے۔ "دیان نے ٹرے نوال کے ہاتھوں سے پکڑ لی

"کیا ہوا ہے وشمہ کو؟"نوال نے دیان کو دیکھا پھر پیچھے سوتی ہوئی وشمہ کو" تمہیں

میری قسم ہے نوال."

"کمزوری ہو گئی ہے اتنے دنوں سے کچھ کھا ہی نہیں رہی اور بخار بھی نہیں اتر رہا تھا آج ڈاکٹر کے پاس گئے تھے۔"

دیان نے پلٹ کر اسے دیکھا

"میں چلتی ہوں۔" وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی دیان نے ٹرے سائڈ میز پر رکھی اور وشمہ کو دیکھنے لگا تبھی وشمہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں دیان کو سامنے کھڑا دیکھ کر وہ فوراً اٹھی بال چہرے سے ہٹا کر کیچر میں قید کیے اور آہستہ سے کھڑی ہوئی سر بری طرح چکرا رہا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی واش روم کی جانب بڑھ گئی دیان نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اپنے کپڑے لے کر ڈریسنگ روم میں چلا گیا

وہ فریش ہو کر آیا تو وشمہ دودھ کا گلاس پکڑے دوائی کھولنے کی کوشش کر رہی تھی دیان نے سوپ کے پیالے کی طرف دیکھا جس میں سے مشکل سے تین چمچ ہی لیے گئے ہوں گے وشمہ کے چہرے پر درد کے اثار تھے ڈرپ ہیوی تھی جس کی وجہ سے ہاتھ میں سوجن ہو گئی تھی دیان اسے دیکھنے لگا کہ شاید وہ اس سے مدد لے گی لیکن اس نے دوائی خود ہی نکال کر کھالی دیان سر جھٹک کر اپنی سائڈ کا لیمپ بند کر کے لیٹ گیا

وشمہ نے بھی اپنی سائڈ کا لیپ بند کر دیا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی

"تمہارا یہ رویہ برداشت نہیں ہو رہا مجھ سے دیان ایسا مت کرو مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔" ایک نظر سامنے الماری کی طرف دیکھا جہاں ناولز پڑے تھے پھر وہ آہستہ سے لیٹ گئی ہاتھ اٹھا کر دیان پر رکھنا چاہا لیکن پھر وہ ہوا میں ہی ٹھہر گیا۔

★★★★★★★★★

میری روح تک نچوڑ گئی۔۔۔

ضرب ایسی اس کے لہجے میں تھی۔۔۔۔

پھولوں پر شبنم کے قطرے واضح ہو رہے تھے فجر کی نماز اور قرآن پڑھ کر وہ اب حویلی کے پچھلے لان میں بیٹھی گھاس کو گھور رہی تھی سورج کی کرنیں آہستہ آہستہ آسمان پر روشنی پھیلا رہی تھی اس نے کالی شال اپنے گرد لپیٹ رکھی تھی

"ارے ماڑا اتنی ٹھنڈ میں یہاں کیوں بیٹھا ہے"

"بس ایسی ہی خان بابا تازی ہوا لینے آئی تھی۔"

"اچھا اچھا."

"اور آپ سنائیں کیسے ہیں؟"

"اللہ کا کرم ہے بلکل ٹھیک لیکن ہم کو اپنی گڑیا ٹھیک نہیں لگ رہی۔" وشمہ مسکرائی

"میں بلکل ٹھیک ہوں بابا۔"

"نہیں نہیں جیسے پہلے تھی نہ شرارتیں کرتی ہوئی، بھاگتی دوڑتی۔۔۔حویلی میں رونق لگتی تھی۔"

"بہت جلد حویلی میں دوبارہ رونق لگ جائے گی۔" وہ مسکرا کر بولی بے اختیار ہاتھ گود میں رکھا۔

دیان نماز پڑھ کر جاگنگ کر کے کمرے میں آیا تو کمرا خالی تھا جوس ہر روز کی طرح ٹیبل پر پڑا تھا اس نے ایک گھونٹ لیا ذہن میں دستک سی ہوئی۔۔۔۔۔

وہ دروازہ کھول کر اندر آیا وشمہ صوفے پر بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی

"جوس کہاں ہے؟" وشمہ نے انگلی سے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور اٹھ کر قرآن الماری میں رکھا تبھی دروازے پر دستک ہوئی گل سے جوس لے کر اس نے گلاس اور

پھر دیان پر پھونک ماری "یہ لو"

"یہ کیا کر رہی تھی۔"

"یہ میں روز کرتی ہوں پکڑو۔"

"اب سمجھ آیا تم مجھے قابو کرنے کے لیے مجھ پر دم کرتی ہو تبھی میں کہوں روز روز یہ کمبخت دل تم پر اس قدر فدا کیوں ہوتا جا رہا ہے۔"

"تمہاری حفاظت کے لیے ایسا کرتی ہوں قابو شابو کرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔" وہ اسے گھورتے ہوئے بولی باتوں کی آواز پر وہ سوچوں سے نکلا اور ہاتھ میں تھامے گلاس کو دیکھا پھر ایک ہی گھونٹ میں سارا جوس پی کر ٹیرس پر آگیا وشمہ مسکرا کر خان بابا سے باتیں کر رہی تھی۔

"میں کیوں نہیں سمجھ سکا وشمہ کہ تم تو شروع سے ہی مجھے قابو نہیں کرنا چاہتی تھی میں کیوں نہیں سمجھا۔۔۔۔۔۔۔۔، تم نے مجھے کیوں نہیں روکا۔۔۔۔۔ پھر کیوں مجھے اپنی محبت میں قید کیا۔۔۔۔ کیوں مجھے اپنا اثیر بنایا کیوں اس رشتے کو اتنا بڑھایا۔۔۔۔۔۔ لیکن تمہاری آنکھوں میں محبت دیکھی تھی میں نے آہ۔۔۔" اس نے غصے سے گرل

پر ہاتھ مار کر سر جھکایا۔

کبھی زلف پر، کبھی چشم پر

کبھی تیرے حسین وجود پر

جو پسند تھے میری کتاب میں

وہ شعر سارے بکھر گئے

مجھے یاد ہے کبھی ایک تھے

مگر آج ہم ہیں جدا جدا

★★★★★★★★★

شام ہوتے ہی پوری حویلی روشنی میں نہا گئی چاروں طرف سجاوٹ کی گئی تھی ایک طرف مزے دار پکوان پک رہے تھے تو دوسری طرف لان میں ٹینٹ لگا کر سجاوٹ کی گئی تھی۔ آج نوال کی مہندی کا فنکشن تھا لڑکا لڑکی دونوں کی مہندی اکھٹی تھی نکاح ہواوا تھا اس لیے کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا اکھٹے فنکشن میں تقریب میں۔ بس گھر کے اور کچھ قریبی رشتہ دار شامل تھے۔ حویلی کے اندر دیکھیں تو اندر بھی حل چل

سجی ہوئی تھی دیواریں اور سیڑھیوں کے گرد گیندے کے پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی۔ مہندی اور گولڈن رنگ کا لہنگا پہنے امل نوال کا ڈوپٹہ ٹھیک کر رہی تھی نوال نے مہندی اور مہرون رنگ کا غرارہ پہن رکھا تھا جس پر گولڈن تِلے کا کام تھا بالوں کی چھٹیاں بنا کر کندھے کے ایک طرف ڈالا ہوا تھا جس میں موتیے کے پھولوں کی لڑی بھی تھی۔

"آپی ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

"تھینک یو تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہو آج تو کوئی نا کوئی پسند کر ہی لے گا۔" نوال کی بات پر امل نے شرمانے کی اداکاری کی

"سچ کہہ رہی ہیں؟"

"ہاں لیکن تم اپنی شرطیں منوانے مت لگ جانا۔" اس نے منہ بنایا

"اچھا منہ نا بناؤ دیکھو وشمہ تیار ہو گئی اور اس کی دوائی بھی دیکھ لینا فائل میں نے سائڈ والی الماری میں رکھی ہے اور دھیان رکھنا یہ بات ابھی کسی اور کو پتہ نا چلے۔"

"ٹھیک ہے لیکن آپی وشمہ اور دیان لالہ کے بیچ ناراضگی کی وجہ کیا ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE .COM Novels|Afsana|Articles|Ghazal|Poetry|Interviews

"یہ تو مجھے نہیں پتا اور نا ہی میں نے پوچھا ہے ان شاءاللہ جلد ہی دونوں ٹھیک ہو جائیں گے۔"

وشمہ کے کمرے میں نظر ڈالیں تو شیشے کے سامنے بیٹھی وہ سست ہاتھوں سے چوڑیاں پہن رہی تھی کینولا کی جگہ اب بینڈیج تھی صبح وہ امل کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس سے ہو آئی تھی۔ مہرون اور گولڈن رنگ کا لہنگا اس پر بہت جچ رہا تھا بالوں کا آگے سے سٹائل بنا کر پیچھے چٹیاں بنا رکھی تھی دیان ڈریسنگ روم سے کف کہنیوں تک موڑتا نکلا اس نے وشمہ کے لہنگے سے ملتا جلتا ہی مہرون کرتا پہن رکھا تھا اس نے جھک کر ڈریسنگ سے برش اٹھایا وشمہ نظریں جھکائے ہی بیٹھی تھی

"آہ"

"کیا ہوا؟" دیان نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا چوری ٹوٹنے کی وجہ سے ہاتھ میں کٹ لگ گیا تھا وشمہ نے نظر اٹھا کر دیان کو دیکھا جو آنکھوں میں فکر لیے اس کا ہاتھ دیکھ رہا تھا ٹشو سے وہ جو نہی خون صاف کرنے لگا وشمہ اسے دیکھنے لگی دروازے پر دستک دے کر امل کمرے میں آئی دیان پیچھے ہوا۔

"وشمہ تیار ہو گئی۔"

"ہاں"

"گجرے کیوں نہیں پہن رہی۔ گل کو واپس کیوں بھیج دیا۔" دیان کا گھڑی بند کرتا ہاتھ رکا اس نے نظر اٹھا کر وشمہ کو دیکھا وشمہ نے بھی دیان کی طرف دیکھا دونوں کے سامنے ایک ہی منظر آیا وشمہ نے فوراً امل کی طرف رخ کیا

"ویسے ہی۔ میرا دل نہیں کر رہا تھا۔ نوال تیار ہو گئی؟"

"ہاں وہ تیار ہیں جلدی سے آپ دونوں نیچے آجائیں مہمان آنا شروع ہو گئے ہیں." امل چلی گئی تو وشمہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور سر بیڈ کراؤن سے لگا دیا سر میں شدید درد تھا۔

"کوشش کرنا کہ باہر کسی کو کچھ نا پتا چلے میں نہیں چاہتا ہماری وجہ سے کسی کو کوئی پریشانی ہو شادی کے بعد میں تمہیں اس زبردستی کے رشتے سے۔۔۔۔ وہ رکا آگے بولنا بہت مشکل تھا وشمہ فوراً سے اٹھ "میں آزا۔۔۔۔۔۔ وشمہ نے فوراً اس کے منہ پر ہاتھ رکھا آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں

"تم ایک ہی دفعہ مجھے مار دو دیان لیکن پلیز پل پل مرنے کے لیے مت چھوڑو مت ایسے الفاظ بولو جس سے خود کو بھی تکلیف ہو رہی ہے۔"

"تم میری فکر مت کرو میں تمہیں اس زبردستی کے رشتے میں قید نہیں رکھ سکتا اور ویسے بھی اگلے ہفتے میں بزنس کے سلسلے میں واپس باہر چلا جاؤں گا نا تم میرے سامنے آؤ گی اور نا میں تمہارے۔۔۔۔ یہ باب یہی ختم ہو جائے گا۔"

"پاگل ہو گئے ہو ایسے ختم نہیں ہوتے رشتے۔" دیان نے اس کے ہاتھ اپنے کندھوں سے جھٹکے

""دیان مجھ سے لڑ لو، مجھے مار لو، مجھے سب کے سامنے باتیں سنا دو سب کچھ کر لو لیکن پلیزززز مجھے چھوڑو مت پلیز......" روتے ہوئے اس نے دیان کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے وہ بغیر کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گیا اور وہ روتے ہوئے نیچے بیٹھ گئی

"بیٹا دیان کی کوئی غلطی نہیں ہے اس کو سزا مت دینا اس کے ساتھ ناانصافی مت کرنا "بی بی جان کی باتیں کانوں میں گونجی۔

"تمہیں اپنے آپ پر بہت ناز تھا نا وشمہ اب کیوں اس شخص کے لیے رو رہی ہو جس کو ہر بات پر زلیل کرتی رہی ہو۔" ضمیر نے ملامت کی اس نے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے

"چپ کر جاؤ سب پلیز چپ کر جاؤ۔" وہ چیخ کر کہتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی عالیہ جو اسے بلانے اوپر آئی تھی کمرے سے اس کی آواز سن کر فوراً اندر آئی

"وشمہ" اس کو نیچے بیٹھا دیکھ کر وہ تڑپ اٹھی

"وشمہ اٹھو میری جان یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔"

"مورے" وہ ان کے گلے لگ گئی

"وشمہ میری جان کیا ہوا ہے۔" امل جو گجرے لیے کمرے میں آ رہی تھی اس کے قدم دروازے میں ہی تھم گئے

"وشمہ"

"امل دیکھو بیٹا اسے کیا ہوا ہے۔" عالیہ نم آنکھیں لیے بولی امل فوراً دروازہ بند کر کے اس کے پاس آئی

"وشمہ کیا ہوا ہے کھڑی ہو۔" اس نے وشمہ کو کھڑا کر کے بیڈ پر بٹھایا

"کیوں رو رہی ہو؟"

"سب ختم ہو گیا ہے۔۔۔۔" وشمہ نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا

"وشمہ چپ کر جاؤ تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی ڈاکٹر نے منع کیا ہے نا سٹریس لینے سے چپ کر جاؤ۔" امل نے اسے اپنے ساتھ لگایا

"وہ مجھے چھوڑ دے گا ماما دیان مجھے چھوڑ کر چلا جائے گا کیوں سب مجھے چھوڑ دیتے ہیں۔"

وہ مسلسل رو رہی تھی

"کوئی نہیں چھوڑے گا۔"

"وشمہ ایسی حالت میں سٹریس صحیح نہیں ہے پلیز ز۔۔۔۔" عالیہ نے امل کو دیکھا جس پر اس نے سر ہلایا عالیہ نے حیرت سے وشمہ کو دیکھا

"میں نے دیان کو کھو دیا ماما میرے لیے جو قیمتی تھا میں نے اسی کو بے مول رکھا۔۔۔۔ میں نے اپنی زندگی کو کھو دیا ماما۔۔۔۔" اس نے بے دردی سے اپنے گال رگڑے امل نے فوراً اسے دوائی دی جس کو کھا کر عالیہ کے کندھے پر سر رکھ دیا وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی

"پر سکون ہو جاؤ میری جان سب ٹھیک ہو جائے گا" چند منٹ ایسے ہی گزر گیا وشمہ سیدھی ہوئی

"وشمہ چندا ٹھیک ہو۔" اس نے سر ہلایا

"امل تم نیچے جاؤ سب آ گئے ہوں گے ماما آپ بھی جائیں میں کچھ دیر تک آتی ہوں۔"

"پکا ٹھیک ہو۔" عالیہ نے اس کے سر پر پیار کیا

"جی میں ٹھیک ہوں فریش ہو کر آتی ہوں۔" وہ دونوں چلی گئی تو اس کی نظر بک شیلف پر گئی وہ آہستہ سے چلتی ہوئی اس کے سامنے آئی اور دیان کا دیا کپ اٹھایا

تہ زمہ پہ زڑہ کہ دہ درازاری پہ زے دراز یگے۔۔۔" اس نے موبائل اٹھا کر ٹرانسلیٹر کھولا اور جملہ لکھ کر سرچ بٹن دبا دیا فوراً اسکرین پر لفظ نظر آئے

"تم میرے دل میں دھڑکن بن کر دھڑک رہی ہو۔" پڑھتے ہی وشمہ کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا اس نے کپ اپنی جگہ پر رکھا اور شیشے کے سامنے آ کر اپنی حالت درست کی پھر الماری سے ایک لال ڈبہ نکال کر کھولا اس میں بہت ہی خوبصورت لاکٹ تھا

"جب تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے تم یہ پہن لینا میں سمجھ جاؤں گا۔" اس نے آہستہ سے چین پہن لی اور پھر آئینے میں اپنا عکس دیکھا لاکٹ اسکے گلے میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا کچھ دیر بعد وہ ڈوپٹہ ٹھیک کر کے باہر چلی آئی۔

★★★★★★★★★

فضا میں رنگ برنگی خوشبو یکجا ہو کر ماحول کو معطر کر رہی تھی۔ برقی قمقموں سے وقاص خان کی حویلی جگ مگا رہی تھی۔ آسمان پر پورا چاند آب وتاب سے چمک رہا تھا۔ ہوا ماحول کو اور دلکش بنا رہی تھی۔ نوال کا چہرہ گھونگھٹ میں چھپا ہوا تھا رسم ہوتے ہی نوید اٹھ کر باہر چلا گیا وشمہ ایک طرف بیٹھی تھی وہ کسی چیز میں حصہ نہیں لے رہی تھی اس کی نظریں دیان پر تھی جو اپنی آفس کولیگ کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔ وشمہ کا روم روم جیسے آگ میں جھلس رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا سامنے کھڑی لڑکی کا جا کر گلہ دبا دے مہندی لگانے کا انتظام اندر حال میں کیا گیا تھا مہمان آہستہ آہستہ واپس اپنے گھروں کے لیے روانہ ہونے لگے۔

بختاور جو اندر لاؤنج میں جا رہی تھی فون کی آواز پر سائڈ پر ہو کر رک گئی اور سکرین دیکھی اس نے جھنجھلا کر فون کاٹا

"صبح سے دماغ خراب کیا ہوا ہے" فون دوبارہ بجنے لگا تو آخر اس نے کال ریسیو کر ہی لی

"کیا مصیبت ہے میں دس دفعہ کہہ چکی ہو مجھے اب اس سب معملات سے دور رکھو سمجھ میں نہیں آتا اور خبردار مجھے اب فون کیا ورنہ میں دا جی اور دیان کو سب بتا دوں گی۔" وہ غصے سے فون بند کر کے پلٹی اور بری طرح پیچھے سے آتے ولید سے ٹکرائی

"افففف اللہ۔۔۔" اس نے اپنا سر پکڑا ولید جو کال پر بات کرتا باہر آرہا تھا سامنے بختاور کو دیکھ کر ٹھہر گیا اور کال بند کی

"محترمہ ایک بات بتائیں ہر وقت ہوا کے گھوڑے پر کیوں سوار رہتی ہیں۔"

"میری کوئی غلطی نہیں ہے آپ کا ہی دھیان فون پر تھا میرا سر پھوڑ دیا۔" وہ اپنا سر سہلاتے ہوئے بولی

"یہ تو سراسر الزام ہے غلطی ہرگز میری نہیں ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ اندر جانے لگی تبھی ولید فوراً بولا

"رکیں بختاور۔" بختاور رکی

"آپ انگیجڈ ہیں؟"

"جیبی" اس نے حیرت سے ولید کو دیکھا

"ہیں؟"

"نہ۔۔۔ نہیں تو۔"

"گڈ"

"اس میں گڈ والی کیا بات ہے۔"

"اب میں اپنی مورے کو بھیج سکتا ہوں"۔

کہاں؟"

"آپ کے گھر۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا

"میرے گھر، لیکن کیوں؟" وہ الجھی

"مس بختاور ایک لڑکا ایک لڑکی کے گھر اپنی امی کو کیوں بھیجتا ہے۔" بول کر وہ باہر چلا گیا اور پیچھے بختاور حیرت سے آنکھیں کھولے اس کی پشت کو دیکھنے لگی۔

★★★★★★★★★

سارے مہمان جا چکے تھے بس اب آغا حویلی کے افراد تھے جن کو دا جی نے روک لیا تھا کہ سب لڑکیاں مہندی لگا لیں سب لاؤنج میں ایک طرف بیٹھے تھے اور دوسری طرف مہندی لگانے والی لڑکیاں مہندی لگا رہی تھیں وشمہ شاہ کے کندھے پر سر ٹکائے گم سم سی بیٹھی تھی تبھی زنیرہ بی بی نے اسے آواز دی وہ اٹھ کر ان کے پاس آئی تو انہوں نے اسے ڈائنگ پر بٹھایا وہ کھانا لگوا چکی تھیں پھر اوپر جاتے دیان کو اپنے پاس بلایا

"جی مورے۔"

"بیٹھو ادھر تم دونوں کے علاوہ سب نے کھانا کھا لیا ہے۔۔۔۔ خبردار یہاں سے اٹھے۔" دیان کو اٹھتا دیکھ کر وہ فوراً بولیں

"میں کھا چکا ہوں۔"

"جھوٹ مت بولو چپ کر کے بیٹھو اور کھاؤ بلکہ وشمہ کو اپنے ہاتھوں سے کھلاؤ۔" وشمہ جو سر جھکائے بیٹھی تھی ان کی بات پر فوراً سر اٹھایا

"مورے میں۔۔۔۔"

"دیان جلدی کرو بیٹا مہندی بھی لگنی ہے ابھی وشمہ کو۔" زنیرہ بی بی نے دونوں کا کھینچا

کھینچا رویہ دیکھ کر جان کر دونوں کو ایک ساتھ بٹھایا دیان نے مزید مزاحمت چھوڑ کر نوالہ بنا کر وشمہ کی طرف ہاتھ بڑھایا وشمہ اسے دیکھے گئی۔

"کھاؤ بیٹا۔" زنیرہ بی بی نے وشمہ کو کہا تو اس نے آہستہ سے دیان کے بڑھے ہوئے ہاتھ سے نوالہ کھالیا۔"

"چلو تم دونوں آرام سے کھالو میں باقی سب کو دیکھ لوں۔"

دیان نے دوسرا نوالہ وشمہ کی طرف بڑھایا تو اس نے اس کا ہاتھ روک دیا دیان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا وشمہ کی آنکھیں نمکین پانی سے بھری ہوئی تھیں

"مجھے بھوک نہیں ہے تم کھالو۔" وہ کرسی گھسیٹ کر اٹھ گئی

"صاف کہو میرے ہاتھ سے نہیں کھانا چاہتی میں صرف مورے کے کہنے پر آیا تھا۔"

"میرا کچھ بھی کہنا بیکار ہے کیونکہ تم نے میرے لیے اپنے دل کے سارے دروازے بند کر لیے ہیں۔" دیان غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مار کر اٹھ گیا وشمہ نے آنکھیں بند کر کے آنسو اندر اتارے اور پلٹ کر میرب کے پاس آئی جو آئرہ کو سلا رہی تھی

"بھابھی اسے مجھے دے دیں آپ مہندی لگوائیں جا کر۔"

"ارے نہیں تم تھک جاؤ گی مجھے نہیں لگوانی مہندی."

"ایسے کیسے نہیں لگوانی ارحم لالہ کو پسند ہے نا چلیں جائیں اِسے مجھے دیں۔"

"تم نے بھی تو لگوانی ہے میں اسے ارحم کے حوالے کرتی ہوں تم بھی آؤ۔"

"ارحم لالہ باتوں میں مصروف ہیں۔ میں بعد میں لگوالوں گی آپ جائیں ویسے بھی ابھی آغا جان واپسی کے لیے کھڑے ہو جائیں گے فوراً سے جائیں۔ میں اسے اپنے کمرے میں لے جاتی ہوں۔" میرب مسکرا کر چلی گئی تو وہ آئرہ کو لے کر کمرے میں آ گئی اور اس کا فیڈر میز پر رکھا

"کیسی ہے میری پرنسس آج تو بہت پیاری لگ رہی تھی۔" وہ اس کے ساتھ کھیلنے لگی واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی "آپ کے ماموں واش روم میں ہیں مِس کیا ماموں جان کو۔۔۔۔آپ کے ماموں جان آج کل سڑوں سڑوں ہو گئے ہیں۔۔۔۔کچھ سمجھاؤ نہیں۔۔۔۔۔" آئرہ نے اچانک رونا شروع کر دیا

"آئے ہائے ماموں کی چمچی برائی برداشت نہیں ہوئی۔۔۔۔اچھا اچھا بہت اچھے ہیں آپ کے ماموں دنیا کے حسین شہزادوں میں سے ایک ہیں۔۔۔۔۔ہونہہ

اکڑو۔۔۔۔ڈائن "آخری لفظ پر وہ ہنسنے لگی شاید آخری نام سے کچھ پرانی یادیں تازہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔گھنے درختوں میں بتائی راتیں۔۔۔۔۔سرد اور ٹھنڈی راتیں۔۔۔۔۔۔۔آئرہ کے رونے سے وہ واپس حال میں آئی اور کھڑی ہو کر آئرہ کو ہلانے لگی

"کیا ہو گیا میری گڑیا کو اللہ۔۔۔اللہ۔۔۔۔چلو سو جاؤ۔" وہ اسے آہستہ آہستہ تھپکنے لگی لیکن آئرہ کے سُر جاری تھے۔ دیان ٹاول سے بال رگڑتا باہر آیا وہ نائٹ سوٹ میں ملبوس تھا ایک نظر وشمہ کو دیکھا جو آہستہ آہستہ آئرہ کو ہلا کر چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی وہ بال بنانے کے لیے ڈریسنگ کی طرف بڑھ گیا

"اللہ اللہ سو جاؤ پرنسس کیا ہو گیا ہے کیوں رو رہی ہو بھوک لگی ہے رکو۔۔۔" اس نے جھک کر اس کا فیڈر اٹھایا اور اس کے منہ میں ڈالا اس کی اپنی کمر میں شدید درد ہو رہا تھا آئرہ نے جھٹکے سے فیڈر ہٹا دیا

"دودھ بھی نہیں پینا پھر کیوں رو رہی ہو چپ کر جاؤ جانی۔۔۔" آئرہ چپ ہونے کے بجائے اور زور و شور سے رونے لگی دیان آگے بڑھا اور اسے اپنی گود میں لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا وشمہ نے نظریں اٹھائیں پھر آہستہ سے آئرہ دیان کو پکڑا دی اور اسے دیکھنے

لگی وہ اسے سینے سے لگا کر آہستہ آہستہ تھپک رہا تھا اب آئرہ رونا بھول کر آنکھیں بند کیے ہلکی ہلکی آوازیں نکال رہی تھی دو منٹ بعد مکمل خاموشی چھا گئی وہ سو چکی تھی۔ وشمہ مسکرا کر الماری کی جانب پلٹی پھر آہستہ سے اپنے ہاتھ سے نئی زندگی کو محسوس کرنا چاہا

لبوں پر مسکان۔۔۔ آنکھوں میں پانی۔۔۔۔۔ اس نے آنکھیں بند کر کے اس خوبصورت احساس کو محسوس کیا اسکی آنکھ سے دو موتی گرے خدا نے عورت کو ماں بنا کر جو اعلیٰ مقام دیا ہے وہ بھی اسکی حقدار بن گئی تھی سچ کہتے ہیں ماں بننا دنیا کا سب سے خوبصورت احساس ہے وہ مسکراتے ہوئے فریش ہونے چلی گئی جیسے ہی وہ کپڑے بدل کر باہر نکلی تو اسکی نظروں نے دیان کو ڈھونڈا وہ کمرے میں موجود نہیں تھا اس نے پھیکی سی مسکان کے ساتھ لاکٹ کو دیکھا اور پھر نظریں اٹھا کر سامنے لگی دیان کی تصویر کو۔۔۔۔

"اتنی نفرت ہو گئی ہے دیان کہ ایک نظر مجھ پر ڈالنا گوارا نہ کیا اگر دیکھ لیتے تو جان جاتے تمہارے عشق میں یہ وشمہ جوگن بن گئی ہے تمہاری ایک نظر اس پیاسے دل کو سیراب کر دیتی لیکن شاید میرا قصور بہت بڑا ہے۔" اس نے آنسو پونچھے اور آئرہ کے

پاس آکر لیٹ گئی۔

★★★★★★★★★

تو بھی کچھ اور، اور ہے، ہم بھی کچھ اور اور ہیں

جانے وہ تو کدھر گیا، جانے وہ ہم کدھر گئے؟

رات کی تاریکی۔۔۔۔۔ ٹھنڈی ہوا۔۔۔۔۔ اداس اداس سا چاند ماحول کو اور بھی سوگوار کر رہا تھا وہ شخص بھی چاند کی اداسی کا ہی حصہ معلوم ہو رہا تھا۔ سگریٹ پر سگریٹ سلگانے پر بھی وہ اپنے اندر برپا سیلاب کو روک نہیں پا رہا تھا ایک آگ تھی جس نے اسکے وجود کا گھیراؤ کر رکھا تھا۔ وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو چکا تھا کہ کیوں کیا وشمہ نے ایسا اسکی آنکھوں کی وہ جوت جو اسے دیکھ کر جلا کرتی تھی جھوٹی نہیں ہو سکتی اس کا وہ تڑپ کر رونا جھوٹ تھا کیا؟

"ہاں جھوٹ تھا۔" دیان کی نظر سامنے اٹھی تو وہ چونک اٹھا کیوں کہ سامنے اس کا عکس موجود تھا۔

"کیا ہوا چونک گئے میں تمہارا عکس ہوں۔ دیان نے اس پر سے نظریں ہٹائی۔

کیاہوادیان خان تم ایک عورت سے ہار گئے اب اعتراف کرنے سے ڈر رہے ہو کہ تمہیں شرم آ رہی ہے کہ ایک عورت تم سے کھیل گئی وہ بھی تمہارے دل سے جہاں تک کوئی رسائی حاصل نہیں کر سکا تھا تم نے خود اپنے ساتھ دھوکا ہونے دیا ہے اتنا آسان نہیں ہے کسی مرد کے دل سے کھیلنا لیکن وہ کھیل گئی کیوں کہ تم نے اسے موقع دیا تم ایک عورت کے جال میں پھنسے اور خود کو بے وقوف بنایا۔

"جسٹ شٹ اپ۔" وہ چیخا سرد ہوا بھی اس کے اندر کی جلن کو ختم نہیں کر پا رہی تھی۔

"ہاہاہا کیا ہوا دیان برا لگ رہا ہے۔ مجھے تم خاموش کرواؤ گے میں تمہارا عکس ہوں خاموش بھی ہو جاؤں گا لیکن کیسے جی سکو گے جب تک تم اپنی ہار کا بدلہ اس سے نہ لے لو۔"

"نہیں دیان۔" دیان نے دوسری طرف نظر اٹھائی وہاں بھی اسے اپنا عکس نظر آیا۔

میں تمہارے اندر کی اچھائی ہوں دیان تم خود سوچو وہ اگر تم سے محبت نہ کرتی تو کبھی بھی تمہارے لئے نہ روتی تم نے خود نے اسے جیلس ہوتے دیکھا ہے۔۔۔، تم پر اپنا حق جتاتے دیکھا ہے۔

وہ سب ڈرامہ نہیں تھا دیان۔ نہیں دیان اسکا گڑ گڑانا ڈرامہ نہیں تھا جب اسکی حقیقت کھلی تب بھی وہ تڑپ اٹھی تم سے رو رو کر کچھ کہنے کی کوشش کرتی رہی دیان۔"

"وہ سب ڈھکوسلے بازی تھی۔۔۔"دوسرا عکس بولا

"نہیں دیان عورت اس وقت تڑپتی ہے جب وہ اپنے محبوب سے محبت کرتی ہے اور وشمہ کا رونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے تم سے محبت۔۔۔۔دیان نے فوراً کھڑے ہو کر ہاتھ میں تھامے گجرے دور پھینکے دونوں عکس غائب ہو چکے تھے وہ اپنا سر پکڑ کر دوبارہ بیٹھ گیا

"آہھہ وشمہ تم نے مجھے کہاں لا کھڑا کیا ہے۔"

بختاور نے جھک کر گجرے اٹھائے اور اس کے پاس آئی پوری حویلی اندھیرے اور خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی وہ لان میں سر تھامے بیٹھا تھا

"دیان"بختاور نے آہستہ سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے چونک کر سر اٹھایا دیان کی نم آنکھیں اور اجڑی حالت دیکھ کر اسے جھٹکا لگا دیان خان اور ایسی حالت

"دیان تم ٹھیک ہو"؟ بختاور کے دل کو کچھ ہونے لگا۔

"ہمم "شدت ضبط سے اس کا چہرہ لال ہو رہا تھا

"دیان ہم کزنز ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے دوست بھی ہیں تم اپنی تکلیف مجھ سے شیئر کر سکتے ہو۔ "بختاور نے اسے دیکھتے ہوئے کہا ہر وقت نک سک سے تیار رہنے والا دیان اس دیان سے قدرے مختلف تھا بکھرے بال لال ہوتی آنکھیں بکھرا بکھرا سا حلیہ۔

بختاور کے دل کو ٹھیس لگی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بس آفس کے کام سے تھوڑا پریشان ہوں."

"کام اتنا کیوں بڑھا لیا ہے دیان۔"

"سب کام نبٹا کر جانا چاہتا ہوں۔"

"کہاں جا رہے ہو؟ "بختاور نے چونک کر اسے دیکھا

"کینیڈا"

"کیا۔۔۔ لیکن کیوں؟"

دیان کی آنکھ سے آنسو چھلکا جسے اس نے بے دردی سے صاف کیا شاید وہ بھی کسی سامع کی تلاش میں تھا جس سے وہ بات کر کے دل ہلکا کر سکتا۔

"کیوں کہ میں نہیں رہ سکتا یہاں میرا دل مجھ سے بغاوت کرنے لگتا ہے وہ سامنے ہوتی ہے تو اس پر سے نظریں نہیں ہٹا پاتا وہ قریب ہو تو اسکی قربت کے لئے دل بے چین ہو جاتا ہے نا چاہتے ہوئے بھی اسی کو دیکھتا ہوں۔۔۔اسی کو سوچتا ہوں وہ ہنسے تو دل میں سکون بھرنے لگتا ہے اس کے آنسو میری زندگی میں زلزلہ لے آتے ہیں۔" دیان نے بے بسی سے کہا بختاور بس اسے سنے گئی۔

★★★★★★★★★★

وشمہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں تو اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔ کمرے میں ہلکی سی چاند کی روشنی کھڑکی سے اندر آ رہی تھی دیان کی جگہ خالی تھی وہ بے چینی سے اٹھ کر بیٹھی

"دیان کہاں گیا" ڈوپٹہ گلے میں ڈال کر ننگے پاؤں وہ ڈریسنگ روم تک آئی پھر واش روم دیکھا وہ کہیں بھی نہیں تھا۔ وشمہ کچھ سوچتے ہوئے باہر نکلی بھورے بال کمر پر گر رہے تھے اس نے ہاتھ اٹھا کر منہ پر آتے بال کان کے پیچھے کیے وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگی لاؤنج میں مدھم روشنی تھی باتوں کی آواز پر اس نے گردن موڑی لان سے آواز آ رہی تھی وہ باہر کی جانب بڑھی لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر وہ دروازے پر ہی تھم

گئی بختاور دیان کے کندھے پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی ان دونوں کی پشت دروازے کی جانب تھی وشمہ کے قدم لڑکھڑائے وہ آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف قدم اٹھانے لگی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئی وہ لڑکھڑاتے قدموں سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر کمرے میں پہنچی، بیڈ پر بیٹھتے ہی آنسو ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے بہتے گئے، بستر کی چادر کو اس نے اپنے دائیں بائیں رکھے ہاتھوں سے نوچ لیا، کچھ دیر اس نے کوشش کی آنسوؤں کو اندر دھکیلنے کی مگر پھر وہ سسکیاں لینے لگی۔۔۔۔ اس نے الٹے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرنا چاہے اور اس کوشش میں اسکے آنسوؤں میں مزید روانی آگئی

"بس اتنی سی تھی تمہاری محبت دیان۔۔۔۔۔ جھوٹے ہو تم۔۔۔۔ نہیں ہے تمہیں مجھ سے محبت (وہ دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے روتے ہوئے چیخ کر بولی۔ "تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ نہیں کر سکتے ایسا۔۔۔ نہیں کر سکتے۔۔۔۔" وہ پاؤں اوپر کر کے لیٹ گئی اور سسکنے لگی۔

★★★★★★★★★★

"یہاں سے جا کر کیا اسے یاد نہیں کرو گے؟"

"کم سے کم وہ سامنے تو نہیں ہو گی نا۔ اسکی یاد اسکی سوچ تو کبھی دل سے نہیں نکلے گی

لیکن وہ تکلیف وہ بے بسی جو اسے سامنے دیکھ کر ہوتی ہے وہ تو کم ہو جائے گی۔ "

" اتنی محبت کرتے ہو وشمہ سے۔ "

" بہت۔۔۔۔۔۔ بہت محبت کرتا ہوں اور اب یہ بات مجھے پل پل مار رہی ہے کہ جس سے بے انتہا محبت کی وہ تو مجھے استعمال کرتی رہی۔ وشمہ نے میری محبت کا تماشہ بنا دیا۔ " بختاور کو ایسا لگا جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں دبا دیا ہو۔

" بزدل مت بنو دیان۔ " دیان نے دکھ سے بختاور کو دیکھا

" بزدل۔۔۔ " وہ اپنے حال پر ہنسا

" محبت ہوتی ہی ایسی ہے اچھے خاصے پہلوان کو ایسے پچھاڑ دیتی ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ "

" تو کیا وشمہ کو چھوڑ دو گے "

" ہاں " اس نے درد سے کہا۔ بختاور کو کچھ ہوا وہ یہی تو چاہتی تھی لیکن اب اسے خوشی نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کو برا لگ رہا تھا۔

" دیان خان یہ ظلم ہے۔ " وہ بھیگے لہجے میں بولی

"ظلم تو میرے ساتھ ہوا ہے۔"

"تم نے تو کہا تھا وشمہ صرف تمہاری ہے۔"

"وہ میرے علاوہ سب کی ہے۔" دو بدو کہا

"اتنے سنگ دل نا بنو۔"

"رحم دل بن کر کیا مل گیا۔" دیان بول کر اس کی طرف دیکھے بغیر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

آگہی کا ایک لمحہ انسان کی دنیا پلٹ کر رکھ دیتا ہے اور یہ وہی لمحہ تھا جب بختاور کو بھی آگہی ملی تھی اپنے کیے گئے گناہ کی۔ کیونکہ جو اس نے کیا تھا وہ شیطان کا سب سے پسندیدہ فعل تھا دو محبت کرنے والے میاں بیوی میں لڑائی کروادی تھی اس نے۔ وہ لب بھینچے آنسو روکنے میں مصروف تھی اس میں اتنی سکت نہ رہی کہ اٹھ کر کمرے میں جا سکے۔

★★★★★★★★★

کمرے میں آتے ہی نظر سامنے سوتی ہوئی وشمہ پر گئی۔۔۔۔ کتنے لمحے ایسے ہی بیت گئے دیان کی نگاہ اس کے ہاتھوں پر ٹھہر گئی۔

"مہندی بھی نہیں لگائی" دیان نے اس کا ہاتھ دیکھتے ہوئے سوچا پھر قریب آ کر دیکھا تو اس کے چہرے پر آنسوؤں کے نشان تھے وہ لب بھینچتا اسکو دیکھتا گیا پھر سر جھٹک کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

★★★★★★★★★

بختاور ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ جانے کتنی ساعتیں بیت گئیں ایسا ہی ہوتا ہے جب آگہی حاصل ہوتی ہے تو دل و دماغ میں موجود سارے گناہ سارے کفر یاد آنے لگتے ہیں وہی بختاور کے ساتھ ہو رہا تھا اسے اپنے سارے غلط کام یاد آ رہے تھے کیسے اس نے ان لوگوں سے مل کر وشمہ کو ٹارچر کیا اور پھر دیان کو حاصل کرنے کے لئے اس نے اسکی ریکارڈنگ کو الگ طریقے سے دیان کو سنایا۔۔۔۔۔

"یا اللہ کوئی تو راہ دکھائیں کیسے میں سب ٹھیک کروں کیسے ان دونوں کو ملاؤں؟ کیسے۔۔۔۔۔ پلیز میری مدد کریں مجھے صحیح راستہ دکھائیں۔" اتنے میں فجر کی اذان پورے شہر میں گونجنے لگی

"اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔۔۔۔۔۔"

اللہ سب سے بڑا ہے یہ آواز بختاور کے دل سے آئی۔ اس نے آنسو صاف کیے اور اپنے

کمرے کی طرف بڑھ گئی اذان کا ایک ایک لفظ دہراتے ہوئے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی آج اس کا دل، اس کے جسم کا ایک ایک عضو خدا کے حضور جھک کر معافی مانگنا چاہ رہا تھا اس نے پوری خشوع و خضوع سے وضو کیا پھر نماز پڑھی اور اپنے رب کے حضور سجدے میں سر جھکا دیا۔ کتنے ہی پل وہ سجدے میں جھکی رہی۔ سجدے سے سر اٹھا کر اپنے رب سے رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کی۔

"یا اللہ میں بہت بڑی گنہگار بندی ہوں میں نے وہ کام کیا جو آپ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ میں نے دیان اور وشمہ کو الگ کرنا چاہا میں بھٹک گئی تھی میں نے یہ سوچا بھی کیسے کہ دیان کو حاصل کر لوں گی وہ تو وشمہ کا تھا، ہے اور رہے گا۔ میں زبردستی اسکی زندگی میں بھی شامل ہو جاتی لیکن اسکے دل تک صرف وشمہ کی رسائی تھی میں نے دو دلوں کو توڑا ہے اللہ میری خطا ناقابلِ معافی ہے لیکن اللہ آپ غفور و رحیم ہیں مجھے معاف کر دیں۔ میں نے جو بھی کیا غلط کیا۔ میں چاہ کے بھی سب مٹا نہیں سکتی لیکن میرے مالک آپ تو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والے ہیں مجھے معاف کر دیں میرا عیب دنیا سے چھپا لیں میں دیان کو سب کچھ سچ سچ بتا دوں گی مجھے دنیا کے سامنے رسوا ہونے سے بچا لیں ان دو دلوں کو ملا دیں اللہ وہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر ادھورے

ہیں۔ میرے مالک مجھ خطاکار کو جو سزا دینا چاہیں میں حاضر ہوں بس ان دونوں کو الگ ہونے سے بچالیں"۔ ایک بار پھر سجدے میں گر کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

★★★★★★★★★

صبح کا سورج پورے شہر کو روشن کرنے لگا۔ آج نوال کی بارات تھی اس لیے پوری حویلی میں اداسی چھائی ہوئی تھی نوال صبح سے ذلفقار صاحب کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی اور وقفے وقفے سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔

"بیٹا بس کرو جاؤ شاباش کچھ دیر آرام کرلو جا کر" ذلفقار صاحب نے پیار سے کہا تبھی امل کمرے میں آئی

"ہاں نوال بچے اٹھو جاؤ جا کر کچھ دیر سو جاؤ امل جاؤ کمرے میں لے جاؤ اسے۔"

"اچھا بی جان۔" امل بھی صبح سے اداس اور خاموش تھی اس کی پیاری اور لاڈلی بہن اسے چھوڑ کر جو جا رہی تھی کیسے نا اداس ہوتی وہ۔ کمرے میں آکر نوال بیڈ پر بیٹھ گئی جبکہ امل الماری سے اس کا لہنگا نکالنے لگی تبھی وشمہ اس کی جیولری لے کر کمرے میں آئی۔

"امل یہ لو یہ سب بھی لہنگے کے ساتھ رکھ دو۔"

"کیسی طبیعت ہے وشمہ؟"

"بلکل ٹھیک۔"

"دیان کدھر ہے؟"

"میری بہن نے مجھے یاد کیا اور میں حاضر۔" دیان کی آواز پر سب نے دروازے کی طرف دیکھا

"دیان۔۔۔۔" وہ اٹھ کر اس کے سینے سے لگ گئی

"یہ میں آپ کے لیے لایا تھا" دیان نے گفٹ پیک نوال کو پکڑایا وشمہ اور امل مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے تاکہ بھائی بہن آرام سے باتیں کر لیں۔

★★★★★★★★★

خاموش فضا تھی کہیں سایہ بھی نہ تھا
اس شہر میں ہم سا کوئی تنہا بھی نہ تھا

رات نے اپنے پنکھ پھیلائے تو حویلی کا کونہ کونا روشن ہو گیا سب کے چہرے خوشی سے

جگمگا رہے تھے سوائے ان دو روٹھے ہوئے دلوں کے جن کی خوشی ایک دوسرے کے ساتھ تھی۔ بی بی جان نے وشمہ کو آج اس کی شادی کا جوڑا پہننے کو کہا تھا لیکن اس نے سہولت سے انکار کر دیا کہ کل پہن لوں گی آج طبعیت بہت بوجھل ہے۔ اس نے آج رسٹ کلر کی میکسی پہن رکھی تھی جس پر پیرٹ گرین دبکے کا کام تھا یہ سوٹ بھی دیان کی پسند کا تھا۔ بالوں کی فرینچ چٹیا بنائی ہوئی تھی اور نازک سے گولڈ سیٹ کے ساتھ ایک ہاتھ میں گولڈ کی چوڑیاں جو زنیرہ بی بی نے دی تھی اور ایک ہاتھ میں کانچ کی چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں، کوپر رنگ کے ہیلز پہنے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ جب دیان کمرے میں آیا تب وہ ہاتھوں میں انگوٹھیاں پہن رہی تھی دیان کی پہنائی گئی انگوٹھی وہ ایک لمحے کے لیے بھی نہیں اتارتی تھی دیان اسے دیکھ کر کھو سا گیا وشمہ نے شیشے میں اسکے عکس کو سرسری سا دیکھا اور باہر چلی گئی اس کا دل عجیب ہو رہا تھا طبعیت بوجھل تھی اوپر سے دیان کی بے رخی وہ سوچتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی تبھی سامنے سے آتی بختاور سے ٹکرائی۔

"اوہ سوری وشمہ۔" بختاور نے اسکی نم آنکھیں دیکھتے ہوئے کہا

"اٹس اوکے بختاور غلطی میری ہے میں تمہارے راستے میں آگئی تھی۔" وشمہ اسکی

طرف دیکھے بغیر آگے بڑھ گئی اگر دیکھ لیتی تو جان جاتی اس وقت بختاور کی آنکھیں نادم اور شرمندہ تھیں۔ نیچے آتے ہی وہ بی بی جان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی سب باتوں میں مصروف تھے وہ اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھنے لگی تبھی میرب عالیہ کے ساتھ لاؤنج میں آئی

"ماشاءاللہ وشہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

"تھینک یو بھابھی آپ بھی کسی سے کم نہیں لگ رہی۔ آئرہ کہاں ہے۔"

"وہ ارحم کے پاس باہر ہے۔"

"امل اور نوال کب آئیں گے؟" اس نے عالیہ سے پوچھا امل نے نوال کے ساتھ پالر میں تیار ہونا تھا زنیرہ بی بی نے وشمہ کو بھی بہت کہا تھا کہ چلی جاؤ لیکن اس نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہ خود گھر میں تیار ہو جائے گی

"بس آنے والے ہوں گے۔"

"وشمہ بیٹا ادھر آؤ" بی بی جان کے بلانے پر وہ ان کے پاس چلی گئی دیان بھی اسی وقت سیڑھیاں اترتا دیکھائی دیا بلیک شلوار قمیض پر سلیقے سے بنائے گئے بال۔۔۔۔، ہاتھ میں

گھڑی۔۔۔۔ تھوڑی تھوڑی بڑھی داڑھی وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا

"دیان بیٹا ادھر آؤ" وہ بھی بی بی جان کے پاس آگیا اب وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے تھے۔

"یہ ہے میرے شاہ کی بیٹی اور اس حویلی کی بہو میری دیان کی بیوی۔" بی بی جان اپنی کسی جاننے والے سے ان کا تعارف کروا رہی تھیں وشمہ کی نگاہ دیان کو دیکھتے ہی ٹھہر گئی دیان بھی اسی ہی دیکھ رہا تھا لیکن کل رات کا منظر آنکھوں کے سامنے آتے ہی وشمہ سر جھٹک کر چلی گئی

کچھ دیر بعد ہی نوال اور امل خان بابا کے ساتھ حویلی آئے نوال کو وشمہ اور میرب کمرے میں لے گئے جبکہ امل گاڑی سے سامان نکال کر اندر جا رہی تھی تبھی اسفند نے اسے روکا

"سنیں۔" وہ رک کر پلٹی سلور رنگ کا سوٹ جس پر نگوں کا کام تھا ساتھ سلور ہی ہیل پہنے اسنے چادر سے اپنے آپ کو ڈھکا ہوا تھا

"اسلام علیکم۔ جی"

"وعلیکم اسلام" اسفند کو لگا وہ اب کچھ نہیں بول پائے گا

"کیا ہوا؟" اسے چپ دیکھ کر وہ بولی

"آپ سے داجی نے کوئی بات کی ہے؟"

"کس حوالے سے؟ نہیں مجھ سے تو داجی نے کوئی بات نہیں کی۔"

"اچھا بس یہی پوچھنا تھا۔" وہ بول کر واپس پلٹ گیا امل بھی کندھے اچکا کر اندر چلی گئی۔ آغا خان نے وقاص خان سے اسفند اور امل کے رشتے کی بات کی تھی جس پر وقاص خان بہت خوش ہوئے لیکن انہوں نے امل سے پوچھ کر جواب دینے کا وقت مانگا تھا۔

وہ سب نوال کے پاس بیٹھے تھے

تبھی بارات آگئی کا شور اٹھا۔ آتش بازی نے سماں باندھ دیا۔۔۔ ڈھول کی تھاپ پہ لڑکوں کا رقص دیکھنے لائک تھا۔۔۔۔ نوید کو سٹیج پر لا کر بٹھایا گیا سب باراتیوں کے خاطر میں لگ گئے۔ موسیقی سے ماحول اور خوشگوار ہو گیا تھا فضا میں راحت کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔۔

سریلی اکھیوں والے۔۔۔۔

سنا ہے تیری اکھیوں سے بہتی ہیں نیندیں اور نیندوں میں سپنے۔۔۔۔۔۔

دیان شاہ اور عالیہ کے پاس آیا جو سائڈ پر کھڑے مسکرا کر بات کر رہے تھے

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ چچی جان آج تو آپ نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا ہے" اس نے عالیہ کا ہاتھ اٹھا کر لبوں سے لگایا عالیہ نے مسکرا کر اس کی گال پر ہاتھ رکھا

"شکریہ میری جان"

"شہزادے ان کی تعریف کرنا میرا کام ہے آپ اپنی پرنسس کے پاس جائیں" وہ دونوں مسکرا کر دائیں جانب بڑھ گئے تو اس کی نظر پیچھے کھڑی وشمہ پر گئی وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اوٹ میں چھپکے۔۔۔۔۔۔۔

دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

چاند کے پیچھے۔۔۔ پیچھے تھے۔۔۔

سارا جہاں دیکھا، دیکھا نا آنکھوں میں۔۔۔۔

پلکوں کے نیچے تھے۔۔۔۔۔

راحت کی آواز فضا میں گونج رہی تھی دیان نے زور سے آنکھیں بند کر کے کھولیں اور پلٹ گیا۔

آ چل کہی سمے سے پرے۔۔۔سمے سے پرے۔۔۔۔۔

چل دے کہی۔۔۔

تو بھی اکھیوں سے کبھی میری اکھیوں کی سن۔۔۔۔۔۔۔

★★★★★★★★★

سب سے ملنے کے بعد وہ اس پری وش کو ڈھونڈ رہا تھا جو پہلی نظر میں اسکے دل کو بھا گئی تھی اسے ڈھونڈتے ہوئے وہ لان کے دوسری طرف آگیا تو اس کی نظر سامنے بیٹھی بختاور پر پڑی جو افسردہ لگ رہی تھی

"شاید نوال بھابھی کے جانے سے اداس ہے فکر نہ کرو تم بہت جلد نوال بھابھی کے ساتھ ہو گی" ولید سوچتا ہوا اسکی طرف قدم بڑھانے لگا

"حسین رت میں گلاب چہرا

مجھے بتاؤ اداس کیوں ہو؟

دلوں پہ بیتی ہوئی کہانی

مجھے سناؤ اداس کیوں ہو؟" آواز پر وہ چونکی پھر اٹھ کر جانے لگی لیکن ولید نے فوراً

روک لیا

"کیا بات ہے بختاور"

"کچھ نہیں"۔

"میں جانتا ہوں اداس ہو۔"

"تم کیسے جانتے ہو؟" وہ چونکی

"پولیس والا ہوں میڈم اتنا تو جانتا ہوں۔ فوراً سے چہرے پڑھ لیتا ہوں۔" وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا

"اچھا پھر تو میری اداسی کی وجہ جان گئے ہو گے۔" بختاور نے استہزائیہ کہا

"بلکل"

"تو بتائیں آفیسر ولید کیا وجہ ہے؟"

"آپ اس لیے اداس ہو کیونکہ نوال بھابھی آج رخصت ہو کر چلی جائیں گی." وہ پھیکی سی مسکراہٹ سے اسے دیکھے گئی۔

"لیکن فکر نہیں کریں آپ کی اداسی کچھ ہی پل کی ہے۔"

"اچھا وہ کیسے؟"

"وہ ایسے کہ کچھ ہی وقت میں آپ نوال بھابھی کے ساتھ ان کے گھر میں ان کے ساتھ رہیں گی۔"

"کیا مطلب" وہ الجھی

"مطلب یہ میڈم کہ داجی سے میری مورے آج بات کریں گی بس پھر آپ کی رائے لیکر اس بندے کے متھے آپ کو منڈ دیا جائے گا۔" بختاور کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

"نہیں ولید میں تمہارے قابل نہیں ہوں."

"وہ کیوں بختاور"

"میں بہت بری ہوں ولید۔" ولید اس کی نم آنکھیں دیکھ کر سیدھا ہوا اور سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا

"مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو؟"

"اگر تمہیں پتہ چل جائے نہ تو یہ محبت ایک جھٹکے میں ختم ہو جائے گی۔" وہ روتے

ہوئے اٹھ کر جانے لگی ولید نے فوراً اس کی کلائی پکڑی

"بختاور مجھے بات بتاؤ۔" بختاور نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اسے اپنا عکس صاف دکھائی دے رہا تھا اس نے اپنی نظریں جھکائیں

اور سب کچھ بتاتی چلی گئی۔۔۔۔۔

"میں جانتی ہوں میں نے سب بگاڑ دیا ہے میں کچھ بھی صحیح نہیں کر سکتی لیکن میں نادم ہوں میں شرمندہ ہوں ولید مجھ سے یہ گناہ ہو چکا ہے میں گنہگار ہوں سب کی خاص کر دیان اور وشمہ کی۔ مجھ میں سکت نہیں ہے ان کا سامنا کرنے کی میں اتنی بزدل ہوں ولید کہ خود کو مار بھی نہیں پا رہی۔"

"بس چپ اب اور کچھ نہیں کہو گی تم اور خبردار جو اپنے آپ کے ساتھ کچھ غلط کرنے کی کوشش بھی کی۔۔۔۔ مجھے دیکھو بختاور۔" وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی جیسے گنہگار سزا سننے کے لئے کھڑا ہوتا ہے

"مجھے دیکھو بختاور۔" ولید نے سختی سے کہا تو اس نے نظریں اٹھائیں

"تم جانتی ہو اپنے گناہ پر نادم ہونا بھی گناہ کو مٹا دیتا ہے اور تم نادم ہو اپنی غلطی

پر۔۔۔ غلطیاں ہر انسان سے ہوتی ہیں وہ انسان ہی نہیں ہے جس سے خطا نہ ہو لیکن اپنی غلطی پر ڈٹ جانا غلط ہے تم اپنے کیے پر شرمندہ ہو تمہیں احساس ہو گیا یہ کافی ہے باقی آگے بھی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ "

"لیکن ولید۔۔۔۔۔"

"لیکن ویکن کچھ نہیں کل صبح ہی میں ان لوگوں کا پتہ لگاتا ہوں جنہوں نے یہ گھناؤنا کھیل کھیلا ہے انہیں انجام تک پہنچانا اب میرا کام ہے"۔

"اور مجھے؟"

"ہمم۔۔۔ یس آف کورس آپ کو بھی۔" ولید نے اسے دیکھتے ہوئے کہا جو کاسنی رنگ کے سوٹ میں نظر لگ جانے کی حد تک اچھی لگ رہی تھی۔ بختاور کی آنکھوں میں ڈر نظر آنے لگا وہ مسکراہٹ دبا کر بولا

"آپ کو عمر قید کی سزا ہو گی۔" ولید کی بات سن کر اسنے دکھ سے آنکھیں بند کیں دو موتی گالوں تک آئے۔ بختاور نے آنکھیں کھولیں۔

"تو آپکو منظور ہے بختاور میڈم اس بندے کے ساتھ عمر قید؟" بختاور کی آنکھیں

حیرت سے پھیلیں پھر آہستہ سے بولی

"منظور ہے۔۔۔"

"شکریہ جناب۔ اچھا اب موڈ سیٹ کر واور فریش ہو کر آجاؤ مورے اپنی بہو کو دیکھنا چاہتی ہیں"۔ ولید کہہ کر چلا گیا ولید کے جانے کے بعد اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ آنکھیں بھیگ گئیں

"سچ کہتے ہیں خدا کی ایک صفت رحمان بھی ہے آپ نے مجھے معاف کر دیا اور بدلے میں اتنا پر خلوص شخص بھی دیا جس کے لیے میں جتنا شکر ادا کروں کم ہے میں دیان سے بھی معافی مانگ کر اس کو سچ بتا دوں گی" وہ پر سکون ہو کر اندر چلی گئی

اس طرح ہنستے مسکراتے تقریب اپنے اختتام پر پہنچی اور وہ لمحہ آگیا جس پر ہر دل اداس ہو گیا رخصتی کے وقت نوال سب کے گلے لگ کر بہت روئی شاہ کے گلے لگتے ہی وہ سسک پڑی وہ شاہ کی شہزادی تھی شاہ کی لاڈلی شاہ کے بعد دیان نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا

"دیان میری بات سنو" وہ آہستہ سے اس کا ہاتھ تھام کر بولی "اپنا اور وشمہ کا بہت خیال

رکھنا وشمہ تم سے بہت محبت کرتی ہے وہ بہت تکلیف میں ہے اس کا خیال رکھنا۔ "

"چلو بیٹا" نوال گاڑی میں بیٹھ گئی لیکن دیان اس کی بات میں الجھ گیا "آپی نے مجھے یہ کیوں کہا ہے" سب تھکے ہوئے تھے اس لیے فوراً اپنے کمروں میں چلے گئے کل ولیمے کی بھی تیاری کرنی تھی وہ کمرے میں آکر بھی بے چین تھا جب دروازے کی آواز پر چونکا وشمہ دروازہ بند کرکے ڈریسنگ کے پاس آئی ہیل سے اپنے پاؤں آزاد کرکے جیولری اتارنے لگی پھر ڈوپٹہ اتار کر صوفے پر رکھا دیان بظاہر تو موبائل استعمال کر رہا تھا لیکن نظریں اس دشمن جان پر ہی تھی وہ ابھی سیدھی ہوئی ہی تھی کہ ایک دم منہ پر ہاتھ رکھ کر واش روم کی طرف بھاگی دیان فوراً کھڑا ہوا پانچ منٹ بعد وہ منہ صاف کرتی دیوار کا سہارا لے کر کمرے میں آئی سر بری طرح چکرا رہا تھا دیان نے آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے تھاما وشمہ نے اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن اس میں اتنی سکت نہیں تھی دیان نے اسے آہستہ سے بیڈ پر بٹھایا اور اسے دیکھنے لگا وشمہ اب سنبھل چکی تھی وہ بغیر چینج کیے کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی اور آنکھیں بند کر لی

"وشمہ کی حالت اس کی محبت کی گواہی دے رہی ہے دیان تمہاری بے رخی اس نازک لڑکی کو مار دے گی۔ " دیان نے اس کے چہرے سے بال ہٹانے چاہے لیکن۔۔۔۔

Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میری اور دیان کی کوئی محبت کی شادی نہیں ہے۔" یہ بات یاد آتے ہی وہ لب بھینچتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

★★★★★★★★★

وہ نیچے شاہ کے کمرے کی طرف بڑھا شاہ سے کوئی آفس کی فائل لینی تھی وہ دروازے پر دستک دینے ہی لگا تھا کہ شاہ کی پریشان آواز سن کر رک گیا اسے لگا وشمہ نے انہیں سب بتادیا ہے۔

"یہ بات تم سے کس نے کہی ہے عالی"۔

"کون بتائے گا مجھے وشمہ نے ہی بتایا ہے" عالیہ کی فکر میں ڈوبی آواز آئی۔

"اب میں کیسے سامنا کروں گا چچی جان اور چاچو کا میں بات کرتا ہوں۔" لیکن اگلی بات سن کر وہ رک گیا

"تو اس نے بتایا کیوں نہیں پہلے۔۔۔۔ ہمیں نہ بتاتی دیان سے کہہ سکتی تھی آخر کو اسی کی وجہ سے وہ لوگ اسے پریشان کر رہے تھے۔"

"آپ بھی کمال کرتے ہیں اس کے شوہر کو کوئی مارنے کی بات کر رہا ہے۔۔۔۔ اسے

رانگ کالز آ رہی ہیں لان کے پچھلے حصے میں دیان کی شرٹ پر خون کے چھینٹے دیکھ کر اس کی حالت خراب ہو گئی کیا بتاتی وہ، وہ بھی اسے جس سے اپنے آپ سے زیادہ محبت کرتی ہے اسکی جان پر بنی ہوئی تھی اسے یہی صحیح لگا کہ جتنے پیسے وہ لوگ مانگ رہے ہیں انہیں وہ دے کر دیان کی جان بچا لے گی اور اس نے یہی کیا۔"

"عالیہ وشمہ کو دماغ کا استعمال کرنا چاہیے تھا اب ان کو گرفتار کروانا ہوا تو کیسے کروائیں گے۔" شاہ نے پریشانی اور غصے سے سر پکڑا

"میں وشمہ سے بات کرتا ہوں۔" وہ اٹھے

"ابھی وہ سو گئی ہو گی صبح بات کر لیجیے گا۔" عالیہ نے اسے روک دیا

"اور یہ پاسپورٹ یاد سے صبح دیان کو دے دینا دونوں کو کچھ وقت کے لیے یہاں سے جانا چاہیے شادی کے بعد سے کہی گھومنے نہیں گئے۔"

"جی۔"

دیان الجھے ہوئے ذہن کے ساتھ واپس کمرے میں آ گیا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ شاہ اور عالیہ کیا بات کر رہے تھے اس نے سوتی ہوئی وشمہ کو دیکھا وہ گہری نیند میں تھی

پھر خود بھی لائٹ بند کر کے لیٹ گیا۔ دماغ الجھ گیا تھا۔

★★★★★★★★★

آسمان پر بادلوں کا بسیرا تھا سیاہ اور خوفناک۔۔۔۔۔ ایسا لگتا تھا آج بادل خوب گرجے گے طوفان سا آئے گا۔۔۔۔۔

زنیرہ بی بی تیار سی دیان کے کمرے کی طرف بڑھی ولیمے کی تقریب شام کی تھی کیونکہ رات کو نوید کے والد اور چچا نے بیرونِ ملک جانا تھا۔

"وشمہ" وہ دروازہ کھول کر اندر آئیں وشمہ الماری سے دیان کے کپڑے نکال رہی تھی۔

"جی تائی جان۔"

"بچے تیار ہو۔"

"جی" اس نے آج قاسنی فراق پہن رکھا تھا جس پر بہت ہی خوبصورت سکن ایمبرا ڈری کا کام تھا۔

"دیان کہاں ہے؟ صبح سے نہیں دکھ رہا پتہ نہیں کیا ہوتا جا رہا ہے اس لڑکے کو آج آئے

توکان کھینچتی ہوں اس کے۔ تم فٹافٹ سے آجاؤ نیچے سب تیار ہیں۔" وشمہ مسکرا کر زنیرہ بی بی کے گلے لگ گئی

"آئی لو یو سو مچ تائی جان میں دو منٹ میں آتی ہوں۔" وہ مسکرا دیں

"شاباش میرا بچہ جلدی آجاؤ۔" ان کے جاتے ہی وشمہ نے دیان کے کپڑے بیڈ پر رکھے اور خود باہر چلی گئی۔

★★★★★★★★★

سب لان میں بیٹھے موسم انجوائے کر رہے تھے اور آغا جان کا انتظار بھی کر رہے تھے کیونکہ سب نے مل کر نوال کی طرف جانا تھا وشمہ سر جھکائے موبائل میں گیم کھیلنے میں مصروف تھی۔۔۔ آج پھر سمندر خان کو ویڈیو بنانے کا جنون تھا وہ آج کپلز کی تصویریں بنا رہا تھا اس نے میرب اور ارحم کی آئرہ کے ساتھ بہت سی تصویریں بنائی۔۔۔ شاہ اور عالیہ کی بہت ساری تصویریں نکالنے کے بعد وہ لان میں نظر گھما رہا تھا تبھی اسکی نظر دیان پر گئی جو موبائل جیب میں ڈالے ان کی ہی طرف آرہا تھا وہ دیان کا ہاتھ پکڑ کر اسے وشمہ کے پاس لایا۔

"چھوٹی بی بی چلیں اب آپ کی اور چھوٹے خان کی باری ہے کپل فوٹو بنانے

کی۔ "سمندر خان ان دونوں کی حالت سے بے خبر کہہ رہا تھا۔

"نہیں آپ ان کی بنالیں میرا موڈ نہیں ہے۔" وشمہ نے نظر اٹھا کر اس ستم گر کو نہیں دیکھا کیوں کہ نظر اٹھا لیتی تو پھر اس کا سحر اثر کر جاتا وہ اب اسکے سامنے خود کو اور رسوا نہیں کرنا چاہتی تھی اس نے سب اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔ دیان اس کی گھنی پلکوں کا لرزنا دیکھ رہا تھا وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا وہ اس کی خطا کو معاف کرنے کو تیار تھا اس کا دل اس کی طرف کھنچ رہا تھا لیکن اب وشمہ نے اسے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا جو اسکی تڑپ کو اور بڑھا

گیا وشمہ بول کر وہاں سے چلی گئی اس کے جانے کے بعد دیان نے سمندر خان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے باتوں میں لگایا اور پھر باہر چلا گیا۔

★★★★★★★★★

سب چلے گئے تھے بادل کبھی بھی برسنے کے لیے تیار تھے سمندر خان الجھا ہوا حویلی کی باہر والی سیڑھیوں میں بیٹھا تھا۔ گل وہاں سے گزری تو اسے الجھے پایا

"کیا ہوا؟"

"چھوٹے خان اور بی بی جی کے بیچ کچھ مسئلہ لگتا ہے۔"

"ہاں مجھے بھی دو تین دن سے لگ رہا ہے۔ وشمہ بھابھی بہت خاموش رہنے لگی ہیں۔"

"ہاں آج بی بی جی نے پتہ نہیں کیوں ایسا کیا وہ تو چھوٹے خان کو پسند کرتی ہیں نا۔"

"اچھا اب زیادہ سوچو نہیں بابا بلا رہے تھے جاؤان کے پاس۔" وہ بول کر چلی گئی تو سمندر خان نے موبائل نکالا اور ایک ویڈیو سلیکٹ کی

"چھوٹے خان بہت اداس تھے نا یہ ویڈیو دیکھتے ہی موڈ ایک دم اچھا ہو جائے گا۔" بولتے ہی اس نے ویڈیو دیان کو سینڈ کر دی اور اٹھ کر خان بابا کے پاس چلا گیا۔

★★★★★★★★★

خان ہاؤس نے بہت شاندار انداز میں سب کا استقبال کیا۔ ولیمے کی تقریب ہال میں منعقد کی گئی تھی نوید کے ساتھ بیٹھی مسکراتی نوال نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی نوید اٹھ کر سب سے خوش دلی سے ملا

"اہم اہم" بختاور پلٹی

"کیسی ہیں؟"

"ٹھیک ہوں۔"

"گڈ ایسی ہی ٹھیک رہیں کل سے مجھے اتنی ٹینشن ہو رہی تھی۔۔۔ نمبر بھی نہیں تھا کہ فون کر کے حال چال ہی پوچھ لیتا" بختاور نے ہاتھ آگے کیا تو ولید نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"اپنا فون دکھاؤ۔"

"ہیں۔۔۔۔۔"

"دکھاؤ نا۔"

"میرا فون دیکھ کر کیا کرو گی میں کسی لڑکی سے باتیں نہیں کرتا پکا۔۔۔" ولید کی شکل دیکھ کر بختاور کی ہنسی چھوٹ گئی

"ولید دکھاؤ۔۔۔۔"

"یہ لیں۔" اپنا نمبر سیو کر کے اس نے فون ولید کو پکڑا دیا ولید نے سکرین دیکھ کر سر اٹھایا

"شکر میں تو ڈر گیا تھا کہ کہیں میسجز ہی نا پڑھنے ہوں۔" بختاور کی گھوری پر اس نے بریک لگائی

"شرافت سے باقی ساری بہنوں کے نمبر بلاک کرو۔"

"استغفر اللہ۔۔۔۔۔ میری کوئی بہن نہیں ہے۔"

"میرے علاوہ باقی ساری لڑکیاں تمہاری بہنیں ہی ہیں۔"

"ہاہاہاہاہا" ولید کو اس کا حق جتانا بہت اچھا لگا

"اب بھاگو یہاں سے میں نوال سے ملنے جا رہی ہوں۔"

★★★★★★★★★

ان جھیل سی گہری آنکھوں میں اِک شام کہیں آباد تو ہو!

اس جھیل کنارے پل دو پل

اک خواب کا نیلا پھول کھلے

وہ پھول بہادیں لہروں میں

ایک روز کبھی شام ڈھلے

اس پھول کے بہتے رنگوں میں

جس وقت لرزتا چاند چلے!

اس وقت کہیں ان آنکھوں میں

اس بسرے پل کی یاد تو ہو!

ان جھیل سی گہری آنکھوں میں اک شام کہیں آباد تو ہو!

پھر چاہے سمندر کی

ہر موج پریشان ہو جائے!

پھر چاہے آنکھ دریچے سے

ہر خواب گریزاں ہو جائے!

پھر چاہے پھول کے چہرے کا

ہر درد نمایاں ہو جائے!

اس جھیل کنارے پل دو پل وہ روپ نگر ایجاد تو ہو!

دن رات کے اس آئینے سے وہ عکس کبھی آزاد تو ہو!

ان جھیل سی گہری آنکھوں میں اک شام کہیں آباد تو ہو!

....

"وشمہ!" وہ زنیرہ بی بی کے پاس سے گزری تو انہوں نے اسے آواز دی۔

"یہاں آؤ بیٹا"

"جی"

"مسز فہیم یہ ہے میری بہو وشمہ۔" سامنے بیٹھی ڈیسنٹ خاتون نے مسکرا کر اس سے

مصافحہ کیا۔

"ماشاءاللہ جتنا سنا تھا آپ کی بہو تو اس سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ دیان کہاں ہے؟" مسز فہیم نے پوچھا

زنیرہ بی بی نے نظر دوڑائی تو سامنے ہی دیان کھڑا نظر آیا انہوں نے اسے آواز دے کر اپنے پاس بلایا۔ دیان نے آکر سلام کیا۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری جوڑی ہے برا نا مانیں تو ایک تصویر لے لو دونوں کی۔ ماریہ دیکھنا چاہ رہی تھی۔"

"جی جی بلکل" زنیرہ بی بی نے کہا

دیان مسکرا کر وشمہ کے ساتھ کھڑا ہو گیا "تھینک یو بیٹا دونوں ہمیشہ خوش رہو۔" دیان کے موبائل پر کال آنے لگی تو وہ ایکسکیوز کر کے وہاں سے ہٹ گیا۔ وشمہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

★★★★★★★★★

"کیا ہوا سمندر خان خیریت؟"

"چھوٹے خان آپ نے ابھی تک میری بھیجی ہوئی ویڈیو کیوں نہیں دیکھی؟"

"گھر آ کر دیکھوں گا یار۔ "

"نہیں ابھی دیکھو کچھ بھی کرو ابھی کے ابھی دیکھو تمہیں ہماری دوستی کا قسم۔ "

"اچھا بابا میں ابھی کے ابھی دیکھتا ہوں۔ پھر دیکھ کر بتاتا ہوں۔ "

"اس کو دیکھنے کے بعد تم کو ہم یاد رہے گا تو کمنٹ کرے گا نا۔ "

"کیا مطلب"

"مطلب کہ تمہاری شادی میں ہم نہیں تھا یہ ایک چھوٹا سا تحفہ ہے۔ "

"اچھا چلو دیکھتا ہوں" اب دیان کو بھی تجسس نے آن گھیرا اس نے خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔

★★★★★★★★★

"امل تم کیوں منہ پھلائے بیٹھی ہو" بختاور امل کے ساتھ آ کر بیٹھی جب امل نے کوئی جواب نہیں دیا تو اس نے میرب کو دیکھا

"کیا ہوا ہے اسے؟"

"اس کی شادی کی بات چل رہی ہے۔"

"واہ۔ کس سے"

"میڈم آپ کی بھی چل رہی ہے۔" امل جل کر بولی

"ہاں مجھے میرا پتہ ہے تم بتاؤ تمہارا کون ہے۔"

"اسفند میرا دیور۔" امل کے بجائے میرب نے بتایا

"اوہ اسفند واہ یار تمہیں کیا مصیبت ہے منہ کیوں بنایا ہوا۔"

"بہت مصلے ہیں" امل نے ٹیبل پر سر جھکا دیا

"اسے یہ مصیبت ہے کہ اسفند بہت سنجیدہ مزاج کا لڑکا ہے، اسے میٹھا نہیں پسند وہ رات کو اس کے لیے آئس کریم لینے نہیں جائے گا بغیر اس کے کہے اسے گفٹس نہیں دے گا۔" بختاور نے حیرت سے امل کو دیکھا تو اس نے سر جھٹکا

"میں بول بھی رہی ہوں کہ اسفند ایسا نہیں ہے وہ بس اتنی جلدی گھلتا ملتا نہیں ہے لیکن وہ بہت کیئرنگ اور لوینگ ہے۔ ہاں میٹھا نہیں کھاتا لیکن اسے کھلا دے گا لیکن نہیں موٹی کو ٹھونسنے کی پڑی ہوئی ہے۔" میرب نے اس کے کندھے پر ہلکا سا تھپڑ لگایا

تبھی بختاور کے موبائل کی ٹون بجی اس نے مسکراتے ہوئے میسج دیکھا جیسے جیسے وہ میسج پڑھتی گئی اس کی مسکراہٹ غائب ہوتی گئی وہ جھٹ سے کھڑی ہوئی۔

"کیا ہوا؟" میرب نے اس کا گھبرایا چہرا دیکھ کر پوچھا

"کچ۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔میں آتی ہوں" وہ فوراً باہر آئی اور ولید کو ڈھونڈنے لگی وہ اسے سامنے ہی کچھ لوگوں کے درمیان نظر آ گیا وہ اس کے پاس گئی اور تھوڑا پیچھے رک کر اسے آواز دی ولید آواز پر پلٹا

"زہے نصیب کیا ہوا میرے بغیر گزارا نہیں ہو رہا ہے۔"

"ولید" آنکھوں میں ڈھیروآنسو آ گئے

"کیا ہوا ہے۔۔۔ادھر آؤ" وہ اسے سائڈ پر لے آیا بختاور نے کچھ بولے بنا اپنا موبائل اس کے سامنے کر دیا

"لڑکی تم نے ہمیں منع کر کے بہت برا کیا ہے اب انجام کی ذمہ دار تم ہو گی بس دیکھتی جاؤ وقاص خان کو آج ہماری طاقت کا پتا چل جائے گا۔" ولید نے سر اٹھایا

"تم فکر مت کرو کچھ نہیں ہو گا۔"

"ولید مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

"ریلیکس بختاور کچھ نہیں ہو گا میں دیکھتا ہوں۔ یہ نمبر تم مجھے سینڈ کر و میں لوکیشن ٹریس کرتا ہوں۔

★★★★★★★★★

وشمہ عالیہ اور میرب کے ساتھ بیٹھی تھی جب اس کو لگا اسے کوئی دیکھ رہا ہے اس نے سر اٹھا کر ارد گرد دیکھا لیکن کوئی نہیں تھا پھر نظروں نے دشمن جاں کو ڈھونڈنا چاہا لیکن وہ کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا اس نے اداس ہو کر سر جھکا دیا۔ تبھی محبت اپنے انداز سے سامنے آنے لگی اور وہ دو آنکھیں سامنے آئی جن میں چاہت تھی۔۔۔۔۔ محبت تھی۔۔۔۔۔ محبت پا لینے کا سکھ تھا۔۔۔۔۔ محبت میں چور چور ہونے کا زعم تھا۔

"بھابھی یہ کیوں رو رہی ہے؟"

"بھوک کی وجہ سے."

"تو اس کا فیڈر کہاں ہے؟"

"گاڑی میں۔ ارحم کو کال کی ہے لیکن وہ کسی کام سے زلفقار ماموں کے ساتھ گئے

ہیں۔"

"میں گاڑی سے لے آتی ہوں آپ مجھے بتادیں۔"

"تم کہاں جاؤ گی ابھی سو جائے گی یہ" میرب آئرہ کو تھپکنے لگی

"ایسے کیسے سو جائے گی میں لے آتی ہوں بھوک لگی ہے میری چندا کو۔" وہ ڈوپٹہ سر پر رکھ کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔

یہی وہ وقت تھا جب بختاور کی دعا پر خدا نے کن کہا تھا اور ان محبت پاش نگاہوں نے اس کے گلے میں موجود لاکٹ دیکھ لیا تھا ایسا لگا پوری کائنات تھم سی گئی ہے

"جب تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے تو کچھ بھی کہنا مت بس یہ لاکٹ پہن کر میرے سامنے آجانا مجھے میرا جواب مل جائے گا۔" بہت پہلے کہی گئی بات دیان کے لبوں پر مسکراہٹ لے آئی۔

میں تم سے اظہارِ عشق کرتی ہوں

مجھے تم سے محبت ہے

محبت ہے۔۔۔۔

محبت ہے۔۔۔۔۔

ہال سے نکلتے ہی خوبصورت لان تھا جس کے بیچ محبت کھڑی ان دو روٹھے دلوں کو دیکھ رہی تھی اور مسکرا رہی تھی کہ آج وہ مکمل ہو جائیں گے کیوں کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر نامکمل تھے۔ لان کے کناروں پر مختلف رنگوں کے پھول لگے ہوئے تھے اور برقی قمقمے لگائے گئے تھے جس سے لان کی خوبصورتی میں اضافہ ہو رہا تھا گہرے بادل چند ہی سیکنڈوں میں برسنے کے لیے تیار تھے ہوا میں تیزی آگئی وشمہ اپنا ڈوپٹہ سنبھالتی لان سے ہو کر گاڑی کے پاس آئی اور فیڈر لے کر واپس پلٹی اس کی نظر لان کی دائیں جانب گئی وہاں گھپ اندھیرا تھا وہ ٹھٹکی اچانک برقی قمقموں کی ایک لائن روشن ہوئی جو اندھیرے میں مانو جگنو کی طرح لگ رہی تھی وہ سحر زدہ سی آگے بڑھی اس کے تھوڑا اور قریب آنے پر دوسری دو لائنیں روشن ہوئیں وہ تھوڑا اور قریب گئی تو لان کی ساری لائٹیں روشن ہو گئیں بہت خوبصورت سا ماحول لگ رہا تھا مانو آسمان سے تارے اتر آئے ہوں بادلوں نے جھومتے ہوئے ہلکی ہلکی پھوار کی شکل میں برسنا شروع کر دیا تھا وشمہ نے مسکرا کر اس خوبصورت ماحول کو دیکھا اچانک اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اس نے رخ موڑا تو اسکی نظر سامنے کھڑے دیان پر گئی وہ

اسے ہی دیکھ رہا تھا وشمہ اور اسکے بیچ کافی فاصلہ تھا وہ اسے دیکھتا آگے بڑھنے لگا

"(اس وقت میں یہ سمجھ نہیں پائی کیونکہ داجی کا غصہ اس وقت مجھ پر حاوی تھا لیکن رمی میں نے شادی صرف اور صرف اپنے دل کی آواز سن کر کی جو صرف دیان کا نام لے رہا تھا دیان کی آنکھوں میں اپنے لیے عزت اور محبت دیکھ کر میرا دل اس کی محبت پر ایمان لے آیا)"

وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس آ رہا تھا دیان کے لب مسکرا رہے تھے جبکہ آنکھیں نم تھیں۔

(میں دیان کو بہت چاہتی ہوں مجھے اس سے محبت نہیں عشق ہے۔۔۔ ہاں رمی یہ وشمہ آج اعتراف کرتی ہے کہ یہ دیان کی دیوانی ہے دیان کی محبت میری نس نس میں خون بن کر دوڑتی ہے اسکے بغیر رہنے کا سوچوں بھی تو سانس نہیں آتی مجھے۔۔۔ پتا ہے جنگل میں، میں نے ایک خواب دیکھا تھا میں ایک بہت ہی خوبصورت باغ میں کھڑی ہوں اور آبشار کے پاس دیان کھڑا ہے وہ میری زندگی کا سب سے خوبصورت خواب تھا۔۔۔ دیان نے لب بھینچے اور آنکھیں بند کر کے کھولیں اور اپنی دیوانی کو دیکھا ایک ایک لفظ نے دیان کو جیسے زندہ کر دیا تھا۔

(جب دیان کی محبت آبشار کی بوندوں کی طرح مجھ پر پڑتی ہے تو میں اس جنگل کے مور کی طرح ہوجاتی ہوں جو ساون میں جھوم جھوم کر ناچتا ہے۔ میرا دل اس کی محبت میں جوگن بن کر جھومنے کو کرتا ہے۔") وہ اس کے سامنے آکر رک گیا دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

(جب وہ مجھے محبت پاش نظروں سے دیکھتا ہے تو مجھے اپنے ہونے کا احساس ہوتا ہے۔)

دیان کے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ تھی دفعتاً دیان نے اپنا سیدھا ہاتھ آگے کیا وشمہ نے پہلے اس کے ہاتھ کو پھر اسے دیکھا دیان نے سر سے ہاتھ تھامنے کا اشارہ کیا محبت مسکراتی ہوئی آسمان کی طرف بڑھی اور بادلوں پر اپنا طلسم چلایا بادل بھی ان کی خوشی میں شامل ہوگئے اور جھومتے ہوئے ان پر محبت برسانے لگے وشمہ نے کانپتے ہاتھوں سے دیان کی طرف ہاتھ بڑھایا پھول بھی خوشی سے مسکرانے لگے

کوئی بھاگتا ہوا ان کے پیچھے آیا وشمہ کا ہاتھ دیان کے ہاتھ کو چھونے ہی لگا تھا کہ اچانک فائر کی آواز گونجی ایک دم سماں رک سا گیا پھول حیرانی سے دیکھنے لگے، بادل زور سے گرجے وشمہ نے ڈر کر آنکھیں بند کیں۔

دھڑکن رک سی گئی

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Authors|Books|Poetry|Interviews

محبت پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ دیان گھٹنوں کے بل گرا وشمہ کا ہاتھ ہوا میں ہی ٹھہر گیا آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

شام سسکنے لگی

زرد پتوں کو آندھیوں نے دردناک قصہ سنا دیا

کہ جس کو سن کر تمام پتے

ہر ایک راستہ

ہر ایک وادی

ہر ایک پربت

ہر ایک گھاٹی بلک پڑی

اس نے سامنے دیکھا بختاور شاک کی حالت میں اپنی جگہ تھم گئی تھی جبکہ ولید فوراً باہر بھاگا تھا جہاں سے گولی چلی تھی فائر کی آواز سن کر سب باہر آ گئے

"دیان۔۔!!!!" آواز ٹوٹ گئی۔۔۔ چال لڑکھڑا گئی وہ ٹوٹی ہوئی کلی کی طرح زمین پر ڈھے گئی ماحول پر سکتہ سا چھا گیا تھا۔

★★★★★★★★★

انہیں ہاسپٹل آئے دو گھنٹے گزر گئے تھے آئی سی یو کے باہر کھڑے سب کا رو رو کر بڑا حال تھا ایک طرف دیان زندگی موت کی جنگ لڑ رہا تھا تو دوسری طرف وشمہ کی حالت بھی خراب ہوتی جا رہی تھی بادل زور و شور سے گرج رہے تھے پوری وادی میں طوفان کا سما تھا۔

عالیہ شاہ کے کندھے سے لگی آنسو بہا رہی تھی تبھی ڈاکٹر ان کے پاس آئی سب ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوئے

"وشمہ کیسی ہے؟" عالیہ نے بے چینی سے پوچھا

"شی از اکسپیکٹنگ۔" عالیہ اور امل کے علاوہ سب کے لیے یہ خبر نئی تھی داجی نے آنکھیں ضبط سے بند کیں بہت سے آنسو ان کی گال بھگو گئے آغا خان نے انہیں گلے لگا کر تسلی دی جبکہ ان کی خود کی آنکھیں بھی نم تھیں داجی بینچ پر ڈھے گئے آج وہ ٹوٹ گئے تھے

"اور جیسی ان کی کنڈیشن ہے ہمارے لیے بہت مشکل ہے بچوں کو بچانا ان کا بی پی نارمل نہیں ہو رہا آپ سب دعا کریں۔" عالیہ کرسی پر ڈھے گئی شاہ نے فوراً عالیہ کو

کندھوں سے تھاما

"ہمت سے کام لو عالیہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"کیسے ہمت کروں شاہ ہمارے دونوں بچے اتنی تکلیف میں ہیں۔"

"اٹھو گھر چلو کچھ دیر آرام کر لو۔"

"نہیں میں کہی نہیں جاؤں گی۔"

"عالی گھر میں بی بی جان اور بھابھی کو بھی تو ہماری ضرورت ہے نا اٹھو۔"

دیان کے کندھے پر گولی لگی تھی اور خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کی حالت تشویشناک تھی۔ ولید مجرموں کو پکڑ چکا تھا اور دا جی نے پہچان لیا تھا کہ وہ ان کے ہی فیکٹری کے ملازم تھے جن کو دا جی نے مار کر نکالا تھا ان کا انجام کا ذمہ ولید نے اپنے ہاتھوں میں لیا اور یقین دلایا کہ وہ پوری زندگی جیل سے نہیں نکل سکیں گے۔ بختاور دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے گم سم سی کھڑی تھی جب ولید اس کے پاس آیا

"بختاور" اس نے کوئی جواب نہیں دیا جب دو تین دفعہ بلانے پر بھی بختاور نے کوئی جواب نہیں دیا تو اس نے بختاور کا ہاتھ پکڑا وہ چونکی

"کیا ہوا دیان ٹھیک ہے وشمہ کو ہوش آیا؟"

"ریلکیس بختاور۔" بختاور نے بے بسی سے سر دیوار سے لگا کر آنکھیں بند کر لیں

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے میری وجہ سے دیان کی یہ حالت ہے" وہ رونے لگی ولید کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیسے اسے حوصلہ دے

"بختاور سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

وقاص خان اور آغا خان کے علاوہ شاہ سب کو حویلی لے گیا تھا بختاور کو سب نے چلنے کے لیے بولا تھا لیکن اس نے صاف منع کر دیا۔

حویلی میں جھانکوں تو سب خاموشی سے آنسوں بہا رہے تھے سب کی آنکھیں نم تھیں اور لب دعا گو تھے۔

"ممانی جان آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی پلیز چپ کر جائیں۔" میرب زنیرہ بی بی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی

"میرا دیان میرا بچہ اتنی تکلیف میں ہے میں کیسے سکون سے بیٹھ جاؤں مجھے ہاسپٹل لے جاؤ خدا کے لیے مجھے میرے بچے کے پاس لے جاؤ۔۔۔۔" آمنہ بیگم اٹھ کر ان کے

پاس آئی اور آئرہ میرب کے حوالے کر کے زنیرہ بی بی کے پاس بیٹھی

"جاؤ میرب بچے تم اس کو سلا دو۔"

"جی" میرب آنسو صاف کر کے اٹھ گئی

"ارحم کہاں جا رہے ہیں آپ؟"

"ہاسپٹل جا رہا ہوں۔"

"باہر اتنا طوفان ہے خیال سے جایئے گا" وہ سر ہلا کر چلا گیا۔

★★★★★★★★★

اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں چند منٹ وہ چھت کو گھورتی رہی کمرے میں echo مشین کی آواز گونج رہی تھی اس نے دماغ میں زور ڈال کر یاد کرنے کی کوشش کی وہ یہاں کیسے آئی

دیان کے مسکراتے لب۔۔۔۔اس کا ہاتھ۔۔۔فائر کی آواز۔۔۔۔۔دیان کا گر نا وہ جھٹکے سے اٹھی سر میں درد کی ٹیس سی اٹھی ماتھے پر پٹی تھی گرنے کی وجہ سے اس کے سر پر چوٹ آئی تھی

"دیان۔۔۔۔" اس نے جھٹکے سے ہاتھ پر لگی ڈریپ کھینچی نرس فوراً اس کے پاس آئی

"میم یہ آپ کیا کر رہی ہیں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"دیان۔۔۔۔۔دیان کہاں ہے وہ ٹھیک ہے"

"آپ کے ساتھ جو پیشنٹ آئے تھے ان کی سرجری ابھی چل رہی ہے۔"

"وہ۔۔۔وہ ٹھیک تو ہے نا۔"

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ان کا بہت خون بہہ چکا ہے۔" وشمہ نے سر ہاتھوں میں گرالیا

"میم آپ پلیز لیٹ جائیں میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں۔" نرس بول کر فوراً باہر بھاگی اس کے جاتے ہی وشمہ بھی کمرے سے باہر نکلی اس کی نظر سیڑھیاں چڑھتے شاہ پر پڑی اس نے شاہ کو آواز دینی چاہی لیکن گلے میں پھندا سا لگ گیا وہ بغیر کہیں دیکھے ہاسپٹل سے باہر بھاگی ٹھنڈی بارش جونہی اس کے وجود پر پڑی وہ کانپ اٹھی لیکن اسے ہوش کہاں تھا وہ بس چلتی جا رہی تھی پہاڑوں سے پانی اتر کر کھائی میں جا رہا تھا سیاہ ہوتی رات۔۔۔ ہوا کی تیزی۔۔۔۔۔ تیز ہوتی بارش اسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا وہ بس ننگے پاؤں سڑک پر

چلتی جارہی تھی

"میں تمہیں بتا نہیں سکتا وشمہ میں کتنا خوش ہوں تم مل گئی ہو تو گویا ایسا لگ رہا ہے زندگی مل گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔" سفید گاڑی اس کے قریب سے گزر کر آگے گئی ہی تھی کہ فوراً ڈرائیور نے بریک لگائی

"جب تم مسکراتی ہو نا تو جان لیتی ہو۔" اس کا پاؤں لڑکھڑایا وہ منہ کے بل گرتی اگر ارحم اسے نا پکڑتا

"وشمہ تم یہاں کیا کر رہی ہو" وشمہ نے کھوئی کھوئی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا وہ اس کا ہاتھ پکڑے اب اسے گاڑی میں بیٹھا رہا تھا پھر اپنی جگہ پر بیٹھ کر دروازہ بند کیا اور اس کی طرف پلٹا

"وشمہ تم پاگل ہوا اتنا تیز طوفان ہے اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو۔۔۔کچھ خیال کرو اپنا۔"

"لالہ جو طوفان میرے اندر چل رہا اس کا کیا کروں۔۔۔۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا چند اہمت سے کام لو۔" اس نے ایکسیلیٹر پر پاؤں رکھا

"آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟"

"ہاسپٹل"

"نہیں لالہ میں وہاں نہیں جانا چاہتی پلیز مجھے گھر لے جائیں آغا جان کے گھر لے جائیں میں کسی کے سامنے نہیں جانا چاہتی پلیز لالہ خدا کے لیے مجھے سب سے دور لے جائیں پلیز لالہ۔۔۔۔۔۔"

"اچھا اچھا رو نہیں میں گھر لے جاتا ہوں پہلے فون کر کے بتا تو دو کہ تم میرے ساتھ ہو۔" پھر وہ اسے آغا حویلی میں لے آیا اور نازو کو اس کا خیال رکھنے کا کہہ کر میرب کو لینے چلا گیا۔

★★★★★★★★★

آئی سی یو کا دروازہ کھلا تو شاہ ڈاکٹر کی طرف بھاگا

"دیان ٹھیک ہے؟"

"جی اللہ کا شکر ہے بر وقت خون کا انتظام ہو جانے سے اب ان کی حالت پہلے سے بہتر ہے۔ گولی نکال دی گئی ہے ایک گھنٹے تک انہیں ہوش آ جائے گا" سب نے خدا کا شکر ادا کیا بختاور نے سکون کی سانس لے کر چہرے پر ہاتھ پھیرا

"داجی، آغاجان آپ ولید کے ساتھ حویلی چلے جائیں میں اور لالہ ہیں یہاں پر اب دیان پہلے سے بہتر ہے۔" شاہ نے کہا

"میں کہی نہیں جاؤں گا۔" داجی بھیگے لہجے میں بولے شاہ نے انہیں دیکھا وہ پہلے والے وقاص خان لگ ہی نہیں رہے تھے جن کے انداز میں روب تھا چال میں غرور تھا وہ ایک ٹوٹے ہوئے ہارے ہوئے وقاص خان تھے دیان ان کی زندگی تھا اور آج اپنی زندگی کو ایسے حالت میں دیکھ کر وہ ٹوٹ گئے تھے۔۔۔۔بکھر گئے تھے۔

"آغا تم جاؤ حویلی میں بھی کسی کی ضرورت ہے میں جب تک دیان سے نہیں مل لوں گا میں نہیں جاؤں گا۔" آغاخان ان کا کندھا تھپک کر چلے گئے ولید نے بختاور کو بھی چلنے کا کہا

"میں کچھ دیر میں آتی ہوں۔" وہ داجی کے سامنے آئی اور گھٹنوں کے بل ان کے سامنے بیٹھی

"مجھے معاف کردیں داجی مجھے معاف کردیں۔۔۔۔" اس نے ہاتھ جوڑے وہ داجی کو سب بتا چکی تھی کیسے اس نے ان لوگوں کے ساتھ مل کر وشمہ کو ڈرایا کیسے دیان اور وشمہ کے بیچ غلط فہمی ڈالی۔

"مجھے تم سے کوئی گلا نہیں ہے بختاور یہ تو مجھے میرے گناہوں کی سزا ملی ہے تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے جاؤ بچے گھر جا کر آرام کرو اور دعا کرو میرے دونوں بچے ٹھیک ہو کر خوشیاں دیکھیں۔"

"آمین“، انہیں گئے دو منٹ ہی گزرے تھے کہ نرس بھاگ کر شاہ کے پاس آئی

"آپ کی پیشنٹ کہیں چلی گئی ہیں۔"

"کیا"

"انہیں ہوش آگیا تھا میں ڈاکٹر کو بلانے گئی تھی جب واپس آئی تو وہ کمرے میں نہیں تھی۔"

"کہاں چلی گئی ہے میری بیٹی۔" شاہ فوراً سے نیچے بھاگا

"کیسا ہاسپٹل ہے آپ کا ایک پیشنٹ اپنے کمرے سے غائب ہے اور آپ کو پتا ہی نہیں ہے۔" وہ غصے سے ریسپشن پر آ کر دھاڑا

"سر آپ ہماری بات سنیں"

"مجھے کچھ نہیں سننا." وہ فون پر نمبر ملاتا ہاسپٹل سے باہر نکلا تبھی ارحم کا نمبر سکرین پر

جگامگا یا

"ہاں بولوارحم۔۔۔۔کیا وشمہ تمہارے ساتھ ہے "اس نے سکون کا سانس لیا "اچھا ٹھیک ہے تم اسے گھر لے جاؤ "وہ فون بند کر کے دیان کے پاس آگیا۔

★★★★★★★★★

وہ بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی تھی جب امل اور میرب کمرے میں آئیں امل نے کمبل کھول کر اس کے اوپر ڈالا اور اس کی بینڈیج کرنے لگی وہ کپڑے تبدیل کر چکی تھی میرب نے سوپ کا پیالہ اس کے پاس رکھا۔

"وشمہ طبیعت ٹھیک ہے۔"اس نے سر ہلادیا

"یہ لو سوپ پی لو۔"میرب نے چمچ اس کے منہ کی طرف بڑھائی

"نہیں بھابھی میرا دل نہیں ہے۔"

"اپنا خیال نہیں ہے تو اپنے سے جڑی ننی جان کا ہی خیال کر لو۔"میرب کی بات پر اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا پھر جھٹکے سے اس کے گلے لگ گئی

"بھابھی۔۔۔"وہ زور سے اس کے گلے لگے رونے لگی

"وشمہ چندا بس۔۔۔طبیعت خراب ہو جائے گی دیان ٹھیک ہو جائے گا۔" امل روتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی

"میں دیان کے بغیر نہیں رہ سکتی بھابھی میں مر جاؤں گی اسے کہیں میرے پاس آجائے پلیز زا سے کہیں اٹھ جائے میرے لیے اٹھ جائے پلیز زبھابھی۔"

"شششش۔۔۔۔بس چپ۔کچھ کھالو پھر دوائی بھی کھانی ہے طبیعت خراب ہو جائے گی ایسے۔" میرب نے پیار سے اس کے آنسوں صاف کیے اور اسے سوپ پیلا کر دوائی کھلائی

"اب سو جاؤ میں باہر ہی ہوں کچھ بھی چاہیے ہو مجھے آواز دے دینا۔" اس نے آہستہ سے سر ہلایا اور آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی

"خبردار جو اب روئی چڑیل میں تمہاری ان بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا ۔" اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ کمرے میں اندھیرا تھا باہر سے بادل گرجنے اور پانی گرنے کی آواز آرہی تھی آنسو گال کو بھگوتے ہوئے تکیے میں جزب ہونے لگے

وہ آہستہ سے اٹھی اور وضو کرنے چلی گئی نفل پڑھ کر وہ جائے نماز کو گھورنے لگی

"یہ اتنی شدت سے دعائیں کس کے لیے مانگتی ہو؟"

"تمہارے لیے تو بلکل نہیں مانگتی۔۔۔۔ ہٹو آگے سے۔۔۔"

"ایک دن مانگو گی دیکھ لینا اور ہاں اس سے کئی گنا زیادہ شدت سے مانگو گی."

"ویری فنی خان صاحب ایسا کبھی نہیں ہو گا".

"چلو دیکھ لیں گے۔۔۔۔۔"

اس کی ہچکی بندھ گی اُس نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کیے۔ کتنے لمحے ایسے ہی بیت گئے۔ وشمہ کے ہونٹ تھر تھرا رہے تھے اور آنسو آنکھوں سے متواتر بہہ رہے تھے۔ اس کے دل میں شور سا برپا تھا لیکن خدا کے حضور وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔ کافی دیر تک ایسے بیٹھے رہنے سے اسکی اداسی میں کمرے کے در و دیوار بھی شامل ہو گئے پورا کمرہ اداسی میں ڈھل گیا تھا۔ آخر اسکے لبوں میں جنبش ہوئی

"یااللہ!!!!! آنسو میں اور تیزی آگئی اسکے ہاتھ کپکپا رہے تھے اسنے آنکھیں بند کر کے کھولیں

"یااللہ!!! میں آپکی نافرمان بندی ہوں۔ میں نے شاید کبھی ویسی عبادت نہیں کی جیسی

کرنی چاہیے تھی۔ بچپن سے میں ماں باپ کے ٹوٹے رشتے کی بے رنگ تصویر بنی گھومتی رہی لیکن آغاجان نے اتنا پیار دیا کہ میں بابا کی کمی کو اتنا محسوس ہی نہ کر سکی۔ جب میری زندگی میں پیار کا رنگ آیا تو میں اسے چاہنے لگی اسکی چاہت میں دنیا بھلا دی سب کچھ بھلا دیا آپ نے مجھے آزمایا دیان سے دور رکھ کر میں تب بھی نہ سمجھ پائی کہ وہ میری آزمائش تھی۔ لیکن اللہ میرے پیارے اللہ اب مجھ پر رحم کر دیں۔ آپ چاہیں تو کیا نہیں کر سکتے میں اپنے لئے کچھ نہیں مانگتی لیکن میری اولاد باپ کے پیار کے بغیر پروان نہ چڑھے۔ باپ کی کمی کبھی کوئی پوری نہیں کر سکتا کیوں کہ باپ آپ کو کبھی زمانے کی گرم ہوا نہیں لگنے دیتا خود جل کر بھی اولاد کا سایہ بنا رہتا ہے میں نے اپنا بچپن بنا باپ کے گزارا ہے مانتی ہوں گزر گیا لیکن باپ کے پیار کے بغیر بہت برا گزرا۔ اس لئے میری اولاد کے نصیب میں یہ دکھ نہ لکھنا میرے مالک۔ میری کوئی خطا ہے تو مجھے سزا دے لیکن میری اولاد کو باپ سے محروم نہ کریں۔ مجھے میرے دیان سے دور نہ کریں۔ مجھے میرا دیان میرا پیار دے دیں مجھ پر نظر کرم کر دیں میں آپ کے آگے ہاتھ پھیلاتی ہوں میں آپ سے مدد مانگتی ہوں۔۔۔ میں آپ سے مدد مانگتی ہوں۔۔۔ میں آپ سے مدد مانگتی ہوں اللہ" وہ روتے ہوئے سجدے میں چلی گئی "وہ رحمان ہے رحیم ہے ہم ایک بار کہتے ہیں "اللہ" اور وہ اپنا کرم کر دیتا ہے جس ذات نے ہمیں پیدا کیا

ہے وہ کیسے ہمیں تکلیف میں دیکھ سکتا ہے وہ کیسے ہمیں روتا ہوا دیکھ سکتا ہے وشمہ کی دعا پر بھی کن کہہ دیا گیا تھا

دیان نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں درد کی ایک تیز لہر اس کے کندھے سے اٹھی ڈاکٹر فوراً اس کے پاس آئے

"وشمہ" آہستہ سے لب ہلے ڈاکٹر نے اسے چیک کیا پھر باہر آکر شاہ اور باقی سب کو دیان کے ہوش میں آنے کا بتایا

"ہم مل سکتے ہیں؟"

"جی لیکن ایک ایک کر کے۔" شاہ نے دا جی کی حالت کو دیکھتے ہوئے پہلے انہیں بھیجا وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر دیان کے پاس آئے

"دیان" آواز پر دیان نے آنکھیں کھول دیں دا جی اس کے پاس کرسی پر بیٹھ گئے اور اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا کر رونے لگے

"میرے بچے میری جان۔۔۔۔"

"میں ٹھیک ہوں دا جی۔" وہ آہستہ سے بولا

"مجھے معاف کر دو میرے بچے تمہیں کتنی تکلیف دی ہے میں نے۔"

کیسی باتیں کر رہے ہیں دا جی مجھ سے معافی مت مانگیں۔"

"بیٹا وشمہ سے بد گمان نا ہو وہ تم سے بہت محبت کرتی ہے اس کے لیے جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ نڈھال ہو گئی ہے وہ۔"

"دا جی وہ کہاں ہے؟"

"تمہیں گولی لگتے ہی وہ بیہوش ہو گئی تھی۔"

"مجھے اس سے ملنا ہے۔" وہ بے چین ہوا

"اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ارحم اسے گھر لے گیا ہے تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر اس سے خود ملنے جانا۔"

"میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں دا جی ان سانسوں کے رکنے سے پہلے میں اسے اپنی آنکھوں میں بسانا چاہتا ہوں۔"

"اللہ نا کرے تمہیں کچھ ہو۔" دا جی کا دل کانپا

"ابھی تم نے اپنے بچوں کی خوشیاں دیکھنی ہیں انکا ہاتھ پکڑ کر انہیں چلنا سکھانا

ہے۔"دیان مسکرایا

"یہ باتیں اگر آپ میری چڑیل کے سامنے کرتے ناتو اس نے مجھے گھوریاں دیکھانی تھی۔"

"لو بھلا گھوریاں کیوں دکھاتی بلکہ وہ بھی میری ہاں میں ہاں ملاتی بس کچھ مہینوں میں حویلی پھر سے ننی کل کاریوں سے گونج اٹھے گی۔"دیان نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا تو انہوں نے مسکرا کر اس کے سر پر پیار کیا

"بہت بہت مبارک ہو۔"دیان کی آنکھیں پہلے حیرت سے پھیلیں اور پھر ان میں نمی نظر آنے لگی۔۔۔لبوں کو خوبصورت مسکراہٹ نے چھوا

"آپ سچ کہہ رہے ہیں دا جی۔"

"بلکل سچ، اب بس جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔"

"آپ باہر چلیں جائیں پیشنٹ کو آرام کرنا ہے۔"نرس نے کہا

"تم آرام کرو میں چلتا ہوں اور ہاں اس کی کوئی غلطی نہیں ہے۔"

"جی۔۔۔۔۔(یہ وشمہ آج اعتراف کرتی ہے کہ یہ دیان کی دیوانی ہے دیان کی محبت

میری نس نس میں خون بن کر ڈورتی ہے اسکے بغیر رہنے کا سوچوں بھی تو سانس نہیں آتی مجھے)'' دیان کو لگا اس کی ہر تکلیف دور ہو گئی ہے بس اسے کسی بھی طرح جلد از جلد وشمہ سے ملنا تھا اسے اٹھا کر گھومنا تھا اس کا ساتھ محسوس کرنا تھا۔۔۔۔۔

زوال کا خاتمہ ہو چکا تھا

غموں کے بادل ہٹ چکے تھے

اب ان کی جگہ خوشیوں نے لے لی تھی۔

★★★★★★★★★

آسمان صاف تھا سورج پورے آب و تاب سے چمک رہا تھا پوری رات بارش لگی رہی تھی اور اب صبح بہت ہی دلکش اور تر و تازہ تھی درخت، پودے ہر ایک چیز نکھری نکھری سی تھی عالیہ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر آئی وشمہ گہری نیند میں تھی وہ اسے دیکھتے ہی ہلکا سا مسکرائی جیسے ہی دیان کے ہوش میں آنے کی خبر ملی تھی سب کی سانس میں سانس آئی۔۔۔۔۔ عالیہ رات کو ہی وشمہ کے پاس آ گئی تھی انہوں نے وشمہ کے ساتھ بیٹھتے اس کے سر پر پیار کیا

"چندا" وشمہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں

"کیسی طبیعت ہے "

"ٹھیک ہوں۔ آپ کب آئی؟"

"میں رات کو آگئی تھی" جو نہی ذہن بیدار ہوا وہ جھٹکے سے اٹھی

"ماما دیان کیسا ہے" اس نے عالیہ کے ہاتھ پکڑے

"آرام سے۔۔۔ وہ بلکل ٹھیک ہے آج شام تک گھر آجائے گا یہ کیسے ممکن تھا کہ اللہ میری وشہ کی دعا نا سنتا" وہ عالیہ کے گلے لگ گئ

"ماما میں بہت ڈر گئی تھی بہت زیادہ۔"

"بسس اب نہیں رونا چلو اٹھو فریش ہو جاؤ۔ امل ناشتہ لے کر آرہی ہے پھر وہ تمہاری پٹی بھی بدل دے گی" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے واش روم تک لائی۔

★★★★★★★★★

"نازو آپ مجھے جوسر دے دیں میں وشمہ کے لیے جوس بنا لیتی ہوں۔"

"جی اچھا۔" نازو نے فوراً کیبنٹ سے جوسر نکال کر اسے دیا

"شکریہ۔"

"بی بی جی میں بس دو منٹ میں آغا جان اور بی جی کو چائے دے کر آتی ہوں."

"ہاں ٹھیک ہے۔" وہ اپنے کام میں لگ گئی

"پھوپھو جاااااا" اسفند جو بھاگتا ہوا کچن میں آیا تھا امل کو دیکھ کر اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے امل بھی ڈر کر ایک دم پلٹی

"وہ چچی وشمہ کے پاس ہیں" اس نے فوراً جوس گلاس میں نکالا

اسفند نے ہاتھ سینے پر باندھ کر دروازے کے ساتھ ٹیک لگائی امل نے وشمہ کے ناشتے کی ٹرے پکڑی اور ایک طرف سے ہوتی باہر جانے لگی لیکن اسفند نے اسے روک لیا

"میرے متعلق آپ کے خوبصورت خیالات کا علم مجھے ہو گیا ہے۔" امل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر دوبارہ سر جھکا دیا

"وہ میں نے بس۔۔" وہ ایسی لڑکی تو نہیں تھی جو نروس ہو جائے پھر اب کیوں اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی

"دیکھو امل تم نے جو بھی کچھ کہا وہ بلکل ٹھیک ہے کیونکہ تم نے مجھے جب جب دیکھا یا تو

میں سنجیدہ ہوتا تھا یا غصے میں۔ یونیورسٹی میں ہمارا اتنا ہی ٹاکرا ہوا لیکن میں اتنا بھی غصے والا نہیں ہوں میں تمہیں پسند کرتا ہوں امل" امل نے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا وہ تو سمجھ رہی تھی یہ بڑوں کا فیصلہ ہے۔

"میں نے ہی مورے کو تمہارے لیے کہا تھا اور دوسری بات ہاں میں میٹھا نہیں کھاتا لیکن تمہارے لیے کھا لوں گا تم جب جب مجھے آئس کریم کا کہو گی میں تب تب تمہیں آئس کریم لا کر دوں گا" وہ مسکرا کر بول رہا تھا "تمہاری برتھ ڈے پر سرپرائز بھی دیا کروں گا۔۔۔۔ یار اب تو مان جاؤ" امل کے لب مسکرا اٹھے

Novels Songs Articles Poetry Interviews

"بتاؤ اب کرو گی مجھ سے شادی؟" امل نے اس کی آنکھوں میں دیکھا وہ بے چینی سے اسے دیکھ رہا تھا امل نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا

"شکر اللہ کا۔"

"یہاں کیا ہو رہا ہے" میرب کی اچانک آمد پر وہ دونوں بوکھلا گئے

"بھابھی میں چائے کا پوچھنے آیا تھا۔"

"میں وشمہ کو ناشتہ دے کر آتی ہوں۔" امل نے فوراً دوڑ لگائی

"میں مورے سے مل کر آتا ہوں۔" دونوں کے اس طرح غائب ہونے پر میرب ہنسنے لگی۔

★★★★★★★★★

دیان کو حویلی آئے ایک دن ہو گیا تھا سب اس کا خیال رکھ رہے تھے ایک منٹ کے لیے بھی اسے بستر سے نہیں اترنے دیا گیا تھا لیکن وہ جسے اپنے پاس دیکھنا چاہتا تھا وہ دشمن جاں حویلی آئی ہی نہیں تھی آغا حویلی کے سارے افراد نیچے حال میں بیٹھے تھے وہ اسے ہی ملنے آئے تھے لیکن وشمہ کا کوئی نام ونشان نہیں تھا وہ اب بے چینی سے کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا تبھی سمندر خان کمرے میں آیا

"اوئے ہوئے چھوٹے خان تم بستر سے کیوں اٹھا ہے لیٹو لیٹو۔"

"یار تھک گیا ہوں میں لیٹ لیٹ کر۔"

"چھوٹے خان آرام کر وابھی تمہارا زخم تازہ ہے زیادہ ہل جل سے ٹانکے کھل جائیں گے۔"

"میں ٹھیک ہوں۔" وہ جھنجلا کر ٹیرس کی طرف بڑھا پھر رک کر جھٹکے سے سمندر

خان کی طرف پلٹا کندھے میں درد کی لہر اٹھی لیکن اسے پرواہ کہاں تھی

"سمندر خان تم مجھ سے کتنا پیار کرتے ہو۔"

"ہیں یہ کیسا سوال ہے چھوٹے خان۔"

"بتاؤ نا"

"بہت زیادہ تم ہمارے لالہ ہو۔"

"بس پھر میں وشمہ کے پاس جا رہا ہوں تم سب سنبھال لینا۔" وہ گاڑی کی چابی اٹھا کر بالکنی کی سیڑھیوں سے نیچے چلا گیا اور سمندر خان اسے آواز ہی دیتا رہ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

★★★★★★★★★

وہ شیشے کے سامنے کھڑی اپنا عکس دیکھ رہی تھی سر پر پٹی کی جگہ اب بنڈ یج تھی بھورے بال کمر پر گر رہے تھے آسمانی رنگ کا سوٹ پہنے وہ پہلے کی نسبت بہتر لگ رہی تھی ہاتھ میں دیان کے پہنائی انگوٹھی موجود تھی اس نے گلے میں پہنے لاکٹ کو ہاتھ لگایا پھر لمبا سانس لے کر پانی پینے کے لیے پلٹی لیکن جگ خالی تھا وہ ڈوپٹہ کندھے پر ڈال کر کچن میں آگئی سب داجی کی طرف تھے عالیہ نے اسے بہت کہا کہ وہ بھی چلے دیان اس کا

پوچھ رہا ہے لیکن وہ نہیں گئی۔

"وشمہ بی بی کچھ چاہیے تھا تو مجھے آواز دے دیتی۔" نازو فوراً اس کی طرف بڑھی

"پانی پینا تھا۔"

"میں ابھی دیتی ہوں۔"

پانی پی کر وشمہ نے گلاس ٹیبل پر رکھا

"نازو میں جھیل پر جا رہی ہوں۔"

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|...

"بی بی جی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

میں ٹھیک ہوں کچھ دیر میں آ جاؤں گی۔"

جھیل کے ارد گرد دھند چھائی ہوئی تھی ٹھنڈی ہوا جو نہی اسے چھو کر گزری اس نے دونوں ہاتھ آپس میں رگڑے چاروں طرف ہریالی اور درخت تھے پرندوں اور کوئلوں کی آواز ماحول میں ایک دلکش سما باندھ رہی تھی وہ جھیل کے پانی کو دیکھنے لگی جو ہوا سے ہلکا ہلکا جھول رہا تھا۔

"خون وہ لوگوں کا پیتی ہے ڈائن وہ مجھے کہتی ہے کوئی اسے بتائے کہ خود وہ چڑیل لگتی

ہے۔" دیان نے آہستہ سے اس کے گرد بازوں پھیلائے اور اپنا سر اس کے بالوں میں چھپا لیا وشمہ کا سانس رک سا گیا نظریں اب بھی پانی پر تھیں نا جانے کتنے لمحے گزر گئے اس نے اپنے ہاتھ اٹھا کر دیان کے ہاتھوں کو تھاما جن میں وہ قید تھی دیان آنکھیں بند کیے کھڑا اس کا ساتھ محسوس کر رہا تھا۔

"کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے" وشمہ کے آنسو گال کو بھیگوتے ہوئے نیچے گھاس میں جزب ہو رہے تھے۔

"دو دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ آنکھیں صرف تمہیں تلاش کر رہی ہیں، دل صرف تمہارا نام لے رہا ہے۔" وشمہ نے آہستہ سے اس کی طرف رخ کیا دونوں کی نظریں ملی ایک کی آنکھیں نم تھی تو دوسرے کی آنکھیں زور و شور سے برس رہی تھیں وشمہ نے ہاتھ اٹھا کر اس کی گال کو چھوا تو دیان نے اس کے ہاتھ پر اپنے لب رکھے وہ جھٹکے سے اس کے گلے لگ گئی

"دیان کتنا وقت لگا دیا تم نے آنے میں کتنا وقت لگا دیا۔۔۔۔۔۔۔" دیان اس کا سر سہلانے لگا

"تو مس وشمہ نے مجھے یاد کیا" وہ شرارت سے بولا

"ہاں بہت یاد کیا میں نے جب جب اپنے آپ کو دیکھا تب تب تمہیں یاد کیا میری ہر دھڑکن نے تمہیں یاد کیا ہے، میں نے تمہیں خود میں محسوس کیا ہے دیان میں نے تمہیں بہت یاد کیا ہے۔" وہ زور سے اس کے سینے سے لگی بولی جا رہی تھی دیان کے آنسو اس کے بالوں میں جزب ہو رہے تھے

"میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں دیان میرا سفر تم سے ہی شروع ہو کر تم پر ہی ختم ہوتا ہے میری منزل صرف تم ہو میں نے تم سے شادی کسی بدلے کے لیے نہیں کی۔"

"ششششش" دیان نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا

"مجھے کوئی وضاحت نہیں چاہیے مجھے تم پر یقین ہے مجھے معاف کر دو وشمہ مجھے پلیز معاف کر دو میری وجہ سے تم اتنی تکلیف میں رہی میں نے تمہیں بہت ستایا ہے نا جو سزا دو گی مجھے منظور ہے۔"

"سزا تو ملے گی بلکل ملے گی۔۔۔ مجھ سے دور جانے کی بات بھی کیسے کی تھی تم نے۔" پیچھے ہو کر اس نے دیان کے کندھے پر تھپڑ لگایا

"آآااؤچ"

"سوری۔۔۔سوری دیان۔۔۔۔۔سوری درد ہو رہا ہے۔"

"نہیں۔۔۔۔ٹھیک ہوں میں" وشمہ نے آہستہ سے اس کے کندھے پر ہاتھ پھیرا پھر پاؤں اونچے کر کے اپنے لب اسکے کندھے پر رکھے بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ دیان کے لبوں کو چھو گئی

"اب تو بلکل درد نہیں ہو رہا۔" اس کی بات پر وہ مسکرائی

"تمہیں ایک بات بتاؤں وشمہ." ہوا سے اس کے بال اُڑ رہے تھے

"میں نے ترکی کے لیے ویزا اپلائی کیا تھا ہماری ٹکٹس آ گئی ہیں۔"

"کیاااا سچ۔۔۔۔۔" اس کا چہرا خوشی سے کھل اٹھا لیکن پھر ایک دم مسکراہٹ سمٹی آنکھوں میں اداسی آ گئی

"دیان میں نہیں جا سکتی ابھی۔"

"جانتا ہوں۔ ابھی میری وائف کو مکمل آرام کرنا ہے۔"

"تمہیں۔۔۔۔"

"جی مجھے پتا ہے۔" وشمہ کے رخسار لال ہو گئے اس نے مسکراتے ہوئے دیان کے

سینے میں منہ چھپا لیا دیان نے بھی آنکھیں بند کر کے اس کے سر پر اپنا سر رکھ دیا۔

ہوا ان کی گرد جھومتے ہوئے گھوم رہی تھی انہی درختوں کے بیچ دو انجانے راہی ملے تھے اور انہی کے بیچ دونوں مکمل ہو گئے۔۔۔ درختوں پر بیٹھے پرندوں نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا اور محبت کے رنگ تھامے آسمان پر پھیلنے لگے۔

★★★★★★★★★

سفید شلوار زیب تن کیے وہ آئینے کے سامنے کھڑا کف کہنیوں تک موڑ رہا تھا۔

"وشمہ!"

"وشمہ!" دوسری بار ڈریسنگ روم کی جانب رخ کر کے بلایا گیا لیکن جواب ندارد۔

"چڑیل" اب کے بار لبوں پر شرارتی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں تمہارا خون پی جاوں گی اگر اب تم نے مجھے چڑیل کہا تو" وہ غصے سے لال پیلی ہوتی ڈریسنگ روم سے باہر نکل کر کمرے میں آئی۔

"آخر چڑیل ہو یہی کرو گی" وہ آہستہ سے بولا وشمہ سن لیتی تو لازمی آج تو دیان کا بچنا ناممکن تھا۔

ارغوانی رنگ کے سوٹ میں وہ نکھری نکھری سے دیان کے دل میں اتر رہی تھی۔ بال کمر پر جھول رہے تھے اس نے بیڈ سے ڈوپٹہ اٹھا کر گلے میں ڈالا پھر بال بنانے آئینے کے سامنے آگئی دیان پوری طرح آئینے کے سامنے پھیل گیا۔

"ہٹو" وہ جھنجلا کر اس کے سامنے آئی دیان مسکراتا گھوم کر پھر اس کے سامنے آگیا۔

"میں پہلے سے یہاں کھڑا تھا"

"ہاں تو میرا ابھی شیشہ ہے ہٹو یہاں سے" وشمہ نے دونوں ہاتھوں سے دھکا دے کر اسے پیچھے کیا۔

"خون خوار چڑیلوں والی حرکتیں کرتی ہو پھر آگے سے کہتی ہو مجھے چڑیل نہ کہو" دیان نے دایاں ہاتھ اٹھا کر پیشانی سے بال پیچھے کرتے کہا۔

"فضول میں مجھ سے مت الجھا کرو" آدھے بال کیچر میں قید کیے وہ سخت تپی ہوئی تھی۔

دیان نے اس کی کمر کے گرد بازو پھیلا کر تھوڑی وشمہ کے کندھے پر رکھی۔ وشمہ آئینے میں نظر آتے اس کے عکس کو گھورنے لگی۔

"عید مبارک" دیان نے اس کے سر پر پیار کیا۔ وشمہ کچھ نرم پڑی۔

"خیر مبارک۔ تمہیں بھی عید مبارک" اس نے جھک کر جھمکے اٹھائے اور کانوں میں پہننے لگی۔

"اتنے روکھے پھیکے انداز میں ملی جاتی ہے کیا عید؟"

"میں تم سے خفا ہوں" وہ منہ بنا کر بولی۔ دیان نے کندھوں سے تھام کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔ وشمہ رات کو بازار جانا چاہتی تھی لیکن دیان نے منع کر دیا تھا کہ چاند رات کو بازاروں میں رش ہوتا ہے اس لیے کوئی بھی بازار نہیں جائے گا۔

"معافی مل سکتی ہے؟" اس نے وشمہ کی آنکھوں میں جھانکا۔

"بالکل بھی نہیں تم نے مجھے ڈانٹا بھی تھا" محب نثار ہو تو محبوب میں ناز آ ہی جاتا ہے۔

"تم ضد کر رہی تھی"

"ہاں تو مجھے بازار جانا تھا ناں کتنا مزا آتا اور میں کون سا اکیلی جا رہی تھی میرب بھابھی، امل، نوال، بختاور ہم سب نے جانا تھا اور تمہارے علاوہ کسی نے بھی منع نہیں کیا تھا"

"زوستا پر والرم" (مجھے تمہاری پرواہ ہے) دیان نے جھک کر اس کی پیشانی پر محبت کی

مہر ثبت کی۔

وشمہ مسکرائی۔

"تم نے میرے لاڈ اٹھا اٹھا کر مجھے سر پر چڑھا دیا ہے" وہ اس کے سینے سے لگ گئی۔ غصہ غائب ہو گیا تھا۔

"نخری دی ولی نہ پرتا کوم، تو خو زمانازاولی ایی" (لاڈ کیوں نا اٹھاؤں تم میری لاڈلی ہو)" دیان کا پشتو بولنا وشمہ کو بہت پسند تھا وہ بھی اب پشتو سیکھ رہی تھی۔

"میرے پاس پرپل رنگ کی چوڑیاں ہی نہیں ہیں" وہ پیچھے ہوئی۔

"میں لے دوں گا"

"اوکے لیکن اس سے پہلے جیب ہلکی کرو، مجھے عیدی دو" وشمہ نے دایاں ہاتھ اس کے آگے کیا۔

"یار جیب میری ہلکی ہو چکی ہے دیکھو" اس نے جیب دیکھائی جس میں موبائل کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

"بس اب میں پکی والی خفا ہوں" وہ پلٹ گئی اس سے پہلے وہ کمرے سے باہر نکلتی دیان

نے اس کی کلائی پکڑ لی۔

"وشا بہت تنگ کرنے لگی ہو" اس نے قمیض کی بائیں جیب سے والٹ نکال کر وشمہ کے ہاتھ میں دیا۔

"سب کچھ آپ کا ہی ہے جناب" دروازے پر دستک ہوئی تو دیان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

"چھوٹے خان! آغا حویلی سے سب آ گئے ہیں داجی آپ دونوں کو نیچے بلا رہے ہیں" ملازمہ کہہ کر واپس چلی گئی تو وہ دونوں ایک ساتھ نیچے آ گئے آج وقاص خان کی حویلی میں سب کی دعوت تھی۔

****

وشمہ عصر کی نماز پڑھ کر نیچے جانے لگی تھی کہ اچانک نظر بیڈ کے ساتھ پڑے سائیڈ میز پر گئی جہاں ایک کاغذ پڑا تھا۔ باہر فلک گھنیرے بادلوں کی لپیٹ میں آنے لگا۔ وشمہ نے کاغذ اٹھایا۔

"ٹھنڈی ٹھنڈی بارش ہے

پکوڑوں کی خواہش ہے

پہلی ملاقات ہو جائے

اتنی سی خواہش ہے" وشمہ نے حیرت سے تحریر پڑھی وہ بیڈ پر بیٹھ کر بار بار پڑھنے لگی کاغذ الٹایا تو پیچھے لکھا تھا" تمہارا ہیر و دیان" وشمہ مسکرائی۔

"ہیر و صاحب یہ کیا پہیلی ہے" وہ چونکی

"پہیلی"

"دیان جنت کے پتے پڑھ چکا ہے" وہ اچھلی۔ کاغذ آنکھوں کے سامنے کیا۔

""ٹھنڈی ٹھنڈی بارش ہے

پکوڑوں کی خواہش ہے

پہلی ملاقات ہو جائے

اتنی سی خواہش ہے" بادل گرجے تو وہ چونکی باہر رم جھم شروع ہو چکی تھی۔

"بارش۔۔۔۔پکوڑے۔۔۔۔۔پہلی ملاقات"

"ہماری پہلی ملاقات جنگل میں ہوئی تھی" اس نے ذہن پہ زور ڈالا اور پھر جھٹکے سے اٹھی۔ وہ کاغذ بیڈ پر پھینکتی نیچے داجی کو اپنے جانے کا بتانے گئی۔

****

پوری وادی ہلکی بارش کی لپیٹ میں آگئی۔ سر سبز پہاڑ آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا رہے تھے۔ وہ چادر ٹھیک کرتی گاڑی سے باہر نکلی دیان کی گاڑی وہ دیکھ چکی تھی۔ لبوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ ٹھنڈی ہوا نے اسے لپیٹ میں لے لیا۔

چائے اور پکوڑوں کی خوشبوں ماحول میں چھائی ہوئی تھی۔ یہ وہی ڈھابا تھا جہاں دیان اور وشمہ نے پہلی بار ایک ساتھ ناشتہ کیا تھا جب وہ جنگل سے باہر نکلے تھے۔ سارے منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے۔ یہ ڈھابا سر سبز پہاڑ کے درمیان بنا ہوا تھا وشمہ کی نظر ڈھابے کی چھت پر گئی لوہے کی گرل کے ساتھ سفید شلوار قمیض میں ملبوس دیان کندھوں پر بھوری مردانہ شال رکھے دلکشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وشمہ ڈرائیور کی جانب پلٹی۔

"خان بابا آپ جائیں میں دیان کے ساتھ

آجاؤں گی" کہہ وہ آگے بڑھ گئی اور آہستہ سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آگئی۔ اوپر میز اور کرسیاں رکھ کر بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ دیان اور وشمہ کے علاوہ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ دیان نے آگے بڑھ کر وشمہ کا ہاتھ تھاما وہ دونوں ساتھ چلتے گرل کے پاس آگئے اور سامنے دیکھنے لگے۔

درخت اور پودے ہوا سے جھول رہے تھے چاروں سو ایک سرور سا پھیل رہا تھا۔

"سامنے کا منظر بہت خوبصورت تھا پہاڑوں کی چوٹیاں سیاہ بادلوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ وشمہ نے آہستہ سے اپنا سر دیان کے کندھے پر رکھ دیا دونوں کے درمیان خاموشی بولتی رہی۔ پیچھے درخت پر بیٹھے کوئل کے جوڑے نے پیار سے دونوں کو دیکھا محبت مسکراتی ہوئی ان کے گرد جھومنے لگی۔ دیان نے آہستہ سے وشمہ کا ہاتھ پکڑا پھر جیب سے چوڑیوں کا پیکٹ اور گجرے نکالے کر وشمہ کی کلائی میں پہنانے لگا وشمہ مسکراتے ہوئے اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔ چوڑیاں پہنتے ہی وشمہ نے ہاتھ اس کے سامنے ہلایا کلائی میں جچتی چوڑیاں کھنک اٹھیں۔ گجروں کی مہک سی پھیل گئی۔ آواز پر دونوں نے گردن موڑی بیرا چائے اور پکوڑوں کی پلیٹ میز پر رکھ رہا تھا وہ چلا گیا تو دیان وشمہ کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھا۔ یہ ہاتھ عمر بھر کے لیے تھاما تھا یہ ساتھ عمر بھر کا

تھا کوئل محبت کے گیت گاتی فلک پر پروان بڑھنے لگی محبت کے گیت سنتے ہی سر سبز پودے جھولنے لگے۔

****

آسمان پر بادلوں کا بسیرا تھا سورج کی روشنی سے پہاڑوں پر پڑی برف قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی وقاص خان کی حویلی میں جھانکیں تو اوپر دیان کے کمرے کا دروازہ بند تھا چلیں کوئی نہیں ہم کھڑکی سے جھانک لیتے ہیں ہوا سے پردے لہرا لہرا کر اڑ رہے تھے اور وشمہ کمبل میں منہ چھپائے سو رہی تھی تبھی دیان تیار سا ڈریسنگ روم سے نکلا

"وشمہ اٹھ جاؤ۔" شیشے کے سامنے آ کر اس نے کوٹ پہنا اور پھر چل کر اس کے پاس آیا اور کمبل اس کے منہ سے ہٹایا

"وشمہ ہوش ہے بچے کدھر ہیں؟"

"تمہیں بھی پتا ہے وہ کہاں ہیں اب مجھے تنگ مت کرو پلیز زڈائن مجھے سونے دو رات بھی تم نے مجھے بہت تنگ کیا ہے۔ آفس میں کر کے آیا کرو کام میٹنگ تمہاری ہوتی

ہے ساری رات تیاری مجھے بھی ساتھ کرواتے ہو۔" وہ دوبارہ کروٹ لے کر سو گئی

"اب تمہیں ایک ہی انسان بیڈ سے اٹھا سکتا ہے۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے نیچے شاہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

★★★★★★★★★

"عالی یہ تو سو گیا۔" شاہ نے اپنے اوپر سوئے ہادی کے اوپر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے عالیہ کو کہا جو عباد کے پیچھے پیچھے تھی وہ ٹیبل کو پکڑ کر کھڑا ہوتا اور پھر اس پر رکھی چیزیں اٹھا اٹھا کر زمین پر مار رہا تھا

"صبح سے جو جاگ رہا تھا آپ بیڈ پر لٹا دیں۔"

"یہ بھی تو اس کے ساتھ کا جاگ رہا ہے لیکن اس کے اندر کا جن چوبیس گھنٹے ایکٹیو رہتا ہے۔" عالیہ نے فوراً عباد کو اٹھایا وہ ٹی وی کا ریموٹ زمین پر مار رہا تھا شور سے ہادی کسمسایا

"کیوں بھئی شہزادے کیا مسئلہ ہے" شاہ اٹھ کر عالیہ کے پاس آیا اور عباد کو اٹھایا شاہ کی گود میں آتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے شاہ کے بال مٹھی میں جکڑ لیے اور شرارتی

انداز میں چیخنے لگا عالیہ فوراً ہادی کے پاس گئی اور اسے تھپکنے لگی

"ششش کیا ہے عابی بھائی سو رہا ہے نا۔" لیکن وہ چپ ہونے کے بجائے اور زور و شور سے ہنستے ہوئے چیخنے لگا بال کھینچنا عباد خان کا پسندیدہ مشغلہ تھا ہادی کی نسبت عباد شرارتی تھا۔

ڈیڑھ سال پہلے وقاص خان حویلی میں یہ دو ننھے فرشتے آئے تھے جنہوں نے سب کی زندگی میں رنگ بھر دیا تھا وقاص خان حویلی کی رونق، خوشیاں سب ان دو ننھے شہزادوں سے تھی ہادی خان اور عباد خان دیان اور وشمہ کے دو جڑوا سموت جو اپنے ماں باپ کے بجائے باقی سب کے پاس زیادہ پائے جاتے تھے۔

دیان ہلکی سی دستک دے کر کمرے میں آیا۔

"اسلام علیکم"

"وعلیکم اسلام آج اتنی جلدی تیار ہو گئے۔" شاہ نے اسے تیار دیکھا تو پوچھا

"جی چاچو آج ندیم انڈسٹری کے ساتھ میٹنگ ہے۔"

"بابا۔۔۔۔۔" عباد دیان کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا کہ وہ اسے اٹھائے وہ دونوں دیان کو

بباہی کہتے تھے جس پر وشمہ آدھے گھنٹے تک ہنستی ہی رہتی تھی

"لے جاؤ اسے۔ ہادی کو بھی اٹھا دے گا اور وشمہ کو کہو اسے بھی سلا دے فجر سے جاگ رہا ہے۔"

"جی اچھا۔" دیان بیڈ پر ہادی کے پاس بیٹھا اور اس کی گال چومی وہ کبھی بھی دونوں بچوں کو اور ان کی ماں کو دیکھے بغیر کہیں نہیں جاتا تھا

"آؤ بابا کی جان ماما کے پاس چلیں۔" وہ اسے اٹھائے باہر آیا لاؤنج میں بیٹھے دا جی اخبار پڑھ رہے تھے جبکہ بی بی جان اور زنیرہ بی بی باتیں کر رہی تھیں

"ارے یہ جاگ رہا ہے۔"

"مورے آپ کو پتا تو ہے یہ نہیں سوتا۔"

"تم پر ہی گیا ہے تم بھی نیند سے بھاگتے تھے۔" دا جی ہنس کر بولے تو دیان نے مسکرا کر عباد کو پیار کیا اور اوپر کمرے میں آ گیا وشمہ کو جیسا چھوڑ کر گیا تھا وہ ویسی ہی سوئی ہوئی تھی اس نے مسکراتے ہوئے لب دبائے عباد آنکھیں مٹکا مٹکا کر کبھی باپ کو دیکھتا کبھی سامنے دیوار پر لگی تصویروں کو

"چلو شہزادے اپنی ماما کو اٹھاؤ۔" دیان نے آگے بڑھ کر عباد کو وشمہ کے اوپر بیٹھا دیا وشمہ نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں بس پھر کیا تھا وشمہ کے بال عباد کے ہاتھوں میں تھے اور وہ انہیں کھینچ رہا تھا اور زور زور سے ہنس کر چیخ بھی رہا تھا

"مم۔۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔"

"دیاااان یہ کیا حرکت ہے۔۔۔۔۔۔ چھوڑو میرے بال عابی۔" وشمہ فوراً اسے اٹھا کر بیٹھی اور اپنے بال چھڑانے لگی

"عابی میرے بال چھوڑو پلیز۔" دیان کو ہنستہ دیکھ کر وشمہ نے اسے گھورا "تمہیں تو میں چھوڑوں گی نہیں دیان۔" وشمہ نے عباد کو گود سے ہٹا کر بیڈ پر بٹھایا اور اٹھ کر اس کے کپڑے نکالے

"دیکھا میں جانتا تھا بس میرا بیٹا ہی تمہیں اٹھا سکتا ہے۔" وشمہ نے صوفے پر پڑا کشن اٹھا کر دیان کی طرف پھیکا جس کو اس نے کیچ کر لیا وہ اپنے بال پونی میں باندھ کر عباد کے پاس آئی

"اب تمہیں لیٹ نہیں ہو رہا آفس کے لیے۔" وہ عباد کے کپڑے بدل رہی تھی سب

سے زیادہ چڑھ اس کو گندے کپڑوں سے تھی ہادی کے تو دن میں دو بار ہی کپڑے تبدیل ہوتے تھے جبکہ عباد دس دفعہ کپڑے تبدیل کرواتا تھا کیونکہ سکون تو اسے تھا نہیں کبھی کچھ گرا دینا کبھی کچھ۔۔۔۔۔

"اپنی حسینہ کو ایسے روٹھا ہوا تو نہیں چھوڑ کر جا سکتا نا۔" وشمہ نے اسے گھورا

"باتیں مت بناؤ اب۔ ہادی کیا کر رہا ہے."

"سو گیا ہے۔"

"وہ میرا بہت اچھا بیٹا ہے ایک یہ تمہارا بیٹا۔۔۔۔۔" عباد کو کھڑا کر کے وہ اسے مصنوعی گھورتے ہوئے بولی تو اس نے اپنے دونوں ہونٹ رونے کے لیے لٹکا دیے ایسے کرتے وہ بہت معصوم لگتا تھا

"آآاااامیرا بے بی ماما مزاق کر رہی تھی میرا یہ بیٹا بھی بہت اچھا ہے۔" وشمہ نے اسے گلے لگایا

"ابھی دودھ پی کر میرا بے بی سو جائے گا ٹھیک ہے۔" دیان نے آگے ہو کر عباد کو پیار کیا پھر وشمہ کے سر پر پیار کر کے اٹھ گیا

"پیکنگ کر لینا۔۔۔۔۔۔ جلدی آجاؤں گا۔ اللہ حافظ "

"اللہ حافظ خیال رکھنا اپنا۔ "

"وشہ"

"ہوں"اس نے گردن موڑ کر دروازے کی طرف دیان کو دیکھا

"تہ زمہ پہ زڑہ کہ دہ درازاری پہ زے دراز یگے۔۔"وہ مسکرائی

"سیم ٹو یو۔"

★★★★★★★★★★

" یہ لیں داجی گرما گرم نوڈلز۔۔۔اب جلدی سے کھا کر بتائیں کیسی بنی ہیں۔"اس نے پیالہ وقاص خان کے سامنے کیا اور ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئ وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ عباد بلاکس سے کھیلتے ہوئے زنیرہ بیگم کے ہاتھوں سے cerelac کھا رہا تھا جبکہ ہادی قالین پر بیٹھا خود چمچ منہ میں لیجانے کی کوشش کر رہا تھا جو کہ منہ میں تو نہیں ہاں البتہ cerelac فرش کی نظر ضرور ہو رہا تھا۔

"خود تو کھاتی ہی ہے ساتھ داجی کو بھی اسی میں لگا دیا ہے۔"عالیہ نے وشمہ کو دیکھتے

ہوئے کہا تو بی بی جان مسکرا دیں

"بہت مزے کی بنی ہیں۔" داجی نے مزے سے کھاتے ہوئے تعریف کی اور پھر وشمہ کے سر پر پیار کیا۔ ہادی پلیٹ اٹھا کر اپنے ننھے ننھے قدم اٹھاتا وشمہ کے پاس آنے لگا

"مما۔۔۔"

"دھیان سے میری جان۔" وہ لڑکھڑایا تو بی بی جان ڈر کر بولیں

"مما۔۔۔"

"جی ماما کی جان۔۔۔" وشمہ نے اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا

"مما۔۔۔مم" اس نے سر سے اشارہ کرتے پلیٹ الٹا دی اس کا مطلب تھا کہ ماما ختم ہو گیا۔

"اللہ۔۔۔۔" وشمہ نے سر پر ہاتھ مارا جبکہ باقی سب ہادی کے اتنے پیارے انداز پر اس کے صدقے واری جا رہے تھے۔

"یہ کیا کیا آپ نے" وشمہ نے اسے گود میں اٹھاتے نیچے گری پلیٹ کی جانب اشارہ کر کے پوچھا

"مم۔۔۔" وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا تو وشمہ ہنس دی

"گندا بچہ چلو آؤ منہ ہاتھ دھوئیں۔" وہ اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھ گئی اور دا.جی پیار سے اسے دیکھتے رہے اس سارے عرصے میں وشمہ اور دا.جی ایک دوسرے کے بہت قریب ہو گئے تھے دونوں ایک ساتھ بیٹھ کر ڈھیروں باتیں کیا کرتے، لڈو کھیلتے، اکھٹے چہل قدمی کے لیے جاتے۔۔۔۔۔ اور ان کو دیکھ کر دیان منہ بسور کر بولتا تھا

"چڑیل تم نے میرے دا.جی مجھ سے لے لیے ہیں۔" اس کی بات پر دا.جی اور وشمہ ہنس دیتے تھے۔ اور ثابت ہوا جیت محبت کی ہی ہوتی ہے ہاں اس راہ میں مشکلات ضرور آتی ہیں لیکن وہ وقتی ہوتی ہیں۔ آخر کار وشمہ کی محبت جیت گئی تھی فتح محبت کا مقدر بنی تھی۔ رشتہ وہی کامیاب ہوتا ہے جسے محبت سے نبھایا جائے۔ نفرت، انا اور تکبر صرف گھاٹے کا سودا ہے۔

★★★★★★★★★

شام کے سائے لہرانے لگے تھے موسم بہت ہی خوبصورت تھا عالیہ عباد اور ہادی کو ہوٹل کے لان میں لے آئی تھی وہ دونوں اب بال سے کھیل رہے تھے اور عالیہ بینچ پر بیٹھ کر مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ رہی تھی تبھی شاہ دونوں ہاتھوں میں کافی کا کپ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poems|Poetry|Interview

تھامے اس کے ساتھ آکر بیٹھا ان کے علاوہ وہاں کوئی نہیں تھا شیشے سے اندر جھانکیں تو ترکش ویٹرز اپنے کام میں مگن تھے شاہ نے ایک کپ عالیہ کو پکڑایا۔ آدھا گھنٹہ پہلے ہی انہوں نے دیان اور وشمہ کو گھومنے کے لیے باہر بھیجا تھا عالیہ نے آہستہ سے شاہ کے کندھے پر سر رکھ دیا دونوں مسکرا کر ننے شہزادوں کو دیکھ رہے تھے کچھ محبتیں عمر بھر کے لیے ہوتی ہیں شاہ اور عالیہ کی محبت بھی ایسی ہی تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ پروان چڑھ رہی تھی۔

★★★★★★★★★

شام ہوتے ہی استنبول شہر روشنیوں میں نہا گیا وہ دونوں ساتھ قدم سے قدم ملا کر باسفورس برج پر چل رہے تھے پیدل چلنا وشمہ کی ہی خواہش تھی۔۔۔۔۔ بلیک جینز پر بلیک کوٹ پہنے جیل سے سیٹ کیے بال وہ بہت جاذب نظر آرہا تھا دوسری طرف وشمہ بھی لانگ بلیک کوٹ میں موجود تھی قدرتی بھورے بال کوٹ کی پشت پر بکھرے ہوئے تھے پل روشنیوں کی وجہ سے بہت خوبصورت لگ رہا تھا وہ دونوں رک کر باسفورس کا عظیم الشان سمندر دیکھ رہے تھے دیان نے آہستہ سے اس کے گرد بازو پھیلایا وہاں سے ایک شپ گزر رہا تھا۔۔۔

"آئی لو یو سو مچ دیان۔"

"اب کسی ناول ہیرو کو تو پسند نہیں کرتی نا؟"

"ہاہاہاہاہاہا تم جیلس ہوتے ہو" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی

"تو کیا نہیں ہونا چاہیے" دیان نے منہ بسورا

"میری محبت۔۔۔۔ میری چاہت۔۔۔۔ میرا مان۔۔۔۔۔ میری زندگی صرف تم ہو۔۔۔ وشمہ صرف دیان کی ہے۔" اس نے اپنا سر دیان کے سینے پر رکھا دیا اتنے پیارے اظہار پر دیان مسکرا دیا۔ دونوں سامنے افق پر دیکھ رہے تھے سمندر کی لہروں پر سے ہوا سرسراتے ہوئے گزر رہی تھی دور سمندری بگلوں کا غول پھڑ پھڑاتے ہوئے ان کے سامنے سے گزرا دونوں مسکراتے ہوئے چل پڑے دیان کا بازو ابھی بھی وشمہ کے گرد تھا وہ جھک کر مسکراتے ہوئے اس کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا وشمہ کے بال اڑ اڑ کر اس کے کندھے کو چھو رہے تھے۔

میری زندگی۔۔۔

تمہاری زندگی۔۔۔

یونہی ایک ساتھ تمام ہو۔۔۔۔

★★★★★★★★★

❤ ختم شدہ ❤

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews